

شاد باش و شادوی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تونے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

فیضانِ دیوبند

تقدیم

شاہ ولی اللہ
مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

تالیف

ترجمانِ اہلسنت و کلیلِ دیوبندیت

علامہ محمد حنیف قادری

الجامعۃ العربیہ اسلامیۃ العلوم
گلشن اقبال کراچی

شاد پاشی و شاد دہلی آئے سرسبزیت و بچہ
 جلد میں تو کئے تیرا اہل و عیال کا

ایشیائی عظیم اسلامی بچہ نورانی دارالعلوم و بچہ ہند کا علمی اور دینی فیضان

المعروف

فیضانِ دیوبند

تالیف

سید محمد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

تأثر

الجامعۃ العربیہ بن العلوم
 مجلس اہل حق و خیرہ دینی و علمی

بعد حقوق بحق باشرکت ہیں

| | |
|----------|---|
| نام کتاب | فیضانِ دہلی |
| نام مؤلف | ترجمانِ اہلسنت، علامہ سعید احمد قادری صاحب |
| کچھ زعم | دارالقلمیت جامعہ عربیہ حسن العلوم |
| نمبر جلد | دوبنیم اشرف (دارالقلمیت جامعہ عربیہ حسن العلوم) |
| تعداد | ۱۰۰۰ |
| ناشر | شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ حسن العلوم |
| | گلشن اقبال، لاہور، غیرہ گروہی |

کارِ نیک کرام کی خدمت میں گزارش

ہم نے کتابت کی فہم میں حق الوحی بڑی احتیاط کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذلت سے امید ہے کہ اب اس میں کوئی غلطی نہ ہوگی نیز ہمیں انسان انسان ہے اور ہر جسم کی غلطی سے نہ کہ کتاب صرف قرآن کریم ہے اس لئے کارِ نیک کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کتابت کی غلطی یا کوئی غلطی غلطی رہ گئی ہو تو ہمارے پتہ پر فرمائیں ان شاء اللہ اس کی حوصلہ ملائی کی جائے گی۔

ضروری اعلان

کافی راہیں آیت آف پاکستان کے تحت اس کتاب کو بغیر ادارہ جامعہ عربیہ حسن العلوم گلشن اقبال کراچی کی باضابطہ اجازت کے بغیر کوئی شخص اور کوئی ادارہ شائع نہ کرے، اور نہ ہی اس کا کوئی ترجمہ کرے، اور نہ ہی اس سے کسی حصے یا جزا اضافہ کرے اس کتاب کا حوالہ دینے بغیر نقل کرے، ورنہ تمام تر ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں، اور ادارہ ناشر سے باضابطہ اجازت لینے بغیر اس کتاب کے شائع کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

ادوار کتاب فیضان دہلوی کے لکھوائے اور نشر، اشاعت کی یعنی کہ اس کتاب کے بارے میں ہر قسم کی تمام تر ذمہ داری ادارہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ حسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر ۲۷ نے قبول کی ہے لہذا ہر قسم کے رابطہ ادارہ نشر و اشاعت سے کیا جائے۔

منجانب ادارہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ حسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر ۲۷

نمبر شمار

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

| | |
|----|------------------|
| ۱۳ | (الف) تالیف |
| ۱۴ | (۱) انجیل مجید |
| ۱۵ | (۲) تفسیر تورات |
| ۲۲ | (۳) تفسیر تورات |
| ۲۳ | (۴) تفسیر تورات |
| ۲۴ | (۵) تفسیر تورات |
| ۲۵ | (۶) تفسیر تورات |
| ۲۸ | (۷) تفسیر تورات |
| ۲۹ | (۸) تفسیر تورات |
| ۳۰ | (۹) تفسیر تورات |
| ۳۱ | (۱۰) تفسیر تورات |
| ۳۲ | (۱۱) تفسیر تورات |
| ۳۳ | (۱۲) تفسیر تورات |
| ۳۴ | (۱۳) تفسیر تورات |
| ۳۵ | (۱۴) تفسیر تورات |
| ۳۶ | (۱۵) تفسیر تورات |
| ۳۷ | (۱۶) تفسیر تورات |
| ۳۸ | (۱۷) تفسیر تورات |
| ۳۹ | (۱۸) تفسیر تورات |
| ۴۰ | (۱۹) تفسیر تورات |
| ۴۱ | (۲۰) تفسیر تورات |

- (۳۱) آستان عالیہ دارہ شریف کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹو صاحب کی تصویب
- (۳۲) خلیفہ اعلیٰ حضرت نے مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا ذکر
- (۳۳) خلیفہ امجد حضرت مولوی محمد خضر الدین رشتوی کا ذکر
- (۳۴) آستان عالیہ سیال شریف کا ذکر
- (۳۵) آستان عالیہ چشتیاہ میر شریف کا ذکر
- (۳۶) آستان عالیہ دہلی شریف کا تقریب
- (۳۷) ملا بلا سید احمد علی بیک نے ملا محمد گبر کے ۲۰۰ سال کی ایک تحفہ
- (۳۸) ملا محمد سعید دہلوی نے ملا محمد گبر سے دہلی کی ایک اور تحفہ بھی
- (۳۹) آستان عالیہ سیال شریف کے سابق خلیفہ مولانا محمد کاکڑ
- (۴۰) آستان عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا ذکر
- (۴۱) آستان عالیہ دارہ شریف ضلع جھنگ کا ذکر
- (۴۲) آستان عالیہ امان شریف ضلع تروات کا ذکر
- (۴۳) آستان عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ کا ذکر
- (۴۴) مولوی محمد امجد علی شیدا کا ذکر
- (۴۵) آستان عالیہ نقشبندیہ رحمانی دارہ شریف کا ذکر
- (۴۶) آستان عالیہ شرق پور شریف کے خلیفہ مولانا محمد علی شری
- (۴۷) آستان عالیہ میر شریف کا ذکر
- (۴۸) حضرت مولانا نقشبندیہ رحمانی دارہ شریف کا ذکر
- (۴۹) آستان عالیہ شرق پور شریف کے ایک خلیفہ کا ذکر
- (۵۰) مولانا علی محمد شریف کا ذکر
- (۵۱) مولانا علی محمد شریف کا ذکر
- (۵۲) مولانا علی محمد شریف کا ذکر

- (۸۵) مولوی محمد ابراہیم مہتابی کا ذکر ۳۵۰
- (۸۶) مولوی مفتی محمد امجد علی خاں کا ذکر ۳۵۸
- (۸۷) مولوی ڈاکٹر حبیب الرحمن بقی کا ذکر ۳۵۹
- (۸۸) مولوی سلطان انصام قادری کا ذکر ۳۶۰
- (۸۹) مولوی مولوی جانی سعید احمد سری کوٹی لہوری کا ذکر ۳۶۱
- (۹۰) مولوی سید نصیر الدین صاحب سلطان پوری بٹولی کا ذکر ۳۶۲
- (۹۱) مولوی مفتی محمد امجد احمد بیگلوں کا ذکر ۳۶۳
- (۹۲) مولوی سید حفصہ صدیقی میرٹھی کا ذکر ۳۶۴
- (۹۳) مولوی مفتی جعفر رومی کا ذکر ۳۶۵
- (۹۴) مولوی علامہ احمد کا ذکر ۳۶۶
- (۹۵) مولوی محمد امجد علیہ کا ذکر ۳۶۷
- (۹۶) مولوی شامیہ ارجیسرانی کا ذکر ۳۶۸
- (۹۷) شیخ الہام محمد امجد علیہ کا ذکر ۳۶۹
- (۹۸) مولوی محمد مفتی الدین قصوری کا ذکر ۳۷۰
- (۹۹) مولوی محمد امجد علیہ بٹولی کا ذکر ۳۷۱
- (۱۰۰) مولوی محمد عارفی زبیر بٹولی کا ذکر ۳۷۲
- (۱۰۱) مولوی محمد امجد علیہ بٹولی کا ذکر ۳۷۳
- (۱۰۲) مولوی سعید آبادی ڈاکٹر علامہ رفیق الحق بٹولی کا ذکر ۳۷۴
- (۱۰۳) مولوی مفتی سعید مسعود علی بٹولی کا ذکر ۳۷۵
- (۱۰۴) مولوی بیگم مفتی بٹولی کا ذکر ۳۷۶
- (۱۰۵) مولوی بیگم شامیہ صاحب کا ذکر ۳۷۷
- (۱۰۶) مولوی علامہ مفتی الدین بٹولی کا ذکر ۳۷۸

- ۱۲۳۰ (۱۲۳۰) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۱ (۱۲۳۱) مولوی نور الدین کلاںی
- ۱۲۳۲ (۱۲۳۲) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۳ (۱۲۳۳) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۴ (۱۲۳۴) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۵ (۱۲۳۵) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۶ (۱۲۳۶) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۷ (۱۲۳۷) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۸ (۱۲۳۸) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۳۹ (۱۲۳۹) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۰ (۱۲۴۰) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۱ (۱۲۴۱) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۲ (۱۲۴۲) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۳ (۱۲۴۳) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۴ (۱۲۴۴) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۵ (۱۲۴۵) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۶ (۱۲۴۶) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۷ (۱۲۴۷) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۸ (۱۲۴۸) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۴۹ (۱۲۴۹) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۰ (۱۲۵۰) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۱ (۱۲۵۱) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۲ (۱۲۵۲) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۳ (۱۲۵۳) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۴ (۱۲۵۴) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۵ (۱۲۵۵) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۶ (۱۲۵۶) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۷ (۱۲۵۷) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۸ (۱۲۵۸) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۵۹ (۱۲۵۹) مولوی محمد شمس الدین کلاںی
- ۱۲۶۰ (۱۲۶۰) مولوی محمد شمس الدین کلاںی

(۱۲۹) مولوی محمد شمس الدین کا ذکر

۳۹۰

(۱۳۰) مولوی مفتی محمد علی خان، مولوی کا ذکر

۳۹۲

(۱۳۱) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۳

(۱۳۲) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۴

(۱۳۳) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۵

(۱۳۴) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۶

(۱۳۵) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۷

(۱۳۶) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۸

(۱۳۷) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۳۹۹

(۱۳۸) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۰

(۱۳۹) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۱

(۱۴۰) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۲

(۱۴۱) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۳

(۱۴۲) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۴

(۱۴۳) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۵

(۱۴۴) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۶

(۱۴۵) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۷

(۱۴۶) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۸

(۱۴۷) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۰۹

(۱۴۸) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۱۰

(۱۴۹) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۱۱

(۱۵۰) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۱۲

(۱۵۱) مولوی محمد علی، مولوی کا ذکر

۴۱۳

۵۱۵

- ۵۱۲ (۱۵۱) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۱۷ (۱۵۲) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۱۸ مولوی (۱۵۳) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۱۹ (۱۵۴) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۲۱ (۱۵۵) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۲۳ (۱۵۶) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۲۵ (۱۵۷) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۲۷ (۱۵۸) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۲۹ (۱۵۹) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۱ (۱۶۰) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۳ (۱۶۱) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۴ (۱۶۲) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۵ (۱۶۳) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۶ (۱۶۴) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۷ (۱۶۵) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۸ (۱۶۶) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۳۹ (۱۶۷) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۰ (۱۶۸) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۱ (۱۶۹) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۲ (۱۷۰) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۳ (۱۷۱) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۴ (۱۷۲) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۵ (۱۷۳) مولوی شمس الدین کا ذکر
- ۵۴۶ (۱۷۴) مولوی شمس الدین کا ذکر

- ۵۵۰ (۳۷۱) کان علم و بیاد کی حفاظت
- ۵۵۱ (۳۷۲) سید شاد علی کی صاحب کی حق گوئی
- ۵۵۲ (۳۷۳) علم و دانش کی تعلیم و بیاد کا مقام
- ۵۵۳ (۳۷۴) مولوی دلی احمد بڑا روٹی کا آگرہ سے
- ۵۵۴ (۳۷۵) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۵۵ (۳۷۶) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۵۶ (۳۷۷) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۵۷ (۳۷۸) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۵۸ (۳۷۹) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۵۹ (۳۸۰) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۶۰ (۳۸۱) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۶۱ (۳۸۲) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۶۲ (۳۸۳) مولوی دلی احمد کی شہادت
- ۵۶۳ (۳۸۴) مولوی دلی احمد کی شہادت

انتساب

یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر و برکت قبول فرمائے اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی قبولیت ہو اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر و برکت قبول فرمائے اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی قبولیت ہو اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر و برکت قبول فرمائے اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی قبولیت ہو اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔

نوٹ: یہ کتاب صرف مسلمانوں کے لیے ہے۔
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی قبولیت ہو اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر و برکت قبول فرمائے اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔
 اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی قبولیت ہو اور اس کے مصنف کو اس کی سعادت نصیب فرمائے۔

انکسار تشکر

بندہ تاجپنہ نمونہ سلف، ناشر عقیدۃ الاکابر، رشیع ربیع، اسلام و مقتدا، انا سرشیع العلوم بخزن الیوم مکی الریہ
ماقی البیدۃ الظلماء، استاذ العلماء، سند العلماء، رئیس المکتبین، الشیخ الجلیل، اسلام ہے نایم البعدا کے اسلام
عضوۃ السلی، جامع البعدا، استاذ العلماء، سند العلماء، رئیس المکتبین، الشیخ الجلیل، اسلام ہے نایم البعدا کے اسلام
حضرت مولانا مفتی

محمد زرولی خان صاحب امت برکاتہم و فیہم

رئیس و مؤسس الجامعۃ العربیۃ الحسن العلوم بکشتن اقبال گراہی

کا خلوص دل سے شکر یہ اور اگر تانہوں اور ان کے لیے دعا گو یوں کہ جن کی دعاؤں اور غلبہ
تھاؤں سے یہ کتاب ربیع رشیع سے آراستہ ہو کر مضر عام پڑ آئی ہے۔

خادمہ اہلسنت والجماعت علامہ ابو یوسف

سعید احمد قادری علی مد

فیضانِ دیوبند ! ایک تحریر، ایک تحریک

شیخ الحدیث والکلمہ مولانا خلیفہ محمد زکریا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله جل وعلا، وعلی الله وسلم علی رسولہ المصطفیٰ ونبیہ المجتبیٰ وعلی وحی السماء وعلی آلہ البقیاء واصحابہ الاتقیاء الضل الخلاق بعد الانبیاء ویرثہم القندی وبآثارہم القنی من التفسیرین والمحدثین والفقہاء الی یوم الحواء اما بعد!

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله من التلیف الرحیم

”کشمیرۃ طیبۃ اصلہا ثابِت وقرعہا فی السماء“ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۴)

حق تعالیٰ شانہ نے سب سے پہلے ۱۱ احسان جن جن اور اس پر ایمان والہ افعال کی ہدایت کی شکل میں فرمایا کہ اللہ یمن علیکم ان ہذا حکم فیہ یسعان ان کتم صدقین (سورۃ حجرات آیت ۱۷) اللہ یہ احسان دوسرے جن جنوں سے اُن آیت کے لئے کمالِ ربی اور معراجِ نبیات نامہ سے ایک انبیاء علیہم السلام کی پشت اور دوسرے وحی کا نزول ”وکیف تکلمون والہم لیس علیکم ایات اللہ وفیکم رسولہ“ (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰) حق تعالیٰ شانہ نے ہر دور اور ہر زمانے میں فیضانِ ہدایت کے لئے ایسے کامل بندے انبیاء علیہم السلام بھیجے

[illegible]

جیسی مٹکلی سے بڑا ہے بھئی جیسی ۱۵۷ اور ۱۵۸

روح بعد ازیں مسلمہ حقیقت ہے کہ ہم ۱۱ احکامات حضرت مولانا اثری علی قلی قلی رحمۃ اللہ علیہ کا تحکیمات مقام
مستحب اور کثرت تصانیف کا ایک مختصر منہ خطیب البند اور مجاہد آزادی حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
رحمۃ اللہ علیہ کی عمر یاقینی اور شیریں اور دہرہ خطیب - شریک و بدعت کے گھمسانوں کو فضا میں بکھرنے کیلئے اور
اعلم و روح بعد ازیں مولانا علی قلی قلی رحمۃ اللہ علیہ کی لاکھوں خطبات اور بیان کی قوت اور
شرکت کے خلاف اس کا سیلاب خطیبیہ پائستہ ۱۱ خطبات القامی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے کمال بیان اور تفسیر الہام
کے فقر و درویشی کے ساتھ مولانا محمد الطہور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ہر باطن اور ہر فہم و بین کو اس کے انعامات
پہنچانے والے نام اہلسنت و اہلجماع و روح و بدعتی الخضر علیہ السلام حضرت مولانا محمد سر فرات خان صاحب
مستندہ لفظ اور ہر باطن کو اور ہر کھلم کو بکھرین فقہ اور معاویہ کو عموماً ہر گھون کرنے والے عالم مناظر حضرت مولانا
محمد اسحاق صاحب اولاذ ولی (رحمۃ اللہ علیہ) و علیہ جیسے شاہ شخص لال و گل میں جن کی دامن میں بڑی شیریں اور
حقیقت سے لبریز ہیں۔

گو میں رہا رہتی تھیں اپنے اپنے گھر

لیکن احمدی یار سے منافق نہیں ہر

اور اس کے چار دہائیوں میں بہت سی حکومتیں قائم ہوئیں۔ جہاں وہ رہے وہاں انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور میں افسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔

ان میں چند گئے تھے علامہ ایتھلی تھے جو علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد جب اپنے معاشرے میں قدم رکھا تو رسم و رواج کے ماحول سے ایسے متاثر ہو گئے کہ بچائے حافی تو حید و سنت کے حافی شرک و بدعت و بائبل تو حید و سنت کے حافی بن گئے اور تمام بڑے بڑے مذہب و سب اسلام کے چوتھے حافی اور تو حید و سنت کے آب حیات بن گئے۔ مگر سچو راہ کے حافی قرآن و احکام سے کھڑے نہ تھے۔

اسلامی مدارس و خانقاہوں نے پورے ملک کا دورہ کر کے سروسے، پورے کی صورت میں شائع کی جس میں اگر اس قدر رکاوٹوں کی دو پٹریوں میں نہیں لے دیں تو یہ نہ مکتب کے مدارس کی کوئی تاریخی مقام رہا ہے۔ کیونکہ ان کا انداز اور اس کے تنظیم و سب سے زیادہ اونٹ اور پتہ دیو سے اور فرقہ وارانہ تعصب اور تشدد سے پاک ہے۔ علماء دیوبند کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے جو ان کا امتیازی وصف ہے کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کو محض سکا کر نام پر ہی مانع اور اوجھل امت کو مفضل راہ کو نہ گروہات امت کا علم اللہ نے صراطِ مستقیم کا حوزہ ہیں۔ وہ تشدد اور فرقہ وارانہ کشمکش کے خلاف اور مسئلہ ملواری ہیں جیسا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران تمام مسلمان فرقوں کے مابین اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی جو شاندار مثال علماء دیوبند نے پیش کی ہے۔ یہ سلیج میں کوئی بھی دوسری دینی اور سیاسی جماعت ایسی نہیں ملے گی جس کی مثال پیش کر سکتے ہیں۔

خواتین کے لئے کتب و فتاویٰ دیوبند تالیف محترم ہاکرم حق بنیان حضرت علامہ سعید احمد رضوی صاحب کی کاوش ہے جس میں انہوں نے بڑی عرق ریزی سے ان علماء کا تعارف پیش کیا ہے جو کہ بڑی علمی کتبہ فکر سے تعلق رکھنے کے باوجود دارالعلوم دیوبند کی بلندیِ علم کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے حاشیہ انوار کے عمدہ بھلا لگے، انجند ان دور میں ان کے اعلیٰ حضرت بھی قید حیات تھے اور اعلیٰ حضرت کے والد بھی زندہ تھے لیکن اس زمانے میں بھی اور بڑے زمانے میں علماء دیوبند ہی علم کا معیار رہے ہیں۔ یہ موصوف کی یہ ایک جامع اور مفید تالیف ہے جسے انہوں نے جسے عمدہ انداز میں مرتب کیا ہے جو کہ یقیناً حضرت دیوبند کی کتب فکر کے تمام اثرات کے لئے ایک اصولِ اخذ ہے ہم علموں والے سے خاص طور پر مددگار ہونے کی وجہ سے ہیں اور ان کے حق میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں درجہ عطا فرمائے اور ان کی ان محنت اور کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے اور حق تعالیٰ ان کو جزائے عطا فرمائے۔ اس کتاب کو اس لئے قاریوں کو بتاتے ہیں۔ آمین

وہدلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

وجہ تسمیہ دیوبند

دیوبند کی وجہ تسمیہ میں اہل کی تعداد، مختلف روایتیں، زبان کی بانی جیوہ (۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیوبند کو پہلے "دیوبندی داس" کہتے تھے کیونکہ یہاں پر سندھی و بھٹی کا ایک مسند معروف ہے "دیوبندی کنڈ" اور ایک بلخ موسوم ہے "داس" واقع ہے۔

(۲) چند تفسیر نگاروں نے بطور سادہ روایت دیوبندی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھا ہے کہ وجہ تسمیہ قصہ میں بہت سی روایتیں ہیں اور ان میں قصہ سے زمین خریدنے والی اس وجہ تسمیہ کے معنی ہوئے ہیں کہ پہلے اس موقع پر غلطی واقع ہوئی تھی اس لیے اس موقع پر "داس" اس موقع پر واقع ہے ان دونوں مکانوں کے سبب سے دیوبند نام پڑا۔ دیوبندی کنڈ اور دیوبندی داس "اس موقع پر واقع ہے ان دونوں مکانوں کے سبب سے دیوبند نام پڑا۔ دیوبندی کنڈ اور دیوبندی داس "اس موقع پر واقع ہے ان دونوں مکانوں کے سبب سے دیوبند نام پڑا۔

(۳) بعض کا قول یہ ہے کہ "حضرت سیدان علیہ السلام نے اس کے کھد میں دیوبند کو بنوایا ہے اس واسطے دیوبند نام پڑا اس واسطے کہ اس میں "دیوبندی" یعنی اپنے اور ذاتی "حق" "بلخ" سے ہے تاریخ سہارنپور صفحہ ۱۶۰۔

(۴) بعض لوگ اس بیان کی تردید کرتے ہوئے کہ ایک وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "ایران کے آریہ لوگوں نے ہندوستان میں آکر اپنے "داس" کا اطلاق اعلیٰ اور نیچے کیا تھا چنانچہ یہی الفاظ ہندوستان میں آکر بعد "داس" بن گئے۔

یہ وجہ تسمیہ کی تاریخ سے محض یہ ہے کہ "اس میں آریہ نسلوں نے ہندوستان آ کر یہاں کے اعلیٰ یا نیچے کو لکھنے میں آریہ اور "داس" سے جو "داس" بن گئے ان لوگوں اور دیوبندیوں میں ہر دو کا "داس" بن گیا۔

یہاں آیت تفسیر بھی راجحان و متوجہ کے زمانہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ سلطان بیکہ رشاد کے عہد میں مسلمانوں کو ہمارے قدیم عمارت کو مسودہ کر کے ان کو نوچنے اٹھانے کا قہر کرایا تھا۔ حسن خان کے مرنے کی شہادت سے قبل یہ مقام اب تک حسن کو چکا رہا ہے۔ اس قلعہ کے متعلق آئین اکبری میں ہے کہ

”دیو بند قلعہ از قلات پختہ وادہ“ (آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۱۳۳)

تفصلاً وراں کی مواراں کا اب کوئی نشان نہیں ملتا صرف ایک اونچا مقام ہے جس پر کیا وہ قلعہ کی جگہ ہمارے قلعہ کی تحصیل عمارت جھلی، دھڑ، جھڑی، ڈاکا، اسکول ہے۔ اس قلعہ کے ایک کونے کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ اسی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں راجہ کو قید کیا گیا تھا اہل دیوبند نام مشہور ہو گئے۔ محقق از حیات عثمانی

نوٹ۔ دیو بند نام کی یہ تفسیر تاریخ دار العلوم دیوبند صفحہ ۵۳ از سید محبوب بخسلی من اشاعت دارالاحیاء ۱۹۸۹ء اور قادیان دار العلوم دیوبند جلد ۱ صفحہ ۸۶، ۸۷ مطبوعہ کراچی اور دیوبند کی اطلاع فرمائی۔

ہر سہ کی بجائے دارالعلوم

دارالعلوم دیوبند شروع شروع میں جب دارالاسلامی عربی دیوبند کے نام سے ۱۲۰۰ھ میں دارالعلوم ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا اطلاق عموماً اس تعلیم کو ہوتا ہے جس میں جمیع علوم و فنون و تصانیف اعلیٰ تعلیم دینی چاہے ہوا اور علوم و فنون کے مابین امتداد کی بنیاد طلبہ کی تکمیل علم و فن کے لئے موجود ہو دارالعلوم اور عہدہ دینی ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں اس تعریف کے لحاظ سے تو یہ، رشتہ دینی سے دارالعلوم کو مگر یہ لفظ اس وقت تک استعمال نہیں کیا گیا جب تک دارالعلوم نے علم بشریہ اور علوم معنویہ کا مناسب اور ضروری تناسب طلبہ کو نہیں کیا اور جب ملک میں جا بجا اس کی تائید قائم ہو گئی اور عام طور پر اس کی تعلیم کو مستعمل مان لیا گیا اور علمی حلقوں میں اس کی مرکزیت تسلیم کی جائے گی تو آج صفر ۱۴۰۰ھ کو ہمارے عام کے موقع پر حضرت مولانا محمد یعقوب خان قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اس سے آئیائے ہمارے کچھ سال اس درجہ میں کہ دارالعلوم کچھ ہے فقیر و فوہی پورہ اور اس تصور سے عرصے میں اسلام اور اہل اسلام کو بے شک قطع ہو چکا ہے بے اختیار اس

دیوبند

شاہدش و شہداء ہی اس سر زمین ادب و
 ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
 ملت بیچارہ کی عزت کو لگے چار چاند
 و حکمت بظاہر کی قیمت کو لیا تو نے وہ چند
 ام تیرا ہا مسمیٰ، شرب تیری ہے پناہ
 وہ استبداد کی گراں ہے اور تیری کند
 تیری راحت پر ہزار اقدام ہو جاں سے تار
 قرن اول کی خبر الٹی تری الٹی ذوق
 تو علمبردار حق ہے، حق تمہارا ہے ترا
 نیک باطن سے بانی نکلا نہیں تجھ کو گزند
 ہار کر اپنے مقدمہ ہے کہ تیری خاک کو
 کر لیا اللہ عالمان و دین قیم نے بلند
 جان کر رہے ہیں جو ہوں کبیرہ ہند پر خدا
 حق کے دستے ہے کتا دیا ہے جو لیا ہند ہر
 کلمہ یا جس کے آگے ہاربا نکلی کا حق
 جس طرح بظلمت قوس ہے اقص کرتا ہے چند
 اس میں قائم ہوں کہ اور ستارہ کہ محمود حسن
 سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجند
 گرمی بظاہر تیری ہے حسین احمد سے آج
 جن سے پرچم ہے روایات ملت کا سر بلند

مدح طیب

وہ طیب ہے نہ سزا دہی میں اجر ہے صاحب شوقی (مرتبہ و مقبول)

بھلا ہے نہ دارالعلوم اسلامیہ دہلی (کارکنی الامور)

| | |
|---|--------------------------------------|
| آپ اپنے کام کے ہر طور سے مستعد ہیں | آپ بہ صورت ہیں آپ بہ طریقہ اخلاق ہیں |
| آپ کی تقریر میں ایجاد تھی البتہ | آپ کی تحریر ہے دقت فہم و مامری |
| آپ کی ترقی تھی جامع الاوصاف ہے | آپ کا حسن عمل انمول ہے |
| گیدہ دیکھ ہے آپ ہیں اس دور میں ملت پناہ | ایشیاء میں فطرت علم و عمل کی درگاہ |
| آپ پر نازاں ہے روح کام و محمود آتی | آپ سے ان دور میں آج سے ملت کا مزاج |
| حالموں میں آپ کا ممکن نہیں کوئی جواب | آپ سے شک وہے انہماک و الاہتمام |

آپ کا تقویٰ فرشتوں سے فزوں پاتے ہیں ہم

آپ کے صدق و دیانت کی قسم کھاتے ہیں ہم

مرقع عقیدت

الاعتراف بتواریخ جاری محمدیہ، المخرج ثنائی، اسعدی الاولی، رحمت اللہ علیہ

تقریرت عالم کتاب قلم اسلام قادری محمد صوبہ صاحب، جنتیہ، دارالعلوم دیوبند

| | |
|--|---|
| اے قلیج عالم اسلام اے شیخ اجل | ذوق علم و فن کی روائی ہے تیرا اندازِ تمیل |
| اے قطب ملک اے ملت کے سہاگن نیمہ | حسنِ رازنی و غزالی نسبت ہیں کثیر |
| اے مہاجر اے زہیم قوم، دامنِ ظہیم | زیب دنیا ہے، آرزو کو کہیں فرہیم |
| اے علومِ فاضل کے مدارجِ شیریں | تدبرت انشاء تری نفلِ ادل کی سم نما |
| اے سرورِ آراء، بزمِ مرشد اے قلبِ زمیں | تیرے فیضِ حاصل سے سیراب ہے سما جہاں |
| باقی قاسم ہے احمد کا جگر پارہ ہے تو | ہاں رشید و اشرف و محمود کا بیابا ہے تو |
| تو سلاطین و خیم کی اہم نگار ہے تاجدار | شاکت تھوڑے تری برابر ادا سے آشکار |
| تو نے رکھا پرچمِ اسلاف، اولیا میں بلند | تھو یہ نازاں گیوں نہ ہو اراکِ علوم و دین |
| تیرے مہلک کریمان کا ہر طائرِ اخیر | لوہِ ہلمن سے ترے ہر اہلِ دل مستحضر |
| خلق کو تیرے ہیرِ حقوت دون ادا میں | اقلہ حیرا ادا دکائی سلطنتوں کا ہے کیوں |
| صورتِ زیب تری آواز، طوبیٰ نصیب | سیرتِ اکمل میں ہے اسلاف کا رنگِ محبوب |
| تیری ابدی فراست، روشن اعجاز | تیری آنکھوں میں کھلے اداوں کا یہ انداز ہے |

علم حیرا لے نظیر، اعمال حیرے ہے مثال

شوقِ ہکارہ کو تعریف کی رہے کب مجال

دارالعلوم دیوبند دلِ افرنگ کا کاشا

| | |
|---|--|
| یہ بھی سچ ہے کہ تجھے کلہن کھانی کہہ دوں | میں حق ہے جو تجھے علم کا دریا کہہ دوں |
| کہوں نہ میں ایک چمکتا ہوا میرا کہہ دوں | ایشیاء ہے جو انگوٹھی تو پھر اس میں تجھ کو |
| کیوں نہ دل والوں کی میں تجھ کو تمنا کہہ دوں | بہتے دل والے ہیں وہ تجھ پہ جینا شیدا دل سے |
| زیب و بے ہے انہیں جس قدر اچھا کہہ دوں | تم نے پیدا کیے محمود و رشید و انور |
| چکر عشق کہوں، علم سراپا کہہ دوں | ہاں بچا ہو گا اگر میں تیرے حسین احمد کو |
| جھوٹ کیا ہو گا، اگر فخر زمانا کہہ دوں | ہاں حیرت، اشرف و عظمیٰ و طیب کو میں |
| حق ہے یہ تجھ کو تو اور کا خزانہ کہہ دوں | ایک دم چار ہو جوتے تو گنا دینا میں |

بار بار آتا ہے گیلانی کے دل میں کہ تجھے
دلِ افرنگ میں اکا ہوا کاشا کہہ دوں
سید امین گیلانی شیخوپورہ

تائید اور نچا رہے گا ان کی عظمت کا نشان

| | |
|---|---|
| اُن لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سے بے خوف تھے | اُن لوگوں میں تھے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں |
| جہاد میں لڑتے تھے | جہاد میں لڑتے تھے |

سب کے سب تھے نیک نیت اور تھے مایہ ناز
 وہی ہے جو اب بھی جن کے علم کے روشن چراغ

| | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے | ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے |
| ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے | ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے |

قرآن آج بھی ہے وہی ہے جو
 نور ہے جس میں ہے وہی ہے جو

| | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے | ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے |
| ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے | ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے |

ان کے زہریں کارناموں کی ہے شاہد کوکبات
 خدمت میں نبی ﷺ میں ان کی گزری ہے حیات

| | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے | ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے |
| ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے | ان کے دل سے جہاد کا ہندوستان نکلتا ہے |

ہمیں تو ہے جو ہر آن دکھ کر ہر دم بند
 وہی ہے جو ہر آن دکھ کر ہر دم بند

| | |
|------------|------------|
| پیشینہ ۱۰۰ | پیشینہ ۱۰۰ |
| پیشینہ ۱۰۰ | پیشینہ ۱۰۰ |

پیشینہ ۱۰۰

| | |
|------------|------------|
| پیشینہ ۱۰۰ | پیشینہ ۱۰۰ |
| پیشینہ ۱۰۰ | پیشینہ ۱۰۰ |

پیشینہ ۱۰۰

اکابر دیوبند کی یاد میں

| | |
|-------------------------------|---------------------------------|
| بھول کر بھی نہ آئیں گے یہ لوگ | اب کہاں پائے جائیں گے یہ لوگ |
| سرمدی ہو گیا ہے ان کا سفر | جا کے واپس نہ آئیں گے یہ لوگ |
| اپنے حق میں استغاثہ ہے پلاٹاں | رحمت حق کو پائیں گے یہ لوگ |
| اب تو غروبِ طلعہ میں جا کر | اپنی محفل سہائیں گے یہ لوگ |
| بے حجابانہ ہو گا تقاریر | جلوہ حق کو پائیں گے یہ لوگ |
| کون ملک عدم سے راقی ہے | کس کی مجلس میں جائیں گے یہ لوگ |
| ہستیال کر کے پلیدینے ویاں | ایضا ونا بسانیں گے یہ لوگ |
| ایک ہی راہ کے یہ سارے تھے | ایک منزل پہ جائیں گے یہ لوگ |
| جا رہے ہیں اب آج کر کے حجاب | چھپ کے بھڑول میں آئیں گے یہ لوگ |
| کون پھر اس نظر میں بچتا ہے | میں انکس میں آئیں گے یہ لوگ |
| ہم انہیں آج تک نہیں بھولے | کیا نہیں بھول جائیں گے یہ لوگ؟ |
| دل کی گھڑائیں میں بسے ہیں | کیوں نہ پھر یاد آئیں گے یہ لوگ |
| جتنی مدت گزرتی جائے گی | اور بھی یاد آئیں گے یہ لوگ |
| ہم بھلا بھول جائیں کیسے انہیں | جب نہ ہم کو بھلائیں گے یہ لوگ |

محفل لا نکاح میں اللہ عارف

ہم کو کس دن پائیں گے یہ لوگ

از مولانا مشرف علی نقوی

دارالعلوم

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| شہرہ جہان میں عام ہے دارالعلوم کا | انہماج ہے قیام سے دارالعلوم کا |
| اس کو دہرہ فخریت اسلام کی دہلیں | استقامت ہے دارالعلوم کا |
| محسوس ہو سکے ہو کائنات کو یہ رشید | لہجہ انہی سے عام ہے دارالعلوم کا |
| دش کو ہوا نصیب وہاں جس آگہی | ہو فتح ہے قیام سے دارالعلوم کا |
| شاہیں نگر نگر میں ہیں دارالعلوم کی | کیا تعلیم عام ہے دارالعلوم کا |
| بنا ہے اب انہی داد و عرفان شاہانہ روز | گردش میں اب بھی عام ہے دارالعلوم کا |
| وہاں میل کا ملائی، افراغ کے مقام | کیا جائیں کیا مقام ہے دارالعلوم کا |
| تبیخ دینے کو لبہ گیند شہار خاص | یہ کون صحیح و شام ہے دارالعلوم کا |
| تاریکیوں میں ان نے ملائی ہیں مشعلیں | یہ معتقد عام ہے دارالعلوم کا |
| نہ چاہا ہے وہاں محمد کا چار اکھوت | یہ ہی کون امتیں عام ہے دارالعلوم کا |
| دش اقلوب میں ہیں چراغ علوم و فن | یہ حسن انجام ہے دارالعلوم کا |
| چراغ امتیں گماڑ یہاں تکیوں کا جھول | نظام حق قیام ہے دارالعلوم کا |
| ہر آنکھ میں اسی سے ہے شرم و انکسار | ہر آل میں احترام ہے دارالعلوم کا |
| یہ ہی روشنی کی چراغ اس کے نام سے | دار السلام عام ہے دارالعلوم کا |

دارالعلوم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
دارالعلوم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم

اس اداری گل کا ہر غلطی خورشید یہاں کھلاتی ہے
 جو دم یہاں سے اٹھا ہے وہ وہ مقالہ کھلاتا ہے
 جو مجمعِ بختیں روکتی ہے یہاں وہ مجمعِ خرم کا ہوتا ہے
 اس بزمِ ولی اٹھتی میں تلوارِ ثبوت کی قسم ہے
 یہ مجلس ہے وہ مجلس ہے خود اہلِ حق جس کی قائم ہے
 اس بزم کا ماتی کیا کہیے جو کجِ اول سے قائم ہے
 جس وقت کسی بختوب کی ہے اس بختیں میں بندہ جاتی ہے
 آدموں کی تلمیذ خورشید یہاں کو ایسے میں شرماتی ہے
 عابد کے بختیں سے روکتی ہے سادات کا سچا صاف عمل
 آنکھوں نے کہاں دیکھا ہو کجا اعلاص کا ایسا جانی محسوس
 یہ ارشادِ ربوبہ ہے یہاں محمود بہت عباد ہوتے
 اک خاک کے ذمہ ذمہ سے کس وجہ شہ عباد ہوتے
 ہے بزمِ حسین احمد سے پا بنگامہ گمراہ رہا
 شافقوں کی چٹ نہاتی ہے بائیں کے لئے تھوڑا یہاں
 زہد کی قول: مادی کی کجی: فزائی کی حقیقتیں یہاں
 زہدیت ہے یہاں ائمہ سے یہاں فکرِ الدین یہاں
 ہر دم ہے اور اہم یہاں: ہر نے کئی ہے اعزاز یہاں
 یہاں جہاں ہے کھلتے ہیں: تھوڑی غلب کے رہا یہاں
 میں کتنے مزاج اس مجلس کے: اللہ کی حیات اقرار ہمیں
 اس ماں معافی کے لئے ایسے ہیں: بختیں کا سور ہمیں
 اس بزمِ جوں کے دھولے ہر ماہ سے چلتے یہاں نکمہ
 میں عام: افسانے: دماغ بختی سے زندہ ہیں

فیضانِ دیوبند کی جھلک دیکھئے

دارالعلوم دیوبند کے مختصر کوائف ملائکہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے سہارا پر
اعزاجات سن ۱۴۰۹ھ کے مطابق پانچ کروڑ روپے لاکھ ہے۔

اس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ۳۵۰۰ ہے۔

اس دارالعلوم دیوبند کا یہ علمی و دینی فیضان ہے اس دارالعلوم سے اب تک چالیس ہزار سے زائد
جید علماء کرام و دینی معلمین پڑھ کر سند حدیث حاصل کر چکے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند سے حاصل کیے گئے فتاویٰ کی تعداد آٹھ لاکھ ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے مساتذہ کرام کا عملہ ۲۰۰ ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں ۵۰ لاکھ تک کتب موجود ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے قائم تعلیمات کے علاوہ کم از کم آٹھ مفت و محرومانہ جی اے سی اور ایک قرآن
مجادرت کتب خانہ بھی قائم ہے۔

دارالعلوم کا قیام ۱۸۲۲ء میں ہوا۔

ملا وہ ازین اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ایک بیوہ کی بھی بنتے تھے۔
 انہوں نے او بی ایو کر رہے ہیں چنانچہ مولوی احمد یار نے اس گھڑائی پر تلوی اپنے دو بھروسے بھروسے
 ارٹھا فرما رہے ہیں

وا حسرتا

اہل سنت بہر قوالی و عرس دیوبندی بہر تصنیفات و عرس
 خرچ سنی بر قبور و خانقاہ خرچ نجدی بر علوم و درسا
 (دیوان سالک ص ۴۵ مندرجہ رسائل نعیمیہ)

دیوان سالک مندرجہ رسائل نعیمیہ و حیات اعلیٰ حضرت اور انوار رضا
 کا عکس اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

حیات علیحضرت

کتاب ۱۹۶

مَطَهَرُ الْمَنَاقِبِ

جلد اول

از

ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی

باہتمام

مفتی محمد طیف علی مہتمم دارالعلوم امجدیہ

مکتبہ رضویہ فیروز شاہ اسلامیٹ

ادام بنگلہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعتہ کا مضمون جو ہے وہاں لکھو

وہاں والا تو مولانا امجد علی صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا

امجد علی صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی کا ہے

عالمی صاحب کا اسم اب جن کو وہاں پر لکھا ہے وہاں پر لکھا ہے

پچھے غرضت نہ چلتے کہ اس میں سے کوئی ایک سے مولانا صاحب دہلوی

ہے۔ نسبت ہے امجد علی صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

عالمی میں مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

ہے مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

نہ مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

مولانا صاحب دہلوی کا ہے جو مولانا امجد علی صاحب دہلوی

[illegible]

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی



ضمیمہ القرآن پکی کمر مشرقی کتب خانہ لاہور

[illegible]

رسائل نعیمیہ

حضرت کیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمتہ اللہ علیہ

کے

آٹھ مختلف رسائل اور چھپتی کتب کا مجموعہ



ناشر

صاحبزادہ افتخار احمد خاں نعیمی قادیانوی
بک نعیمی کتب خانہ گجرات

مَسْنَوِیْ بِاَشْرَفِ اَرْبَعِیْنَ

محمد رفیع الدینی

۱۳ ۵ ۴

مَنْتَبِیْہ

دیوان سالک

مع اصناف جدید

باری تعالیٰ

اے خداوند، ایک ربّ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
تو ربّ ہے میرا میں بتاؤ، نیز سبحان اللہ سبحان اللہ
میرا گویا میں تو معنی ہے ہم بندے ہیں تو مولیٰ ہے
محتاج تیرا ہر شاہ و گدا سبحان اللہ سبحان اللہ
ہم جرم فریب تو عقو کرے ہم قدر کریں تو جہر کرے
گھیرے ہے جہاں کہ فتنہ تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
تو دلی ہے ہر بیکس کا تو سامی ہے ہر بے بس کا
ہر اک کہنے در تیرا کھنڈ سبحان اللہ سبحان اللہ

عرض اتنی ہے گھڑا سے دیر ستر
 آہندی دیدار ہے لے لائے
 کیا خبر ہے غریب دل کی گنج لو
 یہ کولی دم میں چھپا جاتا ہے اب
 پھر کہیں تم اور کہاں یہ دوست
 ہے وہ سلاک کی اسے لایا خدا
 زندگی میں پھر رہنے دے دکھا

مختلف اشعار

اسے کریم انما یفقا از تو دست
 کار ما بہ کاری و شرمندگی
 اسے کریم انما یفقا از تو دست
 کار ما بہ کاری و شرمندگی

الہی پر غصیاں شدم در وصل
 بہ جرم گرفتاری بہ غصوت بہر

شدم قیدی بہ جرم دیے حبیبی
 دیکھ کر ہی غمراے مارے دے
 دہائی بیاد رسول اللہ مدنی
 عطا کت نبی بلا مارا مدنی

وا حمرنا

اہل شقت بہر قالی و غریب
 غریب شقی بہر قیور و خالقہ
 دیویشدی بہر تشنیعات و دوس
 خراج شجہ ہی بہر علوم و درمکھا دا



عرضِ مواقف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بندہ مولف کتاب ہونے اس کتاب فیضانِ ربوے بند میں برصغیر کی ان بریلوی شخصیات وغیرہ کا ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے دینی تعلیم کے حصول کے لئے اعلیٰ حضرت مولوی امجد رضا خان بریلوی اور ان کے والد مولوی علی علی خان صاحب سے علومِ دینیہ پڑھنے پر تہہ نہایت کیئے۔ کیونکہ علومِ دینیہ پڑھنے والے حضرات ان کو ایک عام مولوی تصور کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت جمائے والے حضرات ان باپ و پوتا کے علم پر اکتفا کرتے تھے اور اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند وغیرہ کا انتخاب کرتے تھے تو علماء و مسلمات دیوبند سے علومِ دینیہ پڑھ کر سندتِ فراغت حاصل کیں اور بعض ایسے مولوی حضرات بھی تھے کہ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند سے علومِ دینیہ تو حاصل کئے مگر بعد میں بعض بریلوی ہو گئے اور بعض غیر معتد وغیرہ ہو گئے تو اس سے ظاہر کہ اگرچہ علماء و محدثین کے لئے دارالعلوم دیوبند سے علومِ دینیہ حاصل کرنے کے بعد پھر وہ مولوی حضرات بریلوی یا غیر معتد کیوں ہو گئے تو سب سے پہلے حضرت آپ حضرات کی خدمت میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جیسا کہ مشکل اور عرصہ کے لوگوں نے جانچ کر دیکھا وہ جس اپنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ تیری آپ! ہوا ہمارے موافق تھاں ہم ہنگام کے رہنے والے ہیں اب ہمیں دیکھ میں جانتے کی اجازت فرمادیں تو رسول اللہ ﷺ نے شفقت فرما کر ان کو اجازت دے دی اور وہ لوگ مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے اور دوسرا

والتحیہ ہے کہ عبد اللہ بن معدن النبی اسیرِ یونان کہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین امتی میں سے تھا آپ ﷺ اس سے
 بھی دینی سکھایا کرتے تھے تو شیطان نے اس کو گمراہ کر دیا اور وہ مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا تو مدائنِ ثانی بریلوی جو
 ان دونوں واقعات کا ادب دین کے پس وہی اہلسنت و جماعت کی طرف سے ان مولوی حضرات کے بارے میں
 ادب کچھ نہیں کہ یونان اور علومِ دینیہ کے علوم و مہارت حاصل کرنے کے بعد پھر بریلوی باطنی و عقیدہ و مہارت
 ہم جہاد کہ مہاراجہ اور اس کے ساتھ ساتھ ان شخصیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جو تھے تو بریلوی عقائد کے
 لوگ جس وقت اور مصیبت نہ تھے بلکہ نازلِ زمین رکھنے والے تھے علامہ ازیں اس کے ساتھ ساتھ چند ایک قابل
 قدر ایسی شخصیات کا بھی ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے اپنی زبان و قلم کو علماء و جماعت کی تکفیر سے آلودہ نہیں کیا بلکہ علماء
 اہلسنت و جماعت کو بے گناہ و مسلمان و قبیح ثابت کئے تھے۔ اور علامہ اہلسنت و جماعت کی تکفیر کو ہرگز نہ فرماتے
 تھے تو انہوں نے علماء اہلسنت و جماعت کی بیہ قرینگی کی میں فرض کی بدصورتی کے اکثر بریلوی مولویوں نے رام
 راست علامہ اہلسنت و جماعت سے علوم و مہارت حاصل کئے ہیں اور بعض نے علماء اہلسنت و جماعت کے شاگردوں سے اپنی
 علمی دیاس بھائی ہے ان کا بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ بریلوی شخصیات کے ہر قابلِ اعلیٰ حضرت مولوی احمد
 رضا خان بریلوی نے بھی انتہائی تعلیم و ادب و اہل علم و جماعت کا ترجمان اور مددگارِ اشاعتِ علوم و بریلی شریف سے
 حاصل کی ہے جس کا ثبوت آگاہ و ادراک پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علامہ اہلسنت و جماعت کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ہر قسم کے تفسیر و فکر کے
 لوگوں نے یہاں آکر اپنی علمی دیاس کو بھجایا ہے جن کا اجمالی طور پر آگے چل کر ذکر کریں گے جسے پڑھ کر آپ
 حضرات کو یقین کامل ہو جائے گا کہ اعلیٰ الشیاء کی تعلیم اسلامی یونیورسٹی اور اعلیٰ و یونیورسٹی کا علمی اور دینی فیضان و اشاعت
 اللہ تعالیٰ قیامت جہاں دوسری دے گا۔ اور علامہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ان رات نہ ہر گز والے حضرات کے
 باتوں کی اکثریت نے بھی علماء اہلسنت و جماعت سے علوم و مہارت حاصل کرنے کے یقینان و جماعت حاصل کیا ہے جس کا واضح
 ثبوت اس کتاب فیضان و جماعت میں درج ہے۔ کہ جس کو ہر تفسیر و فکر کے لوگوں نے حاصل کیا ہے پھر اس
 کے بعد آپ حضرات کو فیضان کرنے میں جہاں آسانی ہوگی کہ قرآن و سنت کی خدمت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم
 سے کس بڑھامت کے حصہ میں رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص شہرت کس جہاں کے ساتھ ہے؟ تو آپ کو یقین
 ہو جائے گا کہ کبھی معنی میں اخیو اللہ و اخیو الارواح کا صدقِ علماء اہلسنت و جماعت میں۔ جو دن رات قرآن و

مست کی پاکیزہ و حقیرات کو عام کرنے میں گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سب کو حامی و ناصر ہوئے۔ (آمین)

علاء الدین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ جس کو ایک ایسی شین المولیٰ ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء کو شائع ہوا کہ جس کو قارئین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ پھر دوسرا ایڈیشن ۲۰ جولائی ۱۹۸۸ء کو شائع ہوا۔ پھر تیسرا ایڈیشن جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جو ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء کو شائع ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب فیضان و یونان کو زندہ و ناچیز مؤلف کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

خاکائے اکابر اہلسنت و جمہور

ناچیز سعید احمد قادری مفتی عز

خطیب جامع مسجد فاروقی حنفی ریلوے بند

محکمہ سید پاک صدر حق اکبر آباد ضلع گوجرانوالہ

۲۰ فروری ۱۹۸۶ء

نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ و کامل عمل شریعت کو پھوڑ کر اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو گیا جس کا ذکر ان
 ائمہ کا بھی آ رہا ہے تو ان مولویوں نے علماء اہلسنت و جماعت اور ان کے شاگردوں سے اپنی علمی بیادیں بڑھانے
 بعد علماء اہل و بعند سے علیحدہ ہو کر اپنا ایک الگ تحریک قائم کر لیا تو ایسے مولویوں پر تعجب کیونکر ہوگا بلکہ یہ
 قسمت اور نصیب کی بات ہے کہ نگاہ اس کی اصل تو حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے اسے ملاحظہ فرمائیے
 آپ حضرات علماء اہلسنت و جماعت اور ان کے شاگردوں کے بارے میں خلافتِ نبوی کا شکار نہ ہو جائیں۔ چنانچہ
 رسول ﷺ پر صحیح

وعن انس قال ان رجلا كان يكتب للنبي ﷺ فارتد عن الاسلام ولحق بالمشركي
 النبي ﷺ ان الاوصى لانتقله فاحبرني ابو طلحة انه الى الارض التي مات فيها فوجدوا منبوا ذالفلان
 هذا الفلاني فادناه من اقلهم نقله الارض (مصنف عليه منقول از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۵)۔
 حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کی وحی لکھتا تھا مرتد ہو گیا اور مشرکین سے
 نبی کریم ﷺ (کو ان کے ہاتھ میں یہ اطلاع ملی تو آپ ﷺ) نے فرمایا اس کو زمین میں قبولِ نہیں کرے گی
 انس کا بیان ہے کہ ابو طلحہ نے مجھ کو بتایا کہ جب وہ (ابو طلحہ) اس مقام پر پہنچے جہاں اس شخص کی موت واقع ہوئی
 تھی تو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا۔ (کہ قبر سے باہر جاتا ہے
 لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص کو گئی بارگاہِ نبوی کریم ﷺ میں لیکن زمین اس کو قبول نہیں کرتی (پھر مرتد ہو گیا
 اس کو دفن کر کے چلے گئے اور جب آ کر دیکھا تو زمین سے باہر پڑا ہوا پایا) غریب آ کر ہم نے اس کو دفن کر دیا
 (ابو یوسف و مسلم منقول از مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵، ۵۳۶)

غرض کہ علماء اہلسنت و جماعت کا طرزِ اختیار یہ ہے کہ علماء اہلسنت و جماعت کتاب و سنت کو ہر چیز پر مقدم رکھا
 جائے اور کتاب و سنت ہی پر عمل کیا جائے جب اور ایسے احکام و امور کی تاویلات نہیں کرتے جو مخالف کتاب و سنت
 کی ہوں یا نہ ہوں بلکہ ہمیشہ علماء اہلسنت و جماعت کے خلاف معاندانہ محاذ بناتے رہتے ہیں لیکن ان کی
 مخالفت صرف دشمنی کے باوجود علماء اہلسنت و جماعت نے کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے علوم کی ترویج و اشاعت کی
 و قید فروگزاشت نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہمیشہ کتاب و سنت کی اشاعت اور انہماک و جدوجہد میں حصہ لیا
 اور توفیقِ حیاتِ فنا سے رکھا جس پر آج پورا عالمِ عظیم اکیٹھا ہوا ہے۔

الہامی مدرسہ

ایشیائی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کا مختصر تعارف

ابن کثیر الاسلام حضرت مولانا قادری محمد طیب صاحب قاضی مستقیم دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا اجرا امام موجود و علم ہے یہ نہیں ہوا کہ چند افراد نے بیچہ کر شروع کیا ہو کہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے اور پھر وہی لائے سے مدرسہ دیکھ جائے قائم کر دیا گیا ہو بلکہ یہ مدرسہ یا الہام فیہ قائم کیا گیا ہے وقت کے اہل علم اور اہل قلب افراد کے قلوب پر یکدم وارد ہوا کہ اس وقت ہندوستان میں جبکہ انگریزی اقتدار مسلط ہو چکا ہے اور ان کے تحت ان کا تمدن اور ان کے افکار و نظریات علمی اہل ملک پر مسلط ہونے والے ہیں، جو اعلیٰ اسلوب کے تمدنی اور تمدنیات کے فروغ کا باعث ہوئے اور ممکن ہے کہ ان کے نفسانی تمدن کے زیر اثر اسلامی معاشرت بدل جائے اور وہ سب ہی سے قلوب میں برپا ہو جائے (جو کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کی فرساید دینی اقدار کے خلاف یہ خطرہ واقع بن کر نمایاں ہونے لگا ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جو مسلمانوں کو اس سیلاب کے بہاؤ سے بچائے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے واردات کو ایک مجلس میں جمع کر لیا ہر ایک نے کہا کہ مجھ پر تکلف ہوا ہے کہ میں مدرسہ میں ایک مدرسہ قائم کیا جائے جو کم سے کم مسلمانوں کے دین کو محفوظ رکھ سکے کسی نے کہا کہ مدرسہ کتب پر مبنی ہو گا اور اسے کسی نے کہا کہ مجھے خواب میں یہی حقیقت دکھائی گئی ہے۔ فرض قدرتی طور پر ایک بالینی احساس اس پر منعقد ہو گیا کہ ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے تاکہ اس ملک میں مسلمانوں کا دین محفوظ ہو جائے اور ان کی اسلامی شوکت پامال نہ ہو چکی ہے، لیکن اگر دین اور دینی جذبات محفوظ ہو جائیں گے تو ایسا وقت آتا ہے جس میں سے کہ وہ اس قدرتی جذبات و اعلیٰ سے رہتی دنیا کو بھی متوازن نہیں رہتے وہ الہامات فیہ جن کے تحت ان مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں ۱۸۶۵ء میں اس ادارے کا آغاز کیا گیا اس لئے یہ مدرسہ کسی ایسی مشورہ و مقاصد سے قائم ہوا کہ اس وقت قریب وقوع پزیر ہوا حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے

اور اس کی تائید کی گئی۔

زمین کی جانے کے بعد جب حضرت مولانا رفیع الدین صاحب مولانا رفیع الدین صاحب راج بھٹی
 قریب سوات جہلم راج بھٹی (جو کشمیری شاعران کے اکرارین سے تھے) صاحب کشف و وارادات اور
 صاحب ارادت نے کہا تھے کہ زمانہ انتقام میں عمارت ہوئی اور اسی کوئی قیاد کو جو کرنا رہی تھی اور
 صاحب ارادت نے کہا ہے اور اس پر عمارت اٹھائی جائے کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا کہ ان زمین پر
 حضرت اقدس کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں لے رہے ہیں، صاحب قہر میں ہے۔ حضرت مولانا سے فرمایا اقبال
 کی جانب جو پہلو کو کوئی گد ہے اس سے گھنہ دار نہ چھوٹا اور گھٹ ہے کہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصائب
 پہنچائے ہیں جن کو شام کی جانب بہت کر نشان لگایا کہ قیاد ویراں ہوئی چاہیے۔ تاکہ وہ سے کا گھنہ وسیع رہے
 اور جب تک اب گھنہ کی اسٹی ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ خواب دیکھنے کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم نے قیادوں کے جاننے کے
 لئے تم پر لے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان لگایا ہوا اسی طرح بدستور موجود تھا تو مولانا نے پھر نہ مہروں
 سے ہم کیا نہ کسی سے حضور کیا اسی نشان پر قیاد ویراں اور۔۔۔ سے فی تقییم شروع ہوئی۔

اس سے واضح ہے کہ ارا معلوم ہو چکا ہے کہ قیاد ویراں بھی الہامی اور اشارات غیب کے تحت ہیں اس کا سبب
 قیاد کے کائنات آیا تو ہم اہل اللہ اور کابرین جمع بھی نہیں تھے، بلکہ ان کے قلوب میں ایک عجیب رشتہ
 کلیت کا نور مولانا تھا، سنگ قیاد میں جس سے بھی دھل کر نہ کو کہا جاتا تو وہ کہتا نہیں فلان صاحب سے ابتداء
 کرال جائے اور ہم سب کے پاس اور اس کے اہل ہیں، کو کیا ہے نفسی کا یہ حال تھا کہ اپنے کو کم تر سمجھ کر کوئی بھی
 آگے نہیں بڑھتا تھا، ہاں قرابت حضرت مولانا علیہ وسلم صاحب محدث سہارنپوری سے رکھنی تھی اور اس کے ساتھ
 قیاد حضرت مولانا قیاد نے حضرت میاں جی سے قیاد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر آگے لے جایا اور فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہیں
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بھی تصور نہیں آیا تو انہوں نے حضرت محدث سہارنپوری کے ساتھ لے لی، اس سے واضح ہے
 کہ سنگ قیاد کے واسطے بھی وہ اہل اللہ تھے جو خارج سنت اور روایات میں مستغرق تھے اور اپنے نفس میں بد طبعی
 رکھتے تھے۔

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کا یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت مدوح اور
 احمد سے گھنہ (افسوس) میں تھے، پتہ ملا، بھی حاضر تھے کہ مدوح نے اپنے کا ایک طالب علم کو

سے کھانے لے کر آپ کے سامنے آیا (جب کہ اس وقت صبح میں صرف چودہ یا پندرہ طلباء کا کھانا چکا تھا اور
 یہاں تک ہی آگستا تھا اور ان میں شور ہے گا یہاں سوا انا کے سامنے زمین پر دسے کر مارا اور کہا کہ یہ ہے آپ
 انتظام؟ کہ اس شور بے میں نہ مداخلت ہے، نہ گئی ہے، پانی میرا شور بہا ہے اور کچھ اور بھی سخت تھا
 گستاخی پر طلباء، جوش میں آ گئے، مگر چونکہ حضرت مولانا پوری حیات کے ساتھ خاموش تھے اور زبان سے
 فرمان نہ تھے اس لئے طلباء بھی خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ کھانے کے مولانا نے اس گستاخی کو
 تین دفعہ اس کے سر پر سے ہی تنگ لگا دیا، الیٰ حب و طالب علم یک جہک کر چلا گیا تو مولانا نے حضرت سے
 فرمایا کہ کیا یہ دوسرا بوجہ کا طالب علم ہے؟ طلباء نے عرض کیا کہ حضرت یہ دسے کا طالب علم ہے اور طلباء
 بوجہ بند کا طالب علم نہیں ہے۔ طلباء نے کہا کہ کچھ کے کہ جنسوں میں اس کے نام کا کچھ اور اقدار ہے یہاں سے
 سے کھانا لے کر رہا ہے فرمان کیا کچھ بھی ہو یہ دسے کا طالب علم نہیں ہے۔ چند دن کے بعد چھان بین اولیٰ کو
 کہ وہ دسے کا طالب علم نہیں ہے، اس کا ایک برنامہ دوسرا طالب علم ہے، اس نے دسے کے سے ٹھکر
 اختر اکبر کی وجہ سے کھانا لینا شروع کر دیا، ورنہ اس کا اقدار نہ سہ سے ہی دسے میں نہیں ہے،
 جانے پر طلباء نے عرض کیا کہ حضرت ہاں تو وہی نفی، جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی، کہ یہ دسے کا طالب علم
 نہیں ہے، لیکن آپ نے اس وقت سے کس کا؟ اس کے طالب علم ہونے کی نفی فرمائی؟

فرمایا الزباد میں انتہام سے کام لے اور بے زار تھا، لیکن جب بھی چھوڑنے کا ارادہ کرتا تو حضرت
 روک دیتے تھے۔ مجبوراً پھر کام میں لگ جاتا تھا اور رد و انکار اور جبر و اصرار کے چند دن بعد میں نے
 دیکھا کہ اساطیر مہسری دارالعلوم کا گلوں دودھ سے بھرا ہوا اور اس کی من پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 فرما ہیں اور دودھ تقسیم فرما رہے ہیں، ایسے والے آ رہے ہیں اور دودھ لے جا رہے ہیں۔ کوئی کھڑا کرنا
 کوئی اٹھا کر کوئی بنالہ اور کسی کے پاس برتن نہیں ہے تو وہ پلوں پر بھر کر دودھ لے رہا ہے۔ اور اس طرح
 دودھ لے کر جا رہے ہیں۔ فرمان کیا کہ وہ خوب دیکھنے کے بعد میں مراقبہ ادا کیاں واقف کا کیا مطلب ہے
 پر شکستہ ہوا کہ اس صورتہ مثال دارالعلوم کی ہے اور دودھ صورتہ مثال علم کی ہے اور اس علم کی
 علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آ کر دودھ لے جانے والے طلباء ہیں، جب طرف علم لے
 رہے ہیں، اس کے بعد فرمان کیا کہ وہ دسے کا طالب علم نہیں ہے، بلکہ وہاں سے اور طالب آتے ہیں تو میں یہ ایک

اس کی بجائے اس مجمع میں تھوڑے سی لکچر اس کتاب کا طالب علم پر میں نے سر سے ہی لکھ چکی تھیں۔ فقہ نظر الیٰ، یہ اس مجمع میں تھوڑے سی لکچر اس کے میں نے قوت سے کہہ دیا کہ یہ حدیث سنیہ کا طالب علم نہیں ہے۔ اس کے اندر ۱۹۰۷ء تک اس کے لئے طلباء کا انتخاب بھی مناسب تھا۔ یہی بات ہے کہ یہ مجمع یہاں نہ اشتهار ہے نہ پرورش دہندہ۔ یہ بھی پختہ نہیں جانتے ہیں کہ طلباء کو داخل ہوں، بلکہ میں اللہ جس کے قلب میں داخلے کا واسطہ پیدا ہو گیا ہے، وہ خود ہی ان کو اپنا کرتا ہے۔

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجتہم حق دار اعلیٰ کا مقولہ بزرگوں سے سنے میں آیا ہے کہ: "سداغ ہلکا کا انتہام میں نہیں کرتا بلکہ حضرت باقوتی کرتے ہیں، جو جوان کے قلب پر وارد ہوتا ہے، وہ میرے قلب میں محض ہو جاتا ہے اور میں وہی کلام کر کرتا ہوں، چنانچہ جب بھی مولانا کوئی غیر معمولی کام کرتے تھے، تو ان کے دل میں حضرت باقوتی فرماتے کہ مولانا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔" کچھ عرصہ سے یہی کام جو آپ نے ادا کیا، یہ میرے دل میں آ رہا تھا کہ کیا ہونا چاہیے، جسے آپ نے عملاً انجام دے دیا، اس سے واضح ہے کہ اس حدیث کے اندر ہم بھی اشارات غیب اور الہامات ہی سے انجام پاتے تھے، حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں قویٰ ہستیاں اکابر ہیں، میں سے تھے، وہیں امی محض تھے، نہ لکھنا جانتے تھے، نہ پڑھنا، امور حقہ مولانا کے ارشاد، احکام انتہام تکلیف دہ تھے، تو مولانا اس پر اپنی عمر لگا دیتے تھے، گویا احکام انتہام بھی کچھ دینی اسباب حق و باطل سے تھے، جس میں دینی لوشٹ و خوراک تو فی حق تھی، حضرت کا انہی مولانا خود اس کی بھی دلیل ہے کہ ان کے تعلق حضرت کی دینی علم کے تابع نہ تھے، بلکہ قلب و ارادات ہوتے تھے، انہیں ارشادات غیب کے سوا کوئی کام نہ تھا۔

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب باقوتی رحمۃ اللہ علیہ اولین صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کا مدظل اس پر ہے کہ ان کے لئے یہ باتیں میں نے فرمائی کہ میں دارالعلوم کی دینی درس لکھا خود وہ سے عرض تک تو ان کا ایک مسلسل سلسلہ تھا، اس میں میں کبھی بھی سچ میں فصل یا مصلحت نہیں اور اس لئے بزرگوں کا بلکہ خود اپنا بھی تجربہ یہ ہے کہ محفل سے باہر مسئلہ کلمات سے ملائے سے بھی غل نہیں ہوتا، اس میں لکھ کر پڑھنے اور سوچنے سے مل ہو جاتا ہے اور ان کے شرع صدر حسب ہو جاتا ہے، کہ اس سے اندازہ ہو گا کہ اس حدیث کا فیضان بھی کچھ دینی اسباب کے تابع نہیں بلکہ ان کے قلب و ارادات کا ہے، اور ان میں بھی شرع صدر ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کا یہ بھی مکان ہے کہ درس کا دورہ کے سامنے کے گنگوڑی کے ایک دو گز کے فاصلے پر ڈگری کی چٹان سے کی نماز پڑھی جائے تو وہ منظور ہوتا ہے اس لئے اس مدرسہ تفتیش کے بعد اس پر بہت کا ایک پرکھا انسان (انوار الیاب الدنیا) پر چٹان پر کچھ گر ٹھوٹھیری ہوں یا حضرت ان کے چٹان سے کی نماز پڑھی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس جگہ کی عقیدت صرف تعلیم کے متعلقین کے لئے تک محدود نہیں بلکہ عام بھی اس سے فیضیاب اور ہے جس خواہ وہ اس مدرسہ کے تعلیم سے ہوں، ہم القوم لا یستغنی جلیسہم حجر اس مدرسہ کے ساتھ اور عہدہ داروں میں بھی بخوبی مشہور حضرات کا انتخاب ہوتا رہا ہے جو صاحبِ نسبت اور صاحبِ دل ہی ہوتے رہے ہیں۔

بہر حال اس مدرسہ کے ابتدائی تصور اس کی جگہ کا انتخاب اس کا اجرا اس کا نیک بنانا اس اداروں کا انتخاب اس کے طلباء کی تفتیش، طریق کی کار اور طریق انفرادہ انتظام سب ہی کچھ اس عالم اسباب عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس مدرسہ کا لقب عنوان میں الہامی مدرسہ لکھا ہے۔ اس سے اندازہ کر لیا جائے کہ اس کے فضلا و علماء جو سر پر اس میں دس ہزار سے کم تیار نہیں ہوتے اسے اس ماحول میں تربیت یا کر علوم و اعمال کا انتخاب کیا۔ ان کا علم عام حالات میں محض رہی نہیں اور گزیر طریق پر اس میں معرفت اور کبرائی شامل رہی ہے۔

ہزاروں فضلا و دوجہ کی جن کا نام کسی کو معلوم ہے، تائبہ دار و تفسیر کا سلسلہ ہے، مگر ایمان کا فضل طریق ہے اور ہوتا ہے اور کوئی بھی دینی فن یا فن نہیں جس کی روک تھام میں وہ حسب استطاعت و قابلیت مصروف دار و معلوم کے فضلا و سلسلہ اور مرکز سے ان کی وابستگی کسی بھی تنظیم یا ممبر سازی کے ساتھ نہیں ہے مگر دار و ملہاری تنظیموں سے بالاتر اور مضبوط و مستحکم ہے اور اہل فہم کا میاب اور باعزاد ہیں۔ تائبہ میں تفتیش و تربیت مسائن افتاء و علماء کے تمام اعلیٰ سینے ان سے ناموش طریق پر انجام پاتا ہے جس اور عالم غیب کے وہ تائبہ سعید کا عالم غیب کے ہی اشاروں سے ان کی امداد کے مرکز کی ابتدا ہوئی ہے۔

عادتاً کوئی درگاہ یا تربیت گاہ ایسی نہیں ہو سکتی کہ اس کے پورے سب کے سب ایک مدرسہ حسب قرآن حکیم نے عمومی طور پر یہ ارشاد بھی فرمایا ہے۔ و السلیلین اوتوا العلم ورجعت لا یشعرا علم کیا کیا ہے ان کے درجات (اور مراتب متفاوت) ہیں۔ اس لئے اس سلسلے کے علماء بھی مختلف درجہ

ان کی جتنی حدیثیات اور روایات بھی الگ الگ ہیں لیکن قدر مشترک سب کا ایک اور نصب العین واحد ہے۔
اس سلسلے میں ان کی خدمات حق تعالیٰ کے یہاں منضبط ہیں۔ اس لئے بعض سادہ لوح اور پر خود غلط لوگوں کی
بہانوں پر قہراً تاسف کہ اس طبقے کی کچھ خدمات نہیں، خدمت اگر کی ہے تو مثلاً ہم نے باغلاں طبقے نے لیکن ان کی
خدمات کا اقرار کرتے ہوئے یہ ضرور غرض کیا جائیگا کہ غلطاً ۱۰۰ اہل علم کی خدمات میں شہر اور فاضل نہیں ہے اور یہی
ایس عظیم ولی بنائی ہے۔ اس لئے اگر شہر اور فاضل کی تشبیہ جی کسی خدمت کا معیار ہے تو یہ غلط سمجھ اور اس کے پاسکتے
ہیں کہ ان کی کچھ خدمات نہیں لیکن اگر کسی خدمت کی واقعیت کا معیار خدمت ہے جس میں تشبیہ اور اس کے پاسکتے
کہ جو خدمت پہنچاتے ہیں کہ اس سلسلہ جماعت کی کیا خدمات ہیں۔ سب اگر کوئی ان کی خدمات کا اعتراف نہ
کرتے تو انہوں نے یہ خدمات کسی کے امید اعتراف پر کی کب ہیں کہ وہ اس سے دلگیر ہوں، بلکہ ان کا نصب
العین تھا یہ اسے کہ بجلی کر رہا میں ذال۔ کوئی نہیں ماننا تو وہ اپنی آخرت کے تصور اور صلہ خداوندی کو سامنے رکھ کر
اس سے قطعاً پر وہ لوہیں اور انہیں سب پر وادھی رہتا چاہیے کہ کوئی ان کی خدمت کو نہیں ماننا تو نہ مانے۔ اس سے
نہان کی خدمات پر کوئی دل فریب آسکتا ہے، نہ خدمت گزاروں کے دل میں کوئی آونی میل

زاد شہاد و گدا قارم عفو اللہ

گھلے خاک داد دوست یاد شاہ من است

اور قرینی خدمت میں یہی چند سطریں آجئے ذال میں آئیں جو الرشید کے لئے بطور انگشت نام آور
تھیں ان میں شامل ہونے کے لئے سپرد القلم کر دی گئیں۔ خدا کرے کہ قابل قبول ہوں۔

محمد حبیب قمر

مبتصر دارالعلوم، یوہند ۱۳۹۵ھ

برگز نشرو آئنگ دانش زندو شد بعشق

جست است از جاد عالم (۱۴) ما

خوبیہ ساف

مستقل اللہ جاننا الرشید لا اور گادارالعلوم، یوہند نشرو ۱۳۹۱ھ اشاعت فروری مارچ ۱۳۹۱ھ

احاطہ مولسری

اور وہ اوقاف کے ذریعہ اور وہ اسے گزرنے پر احاطہ مولسری آجاتا ہے۔ جس میں مولسری کے دو بڑے دور درخت ہیں احاطہ کی وجہ شہید کا پتہ دیتے ہیں، انہی احاطے میں دو کنواں ہے، جو دارالعلوم کی اصلاح و تعمیر کے وقت بنا تھا یہ کنواں دارالعلوم میں بڑا پیرکت سمجھا جاتا ہے۔ دارالعلوم کے دوسرے محکمہ حضرت مولانا مفتی محمد بن رحمۃ اللہ علیہ جو ایک صاحبِ حال بزرگ اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحبِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے، ان کے زمانہ اجتماع میں یہ کنواں تعمیر ہوا تھا، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کنواں دارالعلوم ہوا ہے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمالے سے دو دو تقسیم فرما رہے ہیں۔ بعض لوگوں کے پاس چھوٹے ہیں اور بعض کے پاس بڑے، ہر شخص اپنا اپنا بڑا دو دو سے بھرا آکر لے چلا رہا ہے۔

مولانا نے برتنوں کے چھوٹے اور بڑے کے فرق کی یہ تعبیر فرمائی کہ:

اس سے ہر شخص کا ظرفِ علم ہوا ہے، جس کا بغیرناظر ہے، اسی قدر علم اس کے نصیب دیکھتے ہیں۔

احاطہ مولسری کے چار سمت میں درگاہیں اور دارالافتاء واقع ہیں۔

تذکرہ

احاطہ مولسری کی مقررہ بیاضہ نوادر کی دو مشہور عمارت ہے، جو اپنی مشہوری اور پرکاری میں اس کے لئے کوئی حد سے بڑھ کر تھیں، دارالعلوم کی یہ سب سے قدیم درگاہ اور سب سے پہلی عمارت ہے۔ ۱۸۷۶ء کے اوائل میں قیام دارالعلوم کے اس سال بعد اس کی بنیاد رکھی گئی اور ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۷ء سے تعمیر ہوئی، اس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا احمد علی صاحبِ محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، قاسم العلوم حضرت مولانا قاسم صاحب کا فتویٰ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوٹی و حضرت حاجی حامد حسین صاحب اور حضرت محمد منظر صاحب کا مدحیو جیسے علما و صلحاء اور مشائخ وقت کا رکھا ہوا ہے، اس وقت دہلی کے اطراف و اطراف بہت بڑا مجمع موجود تھا، سب لوگوں نے نہایت خشوع و خضوع اور الالاح و ارادگی کے ساتھ دارالعلوم کے لئے اپنی عمر کی دین منسوب کی۔ اس کے گراؤ کا تھا احاطہ کی حضرت مولانا فتویٰ قدس سرہ نے فرمایا۔

عالم مثال میں اس مدحیو عقلی و علمی و فاضل کی مانند ہے، جب تک اس کا دارالافتاء علی اللہ رہے گا کہ

شرف کلمات (۱۲۹۳) اس کی تعمیر کیا دوتا ہے نور و

۱۰۰۰ سے ہیں اور ایک در سے میں ۹۰۰۰ والے ہیں حضرت علامہ الفاروق الدین صاحب (رحمہ اللہ)

کے ہاتھ اشرف میں نور و تعمیر ہو کر فرماتے ہیں۔

اس میں سادگی اور استقامت کو مستحکم رکھا گیا ہے اس کا نقشہ بنایا اللہ تعالیٰ میں اہتمام ہوا تھا
اعلاہ سلسلہ کی تعمیر کے وقت مولا الفاروق الدین صاحب نے یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اعلاہ سلسلہ میں تشریف لکھتے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ اعلاہ تو بہت مختصر ہے یہ فرما کر خود عمامے
سہاگہ سے اعلاہ کا طویل و عریض نقشہ کھینچ کر دکھایا کہ ان شکات پر تعمیر کی جائے۔ مولانا نے صبح اٹھ کر دیکھا تو
ان شکات کو جو تھے پانچ پچان ہی شکات پر بنیاد رکھو اگر تعمیر شروع کرادی گئی۔

پھر اس امر کا کہ نور صابری صاحب نے اپنے ان شعروں میں اسی واقعہ کی جانب اشارہ کیا ہے۔

خواب میں جس کے معنی تھے عقیق اور جہاں
نور وہ میں خواب مانگی کی حسین تعمیر ہے
اس کے دامن سے اچھے ہیں وہ خوشے فیض کے
جن کا حاصل زندگی کی آخری تعمیر ہے۔

علاء الدین اور اہل علم و دیوبند کی سب سے بڑی کت جگہ جسے نور و کمرہ کیا جاتا ہے بھی وہ خاص اور
مبارک جگہ ہے جس کے بارے میں خواب دیکھا گیا تھا کہ امام الانبیاء، حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنے مبارک عمامے سے مربع نشان اٹھا کر فرمایا کہ اہل علم اس جگہ پر قائم کیا جائے
مبارک و عظیم کیا گیا تو کئی کئی اسی مقام پر وہ نشان موجود تھا لہذا اسی جگہ پر عمارت بنائی اور تعمیر کیا گیا ہے جو کہ
مبارک و عظیم ہے جسے نور و کمرہ کیا جاتا ہے اور اس جگہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر
کسی صاحب علم کو جس روز وہ تہذیب کوئی مشکل مقام یا کوئی مسئلہ سمجھ نہ آئے تو وہ وہی مبارک مقام پر پہنچ کر پڑھے تو بار
بہار سے اس کی تہذیب آجائے اور تہذیب کوئی مشکل مقام یا کوئی مسئلہ سمجھ نہ آئے تو وہ وہی مبارک مقام پر پہنچ کر پڑھے تو بار

دارالعلوم دیوبند کے اکابر علم کا سلسلہ اسناد

اکابر دارالعلوم کے سلسلے میں سرگرمیت برتتے آئے ہیں وہ بھی شاہ ولی اللہ دہلوی ہیں اور صلیبی
وقت علوم و دینیہ اور مخصوص علم حدیث کے جس قدر سلسلے شروع ہوئے ہیں تقریباً ان سب کا آغاز
ولی اللہ دہلوی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے دہلی کے تلامذہ میں طویل سلسلہ کا پیچہ کچھ دقیقہ موجود ہے۔ دوسرے ان کے
تلمیذ ہیں ایک غیر ہندوستانی عالم کا بیان ہے کہ اُسے ہمارے ہندوستان کی سیاست میں علم حدیث کا کام
نہ لگایا جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت شاہ ولی اللہ کا شاگرد نہ ہو۔

(مقدمہ مقالہ کوثر النور ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر)

شاہ صاحب کا خاندان اپنے علم و فضل اور ورع و تقویٰ کے لحاظ سے دہلی میں بہت ممتاز تھا۔
شاہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب قادیانی عالمگیری کے محققین میں سے تھے، جیسا کہ اوپر
آئیوں نے اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کی، ۱۱۰۰ ہجری میں طبعاً متولد ہوئے۔ فرات صاحب
صاحب کا سلسلہ سنانے والے والد ماجد کے واسطے سے علامہ جلال الدین محقق دہلی (وفات ۱۱۵۲ھ)
تک پہنچتا ہے، اس زمانے میں ہندوستان کے تعصب تعلیم میں محتولات کا مضر غالب تھا۔ اس لئے علم
حکیم اور سند روایت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ صاحب نے حرمین شریفین کا سفر اختیار فرمایا اور
جامعہ مدنی اور دوسرے نامور مشائخ سے صحاح کی قرات و روایت حدیث کی سند حاصل کی، شاہ صاحب
ذہانت اور علمیت کی نسبت ان کے استاد حدیث شیخ ابو ظاہر مدنی کا یہ قول اوپر گزر چکا ہے کہ ولی اللہ
کی سند مجھ سے حاصل کرتے ہیں اور میں ان کے ذریعے سے حدیثوں کے معانی کی تصحیح کرتا ہوں۔

یہ دونوں تھما جس میں علم حدیث پوری دنیا کے اسلام میں ضعف و انحطاط کی آخری منزل سے
تھما دلی حالت میں علم حدیث کی اشاعت و ترویج شاہ صاحب کا ایک ایسا زبردست کارنامہ ہے جس کا
ایک جلیل القدر عالم سید رشید رضا گوان النفاذ میں اعتراف کرتا ہے، اگر ہمارے ہندوستانی علماء کی قیادت
میں علم حدیث کی طرف مبذول نہ ہوتی تو مشرقی مذاہب سے یہ علم ختم ہو چکا ہوتا، کیونکہ مصر، شام، عراق
میں دسویں صدی ہجری سے چودھویں صدی کے لاکھ تک یہ علم صوف کی آخری منزل تک پہنچا تھا۔

(مقدمہ مقالہ کوثر النور ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر)

پھر صدی حالت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

میں نے جب ۱۲۱۷ھ یعنی ۱۸۰۲ء میں مصر ہجرت کی تو بہا منغ الزمر اور دوسری مسجدوں کے شیخوں کو دیکھا کہ اپنے طریقوں پر انکی حدیثیں پڑھتے ہیں جن پر کتب حدیث میں کہیں پتہ نہیں، ان میں ضعیف، منکر اور سلسلہ کو حلی و اشقی بھی اور یہی حال دانشکوں، مکتبوں اور مدرسوں کا تھا۔
(مقدمہ مشقائے کنوز الرضی ص ۳ مطبوعہ مصر):

یہ صاحب کی علمی خدمات صرف دس دہائیوں تک اسی محد و نمیش میں بگڑا نہیں گئے تھے علوم میں بھی پیش قدمی لائیں بھی تصنیف فرمائی جن کی تحفہ انیسویں صدی تکمیل کے بہت کم ملتی ہے اس کے علاوہ شاہ صاحب کی علمی زندگی کے اور بھی متعدد عظیم الشان کارنامے ملتے ہیں، یہاں اجمالاً بھی ان کا تذکرہ آسان نہیں ہے یہ ایک مستقل مضمون ہے۔

شاہ صاحب کے چار فرزند تھے جن میں ہر ایک آسمان علم کا درخشندہ ستارہ ہے ان میں سب سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیز تھے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۹ھ - ۱۳۲۲ھ - ۱۹۰۴ء اپنے زمانے کے سب سے زیادہ فخر اور تخیل والا عالم تھے حدیث و قرآن کے علوم کی جو اشاعت ان کے زمانے میں ہوئی اس سے پہلے اسلامی ہند کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، ہندوستان کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں شاہ عبدالعزیز کے شاگرد پائے نہ جاتے ہوں، بالکل غیر محدود تانی عالم کیان اور گزربکا ہے، جسے ہمارے ہندوستان کی سیاست میں علم حدیث کا کوئی بھی عالم نہیں ملتا تھا، شاہ صاحب کا شاگرد نہ ہونے والا نہ عبید اللہ سندھی کا خیال ہے کہ وہ شاہ ولی اللہ کے خواص سے ان کی امت ہیں، اس قدر کہ انکی شاہ عبدالعزیز کے خواص سے دس برابر مستفید ہوئے۔

(شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک ص ۶۳)

خواص کے شاہ ولی اللہ نے علوم دینی کی حسب شکستہ شاہ کی بنیاد ڈالی تھی، شاہ عبدالعزیز نے ان کی تکمیل فرما دی اور علم کا ایسا سیدھا سادہ عالم کر دیا جس سے علوم دینی کی ایک خاص عزت اور وقار قائم ہو گیا، شاہ عبدالعزیز نے

شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد اسحاق کے جہت فرماتے کے بعد ان کی پانچویں کا فر حضرت شاہ عبدالحق مجددی (۱۱۳۳ھ - ۱۲۱۹ھ - ۱۲۹۶ھ) نے ارا کو حاصل ہوا۔ شاہ عبدالحق نے حدیث کی کچھ کتابیں اپنے والد شاہ ابو سعید سے پڑھیں۔ شاہ عبدالحق کے شاگرد تھے اور کچھ کتابوں کی سند شاہ محمد اسحاق سے حاصل کی تھی۔ یہ اپنے زمانے میں نو عمری کے باوجود حدیث کے پانچ روزگار عالم تھے۔ ملک کے گوشے گوشے سے علماء اور طلباء آتے تھے۔ اور اس فرس زمانہ کی خوشحالی کو کفر سمجھتے تھے۔ ان کی درگاہ ہندوستان میں علم حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھی۔ ابن ابی حاتم قرطبی فرمایا جو اہل الجاہل کے نام سے موسوم ہے، ان کے فیض تعلیم سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گیسوی اور حضرت مولانا محمد یحییٰ نانوتوی جیسے بڑے روزگار علماء پیدا ہوئے۔ انہوں نے علمی دنیا میں ائمہ کی آواز بنائی۔

حدیث ۱۹۷۰ کے بعد شاہ محمد اسحاق کی یہ سب سے بڑی اور کچھ حواصت روزگار کی بڑی ہو کر حدیث کے لئے علم ہوئی۔ شاہ عبدالحق نے یہ بڑی منورہ جہت فرمائی اور وہیں محرم ۱۲۹۶ھ میں انتقال فرمایا۔ مقررہ محمد حضرت کی حدیث حدیث کی تفصیل ایوان الحق میں تفصیل مذکور ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق کی نسبت مولانا حکیم عبدالحق لکھنوی زیرہ الخواطر میں لکھتے ہیں۔

علم جمیل، اذہم، صمد اوقات، امانت، عفت، سیاست، فہم نیت، اخلاص، رجوع الی اللہ، خوف خدا، صلہ رحمی کی پادشاہی، حسن، اذہم، مراقبہ اور حقوق کو قطع نہ ہونے، دنیا اور مایہ نہ لیا، سب بدلتی ان کی ذات پر قائم تھی، ان کی مجلس سے اور ان کے الفاظ کی برکت سے بہت سے علماء و مشائخ مستفیض ہوئے، ان کی بزرگی اور امانت پر ہندو عرب کے سب لوگوں کا اتفاق ہے، روز پیرا شنبہ ۹ محرم ۱۲۹۶ھ کو کہ یہ منورہ ملک وفات پائی اور اولیائے حق ہوئے۔ (زیر الخواطر جلد ۱ ص ۲۸۹-۲۹۰)

علامہ ابو عبدہ کا دوم سلسلہ کلمہ حضرت مولانا محمدا علی نانوتوی اور مولانا رشید الدین طاب ربوہ کے واسطے سے حضرت شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء حضرت مملوک علی نانوتوی اپنے دور کے مشاہیر علماء میں سے تھے اور اپنے موصوفوں میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے اور سیات اور خاص عمر سے فقہ پر اس قدر مہور تھا کہ اکثر کتب میں جافقے کا یہ عالم تھا کہ ہر سید لکھتے ہیں کہ علم معقول و نقل میں استعداد کامل اور کتب و نسخہ کا ایسا ذخیرہ ہے کہ فرض کرو کہ ان تمام کتب سے کچھ نہ علم نکالی ہو جائے تو ان کی لوح حافظہ سے پھر ان کی نقل ممکن ہے۔ ان کی قضیات پر بخلق و علم احاطہ تحریر سے فزون تر ہے۔ (آباد احمد نوبہ حصہ چہارم ص ۷۰) مولانا رشید الدین کے ارشاد مآثرہ میں ہے: دیوبند علمی کا حلقہ نہایت وسیع تھا، آپ کے فیض تعلیم نے بے شمار علماء پیدا کئے۔ ہر ایک انہی میں سے بھی بے گنما ہے۔

مولانا مملوک علی جنہوں نے درسیات کا اکثر حصہ مستجاب بند حضرت مولانا محمد احمد قادری کے ارشاد مآثرہ حضرت مولانا رشید الدین سے پڑھا تھا، مالک علم کے تلامذہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا محمد مظہر صدر المدینہ دہلی نظام علوم حضرت مولانا محمد مختار صدر المدینہ دہلی نظام علوم حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی صدر المدینہ دار العلوم ممبئی مقدس و مشہور استاد تھے ان سب حضرات نے علوم دینیہ و فنون ادبیہ کی بنیاد اس مرکز خد سے بچائی تھی، اور ہر چہ یہاں پر یہاں ہو کر ہی آستانے پر فضا و تسکین پائی تھی۔ (تذکرۃ اللیل ص ۹)

مولوی کریم الدین پانی پتی کا بیان ہے کہ:

یاد رہے عربی ان کی ذات سے مستحکم ہے۔ فارسی اور اردو اور عربی تینوں زبانوں میں کمال رکھتے ایک علم اور فن سے جہان زبانوں میں ہیں، مہارت نامہ ان کو حاصل ہے اور جس فن کی کتاب اردو یا انگریزی سے ترجمہ ہوتی ہے اس کے اصل اصول سے بہت جلد ان کا ذہن چسپاں ہو جاتا ہے گو اس کے سے جانتے ہیں۔ (ارواحِ محمدیہ میں لکھا ہے کہ مولانا مملوک علی نانوتوی جب تحصیل علم کے لئے دہلی سے نکلے تو یہ صورت پیش آئی کہ جس مسئلہ سے پڑھنا شروع کرتے وہ علوم سے قطعاً منہ بہت محسوس کرتے تھے بعد دوہر اسبق نہ پڑھا تھا، اس صورت حال سے مولانا سخت ملول اور غمگین تھے، ایک روز اسی پر

12

عمر کے ساتھ ساتھ اس کی خدمت میں ماسٹر برکوع شریکیا کو تحصیل علم کے شوق میں دھن چھوڑ کر آیا ہوں اور کثرت سے پڑھ کر جان لیا اس سے بڑھ کر شروع کرتا ہوں وہ ایک سنی کے بعد پڑھتا ہے گا تا کہ نہیں لیتا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا قل آج ہوا نا اگلے دن ماسٹر ہوئے شاہ صاحب نے جواب دیا کہ کو کا ایک سنی پڑھا دیا اور فرمایا کہ بھڑا اید جس سے جو ہو سکے وہاں کا نہیں کرے گا۔ پتا اچھ پھر ایسی من بہت ہوئی اور ایسے بچے کہ بڑے بڑے علماء ان

(از روح غیبیہ احوال روایات الطیبہ، دکنیت نمبر ۱۸۵)۔

سے شہرہ ہوئے۔

۱۲۔ تہذیب و تمدن کا تعلق انسان کے جسم و جان سے ہے۔ (مولوی محمد رفیع الدین، ۱۹۶۳ء)

[illegible]

مذہبی گریہ انہیں نکلتے ہیں۔
 گھرانہ کا قیام، خیالِ عظیم، دوسرے مسائل کا مجموعہ علماء و فضلاء و محدثین اگر داس ذاتِ ہر کائنات سے فیضِ اقدس
 کے مطابق و اقتدار و حدودِ حق میں قاضی ہو کر نکلے، سو اور جس دینی عظیم و بزرگ کے لیے جو گھر پر بھی لوگوں کو ہر ایک علم
 کی کتابیں چاہتے ہیں، تمام اوقات گرامی اُن کے تعلیمِ عظیم، محلِ نصیحت، شبِ بیخِ منتظم ہیں، ان کی خدمت میں
 صاحبِ علم و اطراف و جہاز سے واسطے تعلیم پانے علوم کے حاضر ہوتے ہیں اور ان کے حسنِ اخلاق سے یہ بعد
 جبکہ کئی صاحبِ علم کی خاطر رنجیدہ کریں۔

مذکورہ فقرہ ادا کیا کہ وہ مولوی کریم الدین سے ۱۰۰ روپے ملے اور ان مولوی کا بھائی حسن خان قوی (۱۸۸۱ء)۔
مذکورہ ارشید میں حضرت گنگوہی کا یہ قول منقول ہے کہ:-

الہ آباد میں دوسرے سالانہ سے پڑھتے تھے لیکن تھکنیں نہیں ہوتی تھیں، کبھی سبق تھوڑا ادا ہوتا تھا اور کبھی نہ تھا جواب نہ دیتے تھے مگر جب مولانا غلام علی کی خدمت میں پہنچے تو امیرانہ ہو گیا اور بہت تھوڑے عرصے میں تمام تعلیم کر لیں اور اس کے بعد ان کے قول کر چارویا اس زمانے میں آئے تھے اسنادی دینی میں موجود تھے مگر ان کے مطالب پر دینی طرح ان کے قاب میں نہ تھا اور ان احوال مختلفہ سے غمزدگی کے شاگرد کے ذہن نہیں کروا

ایک ہمارے استاد مولانا مملوک علی اور دوسرے ہمارے استاد مفتی صدر الدین تھے اور محدث اللہ علیہ السلام

حضرت مولانا مملوک علی کی فراموشی کی نسبت حضرت مولانا محمد تقی صاحب نانوتوی نے لکھا ہے کہ ان کے سامنے پہلے چنانچہ مشکل تھا وہ علم و مہارت سے کچھ بڑھتے کہ یہ مطلب کچھ سادہ ہے

(مولانا قاضی میں نے مکتوبہ پنجابی دہلی ۱۳۱۲ھ)

حضرت استاد الامام کے ساتھ ہی اتحاد کا استحکام بہت مشکل ہے، ان کے شاگردوں میں

بڑے علماء مثلاً حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد یحییٰ

مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا احمد علی سہارنپوری، حضرت مولانا شیخ محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا ۱۳۱۲ھ

مولانا غفران رحیم دہلوی، مولانا محمد مسیح نانوتوی، مولانا تھمال الدین، مولانا محمد یحییٰ دہلوی، مولانا محمد

یحییٰ مولانا محمد طہقانات اشعر، شمس العلماء، ڈاکٹر عیاد الدین، مولانا محمد یحییٰ دہلوی، مولانا محمد علی دہلوی

سید احمد دہلوی، مولانا عبدالرحمن پانی پتی وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص علم و تامل و ذکر ہیں۔

مولانا محمد حسن نانوتوی میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا مملوک علی نے تحریر عقیدہ میں سے

مقالوں کا اور گیارہویں ہزارویں مقالوں کا عربی سے تراجم کیا تھا، اس کے علاوہ ترمذی اور ترمذی فہرست

کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔ (مولانا محمد حسن نانوتوی ص ۱۸۵، ۱۸۸)

استاد اعظم دہلی کا بیچ میں علوم عربیہ کے استاد تھے، ۱۱۷۱ھ الیٰ ۱۲۰۹ھ و ۱۲۸۵ھ کو انتقال فرمایا

شاہ ولی اللہ دہلوی کے قبرستان ہندوستان میں سب کے سامنے مدفون ہیں، قبر کا نشان موجود نہیں رہا۔

مولانا رشید الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ

مولانا رشید الدین خاں حضرت شاہ رفیع الدین کے شاگرد و رشید تھے، محقق و مفسر و صاحبِ

میں پچانوے لکھتے تھے، شاہ صاحب نے ان کی تعلیم و تربیت بیڑی طریقی کی تھی، ہر وقت ان کی اصلاح و ترقی

سچی رہتی تھی، شاہ رفیع الدین کے بعد شاہ محمد اعظمی اور شاہ عبدالقادر نے ان کی اصلاح اور تعلیم و تربیت اہل

مولانا رشید الدین خان کو بہ فن میں دستاویز کمال دیتے تھے، لیکن علم و ہمت اور ہندوستان میں

مہارت تھی، ان کے سامنے میں مشکل سے کوئی شخص ان قانون میں ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت کر سکتا

یہ طرز سے اس کی ان کو درستی کمال حاصل تھا۔ عربی زبان کے بے نظیر ادیب تھے۔

مرید فضل کے ساتھ مولانا رشید الدین صاحب کا زہد و تقویٰ بھی مسلم قیادت کی زندگی بسر کرتے۔
 تھے۔ ایک مرتبہ جب قضا علی گیا تو قول کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۸۶۵ء میں تپ دہلی کا مشہور مدرسہ غازی
 آباد دہلی کاٹ میں تعلیم ہو گیا تو اس میں عربی کے مدرسہ دہلی مقرر ہوئے۔ سید سعید صاحب اور شاہ محمد قاضی
 علی تھے۔ یہ مدرسہ دست سے نکل گیا اور اس کی وجہ سے اس کی مدد کرتے تھے۔ ۱۸۶۳ء میں تپ دہلی کے مال کی عمر
 میں انتقال فرمایا۔ یہ حالات آکر انصاریہ مدرسہ چارمیں آئے۔ مآلوں میں۔

شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رفیع الدین حضرت شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی اور خاندان ولی الہی کے جلیل القدر
 عالم تھے۔ ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ شام مہداحریج آخر عمر میں جب بھارت کے جاتے رہتے تھے اور
 کنڑت عراق کے پامٹ اور اس وقت میں سے مقدور و مکتوبی جگہ شاہ رفیع الدین کو موز فرمایا اور دوسرے
 دارالعلوم میں اس صاحب سے استفادہ کرنے کے لئے دہلی آتے تھے شاہ رفیع الدین کو ہر فن میں یدِ طولی حاصل تھا۔
 اس کی یہ خصوصیت مشہور تھی کہ جس فن کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہی ان کا
 جہش ہے۔ ریاضیات کی نسبت شاہ عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ۔

موقوف رفیع الدین وند ریاضیات پند اس ترقی کردہ عالم کہ شاید موجود ان ہم بود و باشد

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز برائے جنکالات عربی ص ۵۹)

مولوی رفیع الدین نے ریاضیات میں اس قدر ترقی کی کہ اس فن کے موجد نے بھی اس سے زیادہ دینی
 ہو گیا۔ آئندہ سری لکھتے ہیں۔

مولوی رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تھانہ لڑا ملفوظات شاہ عبدالعزیز برائے ۲۰ کمالات عربی ص ۸۸
 موقوف رفیع الدین کا فن ریاضی میں وہ تھانہ و است میں مل گیا تھا۔ آپ کی تصانیف میں اردو ترجمہ
 قرآن مجید و احادیث و علم و حکمت اور اہل بیت اور قیامت نامہ و بیست مشہور ہیں۔ ۱۲۳۱ھ ۱۸۱۵ء میں
 انتقال فرمایا۔ یہ خاندانی قیامت میں آج سید خواجہ ہیں۔

مرید لکھتے ہیں:-

”دیارِ ہندوستان کے جمیع فضلاء نے امی ان بی حضرت فیضِ موبیت کے مستفیضوں میں
فن کے ساتھ اس طرح کی دہائی کی کہ ایک وقت میں فنونِ تہذیب اور علوم مختلفہ کا درس لہر لہرتے تھے۔
تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے ہزار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا امی فن میں ہر
کے حسبِ استعداد پر قلعہ ہوا ہے، ہاں جو ان کمالات کے لحاظ باطن کا یہ حال تھا کہ چند بنگالی اور
ان کے وقت میں ہوتے تو یہ کتب اور سب اس میں اپنے تئیں کمترین مستفیدان تصور کرتے۔“

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نانوتوی ولی النبی خوان علم کے آخری خوش چنبیوں میں تھے۔ ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۳ء) میں
ولادت ہوئی، سہارنپور کے نواح میں ایک قدیم مدرسہ خیرہ قصبہ فوتہ ہے۔ (نانوتوی فوتہ سے جالبہ مدرسہ
کے قائلے پر ایک قدیم قصبہ ہے، یہاں لوہن صدی ہجری سے صدیقی عیسوی کا ایک ممتاز خاندان آ
حضرت نانوتوی کا نسب اہل خاندان سے ہے۔) اسی معدن سے یہ قدیم فرہنگِ احمی کے نواح میں
صدی ہجری کے نصفِ آخر کی علمی و مذہبی مجالس کو منور و تاباں بنا دیا تھا ابتدائی تعلیم وطن مالوہ میں
تعلیم کے بعد ان کو دیوبند بھیجا گیا، یہاں کچھ دنوں مولوی مہتاب علی کے کتب میں پڑھا، پھر اپنے
سہارنپور چلے گئے، جو وہاں وکیل تھے، سہارنپور میں مولوی نواز سے عربی صرف و نحو کی کتابیں
۱۲۸۳ھ کے آخر میں ان کو حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی اپنے ہمراہ ولی لے گئے وہاں کافی
دوسری کتابیں پڑھیں۔

بعد ازاں انہیں دہلی کالج میں داخل کر دیا گیا، مگر حضرت نانوتوی نے سالانہ امتحان میں حصہ
حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں:-

”والد مرحوم نے مولوی صاحب کو مدرسہ عربی (دہلی کالج جسے حضرت مولانا محمد یعقوب
مدرسہ عربی سرکاری لکھا ہے۔ پہلے یہ مدرسہ غازی الدین خاں کے نام سے موسوم تھا، اسے غازی
بنگ اول (متوفی ۱۱۵۱ھ) نے اپنی وفات سے چند سال قبل ہریانہ جیری دروازہ قائم کیا تھا۔“

صدورِ اقدس ہارنہ و خیرہ ان کے مکان پر پڑا چکے تھے آخر میں اس ملک درس میں حاضر ہوئے جو علوم قرآنیہ حدیث نس، ماہرے دہ و حمان میں مرکزی ضیعت رکھتا تھا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ السلام پر حضرت شاہ ولی اللہ علیہ السلام نے علمی و فنی کی تحصیل کی، زمانہ طالب علمی ہی میں ان کی آیاتِ علم و فضل ارجح فرات کی شہرت عام ہوئی تھی۔

حضرت مولانا نوٹوئی کے ہم عصر سید نے زمانہ طالب علمی میں ان کی آیاتِ علم و فضل، دہ و خیرہ کی تعظیم و احترام کی نسبت اپنے حشرات کا ان الفاظ میں اکتفا کر لیا ہے۔

جوگوں کو خیال تھا کہ بعد جناب مولوی محمد اسحاق صاحب کے کوئی شخص ان کی مثل ان تمام مقامات پر پیدا ہوئے والا نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنی کمال نبی، ۱۰۰ جہاد ہی اور تقریبی اور دوسرے اور مستحکم ثابت کر دیا کہ اس ولی کی تعظیم و تکریم کی بدولت مولوی محمد اسحاق صاحب کی مثل اور شخص کو بھی خدا نے پیدا کیا۔ بلکہ چند باتوں میں ان سے زیادہ۔

بہت لوگ زہد و عبادت میں جنہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب کو نہایت کم عمر میں دینی میں تعلیم پاتے دیکھا ہے انہوں نے جناب مولوی مولوی علی صاحب مرحوم سے تمام کتابیں پڑھی تھیں، ابتداً اعلیٰ سے تاہر تھوئی اور اس اور نیک تھی اور خدا پرستی کے ان کے اوصاف اور طواریف نمایاں تھے اور یہ شعر ان کے حق میں بالکل صادق قرار پایا اے سرخ زہد و محمدی بی باقت ستارہ محمدی

زمانہ تحصیل علم میں جیسے کہ وہ فاضل اور عالی دماغی اور فہمی و فراست میں معروف و مشہور تھے ویسے ہی انکی اور خدا پرستی میں بھی نہایت فاضل و کمال تھے، ان کو جناب مولوی مظفر حسین صاحب کی صحبت نے احسن سنت پر بہت زیادہ راغب کر دیا تھا اور خانی لد اللہ کے فیضِ صحبت نے ان کے دل کو ایک نہایت اعلیٰ درجہ کمال دیا تھا، خود بھی پابند شریعت و سنت تھے اور لوگوں کو بھی پابند شریعت و سنت کرنے میں زائد از حد کوشش کرتے تھے یاہیں بعد عام مسلمانوں کی بھلائی کا بھی ان کو خیال تھا، ان کی کوشش سے علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے نہایت مسو در سر دیوبند میں قائم ادارہ اور ایک نہایت عمدہ مسجد بنائی گئی، اداوار اس کے اور چند مقامات میں بھی ان کی سعی و کوشش سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، وہ خود تو اعلیٰ و اعلیٰ اور شہید بننے کی تمنا کرتے تھے لیکن دہ و حمان ملک کے خصوصاً انکار کمال و حضرت میں برابر با آوی ان کے معتقد تھے اور ان کو اپنے پیرو اور ملتہ ایمان تھے۔

سب سے پہلے غلامی میں بعض لوگ ان سے ناراض تھے اور جھڑپوں سے دو ڈرامے تھے مگر جہاں تک تھوڑی سی جگہ پر مولوی محمد قاسم صاحب کے کسی فعل کو ٹھوکانی سے ناراضی کا ہونا کسی سے غوثی کا جو کسی طرح ہوا ہے اسلامی پادشاہ اور عدالت پر معمول نہیں کر سکتے، ان کے تمام کام اعمال جس قدر کے تھے بلاشبہ لاپست اور ثواب و نافرمانی کی نظر سے تھے اور اس بات کو وہ حق اور سچ سمجھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا کسی سے ناراض ہونا صرف خدا کے واسطے تھا اور کسی سے خوش ہونا بھی صرف خدا کے واسطے تھا۔ کسی شخص کو مولوی محمد قاسم اپنے ذاتی تعلقات کے سبب اچھا یا برا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ صرف اس خیال سے کہ وہ میرے کام کرتا ہے یا میری بات کہتا ہے، خدا کے واسطے جانتے تھے۔ سب سے پہلے وہ بغض فی اللہ کا خاص ان کے برتاؤ میں تھا، ان کی تمام خصلتیں فرشتوں کی ہی خصلتیں تھیں، سب دل سے ان کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور ایسا شخص جس نے ایسی نیکی سے اپنی زندگی بھری ہو وہ بلاشبہ نہایت محبت کے لائق ہے۔

اس زمانے میں سب لوگ تسلیم کرتے ہیں اور شاید وہ لوگ بھی جو ان سے بعض مسائل میں اختلاف کرتے تھے۔ تسلیم کرتے ہوں گے کہ مولوی محمد قاسم اس دنیا میں بے مثل تھا، ان کا پایہ اس زمانے میں شاید معلومات علمی میں شاہ عبدالعزیز سے کچھ کم ہوا اور تمام باتوں میں ان سے زیادہ تھا، مسکنی اور فنی اور سادہ حرکی میں اگر ان کا پایہ مولوی محمد اعلیٰ سے زیادہ نہ تھا تو کم بھی نہ تھا اور حقیقت فرست سیرت اور ملکوتی خصلت کے شخص تھے اور ایسے شخص کے وجود سے زمانہ کا خیالی ہو جانا ان لوگوں کے لئے جو ان کے بعد زندہ ہیں نہایت رنج اور افسوس کا باعث ہے۔ (مضمون سر سید مندرجہ علی گڑھ انشٹیٹیوٹ گزٹ ۲۳ اپریل ۱۸۷۸ء میں ص ۳۶۸ و ۳۶۹ تحصیل کے لئے دیکھئے راقم خط کا مضمون حضرت خانقاوی سرسید کی فکر میں مشغول ہونے کا بھی جلد سوم)

تحصیل عم کے بعد مولانا پانچوٹی نے ذریعہ معاش کے لئے حضرت مولانا احمد علی محدث و حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپور (۱۲۳۵ھ و ۱۲۳۶ھ) میں سہارا پورہ میں پیدا ہوئے۔ (حضرت مولانا مملوک علی اور مولانا دینچہہ علی علیہ السلام سے بڑا عارف و بصیرت کی تحصیل کے کرم میں حضرت شاہ محمد اعلیٰ دہلوی سے اسی طرح کی کہ وہ ان کے علم تک جرم میں دینے پر پہلے اصرار کی تلقین کرتے اور پھر کے بعد حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر نفس کی ہولی اور ریٹ کی بات کرتے تھے۔ حدیث کی تمام کتابیں شاہ صاحب سے اسی طرح سے پڑھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا صاحب (۱۲۳۵ھ) کے بعد ان کے بعد ان میں مشغول ہو گئے۔ تعلیم و حکم کے ساتھ ساتھ اپنے مطبع

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں۔

جب مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تشریف اور صحیح بخاری شریف کے پانچ چھ پیارے آخر کے بابی مولوی صاحب کے پر کیا مولوی صاحب نے اس کو ایسا لکھا ہے کہ اب دیکھنے والے دیکھیں گے کہ اس سے بہتر اور زیادہ سکا ہے اس نے اپنے میں داخل انہوں کہ مولوی صاحب کے کمال سے آگاہ نہ تھے جناب مولوی احمد علی صاحب کو اور اعتراض کیا تھا کہ آپ نے یہ کیا کام کیا آخر کتاب کو ایک نئے آدمی کے سپرد کیا اس پر مولوی احمد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ ہر دن مجھے پوچھ لیا کروں اور پھر مولوی صاحب کا تجزیہ دکھلا دیا۔ جب لوگوں نے یہاں اور وہ جگہ بخاری میں سب جگہ سے مشکل ہے علی الخصوص تائید مذہب حنیف کے جواہر سے التزام ہے اور اس جگہ ہم بخاری نے اعتراض مذہب حنیف پر کئے ہیں اور ان کے جواب بھی معلوم ہے کہ کہتے مشکل ہیں اب میں کوئی باتیں اس جگہ کو دیکھ لے اور کچھ لے کر کیا حاشیہ لکھا ہے اور اس حاشیہ میں یہ بھی التزام تھا کہ کوئی بات ہے سند کتاب کے محض اپنے علم سے نہ لکھی جائے۔ (سوانح قاسمی میں) مطبوعہ مطبعہ مجاہدانی دہلی ۱۳۱۲ھ ۱۹۹۴ء۔

حضرت نانوتوی کی کسی سوانح میں اس کی مراد مت موجود نہیں ہے کہ انہوں نے تعلیم سے کب فراغت حاصل کی ۱۱۲۰ھ صحیح بخاری کی تصحیح اور تجزیہ کا واقعہ کس سن میں پیش آیا؟

سوانح قاسمی سے اہمالی طور پر صرف اتنی بات کا پتہ چلتا ہے کہ مرتبہ تصاب کی تحصیل کے بعد انہوں نے علی احمدی دہلی میں تصحیح کو کام شروع کر دیا تھا اس عرصے ۱۲۰۴ھ ۱۸۵۱ء اور کے آخر میں حضرت مولانا مملوک علی انتقال ہو گیا، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی سوانح قاسمی میں لکھتے ہیں۔

اس عرصے میں والد مرحوم کا ۱۱۱۱ھ کی الحرحرح ۱۲۰۹ھ ۱۸۵۱ء کو انتقال ہو گیا بعد انتقال والد مرحوم اہقر اپنے مکان مملوک میں جا رہا۔ مولوی صاحب (حضرت مولانا محمد قاسم) بھی میرے پاس آ رہے تھے پر ایک جھانک پڑا تھا اس کو پڑھا۔ سچے سچے ایک سال کے قریب بعد انتقال والد مرحوم اہقر دہلی رہا پھر اجمیر کی نوکری کے سبب دہلی چھوٹی مولوی صاحب پندرہ روز تھا اس مکان میں رہے۔ پھر چھاپہ خانہ میں رہے، پھر دارالافتاء میں پندرہ روز رہے اس کے بعد مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تشریف اور صحیح بخاری شریف کی پانچ چھ پیارے آخر کے بابی تھے مولوی صاحب کے سپرد کیا۔ (سوانح قاسمی میں) مطبوعہ مجاہدانی دہلی ۱۳۱۲ھ ۱۹۹۴ء۔

حاشیہ بخاری کا زمانہ تحریر

حضرت مولانا محمد یعقوب خان قزوینی کے بیان و اقتداء کی تحریب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ۱۲۹۹ھ سے قبل حضرت خان قزوینی تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اسی وجہ سے ۱۲۹۹ھ و ۱۸۵۱ء کے بعد ایک سال کے فاصلہ پر حضرت مولانا محمد یعقوب خان قزوینی کے ساتھ مولانا پرغزدارانہ ۱۲۹۸ھ و ۱۸۵۲ء کے عشر میں حسب دعوت امیر علی خان قزوینی کے دوسرے مقامات میں رہے اور اسی زمانے میں مجلس کا کام ان کے سپرد ہوا۔ حضرت خان قزوینی کے قبل اس حضرت مولانا رشید احمد ٹنکوی کے حلقہ تفسیری طور پر معلوم ہے کہ ان کا قیام طیار سال رہا اور ۱۲۹۵ھ و ۱۸۴۸ء میں وہ قاری ہو کر وطن چلے گئے۔ (تذکرۃ رشید جلد اول ص ۴۸) اس لئے حضرت خان قزوینی کا سن فراغت بھی یہی سال ۱۲۹۵ھ ہو سکتا ہے۔ اس طور پر گویا پیر سرحد میں سال میں وہ تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔

حج بخاری کا نوٹس ۱۲۳۲ھ و ۱۸۱۵ء میں دہلی کے مطبع چٹھائی میں چھپا ہے، اس کے آخر میں لکھا ہے: "۱۲۳۲ھ و ۱۸۵۲ء طبع کرنا یہ و شافعی عام فرمودہ بعد از اس صاحبزادگان ایشیاں کہ در حلقہ عقیدہ و اخلاقی محمدیہ پیر و اہل دارم در ۱۲۸۳ھ و ۱۸۴۶ء مولانا ۱۲۹۸ھ و ۱۸۵۱ء علیہ صلی علیہ وسلم کی حیات شعلی میں ہے کہ حج بخاری کی پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ و ۱۸۵۰ء میں چھپی تھی لکھا ہے کہ مولانا سیدار پور کی کتاب کا رد یہ ہے کہ حدیث کی قسمی کتابوں کو تحت حجت سے حج کر کے چھاپ کیا، چنانچہ ۱۲۹۵ھ و ۱۸۴۸ء میں جامع ترمذی اور ۱۲۹۶ھ و ۱۸۵۱ء میں حج بخاری شائع کی گئی کہتے تھے۔ مرحوم نے میں برس کامل بخاری کی تصحیح و تصحیف میں بسر کئے۔ (حیات شعلی طبع جاتی میں ۵۰ خطہ در ۱۸ خطہ میں) رقم بخاری کے نزدیک حج بخاری کا سن طاعت جو چٹھائی ایڈیشن میں لکھا گیا ہے زیادہ قریب ہے حج بخاری کے آخر میں جو ماہ و تاریخ درج ہے اس میں لکھا ہے۔ (هذا ما شافعی لہذا مع حسم القطع من المولوی محمد عمن بن المولوی احمد سعید المجدوی قد بطع النسخ کتب بعد کتب اللہ) ۳۔ مطبع چٹھائی دہلی، بندہ حسن کامشور مطبع رہا ہے۔ اس مطبع کو اولاً مٹھی مستر علی نے سرحد میں قائم کیا ۱۲۹۵ھ و ۱۸۵۰ء کے درمیان لکھا اب میں مطبع احمدی دہلی کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت خان قزوینی کی

مطبع ان مطبع سے قائم ہو گیا تھا۔ ۱۲۹۸ھ میں مفتی صاحب حج کے لئے گئے تو مطبع چھپائی کے حقوق مولوی عبدالباقی صاحب (وفات ۱۹۱۳ء) نے حاصل کر لئے۔ مولوی عبدالباقی صاحب نے مفتی ممتاز علی کی اثر فی دینی مسائل شریف کا ترجمہ چھاپا اس کے علاوہ مکتوبات شاہ عبدالمعز خاوری اور شاہ صاحب کی ایک دوسری کتاب میران الہیہ وغیرہ شائع کیں۔ ان کے بعد ان کے فرزند مولانا قاضی بشیر الدین صاحب (وفات ۱۹۳۳ء) اس مطبع کو چلاتے رہے اور مفتی سفید گنجی صاحب نے ترجمہ کر کے عربی نسخہ بھی دیا۔ ملک کے تقسیم کے بعد یہ مطبع بند ہو گیا۔ ۱۲۹۹ھ میں مفتی ممتاز علی نے حج سے واپس آ کر رہا تھا کہ پائے دلی میں مطبع چھپائی اور مولانا محمد علی صاحب ۱۳۰۰ھ میں مفتی صاحب ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے اور اپنا مطبع مولوی عبد الاحد صاحب کو بیچ کر سودا ہے میں فروخت کر دیا۔ ۱۹۲۰ء ۱۳۳۹ھ میں مولانا عبد الاحد کے انتقال کے بعد مطبع چھپائی ان کے کئی فرزندوں میں تقسیم ہو گیا۔ ۱۳۶۱ھ میں جب اس خاندان کے افراد پاکستان چلے گئے تو مطبع ختم ہو گیا۔ مطبع چھپائی دلی میں جامع مسجد کے قریب محلہ پورہ دلی والاں میں واقع تھا۔

مولوی عبد الاحد مرحوم نے مطبع چھپائی دلی کو بہت ترقی دی اس مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں صحت کے لحاظ سے دلی کا قابل قدر بھی جاتی تھیں۔ لوگ مطبع چھپائی کی مطلوبات کو تلاش کر کے فراہم کرتے تھے۔

مطبع چھپائی دلی سے عربی، لادنی اور اردو کی ہزاروں کتابیں مطبع ہو کر شائع ہوئیں۔ دہش کھائی کی تقریباً سب کتابیں اس مطبع میں چھپی تھیں۔ غرض کہ اس مطبع نے اسلامی علوم و فنون کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔

مطبع چھپائی میں جدید اور مستند علامہ تصحیح و تالیف اور حواشی کا کام انجام دیتے تھے۔ مولانا محمد احسن ناٹوتوی، مولانا محمد علی ناٹوتوی، مولانا کلام الدین کیراٹوی، مولوی غفلت الرحمن، ہاشم دہلوی، مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد رفیع کے نام قابل ذکر ہیں۔

حافظ بخاری دہلوی نے لکھا ہے کہ مطبع نوالی مشہور لکھنؤ کے بعد اگر کسی مطبع نے لازوال شہرت پائی تو وہ یہ مطبع چھپائی دلی تھا۔ سینکڑوں قدیمی، تاریخی اور ادبی کتابوں کے دہ چھاپے ایچ بی این اور لاکھوں نسخے چھاپے گئے۔ یہاں پر علم کا راز ہے کہ آج ہمارے کتب خانے مختلف علوم و فنون کی کتابوں سے مملو و بھر پور ہیں۔

مولانا محمد احسن ناٹوتوی ۱۹۰۱ء مولانا قاضی اور یہ دلی سے تعلق رکھتے تھے بخاری دہلوی ۱۰۰۳ء سید محبوب، حسینی، مولانا محمد الہیہ، اے بی ڈی ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۴ء دلی، وزیر آباد ہو سکتا ہے جس میں حضرت ناٹوتوی نے حج

بخاری کے آخری پانچ پانچ پاروں کی تصحیح کی اور تفسیر لکھا ہے۔

حضرت نانوتوی کا سال ولادت ۱۲۲۸ھ مطابق ۱۸۱۳ء ہے اس لئے تصحیح اور حاشیہ کی تحریر کی وقت اس کی زیادہ سے زیادہ اکیس سال ہوتی ہے۔ حضرت مولانا سیدنا عمر الحسن گیلانی نے مبہم لہجہ پر ہائیکس و تیکس کا استعمال بنائی ہے۔ لکھا ہے کہ گانا پائیکس تیکس سال سے زیادہ حضرت والا کی عمر نہ ہوگی۔

(سوانح کا ہی جلد اول میں ان ۳ مطبوعہ تفصیل پر لکھ دیا ہے)

جن لوگ حضرت نانوتوی کی ہجرت سے واقف نہ تھے ان کو صحیح بخاری کی تصحیح و تفسیر کا یہ بیانیہ نام دیا۔ علمی کام ایک نو عمر کے پر و گئے جاتے پر تعجب ہونا ہی چاہیے تھا مگر حضرت مولانا احمد علی کی بالغ فکر نے اپنے شاگرد کی غیر معمولی ذہانت و ذکاوت اور مگر علم کو کما حقہ پہچان لیا تھا۔

حضرات گرامی بندہ لاجپور کی معلومات کے مطابق برصغیر میں جس حاشیہ کے ساتھ بخاری شریف پہلے دہائی ہے وہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حاشیہ کے ساتھ چھپ رہی ہے اندازہ فرمائیے۔ کہ اس ایسٹ دیوبند کا کس قدر یہ دینی اور علمی فیضان ہے اور یہ صدقہ بخاریہ کس قدر ان حضرات علماء دیوبند کے اس درجات کا موجب اور حضرات علماء کے صحیح بخاری شریف سے استفادہ کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قیامت علیہ دیوبند کے اس صدقہ بخاریہ کو جاری رکھے۔

رہے انھوں برس سابق آ آ رہا دیکھنا

دوسری حدیث کا طریقہ

دوسری حدیث میں مذہب حلیہ کے اثبات و ترجیح کا وہ طریقہ اور تحقیقات و استخراجات کا وہ انداز جو ان اعلیٰ علماء دیوبند کا خیر امتیاز ہے لازم و پیش آمد اس طریقہ کے اس حدیث میں مروج و متداول سے اسے فروغ دیا گیا ہے۔ حضرت نانوتوی کا یہ حصہ ہے تیسری صدی ہجری کے وسط تک دوسری حدیث میں صرف حدیث کا ترجمہ اور نہ اسباب اور نہ بیان کرنا کافی سمجھا جاتا تھا مگر جب غیر مقلدین کی جانب سے اختلاف پر شد و مد کے ساتھ لازم آگیا کہ ان کا مذہب حدیث کے مطابق نہیں ہے تو حضرت شاہ محمد رائق صاحب اور ان کے بعض تلامذہ نے مذہب حلیہ کے اثبات و ترجیح پر فرمائی اور اعلیٰ علم میں حضرت نانوتوی و حضرت شیخ الحداد اور دوسرے حضرات

حضرت باقرؑ کی کوئی معروف درس گاہوں سے قابلِ نظر نہیں آتی۔

حضرت باقرؑ کی زندگی میں سے کماحقہ استفادہ صرف وہی طلباء کر سکتے تھے جو خود بخود استاد اور تدریس و تفسیر کے ساتھ ساتھ کتاب کا بغور مطالعہ کر سکتے ہوں۔ حضرت باقرؑ کی ذہانت و ذکاوت و بالغِ نظرئی اور قوتِ استدلال کوئی راہِ اندازہ ان کی تصانیف سے کیا جاسکتا ہے۔ ان کا یہ قول تھا کہ کتاب و سنت کے تمام احکام اور مسائل پر عقلی و فہمی کی عقل کو ہدایت ملے گی۔ ساری فہم و سمجھ بصری و عقلی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ حضرت باقرؑ کی رائے تھی کہ

حقیقت یہ ہے کہ حضرت باقرؑ کی فہم و سمجھ کسی اہم اور مشکل مسئلہ کو چھوڑ کر تصورات کے خلاف ثابت کر دیتے ہیں۔ اس لیے کہ علم و فہم کے بعد عقل کے مابین مطابقت معلوم ہونے لگتا تھا۔ آپ کے عقائد کو رد و انکار کے خلاف یہاں سے اس باب علم و فہم کو جرات نہ ہوتی تھی۔ (تہذیبِ منصور، جلد دوم ص ۱۷۸)

ادراجِ ملاحضات میں حضرت شیخ ابوبکرؑ کا یہ بیان مذکور ہے، فرماتے ہیں۔

میں نے مولانا ابوالحسن صاحبؒ کی تصنیفات کو دیکھ کر حضرت باقرؑ کی درس میں حاضر ہوتا تھا اور وہ باتیں جو چھتا تھا جو اب صاحبؒ کی تصنیفات میں غائب ہوئی تھیں، ان صاحبؒ کے یہاں جو آخری جواب دیتا تھا وہ حضرت علیؑ کی طرف سے فرماتے تھے، میں نے اب اس کا تجربہ کیا۔ (ادراجِ ملاحضات، جلد دوم ص ۱۷۹)

ادراجِ ملاحضات کے ابتدائی زمانے میں چند دن مسجد کی مسجد میں اقلیدیہ کا درس دیا ہے اور وہاں درس میں جب طلبہ کو کسی شخص کے سمجھانے کی ضرورت پیش آتی تو بغیر آلات کی مدد کے انہی سے زمین پر خطیں کھینچ کر سمجھا دیتے تھے۔ وہاں عالیہ کریمؒ یا جنابؒ اور اقلیدیہ کا مطالعہ آپ نے دینی کالج میں بغیر استاد کی رہنمائی کے بطور خود کیا تھا۔ حضرت باقرؑ کی درس کا مجموعہ مطالعہ علیؑ کی چارہ یواری میں ہوتا تھا جس میں صرف خاص خاص لوگ شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کے فیضِ تعلیم نے حضرت شیخ ابوبکرؑ مولانا محمود حسن دہلوی، مولانا احمد حسن امروہی اور مولانا محمد الحسن جتوئی وغیرہ جیسے بزرگ علمی ادارے کے ذریعے سے علوم دینیہ کا نظام قائم کیا۔ جواب اپنی قوم کو ان لوگوں کے لئے لکھتے تھے۔

حضرت مولانا نانوتوی کی تعلیم و تدریس کی چند خصوصیات نہایت اہم ہیں۔ ایک بڑی غصہ مندی
 کہ انہیں نے دینی و دنیوی تعلیم و تدریس کو بھی حصول معاش کا ذریعہ نہیں بلکہ دولت مند ہونے کے سبب سے غیر
 معاش کے لئے ملازمت اختیار کی بلکہ تعلیمی کے بجائے تعلیمی میں صحیح کتب کی اور دیگر نیکو دوش کی
 برخلاف انسانے کے بجائے تکفیل پر مبنی فرماتے تھے اور اس قدر کم نگو اور حقارت فرماتے جس سے
 پیشکش مکر کیا جاسکے وہ پھر روپے سے زیادہ بھی نگو اولیٰ قول نہ کیا، وقت کا بے سے بے جا
 بعد ستانی کو دیا جاسکتا تھا وہ قول حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب آپ کی تہنم و آید کے الی اللہ
 تھا، چنانچہ آپ کے تعلیمی زمانے کے معاصرین جو علمی استعداد میں آپ سے کہیں کم کرتے تھے انہیں
 بے سے سرکاری عہدوں پر فائز ہو گئے۔ مگر آپ نے تعلیمی ملازمت قبول کرتا پسند نہیں فرمایا، آپ کے
 زمین رکھتے تھے اور یہ امید رکھتے تھے کہ پرنالکھ چکر جب عالم بن جائے گا تو معقول نگو کوئی دوسرے
 مل جائیگی مولانا کے معاصرین جب انھیں اچھے عہدوں پر فائز ہو گئے اور مولانا نے ملازمت کی جانب غور
 فرمایا تو والد کو بہت افسوس ہوا اور یہ کھلی شکایت حضرت عائی ادا اللہ قدس سرہ سے عرض کیا کہ میرے بچے
 پر نالکھ اور ان سے بہت کچھ امیدیں وابستہ تھیں کچھ کماتا اور نوکری کرتا تو ہمارا اقبال دور ہو جاتا تھا چاہے
 نے کیا کر دیا کہ نوکری کے لئے تیار نہیں ہوتا، حضرت عائی صاحب اس وقت تو سن کر چپ ہوئے مگر اس وقت
 وقت کہلا بھیجا کہ تم تعلیمی کی شکایت کرتے ہو حق تعالیٰ ان کو نوکری کے بغیر ہی اتنا کچھ عہدت فرمائے گا کہ ان کے
 اچھے ہیں گنا اور بے سے بے عہد سے الے ان کی خدمت پر نگر کیا کریں گے۔

علوم عربیہ کی تعلیم و تعلیم، مہارتیں اور جماعت بندی وغیرہ کا جو طریقہ آج مروج و متداول ہے اس کا
 سلسلہ کا طریق اس سے مختلف تھا، عام طور پر علماء اپنے مکاتوں اور مساجد میں بیٹھ کر بطور قواعد و احکام اللہ تعلیم دیتے
 حصول معیشت کے لئے تہذیبی کاروبار کرتے یا متوکلا نہ دینی گزارتے تھے، اکثر یہ بھی ہوتا تھا کہ ایسے علماء
 کسی کاروبار معیشت کے متوکلا نہ تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے تھے حکومت کی جانب سے فن کے لئے
 دھانک مقرر ہو جاتے تھے، حضرت نانوتوی نے حالات کی سخت و مساعدت کے باوجود ملک کی اسی محتاج
 جس نعمت و استقبالی اور استفادے قلب کے ساتھ رقرار رکھا وہ آپ ہی کا حصہ تھا، حضرت عائی صاحب
 کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ پہلے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہوا کرتے تھے اب ان کو اس سے نہیں ہوتے۔

مطبع میں سے لڑائی کے بعد حضرت بالوتوئی نے ذریعہ معاش کے لئے مطبعی آمدنی دہلی میں کتب
 و کتابت کے لئے مطبعہ و چھاپی خانہ کھولا اور وہاں دوسری کتابیں بھی چھاپنے لگیں۔ یہاں
 کے لڑائی و جدوجہد کے دوران ہی ایک کتاب "جہاں لڑائی لڑائی کا قہر و زور" لکھی گئی اور اس کے
 چھاپنے اور شائع ہونے کے بعد۔

راجہ میں مسئلہ اور لکھنا کہ ان درجے کے قضا کے علماء کی مقصود و مقصد یہ ہے کہ وہ
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے

یہ سب کو معلوم ہے کہ مدرسہ اسلامیہ لڑائی و جدوجہد کے لئے قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے

یہ سب کو معلوم ہے کہ مدرسہ اسلامیہ لڑائی و جدوجہد کے لئے قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے
 قضا کے لئے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس نام کے علم نے غائب کیا اور لڑائی و جدوجہد کے لئے

تجربہ اسلام کی خدمات اور اجرائے خدا اور

حضرت بالوتوئی کا سب سے بڑا اور عظیم کارنامہ ہندوستان میں علوم دینیہ کی بحالی و ترویج کے لئے قیام

کو مولانا سناظر الحسن گیلانی نے شاہد خان شاہ آبادی (وفات ۱۸۸۸ھ کی اولاد رکھتا ہے، جو کچھ نہیں ہے مولوی
مولوی عدنان (محمد الدین) (وفات ۱۲۵۹ھ) کے پرچہ تھے مولوی میاں انان مولوی عبداللہ بن مولوی ابی
بن مولوی محمد الدین عرف مولوی عدنان (علامہ ابو جابر شاہجہاں پور الزمیلان علی الدین بن ۱۲۵۸ھ تک
تک ۱۹۲۵ء)۔

حضرت نانوتوی نے میلہ شہ اشافی میں دونوں سال شریک ہو کر یہ سائنس کی مادرش کو کامیاب
موقع پر پروفیسر محمد عابد قادری نے مولانا محمد الحسن نانوتوی کی سوانح میں لکھا ہے۔

ایک بات یہاں خاص طور پر غور طلب ہے کہ میلہ شہ اشافی شاہجہاں پور اعلیٰ و اشراف کے ساتھ
سال متعلقہ ۱۱۰۰ھ میں ایک طرح سے مذہب اسلام کو پہنچایا گیا تھا۔ شاہجہاں پور سے بریلی اور بدایوں
قریب اور حاصل اطلاع ہیں کہ اس میلے میں علماء بدایوں و بریلی کی کسی دل چسپی کا سراغ نہیں ملتا۔ (۱۱۰۰ھ
اسن میں ۲۲۱)

مناقشہ روز کی:

سوال ۱۲۹۲ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ حج کے لئے تشریف
لے کر رجب الاول ۱۲۹۵ھ ۱۸ جولائی ۱۸۷۸ء میں واپس ہوئے اور انہی میں جد سے حضرت نانوتوی کی طبیعت خراب ہو
گئی اور طبیعت کسی قدر شہل گئی مگر مرض رفع نہ ہوا، اسی سال شعبان ۱۲۹۵ھ میں روز کی سے اطلاع ملی کہ چلے
دیا گئی یہاں پہنچے ہیں اور مذہب اسلام پر اعتراض کرتے ہیں، مولانا نانوتوی باجوہ کمزوری اور بیماری کے
پہنچے۔ ہر چند یہاں کہ گنج عام میں چڑت ہی سے گفتگو ہو جائے۔ مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور روز کی سے
گئے، حضرت نانوتوی کے ایما پر حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی اور مولانا محمود حسن دہلوی نے عام جلسوں
تقریریں کیں اور چڑت ہی کو پہنچایا، حضرت مولانا نانوتوی نے جلسہ عام میں ان کے اعتراضات کے جواب
دئے اور استقبال قبلہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ (علامہ ابو اعتقاد الاسلام الزمیلان محمد قاسم نانوتوی
۱۲۹۵ء)۔

اس کے بعد چڑت کی میرٹھ پہنچے انہوں نے وہاں بھی وہی انداز اختیار کیا، مسلمانان میرٹھ

اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے ساتھ جو معاملہ رہا ہے اور اس طرح پہلے بھی بارہا امت کی دست گیری کی ہے اسی طرح اس موقع پر بھی ترشہ رہائی کا ظہور ہوا۔ لفظ "ترشہ" درحقیقت کوئی لایان کیا جاسکتا ہے کہ یہ سازگار حالات کا طبعی رد عمل تھا، جس نے مسلمانوں کو جن کی خواہش و قوتوں کو سمجھو کر بے ارادہ کر دیا، اور ان کے گھر و زندگی کی ایک نئی روح ڈال دی۔

اس موقع پر یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں اور دوسرے ممالک اسلام کے اعلیٰ تعلیم و تربیت کے کیا نتائج و اثرات برآمد ہوئے، کیونکہ کسی چیز کی کامیابی کا صحیح معیار دراصل اس کے نتائج ہی ہو سکتے ہیں اس سلسلے میں عرض ہوا لاہور کے مشہور روزنامہ "زمیندار" نے دارالعلوم دیوبند کے بارے میں لکھا تھا کہ

"اس وقت ہندوستان کے طول و عرض میں علوم و دینی سے واقف جمعی بستیاں نظر آتی ہیں ان کے حصہ اسی درجے علم (دارالعلوم دیوبند) سے سیرامید ہو کر نکلا ہے، ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اس پائے اعلیٰ مدارس میں ڈالنے کو تیار ہوئے اور حقیقت علمی خدمات کی گراں مانگیں میں ہندوستان کی کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ایک دو مستثنیات کو چھوڑ کر کوئی دارالعلوم جیسا اس سے نکلا نہیں سکتا اور جس نے ملت و نظام اسلام کی اتنی اہم خدمات انجام دی ہوں۔"

(روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ ۲۴ جون ۱۹۴۷ء)

دارالعلوم دیوبند اس وقت قائم ہوا جبکہ ہندوستان میں مذہبی تعلیم کے مدارس کمرِ معدوم ہو چکے تھے وقت قریب نظر آتا تھا کہ ہندوستان میں جدید تعلیم اور اس کے اثرات کے سامنے مذہبی تعلیم، اسلامی احکام و دین کی روشنی میں قائم اور قائم رہے اس پر آشوب وقت میں دارالعلوم نے ملت کی فکری و فنی ہولناکی کو سہارا لئے جہاں تک مسلمانوں کی حیات اجتماعی کی نشوونما کا تعلق ہے بے تکلف کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ترقی و ترقی دارالعلوم کی مسلسل تعلیمی اور تبلیغی جدوجہد کے ذریعہ سے وابستہ ہے، دارالعلوم کی طویل زندگی میں عوامیت کے عنوان اعلیٰ اور حالات و سیاسیات میں کتنے ہی انقلاب آئے مگر یہ ادارہ جن مقاصد کو لے کر عالم وجود و حیات اجتماعی و اشتغال اور عبادتِ قدسی کے ساتھ ان کی تکمیل میں سرگرم رہا، وہ یہ حقیقت ہے کہ فکر و خیال کے ان انقلابات و متغیرات میں ڈوبی ہوئی تحریکوں کے دور میں اگر باوجود مدارس عربیہ اور ہندوستان دارالعلوم جیسے علمی ادارے

میں تو شک ہے کہ آج مسلمان ہزاروں ہی کے گمراہ گمراہ ہیں۔

اس وقت تعلیم و تربیت اور اصلاح خلق کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں دارالعلوم کے فضلاء سہولت پائی نہ ہوں اور ملت اسلامیہ کی اصلاح و تربیت میں انہوں نے ایسا کردار ادا کیا ہو جو لوگوں کو ہدایت و ارشاد اور ہمت و توفیق کے جذبے سے بطور کی روشنی اس وقت ہندوستان میں دارالعلوم ہی کے گرامی قدر علماء کے دم سے قائم ہے۔

تعلیمی کمزوری کے لحاظ سے دارالعلوم بیوت ایک مخصوص مسلک پر مبنی رہا ہے، یہ مسلک اس کے قیام و قیامت کی روشنی اور وقت شناسی کا پورا پورا آئینہ دار ہے اور صرف اس وقت ہی نہیں بلکہ ایک عمر سے بعد تک بھی اس کے مابین تعلیم کا ایک نا اہل اس کو سمجھنے سے قاصر رہا، اگرچہ حالات کی گردش نے دارالعلوم کی صداقت عمل کو ہندوستان کی طرح واضح کر دیا۔ حتیٰ کہ جن حضرات سے اب تک دارالعلوم کی شہرہ کے ساتھ مخالفت کی جاتی رہی تھی ان کو بھی اس کی ضرورت اور خدمات کا اعتراف کرنا پڑا، چنانچہ ایک موقع پر جبکہ حیدر آباد دکن سے دارالعلوم کی اور ہندوستان کے لئے اس کے مخالفین نے تحریک شروع کی تو اکثر راہنہ مسعود نے جو اس وقت حیدر آباد دکن میں دارالعلوم ہی میں قریب کی حالت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”مگر یہ ہم انگریزوں کی اوقات میں کوٹاں ہیں اور جس طرح معاشی و دنیاوی حالات سے ہماری سہی بھا ہے اسی طرح مذہبی ضرورت سے اب ہند (دارالعلوم) کا وجود ضروری ہے۔“

(مسئل اہتمام نمبر ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵)

بہر حال یہ تصور درگاہ و حضرات سے سالہار مسعود لکھنے کے معاملہ کو غلطی نہیں سمجھاؤں، مگر غرض ہیں۔

”دارالعلوم اب نہ جو ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں علوم اسلامیہ کا ایک بہ مثال مرکز ہے اور ہندوستان کے ایک ایسا مرکز ہے، جس نے ہندوستان میں علوم اسلامیہ عربیہ کے فروغ و ترقی کے لئے ہندوستان کے گوشے گوشے میں یہاں کے فضلاء علوم و دینیہ کی تعلیم اور اسلامی خدمات میں لگے ہوئے ہیں۔ دارالعلوم اب ہندوستان میں اور علوم دینیہ کی جو خدمات انجام دے رہی وہ آفتاب کی طرح روشن ہیں، یہاں کوئی گمراہ نہیں رہتا، جو حق و حقیقت سے اپنی آنکھیں بند کرے تو اس کا ملنا نہیں۔“

(قنداری ملایہ ہندوستان اسلام کے دیوتا، صفحہ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴،

جن لوگوں کو ممالک اسلامیہ کی سیرۃ سلطنت کا اتفاق ہوا ہے وہ ان ممالک کے حالات و
 رسالوں میں ان کی نفرت سے گزر رہے ہیں ان کو ایک حق ان ممالک کے لوگوں و فلسفے کی کسی قدر کم گہر نظر
 میں نمایاں نظر آئے گی وہ یہ کہ ممالک اسلامیہ کے ہاشم سے مغربی تہذیب و تمدن سے نہ صرف یہ کہ جو
 ہیں بلکہ کوئی حد تک اس کے اثرات کو انہوں نے قبول اور اختیار کر لیا ہے، شام، مصر، عراق اور ایران وغیرہ
 جن کی زمینیں براہِ راست صحابہ کرامؓ کے قدم سے مشرب ہوئیں اور ان کے اسلامی عقیدے سے جاوا اور
 حاصل کیا، صدیوں تک علوم نبوت و امامت و احکام سے ان کی تشاہد و خشود رہی اور وہ اسلامی علوم و عقائد کا گہر
 رہے مگر جوں ہی ان کی سرزمین پر اُمیاد کے قدم پہنچے کہ یہ شریعت کے ساتھ انہوں نے اسلامی علوم و
 اسلامی تہذیب و تمدن کو خیر یا افسوس یا اور ایسا تھیرا انقلاب قبول کیا کہ گویا وہ کبھی اس اسلامی لحاظ سے گزر رہے
 تھے، یا ہمیشہ سے یورپ کی کا کوئی خطہ تھے۔

اس معاشرتی اور تہذیبی انقلاب کے علاوہ علمی انقلاب کی کیفیت آپ گزشتہ اوراق میں علامہ ہذا
 رضا مرحوم کی زبان سے یہ سن چکے ہیں وہ اس زمانے میں ہندوستانی علماء کی تہذیب اگر علم الہیہ کی طرف متوجہ
 ہوتی تو مشرقی ممالک سے یہ علم تم ہو چکا ہوتا، مصر و شام، عراق اور الجزائر میں دسویں صدی ہجری سے تہذیب و
 کے اوائل تک یہ علم صرف کی آخری منزل پر پہنچ گیا تھا، موصوف نے ۱۳۱۵ھ میں جب مصر ہجرت کی تو ہندو
 اور دوسری مسجدوں کے خطیبوں کو دیکھا کہ اپنے خطبوں میں ایسی حدیثیں پڑھتے ہیں جن کا مشبہ حدیث
 پتہ نہیں اس کے بعد قصہ ہے کہ وہ خطبوں اور رسول کا بھی ایسا حال تھا۔

لیکن ہندوستانی جو مہونا سجادہ کرامؓ کے قدم سے بھی محروم رہا ہے اور ان کے اسلامی عقیدے کے
 راست اسے استفادہ کا موقع بھی نہیں ملا ہے، جب یورپ کے تسلط و اقتدار کے بلاکت ہاڑیوں نے اس
 لے جانا چاہا اور ان حوادث کا قریب و دورہ صدیوں تک یہاں کے مسلمانوں کو مقابلہ کرنا پڑا مگر اس کے باوجود اس
 ہندوستانی کے مسلمانوں نے اپنی اس قدیم اسلامی خوب تہذیب و معاشرت اور خیریت کو بچھڑا کر اس کے
 جس پر آٹھ سو سال پہلے اس کا سنگ بنیا دیا تھا۔

اس فرق کی وجہ؟ اس کا سبب جو اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ تہذیب و اسلامی فلسفوں میں
 کے وقت کوئی ایسی مہم رانی نہ ہو جو تہذیبی انقلاب کی مہم لگتا، اس قوم کی پیش کو دیکھ کر اس کی

دستے بطور سلف مانتے ہوئے اس کی جہاد کو جاری رکھ کر تھے لیکن بعد میں اس میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ نے اس گھر کے مالکین اور بعد ازاں غلامی کے پیمانے کو ختم کر دیا اور ان کی بنیاد کو دینی تھی، اور اس وقت کے مناسب وقتوں میں ان کی تعلیم فرمائی، اسے انہی اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھا اور پڑاؤ قرآن، جماعت کی تعلیم اور جائز و ناجائز کی ایک طرف تو دارالعلوم کی شکل میں لکھنؤ میں دو گروہوں کے درمیان ذہانت کی خدمات اور طاعت ہوئیں اور دوسری طرف ان کے اسلامی دانشور اور دانشور اور اہل کمال کے انتظام کا ذریعہ بنیں اور اس کی جماعت نے یورپ کی تمام چیزوں اور مصلحتوں کے ذریعے مسلمانوں پر بند لگائے اور مسلمانوں کو بھاؤ کے دھار سے بچا کر اس کے پر لکھا دیا، انہیں ان کے ہونا ہوا سنی یا دھار لایا اور اس طرح ہندوستان میں علم نبوت اور آثار صحابہ کا قیام رکھا کہ مسلمان ہند کے قدم کو چاؤ مستقیم سے پہنچ سکے۔

تیسویں صدی ہجری (تیسویں صدی عیسوی) کے پورے عالم اسلام میں سیاسی زوال اور فکری انحطاط کا زمانہ تھا، اسی زمانے میں اسلامی سکول پر یورپ کو غلبہ حاصل ہوا اور ہر جگہ گمراہی، اسلامی تہذیب اور اسلامی علوم کو موت و ازیست کی کوشش سے دوچار ہونا پڑا۔ عالم اسلام میں نئی نئی گمراہ کن تحریکوں نے جنم لیا، فرض کہ شاہانہ طبع کے اقتدار کے زوال کے بعد ہندوستان کے مسلمان اپنی تاریخ کے بڑے ہی نازک دور سے گزر رہے تھے، انہیں بھی دشمنی کی جس قدر ضرورت اس زمانے میں تھی اتنی پہلے کسی نہ ہوئی تھی، مغلیہ سلطنت کا خاتمہ اور انگریزی حکومت کا قیام ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ کا ایک عظیم ترین حادثہ تھا، انگریزوں کے جبر و تشدد اور ظالمانہ تسلط اس قدر کہ ان اسلام کا لٹاؤ تو یہی بات تھی، خود اسلام اور مسلمان کا ہندوستان میں باقی رہنا بھی مشکل تھا، اس وقت خطہ اسلام کی تمام تر ذمہ داری کو سنبھالنے والی علماء دینی کی جماعت تھی، اس زمانے میں کچھ ایسے گروہ تھے کہ علماء نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں شہر و دیہات کی زمین کی، ہمارے کچھ معمولی طالب علم بھی جانتے تھے کہ حکومت کی پشت پرانہ غلامی کے عزم و ہمت کے باوجود گروہ سوسائلی میں ہندوستان کے علماء کرام نے ملت کے تحفظ و ترقی کی بھاری ذمہ داری کا اس فرض اسلوبی سے اہتمام دیا کہ غیر ملکی حکومت کو اسلام دشمنی کے برعکس پر شکست اٹھانا پڑی۔ اور پھر انہی مسلمان ہندوستان میں ترقی پزیر رہے۔

۱۸۵۷ء کے یہودی انتخاب کے بعد ہندوستانی مسلمانوں پر مصائب و مظالم کے جہ پھاڑ توڑے گئے تھے اور ان کے تمام طور پر مسلمانوں میں خوف و ہراس اور بے گہنی اور بے باکائی کا ایک ایسا احساس پیدا کر دیا تھا کہ اگر اس

کی جانب کوئی فوری موثر قدم نہ اٹھایا جاتا تو نہیں کہا جاسکتا کہ آج بدستوان میں مسلمانوں کی من حیث الاموال حالت ہوتی، مدارس اور خانقاہیں تہ و تبرک واد کر دی گئیں تھیں، علماء کو داروں کی بیعت چڑھایا جانے لگا تھا، اور کیا گیریں ضبط کر لی گئی تھیں، مدارس اور خانقاہوں کے اوقات خراب ہو گئے تھے، عوام کو اس منہ و ہر گز سے سزا نہیں دی گئی تھیں کہ کوئی پرانی بے گسی و بے پارٹی اور جمہوریت جو ایسا عالمِ خلافت ہو گیا تھا جس نے اللہ کے اور بھی قوی کو باؤٹ کر دیا تھا مان میں، ابوہدی ایک ایسی کیفیت پیدا ہوئی تھی جس کو دیکھ کر یہ کہنا آسان نہیں تھا کہ پھر بھی نہ پگھلتی ہے۔ لہذا آج انگریز کے جوٹل انتظام نے مسلمانوں کے صرف ملک و دولت ہی پر کھاتے لگنے کی فکر کے تیر و سوس برس کے مابین گزارہ مولوں، تہذیب و تمدن، علم و فن اور کمالات انسانیت کو برباد کرنے اور غارت کرنے اور ان کوئی کسر ایسی نہ تھی جو اٹھانے کی ہو، ان حالات میں یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ بدستوان میں اسلام کی بڑی حد تک اسی دارِ اعلیٰ اور جماعت علماء کی مرق، بڑیوں سے اس سرزمین میں زخموں کے بے شمار، پھر نہ صرف بدستوان بلکہ عالمِ اسلام کے لئے، ان کو اس نے ایک غمی، شے میں پرو کر ان کی بھی خیرات نہ طریق پر مریاتِ خدمت دی ہے، دنیائے اسلام کے بہت کم ممالک ایسے ہیں جہاں سے علم دین کے طالب علم اپنی علمی دنیا میں بھٹانے کے اس دارِ اعلیٰ میں آئے نہ ہوں، چنانچہ گزشتہ ایک صدی میں ہزاروں طالبانِ علم اس شیخِ علم سے علمی مشعلیں روشن کر کے دنیا کے اندھیروں میں اور دور تک بھٹک چکے ہیں۔ انیسویں، عبادا، خانقاہ، اسلامیہ اور دیگر علماء، تاجران، قاتلان، بخارا، سرحد، افغانستان، مصر، شام، یمن، عراق، حتیٰ کہ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ سے بھی طلباء پر پڑنے کے لئے پہنچے۔ یہ کیا کچھ گمراہی ہے کہ وہ ملک جو علومِ نبوت سے براہِ راست کبھی مستغنیہ ہوا ہو وہ تمام دنیا کی دینی تعلیم کا مرکز بن جائے حتیٰ کہ زمینِ شریفین میں بھی اسی آفتابِ علم کی شعاعیں شیا پائی کر رہی ہوں یہ سعادت بھی گئی اور درجہ کے حصے میں آئی کہ اس کے طلباء نے مدینہ منورہ اور خاص مسجد نبویؐ میں مستند و راست کیا ہو، حضرت مولانا قلیل احمد مصطفیٰ ذی الحجہ و حضرت مولانا سید احمد اور حضرت مولانا سید حسین احمد نے برساتیہ میں مدینہ منورہ اور مسجد نبویؐ میں حدیث نبویؐ کا درس دیا ہے اور علوم و فنون اور کتاب و سنت کے پہاڑ ہیں، جس سے قزاق کے علماء و مصر و شام اور عراق کے کثرتِ طلباء نے استفادہ کیا اور علم کی پیاس بجھائی۔ حضرت مولانا مدنی کے بڑے اور بزرگ حضرت مولانا سید احمد نے جو دارِ اعلیٰ کے قیامِ اقدس تھے مدینہ میں حدیثِ اعلیٰ الشریعہ کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا، جس سے اہل مدینہ منورہ و قریب و بابت دور سے

وہاں سے موافقت فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ کے قیوم کے ہاتھ میں وہاں سے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور دوسرے
 بے حد ستانی علماء کی گھیری ہوئی حکومتوں کے ساتھ بیان کرتا تو دو لوگ حیرت کرتے کہ قرآن مجید کے یہ اسرار
 اور وہ اس نے کہاں سے حاصل کئے ہیں! مولانا کا رستہ اللہ کبریا نے انہوں نے مدینہ منورہ کے قافلہ مالک یا یہ
 حدیث اور احادیث کی کئی کئی جگہوں پر قائم کیا گیا ہے یہی طریقہ مدینہ منورہ میں وہاں سے ہوا نا اعلیٰ امام شریعی نے قائم کیا
 اور اہل علم و دین کے لٹریچر دان تھے۔

دارالعلوم کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اسلام کے چشمہ سمانی سے سیراب ہے اور اپنی ایک خاص اظہارِ حیات
 رکھتا ہے اس کی یہ نگینہ خدمات جو ہندوستان کی حدود سے گزر کر ممالک اسلامیہ تک پہنچی چکی ہیں وہ حقیقت
 ہندوستان کی مسلمانوں کی حق شناسی اور مالی قربانیوں کا ایک شیریں پھل ہے اور وہ تحریکِ نعت کے طور پر تمام
 اسلامی ممالک میں یہ کہہ کر پھانسا کر سکتے ہیں کہ ایشیاء کے مسلمانوں کی یہ سب سے بڑی دعوتِ گواہان کی
 باطنی اور ظاہری کی امتداد ہے، اور اس کا دار و فیض ان ہی کی حدود میں نہیں ہے بلکہ غیر ہندوستانی
 مسلمانوں کو بھی اپنی اپنی تعلیم و تربیت کے افسانے میں لئے ہوئے ہے، اور ایک سو چودہ سال سے ہندوستان میں
 کمال اللہ و جمال الرسولؐ کی مجلسیں صرف دارالعلوم ہی کے ہم سے گرم ہیں، فحش آئینہ کا بھی وہہ چشمہ ہے جس نے
 اپنے روحانی آبِ حیات سے ہندوستان کو ان ہند کے گوشے گوشے میں ایمان کی تھیلیاں پھینکی کر دی ہیں اور اس
 سدا کے تعلیم یافتہ ہندو اور مسلمانوں کے اکثر اسلامی ممالک میں دینِ حنیف کی خدمت کا فرض ادا کر رہے ہیں،
 کوئی انسان ہندوستان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات سے یہ امری بہشت
 دارالعلوم ہی کی ساقی مست کا نتیجہ ہیں۔

تو ہاتھ سے بہت سی کروٹیں اور مختلف رنگ و بھانے، مگر دارالعلوم نے کسی وقت اپنا کج نظر نہیں بدلا، وہ
 عالم سے توجہ دے رہا ہے اپنے قدم چمک چمک رہے ہیں اسے بہت سے طوفانوں نے دھچکا دیا، ہندوستان کے بہت
 سی جن جن کے تجزیہ نگار تھے، مگر انہوں نے اپنا موقف نہیں بدلا، ہندوستان کے بجائے کہ ہندوستان کے انقلابات و
 تحریکات سے انہوں نے اس کی کوشش یہ رہی ہے کہ اپنی تاثیر سے ہندوستان کی فضا کو تبدیل کر دے، اسی لئے ہندوستان کے
 مسلمانوں میں ہر قسم کی حکومت کے باوجود جتنی دینِ داری پائی جاتی ہے، وہ دوسرے اسلامی ممالک میں نظر نہیں آتی
 غیر مسلموں میں بھی، جس کا ایک مثالہ دیکھنے سے ملتا ہے۔

یہ عقائد ہوں کہ وہ آیت عوامی اور عوامی نہیں ہے بلکہ اسلامی ثقافت کا مرکز بھی ہے۔ اور اسلام نے اس زمانے میں
 جو بہت سی اصلاحیں کی حکومت ہائی نہیں رہی تھی اور اسلام کی حکمت کی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ
 اس طرح علوم و فنون کی خدمت میں مشغول رہے گا۔ افغانستان کے عوام، ہندو اور غیر ہندو اس کے قدردان ہیں
 کہ ایک مذہب کے مددگار اور اپنی خود کو بھی جیسا کہ حقیقت میں یہ محفل شعلہ اسلام میں ایک ممتاز ترین محفل ہے اور
 یہ بھی گھر ہے۔ اسی وقت اسلامی کی تیار و چالی بہت اور حقیقت کسی نہ کہنی ہے اور یہ محفل ان اثر اور چٹھیا ہے۔
 اور اسلام کی تاریخ اس بات کی شام ہے کہ اس نے ہمیشہ راست گرد اور راست گشت اور فرزند پیدا کئے ہیں جن پر بار
 اسلام کی عمارت پر فخر کر سکتا ہے۔ طوائف سنو یہ ۱۳۰۹ھ ۱۹۹۱ء بمبئی کو انھیں دارالعلوم دیوبند مقرر کیا۔
 ایک مرتبہ گفت کے اثناء "مصر صید" نے دارالعلوم کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ
 دارالعلوم دیوبند اسلام کی جو مذہبی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور مغربی تہذیب و تمدن کے
 خلاف سے جس طرح اس نے اسلامی ہند کی روحانی عمارت کو محفوظ رکھا ہے ہندوستان کے غریب و عریض براعظم
 کا ایک ایک گوشہ جس کی کوئی دے سکتا ہے، ایسے وقت میں جبکہ علوم جدید کی روشنی نے ظاہر میں غمگینوں کو خیر و کر
 "تہذیب و برتری عزت و نامہ" کی کشش اور جذبے والی کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ جبکہ لوگ مذہب سے بے
 بااثر و مذہبی تعلیم کی طرف سے تامل ہو چکے تھے اور حال اللہ اور ظالم الرسول کی مقدس آواز کی تعلیم کے قارئین
 کے دل اب بھی تھی اور مغربی تعلیم و تمدن کے غمگینانہ شور اور پکار سے مغلوب ہو چکی تھی اس بارگ وقت میں دیوبند اور
 صرف دیوبند تھا جو قرآن وحدیث کے علم کو سنبھالے ہوئے کڑا دھڑک کی غفلتوں اور سرور میں کی آمدی نے روبرو
 کیا اس کو کہنا چاہتا ہوں یہ مذہبی طرف سے علم و باطن حرمہ کی آمد و رفتی ان کو ایسا ہیست اور قدامت سے مندرجہ نہ کر
 گئی تھی تعلیم کے سبب لے جایا کر اپنے روم میں استہانے پائے، اُن کو بھی شکست ہوئی اور وہ سمجھتی کے با
 حق و ایک طرف اپنے اندر روشنی اور بیرونی روشنیوں کا مقابلہ کرنا اور دوسری طرف اپنی روحانیت کی روشنی ملک کے
 گوشے گوشے میں پہنچانا اور اسیان کچھ کہ مسلسل جدوجہد کے بعد وہ آج تہذیب و تمدن ہندوستان بلکہ ایشیاء کے اندر
 اسلامی تعلیم کا ایک تعلیم اعلان کر رہا ہے اور اس کی روحانیت کی کشش کا یہ علم ہے کہ نہ صرف ہندو اور مسلمان بلکہ
 مختلف مذاہب و ملتوں اور اسلامی دنیا کے ہر حصے سے تہذیبی ان کیان قرآن وحدیث آ کر ہر انسان کے گمراہ گمراہ ہیں۔
 کہا جاتا ہے کہ عمارت گوشہ نشین ہیں اور دنیا کے خطیب و مفسر اسے واقف نہیں بلکہ یہ بھی نہیں ہے اور علوم

جدیدہ کے مخالف نہیں ہیں مگر اس مفروضہ کے نتیجہ میں یہ ۱۵۱۱ء اور ۱۵۱۲ء کو اپنی قومیت سے اپنے گھر
اپنی معاشرت سے نا آشنا بنا رہی ہے۔ وہ زیادہ اور تکلیف بخش ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ ایسی تعلیم اور ایسی معا
کوئی نہ ہوگی کی انہوں سے ہمیں ایک نئے جو قوم اور ملک کے لئے لوگوں کو اپنے سے بے گناہ اور بے گناہ
قومیت کی کہ وہ ان کو تدریب سے بے پروا اور مشرقی لٹریچر سے بے خبر بناتا ہے ان کے اندر لٹریچر
تاکید پرستی اور آرام طلب پیرا کروہ اور زندگی کے سب سے زیادہ اہم مقصد یعنی خدا کی عبادت اور اس کی راہ
کی خدمت کو ان کی آنکھوں سے اوجھل کر دے۔ (روزنامہ صمدیہ کلکتہ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۵۳ء)

انتخابِ انبیاء و علیؑ: مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۴ء۔ اسے اپنا عقیدہ میں لکھا تھا۔

اس حقیقت سے انکار کرنا دنیا کی سب سے زیادہ پالی سے انکار ہوگا کہ مسلمانوں کے انسانی حقوق
عزاس خصوصاً دارالعلوم دہلی سے دہلی کے اسلام اور مسلمانوں کے انسانی حقوق کی تعلیم دی ہیں اور ان میں
انہوں نے دین کو اسلامی سماج میں دھالا ہے اور ان کی فکر دنیا کے کسی نظام تعلیم میں نہیں مل سکتی۔ یہی اسکی
اور ان تعلیم جو عربی دارالاسلام میں اب تک دی گئی ہے وہ ساری دنیا میں اپنی نظر آپ سے، اور ان کو انکی انسانی
جو شاید آج کل دفتر کے چیمبر میں کوئی ہوگی، وہ وہاں پاؤں دھو کر دیتے ہیں تاکہ ایسے طلباء تیار ہوں
مسلمانوں کی مذہبی زندگی کے لیے اور انہیں طلباء کی استعداد کا یہ حال ہے کہ انہیں جو کچھ مل گیا اس پر خود
گرا بی، اور اس سے اگر اچھا بھی فی تو صرف ان کے لئے اور حدیث شریفہ ان کے اور طلباء اپنے ہاتھوں
کچھ تو سنا کر لیں۔ یہ طلباء محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں اور کوئی پادشاہ
کرے۔ اگرچہ انہیں کسی وقت فائق سے بھی رہنا پڑے۔ ان کے بدن پر سادہ کپڑا پہنی ہو۔

ان مدارس سے جس قدر سستی تعلیم دی ہے ان کے اعداد و شمار مثلاً انہوں تو شاید دنیا کو اس پرستش
آئے یہ مدارس اسلامی زندگی کا سرچشمہ ہیں ان کے لیے سے مسلمانوں کے مذہبی جسم میں دین و امت کا
قون و امن کیا جاتا ہے۔ اور اس حقیقت سے کہ سب کی بات یہ کہ دارالعلوم دہلی نے ہر طرف احمدستان کو
سب سے زیادہ اہم کر کے ہے جس میں دنیا بھر کے علماء جمع ہاتے ہیں اور جس کے فیضانِ علمی کی چادر جیہ
پہنچا رہی ہے۔

روزنامہ صمدیہ سے دہلی دارالعلوم کی خصوصیات کے بارے میں رقم طراز ہے۔

[illegible]

دارالعلوم کی نسبت ایک مغربی شاعر کی اسے ہے آپ کو معلوم ہو گا کہ دارالعلوم کی شہرت و عظمت ایشیاء اور جزیرہ کے انتہائی مشہور و معروف عالم و فاضل حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی صاحب دارالعلوم دہلی کے ہاں کی ایک جگہ تھی ہے وہاں کی ایک گلی پر مولانا کا ایک کتب خانہ ہے۔

میں نے یہ جانتی رہا کہ ان کا یہ حال ہے جو ہندو اعلیٰ دنیا میں اہم ترین اور معزز ترین مذہبی ادارہ ہے۔ قدرتی طور سے اس کا اثر اعزاز مند و سرب میں بہت زیادہ ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کی معاشرتی ترقی میں اپنی قدیم روایت کے مطابق کافی دلچسپی لی ہے۔ اس کی قدیم روایات کا مہدار شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحریک ہے جس کے روایات کے خوش نگہ دیو بندی علماء نے مختلف انقلابی تحریکوں میں حصہ لیا۔ مثلاً انقلاب ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۳ء میں ان کی تحریکوں کی حمایت۔ یہ یوں ہی نظر کے بغیر اس کی بنیادی طور پر ان سے متعلق نہیں ہے۔ حالات جن کے تحت ان کی تحریکوں کی حمایت ہو رہی ہے۔ یہ کہ جو وہ ہندو میں پانچویں عزم اور جوش کے ساتھ مشہک ہے، اس کا نقطہ نظر انقلابی و سماجی ہے۔ یہ کہ مسلمانوں کو وہ صحیح رنگ کی یاد دہانیوں، رسوم و روائی کی ترقی اور اس کو مادی استقامت سے لہذا جس کے وہ عالمی نوعیت پر ترقی کے وقت سے شکار ہو رہے ہیں۔

وہی جتنی خواہاں ہے یہ نیکو نگرش یہ جسم کی تحدید پر نہ لی کا حال ہے، اور جتنا وہ مطلق کو دور دلا کر اس کے میراں شقی سے بند ہے، ویسا ہی اندام اس کی حدود کی گہواشت میں بہت سخت ہے لیکن ان حدود کے اندر رہتے ہوئے وہ نیکو شخصیت پر بند ہے۔ اور کمرائی، شائق اور بے باقی کو شکست دینے کے لئے یہ اندر کو شاں ہے، اس کا دلی، ماحول مکمل اندر ہی چھلکتا ہے اس کے اس اندر بہت حد تک ہے اس لئے طرہ و طرز کی تالیف کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں رہ کر پڑھنی، لکھنا، بہت محنت لے کر اپنا دینی و دنیوی راج کے ساتھ ان ملکوں کا رقبہ اور نام پختہ کرنا۔

دارالعلوم دیوبند کا مسلک

دارالعلوم کی تاریخوں میں اس کے مسلک کی شریعت کی جلی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا مسلک اہل سنت والجماعت، اہل حدیث اور اس کے مقدس ائمہ حضرت مولانا محمد

جونا لودی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے مشرب کے موافق ہوگا۔

دارالعلوم کے مسلک کی حفاظت تمام ارکان و جہتوں دارالعلوم کا فرض ہوگا کہ کسی ملازم دارالعلوم یا

غائب محکمہ یا نہ ہوگی کہ وہ کسی ایسی ایجنسی یا ادارے یا جلسے میں شرکت کرے جس کی شرکت دارالعلوم کے

مسلک و عقائد کے لئے خطر رہے (استوار اسلامی دارالعلوم دیوبند، جلد ۱۰)۔

جہاں تک دارالعلوم اور اہل دارالعلوم کے دینی و دنیوی معاملات متعلق ہیں انہیں ہی تبلیغ اور جامع انداز میں

حضرت مولانا محمد عظیم صاحب مہتمم دارالعلوم نے اپنے رسالہ مسلک علماء دیوبند میں واضح کر دیا ہے، اس کا

تعارف کہ پیش رفتی کے الفاظ میں یہ ہے کہ۔

ذہنی حیثیت سے یہ ذہنی الطبی رحمت مسلک اہل سنت والجماعت ہے جس کی بنیاد کتاب و سنت اور

اسلام و قرآن پر قائم ہے، اس کے نزدیک تمام مسائل میں اولین درجہ عقل و روایت اور آثارِ سلف کو حاصل ہے،

اس کے پورے دین کی عمارت کو خرابی ہوئی ہے، اس کے یہاں کتاب و سنت کی مراعات خاص قوت مطالعہ سے نہیں

تکذیب صرف اور ان کے اس اثر مذاق کی حدود میں محدود و محدود اساتذہ اور شیوخ کی محبت و ملازمت اور تعظیم

اور ان سے حسنین ہو سکتی ہیں، اس کے ساتھ عقل و روایت اور تفقہ فی الدین بھی اس کے نزدیک اہم کتاب

سنت کا ایک اہم جز ہے، اور روایات کے مجموعے سے شارع علیہ اسلام کی عرض و غایت کو ماننے رکھ کر تمام

دین کا اسی کے ساتھ وراثت کرتا ہے، اور سب کو دین و دنیا اپنے اپنے محل پر اس طرح چسپاں کرتا ہے کہ وہ ایک

کی لکھنے کی کریں دکھائی دے، اس لئے جمیع بین روایات اور شراہن کے وقت تطبیق احادیث اس کا خاص اصولی

سے محکم ہو گیا ہے کہ وہ کئی ضعیف سے ضعیف روایت کو بھی چھوڑا اور ترک کر دینا نہیں چاہتا، جب تک کہ وہ

کاتب احکام کے ہاں اس پر اس جماعت کی جماعت میں شریعت میں کتب بھی تھیں اور اختلاف محسوس نہیں ہوتا۔

سارا اور ہوا ایک اور مشرق میں ہر ماہ کے لاکھوں مسکینوں میں عرب اور افریقہ تک علوم نبوی کی روشنی پھیلا دی
اس سے پاکیزہ و اخلاقی کی شاہراہیں صاف نظر آئے گئیں۔

دوسری طرف یہی اور کلی خدمات سے بھی ان کے فضا نے کسی وقت بھی پہلو جی نہیں کی تھی کہ
۱۹۴۲ء تک اس جماعت کے افراد نے اپنے اپنے ملک میں بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کیں جو
جہاد کے اوراق میں منکوحہ ہیں۔ اسی وقت بھی اندر درگاہوں کی سیلابی اور بچا جانے والی خدمات پر چہ و چوکس ہوا ہوا تھا۔
انہیں یہ دعویٰ بھی تھا کہ ان کے خلاف آخر میں عقیدہ حکمت کے زوال کی سائنسوں میں خصوصیت سے حضرت شیخ
الرحمن رحمہ اللہ کا علمی محمد اور اللہ سے حسب قدس سرہ کی سرپرستی میں ان کے دوسرے ان خاص حضرت مولانا محمد تقی
صاحب ابھرتے ہوئے تھے۔ ان کے صاحب اور ان کے مشفقین اور متعلمین کی سیاسی انقلاب و جہادی اقدامات اور
ان کے استقلال کی قیادت کا راز بدو و جہاد اور گمراہیوں کے وارنٹ پر ان کی قید و بند و غیر وہ تاریخی حقائق ہیں جو
تاریخی چارٹ میں تسمائی جانتی ہیں، جو لوگ ان حالات میں شخص اس لئے پیدا ہوا تھا ہے جس کو وہ خود اس
ماہر فرقی میں قبول نہیں کئے گئے تو اس سے خود ان ہی کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا اس بارے میں ہندوستان کی
جہاد سے باخبر وادارہ باب تحقیق کے نزدیک ایسی تحریریں خواہ وہ کسی دعوے پر بھی نہ ہو، کیوں یا غیر دعوے کی جن
سے ان کے لوگوں کی ان جہادی خدمات کی نفی ہوتی ہو، انکے ہاں اور قلعہ کا قائل القائل ہیں، اگر ضمنی جن سے کام لیا
ہو تو ان قریب کی یہ وجہ ہے کہ وہ تو یہ صرف یہ کہ جانتی ہے کہ ایسی تحریریں اکت کمر و پ کمر و پ کے
تیسے میں لکھی گئی ہیں تاکہ ان کے تمام و اعتبار کا مظاہرہ میں اور تاریخی اور واقعاتی شواہد کے پیش نظر نہ ان کی کوئی اہمیت
نہ ہو وہ بھی ان کے ان خدمات کا مسئلہ مسلسل آگے تک بھی چلا اور انہیں متواتر جذبات کے ساتھ ان
انہیں شہداء کے شہداء بھی سرفروشانہ انداز سے قومی اور ملی خدمات کے سلسلے میں آگے آتے رہے، خواہ وہ جو کچھ
تعلقات ہو یا انکے اس واپس۔ انہوں نے ہر وقت ان تمام انقلابی اقدامات میں اپنے منصب کے عین مطابق حصہ لیا۔
فکر یہ کہ علم و اخلاق کی جامعیت اس جماعت کا طرہ امتیاز رہا اور دعوت نظری اور فنی عمیری اور
انسانی کے ساتھ دین و ملت اور قوم و وطن کی خدمت اس کا خصوصیت شعار رہی، ان تمام شعبہ ہائے زندگی میں سب
مستند و اہمیت اس جماعت میں مستند تعلیم علوم نبوت کو حاصل رہی ہے، جب کہ یہ تمام شعبے علم ہی کی روشنی میں گنا
ہر شعبہ ہائے کارا کرتے تھے اور وہی پہلو کو ان نے نمایاں رکھا، اس لئے اس مسلک کی جامعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ

وہ جامع علم و معرفت جامع بخش و عیش جامع عمل و اخلاق جامع محابہ و جہد جامع دیانت و سیاست جامع درایت و دماغ غلوٹ و علوت، جامع عبادت و عذبت، جامع قہم و شکست، جامع خاہر و جہنم اور جامع اصل ہے، اس مسلک کو جو سلف و ظلف کی آیتوں سے حاصل شدہ ہے اگر اصطلاحی الفاظ میں لایا جائے تو اس کو علم ہے کہ دارالعلوم دارالاسلام رفیع البیت و البیعات و تدبیر الحکمی، بشر یا صوفی، نکو یا فانی، یا اشعری و سلمی یا شافعی جامع السلاطین، اقدار اولی البی، اصول اقصی، فروغ الرشیدی اور نہایت باری برحق ہے۔

اس سلسلے میں چونکہ مسلک دارالعلوم کے نام سے مستقل رسالہ لکھا جا چکا ہے اس لئے اس موقع پر اس کی زیادہ تفصیل کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، اس کے جامع جیسے اس تحریر میں لے لئے گئے ہیں، تفصیلات کے لئے اس رسالہ سے مراجعت کی جاسکتی ہے۔ (دارالعلوم کی سو سالہ زندگی ص ۲۳-۲۷)

یہ اس لئے یہاں فرمایا کہ تفصیل غیر ضروری تھی کہ اس مسلک کا واضح ترین خاکہ تاریخ کے مقدمہ میں حضرت مولانا موصوف نے تحریر فرما دیا ہے، البتہ اس پچھلے ہونے عضون کی تفسیر کی ضرورت تھی سو وہ بھی اس مقدمہ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے، جو انہوں نے احقر کی فرمائش پر تحریر فرما کر مجھے حمایت فرمائی ہے۔
متن بلطف یہ ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسلک اعتدال سات اصولی بنیادوں پر قائم ہے جو مع مختصر تشریح حسب ذیل ہیں۔

۱۔ علم شریعت

جس میں اعتقادات، عبادات، معاملات و غیرہ کی سب النوازل داخل ہیں جن کا حاصل ایمان اور عمل ہے، بشریکہ یہ علم مسلک کے اقوال و تعامل کے دائرے میں محدود و کرآن مستند علماء دین اور مریدان قلوب کی تربیت اور طہان صحبت سے حاصل شدہ ہو، جن کے خاہر و جہنم، علم و عمل اور جہم و ذوق کا سلسلہ سند متصل کے حضرت صاحب شریعت علیہ افضل الصلوٰت و التحیات تک مسلسل پہنچا ہوا ہو، خود سالی یا محض کتب فیہ اور فیہ یا محض عقلی تک و تا ز اور ذوق کاوش کا نتیجہ نہ ہو، گو وہ عقلی ہو، ایہ ایمان اور استدلالی محبت و برہان سے خالی بھی نہ ہو، اس علم کے بغیر حق و باطل، حلال و حرام، جائز و ناجائز، حلال و حرام و بدعت اور کفر و دو مندوب میں امتیاز ممکن نہیں ہے۔ اس کے بغیر دین میں خود کو حیوانات، فلسفیانہ نظریات اور بے برادہ تعالیمات سے حمایت ممکن ہے۔

پجاری طریقت

پجاری طریقت مسوئیت کے مسائل اور اصول ہجرہ کے تحت (جو کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں) الجہاد میں
حکایت کر کے جس اور سوسائٹ میں کی تعلیم و گداس کے بغیر احوال انسانی و استقامت و توفیق و وجدان و باطنی بصیرت و
وفا و پختگی اور مشاہدہ حقیقت ممکن نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ شعبہ اسلام و ایمان کے ساتھ ساتھ انسان سے متعلق ہے۔

اجتناب سنت

پجاری طریقت کے ہر شعبہ میں سنت نبوی ﷺ کی پجاری اور یہ حال و قال اور یہ کیفیت ظاہر و باطن میں اویس
و بیت قرآن و کتب سنت و کلام و گداس کے بغیر رسوم و عادات و روایتی و عبادت و منکرات اور باوجود احوال
و اس کے تحت میں کے محض یک طرفہ پر عمل حال کے و جہد فی فطریات و کلمات کی نقالی یا انہیں شریعت کے خلاف آزادی و یکہ
مستقل و نام کی صورت و اس کے بدلے کی بات نہایت ممکن نہیں۔

فطری حقیقت

اسلامی فطریات اور استقامت و بات کا نام فقہ ہے، اور ان کا پرہیز و ارطالوم چونکہ علمائے حق ہیں اس لئے فطری
حقیقت کے معنی استقامت و فطریات میں فقہ حقیقی کا اجتہاد اور مسائل و فتاویٰ کی تخریج اور ترجیح میں اسی کے اصول
کے ہی پجاری کے ہیں کہ اس کے بغیر استقامت و مسائل میں ہوا کے نفس سے پیدا اور فطری کے راستے سے
تلف ظہور میں تھوڑے کے ساتھ دائرہ سائرہ کر عام کی حسب خواہش و نفس مسائل میں قطع و برید یا ہنگامی
نماز کی صورت سے جتنی قیاس آرائی اور لاطمی کے ساتھ مسائل میں جاہلانہ تصرفات و اختراعات سے
بچنا ہے جس کا نام ہے کہ یہ شعبہ اسلام سے متعلق ہے۔

کھائی مارتہ ریت

پجاری طریقت میں طریقت کے ساتھ طریق اہل سنت و الجماعت اور اشعار و مارتہ ریت کے نتیجہ کردہ
نماز اور عبادت کے مسائل و قواعد پر عقائد و عقائد کے استحکام اور قوت یقین کی برقراری، کہ اس کے بغیر ناقصین کی
استقامت و وفاداری اور فرقہ وارانہ کے قیاسی اختراعات اور اوہام و شبہات سے بچنا و ممکن نہیں ظاہر ہے کہ یہ شعبہ ایمان

۶۔ ذوقِ رزق و مملات

یعنی حسبِ گروہ ہندوؤں اور اہلِ ذوق کے احوال کے اوپر وقت کی مداخلت و مداخلت کی مداخلت میں اور ماحول کی ضروریات کے شمول کے ساتھ وقت ہی کے قانون و مسائل کے ذریعہ جس سے ان کے عبادت و عبادت کے ساتھ ان کے امتداد کی مساعی کہ ان کے بغیر اللہ مکررات اور مکررات کی دستِ شریعت کا تعلق ممکن نہیں، اس میں دو شرکت و جدت و اولیاء و جہت، العلماء و رسوم یا طبیعت اور اس قدر کی یا تحریری مبالغہ، اور تفسیر مکررات سب شامل ہیں، مبالغہ ہے کہ یہ شعبہ اعلیٰ کلمۃ اللہ لکنون کلمۃ اللہ ہی العلیا اور الطہارۃ و ان لہو لے لفظہ علی الذین کلمہ اور عام نظم و نثر سے

۷۔ ذوقِ قاسمیت و رشیدیت

پھر یہی پورا مسئلہ اہلِ مجموعی نشان سے جب دارالعلوم دیوبند کے مربیانِ اول اور بعض نے حضرت مولوی اور حضرت انگولی رحمہما اللہ تعالیٰ کے روح و قلب سے گزر کر نمایاں ہوا تو اس نے وقت کے اصول کو اپنے اندر سمیٹ کر ایک خاص ذوق اور خاص رنگ کی صورت اختیار کر لی جسے مشرب کے طور پر لیا ہے، چنانچہ مشہور اسلامی دارالعلوم دیوبند محکومہ و شعبان ۱۳۹۵ھ میں اس حقیقت کو بھی اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کا مسئلہ اہلِ سنت و الجماعہ فقہی مذہب اور اس کے مقدس باتوں حضرت مولانا محمد اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہما کے مشرب کے موافق ہوگا۔ (استوراسامی ص ۹)

اس لئے مسئلہ دارالعلوم دیوبند کے اجزاء و ترکیبیں ہیں یہ جز ایک اہم عنصر ہے جس پر دارالعلوم تربیت کا کارخانہ چلی رہا ہے، جو احسان کے تحت آتا ہے، جب کہ اس کا تعلق روحانی تربیت سے ہے، شریعت و عبادت و عبادت، انفاق سنت، فقیہی حقیقت، کلامی تاریخیت، ذوق مملات اور ذوق قاسمیت اس مسئلہ احوال کے عناصر ترکیب ہیں، جو وسیع متناسل فی کلی مسئلہ عبادت و عبادت کا صدق ہیں، ان کو اگر شرعی زبان میں لایا جائے تو ایمان، اسلام، احسان اور انبیاء و رسل سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جسے اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے، الہی و فطرتی سب کے مجموعہ یہ تفصیلات ہاں دارالعلوم دیوبند کا مسئلہ

یہ حدیث جبریل کا نزاع ہے جس میں جبریل علیہ السلام کے اقوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان اور یقین کی تکمیل ارشاد فرمائی ہے، اور اس کے مجموعہ کو تعلیم الہیہ قرار دیا ہے۔ اگر یہ کہنا یا پاس کرنا، دیکھنا کہ مسند حدیث جبریل سے قبل کون سا ہوگا۔

حدیث جبریل کا متن بلفظ مع ترجمہ حسب ذیل ہے

عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد حتى جلس إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد أخبرني عن الإسلام قال الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتجوز البيت أن تسلمت إليه سلماً قال صدقت، فبعضنا له يسأله ويُسأل قال فاجبرني عن الإيمان قال إن تؤمن بالله وملكه وكتبه ورسله واليوم الآخر تؤمن بالقدر خبيرة وشرة قال صدقت قال فاجبرني عن الإحسان قال إن تعبد الله كما لك تراه وإن لم يكن تراه فإنه يراك قال فاجبرني عن الساعة قال لم يسأل شيئا منا علم من السائل قال فاجبرني عن آياتها قال إن تلد الأمة وبناها وإن ترى الحجة العالة رعاء الشاة يتطاولون في البينان قال ثم أطلق فلست عليها ثم قال لي يا عمر اتقوا من السائل فقلت لله ورسول أعلم قال فانه جبريل انكم تعلمونكم بكم رواد مسلم ورواه أبو هريرة يروى عن النبي و إذا رأيت الحجة العربات السهم اليكم ملوك الارض فاحبسوا لا تسبقوا الله ان الله عليم الساعة واليوم الآخر، الآية (متفق عليه)

ترجمہ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجلس میں تھے۔ کہ ایک نہایت سفید کپڑوں والا نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص غامض ہوا جس کی علامت ظاہر نہ ہوتی تھی اور ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچاننا بھی نہ تھا، یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے دونوں بازو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئیں ملا دیے اور اس نے سوال کیا کہ اے محمد! اپنی دونوں رانوں پر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر دیکھ دیے اور اس نے سوال کیا کہ اے محمد! مجھے کے بارے میں بتائیے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس کا یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت ہو کہ تمہارا کوئی محبوب نہیں اور یہ کرمحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تمہارا کوئی قاتل نہیں۔ اس کے روزے رکھو اور اگر قدرت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ تمہاری قیامت کی بات ہے؟ اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر اور آخرت کے اور تقدیر پر خیر و شر پر کامل یقین کرو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا۔ پھر اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی طرف سے عطا کردہ عبادت کو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ جیسا تم کو دیکھ رہے ہو اس طرح عبادت کے بارے میں بتائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اس بارے میں شخص سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ جانتے والا نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اس کی علامت ان کو بتاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: علامات میں یہ ہے کہ ہاتھ کے پیرے سے اس کا آقا پیار ہو جائے اور ہاتھ پیرا نہ کھریاں چھانے والے مظلوموں کو دیکھ کر وہ بلند مقام تک تعمیر کرنے میں ایک دوسرے کی ترغیب دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا، میں دیر تک غمزدار رہا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عمر! تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قریش میں سے ہے۔ اس کا نام ہے ابی اسد۔

میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی تمنا تک کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے جس میں
 مذکور ہے کہ جب تم بہت پاؤں نہ بدلتے، تو کتے میرے کوں کوڑھین کا ٹھکانا دیکھو، اور عجم قیامت ان پاؤں
 میں سے چن کر آگ میں ڈال دے گا اور کوئی شخص ہاتھ پیر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات چڑھی کہ ہاتھ
 کے علم اللہ ہی کو ہے اور وہی ہاتھ نہ سنا ہے۔ (مستقل طبع)

پھر ان تمام بیماریوں کو سرکاری بیماریاں کہنا کہ اللہ و سنت رسول اللہ و اتباع امت اور قیاس مجتہد
 میں ہیں سے پہلے دو چیزیں نظر میں ہیں جن سے شریعت بنتی ہے اور آخری دو چیزیں آخری ہیں جن سے شریعت نکلتی
 ہے وہی دو چیزیں منصوصات کا خزانہ ہیں جو روایتی ہیں جن کے لئے سند و روایت کا گزیر ہے اور دوسری دو چیزیں
 روایتی ہیں جن کے لئے تربیت یافتہ عقل و فہم اور تقویٰ شعار ذہن و ذوق کا گزیر ہے اس لئے یہ مسلک اعتدال عقلی
 کی بناء پر عقلی بھی اور روایتی بھی ہے اور روایتی بھی مگر اس طرح کہ نہ عقل سے غارت ہے نہ عقل پر مبنی، بلکہ عقل و
 روایت کی توازن اور ہم نشینی سے ہر ایک اندازہ پر پاؤں نہ ہو کہ عقل اور روایت اس میں عقل ہے اور عقل کی بناء پر عقلی اندازہ اور

اس لئے علامہ ابوہریرہ کا یہ مسلک نہ تو عقل پرست معتزلہ کا مسلک ہے جس میں عقل کو نقل پر حاکم اور
 حاکم ان کے اعتقاد و اصول اور روایتی باتوں کے مفہوم کو عقل کے تابع کر دیا گیا ہے جس سے وہین غلط فہم بن کر دھوکہ
 دیتا ہے امام کے لئے رند کی راہیں بھول کر جو باقی ہیں اور ساتھ ہی سادہ و سراج عقیدہ مندوں کا کوئی رابطہ دینا
 سے کام نہیں لیتا ۱۱۔ نہ یہ مسلک ظاہر یہ کہ مسلک ہے جس میں الظاہ و قی پر جمود کر کے عقل و روایت کو معطل کر دیا
 گیا ہے اور وہین کے چوتھی طوائف و اسرار اور اندرونی حکم و مصالح کو خیر باد کہہ کر اجتہاد اور استنباط کی ساری راہیں
 مسدود کر دی گئی ہیں جس سے وہین ایک بے حقیقت بلکہ بے معنویت غیر معقول اور جاہل شخص بن کر دھوکہ دیتا ہے اور
 بلکہ اندر تک دوست افراد کا اس سے کوئی علاقہ باقی نہیں رہتا۔ جس ایک مسلک میں عقل ہی عقل رہ جاتی
 ہے اور ایک مسلک میں عقل معطل اور بے کار و بظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں افراد و فکر یا افراد و نظام امور و فکر یا کسی
 شخص سے یہ جو اصول و بائع و معتدل دین ہی ہے اس لئے وہین کا جامع عقل و نقل مسلک بلکہ ہے اور سبکی ہو بھی
 سکتا ہے کہ تمام اصول و فروع میں عقل سلیم عقل سمجھ کے ساتھ ہمہ وقت و ہر وقت کے ایک مطیع و فرمانبردار
 فہم اور حکمران کی طرح کہ اس کی ہر ایک عقل و جزئی کے لئے عقلی دلائل و حجتیں و اصول اور حجتیں و حکم و فرائض و

کرتی رہے جس سے دین، امت کے ہر طبقہ کے لئے حلال قبول اور ہمہ جہتی دستور حیات ثابت ہوا اور
 وجعلنا حکم نعمۃ و مسطرۃ کی صحیح معنوں میں تکمیل کے لئے یہی مسئلہ اعلیٰ السلط و الامت کا مسئلہ بن گیا جس سے
 اور علماء دین و مذاہن مسئلہ کے تحریک اور طبعاً اور جہاں اسی لئے وہ اس مسئلہ پر متوجہ ہوئے اور ان کے ذہنوں
 کے ارتقاء سے ایک وقت مقرر بھی ہوا اور مدت بھی مقرر ہوئی جس میں اس کا حل ہو جائے اور یہی وہ نظر
 ان تمام علوم کے ارتقاء سے ان کا مزاج معتدل بھی ہے اور عقائد بھی ایسے ہیں جو ان کے ہمتا بھی ہوں اور
 ہے نہ جہالت اور اس لامعت نگری کی بدولت نہ تکلیف دہی ہے نہ دشنام خرازی نہ کسی کے حق میں سب و تخریب
 کوئی نہ ملامت و سزا و لعن ہے اور نہ تادیب و ملامت بلکہ صرف بیان مسئلہ ہے اور اصلاح مسئلہ
 حق ہے اور ابطال باطل و جس میں نہ شخصیات کی تحقیر اور نہ کوئی کج فعل ہے نہ ملامت اور نہ لعن و سب و تخریب
 اوصاف و احوال کے مجموعہ کا نام دارالعلوم دہلی ہے اور اسی علمی و عملی جمہور سے اس کا ارتقاء و ترقی
 ممالک تک پہنچا ہوا ہے۔ تاریخ دارالعلوم دہلی نمبر ۱۳۴۲ تا ۱۳۴۸ سن اشاعت ۱۳۴۲ تا ۱۳۴۸ء

بانی دارالعلوم دیوبند کا مقام

بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت مولانا ابوالخیر احمد محمد سر فرار خان صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ اضرۃ العلوم گوچر نوال پاکستان

ہو۔ سلام حضرت مولانا محمد جاسم اللہ ربی النانوتوی علیہ شیخ کلام شاہ ولی آپ سیدنا حضرت ابو بکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل اور اولاد میں تھے۔ اور ۱۳۸۸ھ کو تلبیہ ثانیہ میں پیدا ہوئے۔ چار بچے نام
ہیں تھے۔ یہ تلبیہ دیوبند سے بارہ کوس مغرب میں سیالپور سے چند روز کوس جنوب میں گنگوٹ سے نو کوس مشرق
روٹی سے ساتھ کوس شمال میں واقع ہے۔ آپ کے والد بزرگوار تعلیم سے چنداں سمجھتے تھے۔ صرف ایک
روز پڑھتے تھے۔ بہت بزرگوں کی ایک صحبت سے ضرور متاثر تھے اور دین سے کافی لگاؤ تھا۔

حضرت نانوتوی نے اکثر کتابیں حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی (المتوفی ۱۳۶۷ھ) سے
جو اپنے وقت کے عظیم مدرسہ تہذیب عالم اور مختلف علوم و فنون کی کامل مہارت رکھنے والے عظیم استاد تھے۔
وہاں سے حضرت نانوتوی کو ابتدائی سے بڑی ذہانت اور عمدہ و لطافت کی دولت عظیمہ سے وافر حصہ
فرمایا تھا۔ جب جملہ علوم و فنون کی تعلیم مکمل کر چکے تو آخر میں حضرت مولانا قطب الارشاد رشید احمد صاحب
فی السنہ (۱۳۳۳ھ) کے ساتھ مل کر رہائش الٰہیہ اختیار کی۔ وقت محدث کا مل اور یکما کے روزگار حضرت مولانا شاہ
فی صاحب مجددی انجلی (المتوفی ۱۳۶۹ھ) سے حدیث شریف کا دورہ پڑھا اور اسی زمانے میں دونوں بزرگوں
وقت کے رکن الامانیہ بن کر رہے۔ عالم ہمارا علم مولانا جلیل المداد اللہ صاحب مہاجر تکی رحمۃ اللہ تعالیٰ (المتوفی
۱۳۷۰ھ) سے بہت کچھ سیکھا۔ ان کی راہ اختیار کی اور کچھ بڑی علوم کے علاوہ باطنی علوم اور تصوف و دعا میں بھی وہ
مہارت حاصل کیا جو ان کے زمانہ میں انہیں کے لئے واجب فطری کے تصور میں کر لیا تھا۔ جن کے ذریعہ سیکڑوں
مردم و مائت فیض بھی حاصل ہو اور تہذیب انہیں کے وہ اعلیٰ مراتب بھی حاصل ہو۔ مطلق نے انہی کی بدولت مرحمت
ہوئی۔ ان کے لئے بہت کم کسی اور کو حاصل اور نصیب ہوئے ہوں گے۔ سچ ہے۔

ان حضرات پروردگار کی رحمت سے ان کا عظیم فضلہ آئے۔

ایام مطالب علمی میں خواب:

حضرت تالوتؑ نے جب اب علمی کے زمانہ میں بہت سے خواب دیکھتے تھے جو آنے والے امور و
 واقعہات اور رفع و رجحان کی طرف متعلقہ اور اب قدیم کی طرف سے بشری اور خوشخبری تھے اورچند ہی
 محمد بن قنبر صاحب (المتوفی حدود ۱۲۰ھ) بخاری (۱۲۰ھ) مولانا محمد قاسم صاحب کے قریبی
 وطن مدینہ منورہ، استاذ اور بعض کتابوں میں شاکر و ہم زلف اور بی بھائی تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم
 کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں کہ:-

ایام مطالب علمی میں مولوی (محمد قاسم) صاحب نے ایک اور خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کوہ کی
 کھڑکیوں اور اچھ سے نکل کر پڑاؤں میں جا رہی ہوں۔ جناب والد صاحب (یعنی حضرت مولانا محمد قاسم
 صاحب) سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم و عین کا فیض بکثرت جاری ہو گا سوانح مولانا محمد قاسم
 صاحب (یہ واقعہ تاریخ صحیحہ میں ۱۲۰ھ میں بھی منقول ہے) اس میں ذرا زور اور حلقہ و شبہ نہیں کہ والد العلم و
 کی دیگر جگہوں میں شائقوں سے قرآن و حدیث فقہ اور علم دین کی روشنی و اشاعت ہوئی اس صدی کے اندر
 میں اس کی نظیر تلاش کرتا ہے سوائے۔ نا شبہ کہ ہر وہ نوری و علمی سے حکومت و عصر کے زیر سایہ
 کی خدمت انجام دے رہی ہے مگر صورت و سیرت گفتار و کردار کا ہر وہ باطن کے اعتبار سے علم و عمل کا
 علوم و ادب و علوم و ہر وہ اور اس کی شاخوں نے قائم کیا ہے وہ اس دور و احوال میں بھی نہیں مل سکتا۔ والد العلم
 اس کی قائم کردہ (یا اس کے نکلنے اور اس کے نقش قدم پر قائم کردہ) شاخوں میں ہزاروں جہد اور ہائی
 صوفیہ و نظام پیدا ہوئے۔ جن کی ہر ولت رب اعزت نے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو توحید و
 شیعہ الہی بننے کا شرف عطا فرمایا اور علم کا ہر ہی کے علاوہ جس طرح لوگوں کے دلوں کو ان سے منطقی اور
 ہولی اور شرک و بدعت و حسد و تکبر اور اچھا بھلا سے جس طرح ان کو چھوڑا، اس عمل ہوا۔ وہ کسی منصف
 ہواں و منصفان سے اس عمل نہیں ہے۔ ایک طرف تو ان اکابر کے قائم کردہ اسلامی ہدایت و
 بہترین مطلق و بدترین و بدترین، اعلیٰ مصنف و خدایا، چنانکہ یہ استادان اور محقق پر فیہر تیار ہوئے
 میدان اور فن میں گئے بہت سے لکے اور دوسری طرف قرآن و سنت اور سنت و اجماع کی واضح ہدایت

روحانی میں ایسا ہی ملے گا۔ صاحب دامن مزید اور صوفی پیدا ہونے چاہیوں نے اپنی عداوت و کینیت اور کینیت اور
 دینیت سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو متاثر کیا۔ ان میں تو حید و ملت کا جذبہ پیدا کیا۔ لہذا حق و اذہان کفر و غرے
 ہو گئی۔

ایسا ہی ناپائیداری اور بے ثباتی کا نقشہ ان کے دلوں میں نقش کیا۔ لے والی تعمیر اور مشرہ بشر کی حقیقی زندگی
 نے ماہل کرنے کا سبق دیا۔ جنت اور دوزخ کی ابدیت اور ان کی تفصیل و اعتبار کے مفہوم اس اذہان میں نہ آئے۔
 باقی کے حقوق کے علاوہ حقوق کے باقی حقوق کو محض لفظ رکھنے کی شدت سے تلقین کی۔ نفس نامہ اور شیطان کی
 دلی سے لوگوں کو ارا یا اور سلب صالحین کے کج رویہ جذبات ان میں ابھر گئے۔ انظر ص و ل کے اس چھوٹے
 سے قلوب کے اتفاق و میر سے بچنے اور اوصاف فاضلہ سے متصف ہونے کے دگر بتائے جو اس دور میں صرف
 ملی معارف کا حصہ ہو سکتا ہے۔ روح بند کی اس روحانی تعلیم کا یونی کے مشہور گر بھرت اور کلینہ کا دشا کر اکبر الہ
 تباری نے نفس کو بی سے طے کر کیا ہے۔

اول روحانی مثال وچ بند
 اور نہ وہ ہے زبان ہوشمند
 برحق لڑائی کی بھی تم تھوڑے دو
 اک معزیت یہ بس اس کو کہو
 (کلیات اکبر مرحوم)

بالکل روح بند کی جب سے تھوڑے دلوں کو جلا اور تار یک دلوں کو بصیرت اور روحانی نصیب ہوئی۔

ایک اور خواب

الواح حشر میں ہے کہ مولا یا نانو تو حق نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی حجت پر کئی اونچی چیز
 کا بیڑا میں اور کوہ کی طرف میرا ہے اور اس سے ایک شہر آتی ہے جو میرے دلوں سے گرا کر جاتی ہے اس
 خواب کا تعلق نے مابوئی محمد بن عبد اللہ صاحب (المتوفی ۱۱۸۹ھ) اور شاہد اعلیٰ صاحب (المتوفی ۱۲۳۰ھ) اس
 حقائق سے بیان کرنا کہ حضرت ایک شخص نے اس جسم کا خواب دیکھا ہے تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ اس شخص سے
 عیسائی کی کینیت تھی۔ لے کی اور وہ ایک حق ہو گا اور اس کی خوب شہرت ہوگی لیکن شہرت کے بعد جذبہ ہی اس کا
 ختم ہو جائے گا۔

(اور اس کا بیان ۱۲۶۹ھ)

یاد رہے کہ ہندوستان میں قیام دارالعلوم دیوبند کے ذریعے جس طرح قرآن و حدیث کے احکامات کی تعلیم اور دعوتِ خدمت ہوئی وہ انہیں نہیں اچھس ہے۔ اور بخاری شریف کے آخری پانچ چھ پاروں کا دارالاسلام کا ہم اہم و اہمیت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشی کارنامہ ہے جو حضرت امام کے استقامت و محنتِ مہمات سے مولانا محمد علی سہانپوری نے اپنے لائق و فائق اور بڑے ذہین و فاضل شاگرد سپرد کیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے اور حسنِ توفیق کے ساتھ مکمل ہوا اور تقریباً چار سو بیس مقلدین کے عہد میں بخاری شریف پڑھائی جا رہی ہے۔ تو یہ بڑے بڑے اور غیر مقلدین کے عہد میں انہیں عیضاً دیوبند پہنچ رہا ہے جس سے کوئی بریلوی اور کوئی غیر مقلد مولوی برگرز انکار نہیں کر سکتا اور یہ سب بریلوی غیر مقلدین علماء کے طرف کی بات ہے کہ وہ ان دولتِ علماء و اہلسنت و دیوبند کے بخاری شریف پر حاشیہ لکھیں گے اور یہ ہیں اور علماء دیوبند کے فیضانی سے قلم و اہلِ گرام انہیں کہنے سے برگرز یا انکار نہیں کر سکتے۔ فیضانِ دیوبند جو دنیا کے اٹھ عہد میں پہنچا، بلاشبہ اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت تک پہنچتا رہے گا۔

قیام دارالعلوم دیوبند کے اسباب

دنیا کا کوئی کام بغیر کسی سبب، داعیہ، اور محرک کے معرض وجود اور محدثہ شہود نہیں آتا۔ ہم حسبِ اول کے ساتھ ہندوستان کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں سر بخاری و اہلیت کی مسخ شدہ و جڑی پہلے سے ہندو کی سیاسی اور مذہبی تاریخ میں کسی اور صورت میں نظر آتی ہے۔ سیاست کی باتیں تو سیاسی حضرات بہتر جانتے کیونکہ اس کی شکل میں وہ جہاں ہم صرف مذہبی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں کچھ ویشال ایکٹ پارلیمان کی حکومت اور دورِ اقتدار رہا ہے۔ جس میں نہایت فرائضی سے (بلکہ بعض بادشاہوں کی طرف سے) محمدانہ اعدائے آزادی فرقہ اور جہاں اہل مذہب پر پابند رہنے اور مذہبی رسوم و عادات کی مکمل آزادی تھی۔ گورنمنٹ نے ہندو سے سلطنت مغلیہ کا کھانا ہوا چائے گلی ہو گیا اور انہوں کی بدعنوانیوں کی وجہ سے ظالم اور بیچارہ ہندو کی صورت میں ہندوستان پر حضورِ ارواح اہل کے مقابلہ کے لئے ہندوستان کی دیگر اقوام معلوم اور خصوصاً میدان میں لائے اور عملی طور پر اس کے ساتھ جہاد کیا جس کو انگریزوں کے منوں اور میں شک و خوارانہ انداز میں دیکھا۔ اس کے ساتھ تعمیر کرتے رہے ہیں۔ اس جہاد میں کون کون حضرات شریک تھے اور کس کس مقام پر شریک تھے۔

یہاں تک کہ اس کا پتہ نہ ملے اور اس قسم کے دیگر کی امید ہو کہ یہ خط امریکان سے باہر ہونے کے لئے
 اس سے پیش سے خارج ہیں۔ ہمیں تو اشیائے مہلفی کے لئے ہائی دار اعلیٰ مروجہ رہے اور ان کے چھوٹے ہیں
 اشیائے اصحاب کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اس حد تک انگریز کے خلاف جہاد کیا اور انگریز کے لئے ان سے قول
 کیا کہ اسے قائم کی؟ اور اس وقت انگریز کے قتل ہند اور خصوصاً مسلمانوں کے خلاف کیا عزائم تھے اور
 یہ کہ وہ اس میں کیا دیکھتا اور کیا کرتا چاہتا تھا؟ اور اس حد تک وہ کہہ چکا ہے؟ جب ہم چاروں کے اس مؤثر ہونے پر
 اس کے اوراق میں دو ولدہ واقعات پڑتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو ہماری آنکھیں نہ ٹم ہو جاتی ہیں۔ (تقریباً
 اور یہ اہل رسالت کی طرح حق پرست ہوتا ہے۔ سناش رکھنے لگتا ہے اور انھوں کے سامنے اندھیرا چھوڑتا ہے
 اس واقعات تو تاریخی ہی ہے۔ ہم مشتے نمونہ از خود اسے پندرہ ترقی کی طرف اشارہ کئے دیتے ہیں تاہم
 قصوں کے لئے یہی مہر ہے۔

فاعسرو بذا ولی الاجصار
 گاہے بگاہے یار شوالانے قصہ یاریندا

جہاد شامی:

اہل ہند جب انگریز کے حکام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور جب اس کے خلاف اسے سخت
 آنکھیں باز نہیں جاتی رہیں اور یزروں مسلمان شہید ہوئے اور تیس ہزار سے زیادہ جید علماء کرام کو قتلہ وارہ ہوا
 اور چالیس لاکھ لایا گیا اور اس وقت میدان کارزار کے اس پاس شاید ہی کوئی درخت ایسا ہو گا جسے اسلام
 اور مسلمانوں کی اور شہید مسلمانوں کی لاشیں نہ لگتی ہوں اور عالم انگریز کے کارندے ان کو دیکھ کر خوش ہو سکتا
 ان میں حضرت عیسیٰ ابن ابی الدہلیہ صاحب مہاجر کی زیر قیادت تھا انھوں سے مسلمانوں کا ایک جبرہ شہر
 شام کی لاشیں کی طرح ہونے لگا اور انگریز کے کارندوں اور اس کی فوج کا ایک ہندو قلم تھا اس نظر پرست
 شامی لکھو قاسم صاحب (نو تو فی حضرت مولانا رشید احمد صاحب القلم فی اور جان محمد رضا من شیعہ (موجودہ شام
 کی لاشیں کے تمام پر شیعہ ہوئے تھے) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

آپ سمجھتے ہیں کہ کہاں چاہر اور عالم یہ طالع ہو ملک پر ہر امر اقتدار تھا اور کہاں نیچے اور یہ راست

جس کا نتیجہ کہ ظالم برطانویوں نے کس قدر سفاک اور دنیا سوز حرکتیں مسلمانوں پر کیا، ان کے بعد ان کے خلاف سب سے پہلی کھینچی گئی تھی۔ ان کے خلاف سب سے پہلی کھینچی گئی تھی۔ ان کے خلاف سب سے پہلی کھینچی گئی تھی۔

تھے وہ ان کے ہمیں انسانی کی حسرت تھی
غفلتِ عقل کی وجہ سے دھمکیاں دیا

ان کے برطانوی

انگریزوں کو جب ہندوستان پر سیاسی اقتدار حاصل ہو گیا تو پہلی ہی طرح اس کے دل میں غلبہ اور نفاس
اور اس اور اس کے دل اور عقیم کی ٹوک سے بھی نکال دیا۔ تھے، گو کہ ہندو اور ان کے برائے ۱۹۴۷ء میں ان کو
فصلان کو نکھار دیا کہ میں اس عقیدے سے جو ہم چاہتی تھیں کہ مسلمانوں کی قوم اصولاً ہماری دشمن ہے اس
کے خلاف کھینچی جائے گی۔ یہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی رضا جوئی کرتے رہیں۔ (ان ہی ہندوؤں میں ۱۹۴۹ء)

انگریزوں کی یہ سازشوں سے ہوا تھا۔ ان کے سر پر اس لیے نہیں جو حکومت کی طرف سے گورنری کے جلد مدد پر
اور ہمارے دوستی سے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہماری یقین ہے۔ یہ امیدیں قائم تھیں کہ اس طرح ہمارے
کے لیے اس کے لیے ایک ساتھ میرا ہی ہو گئے تھے اس طرح یہاں (ہندوستان) میں بھی ایک ساتھ میرا ہی ہو جائے گی
تھے (ان کے خلاف مسلمانوں کو روکنا مستحکم ۱۹۴۳ء)

ان کے خلاف میرا ہی کی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر مٹنگھس نے ۱۹۵۷ء میں پارلیمنٹ کے ممبران میں تقریر
کرتے ہوئے یہ کہا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دیں دیکھا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت ان کے لیے ہے
اور ان کے لیے (علی ایسٹام) کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہا رہے۔ ہر شخص کو اپنی تمام
اقتدار تمام ہندوستان کو میرا ہی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہیے اور اس میں شامل نہ کرنا
چاہیے۔ (تھوگت ٹو، انڈیا ریلی ۱۹۵۳ء) ان کے حق کے لیے وہ ان کا راز سے حصہ اولیٰ میں ۱۹۶۶ء اور دوسرے حصہ میں نے کہا
ان کے خلاف مسلمانوں کو ہٹا دیا جائے کہ خدا کے عقیم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے۔

(جائے ہند کی ان کے خلاف میرا ہی کا آخری حصہ تقویر کا دوسرا رخ ۳۳ ص ۱۰۰ ص ۱۰۱)

نورِ قریبیہ میں ہم نے علامہ برطانیہ کے انکس دورِ افتد اور میں دہشتستان کی دہشتیں پر گہری نظر
مالی کا گھپ اندھیرا چھا گیا تھا جس میں راستے قائم کرنے والوں سے یہاں تک راستے قائم کی کہ سب
چند سالوں کا مہمان ہے۔ (ماہِ مئی ۱۹۸۸ء ص ۱۷۸) اہم صاحبِ ایمبر ہے۔
اس نازک دور اور دہشتستان میں علامہ دینند کٹر اللہ بھٹو نے جس طرح نصرت و اس
ثبوت دیا ہے اس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ آخر قتل کیے گئے کہ اس وقت تمام گمراہ قریبوں کا ستارہ
کیا؟ علامہ برطانیہ کے فو آؤنی چیپ سے کس نے نکالی۔ جان عزیز کو قتل پر رکھ کر کس نے جہاد سنبھالا
چرا کر حصہ لیا؟ اور یوں اور پاروں کا تعاقب کس نے کیا؟ ان کی ترویج میں کتنا میں اور دہشتستان
تحریروں کے ذریعہ اسلام کی حقانیت واضح کرتے ہوئے ان باطل فرقوں کے مکاتیب اور بیسے کا رٹو سے
کو کس نے آکاہ کیا؟ اور اس بنگلے میں کس طبقہ کے علماء کے ساتھ امتیازی حرمان سلوک روا رکھا گیا؟ اور
سے علامہ دینند سزا میں کس طبقہ کی اکثریت کو دئی گئیں؟ اور حق و دار پر لکھنے کے لئے زبانِ حال سے
دوئے کس نے خوشیاں منائیں کہ

فِی اللہ کی تیر میں جہ کا راتِ معمر ہے

تیر مرزا نہیں آتا اسے جیتا نہیں آتا

برطانیہ کا ایک ایسا دور بھی گزرا ہے جن کا یہ دعویٰ تھا کہ ہماری حکومت میں سورج غروب نہیں
ایک جگہ غروب ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے اور برطانیہ کے مطرور وزیرِ اعظم مسٹر ٹھیکرستون نے
اگر تان بھی ہمارے سروں پر گرنا چاہے تو ہم غنیوں پر اسے تمام کئے ہیں (معاذ اللہ) اس دور میں بھی
نے اس علامہ برطانیہ کے خلاف بعدائے حق بلندی اور اس سے نبرد آزما ہوئے۔ چنانچہ یوپی کے گورنر
مستون نے اسے مالٹا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی (المتوفی ۱۳۷۱ھ) کے بارے میں
موقع پر کہا تھا کہ اگر اس شخص کو جہاد کرنا ہو تو وہ بھی اس کو چھوٹے نہیں لے گی جس میں
ہو کر یہ بھی نہیں کاہل ہے کہ اگر ایک شخص کی پوتی پوتی کر دی جائے تو پوتی سے منکر ہوں گے
عدالت نے اسے (حاشیہ سوانح قادی جلد ۲ ص ۸۲) مستند حضرت مولانا محمد حسن صاحب گیلانی (المتوفی ۱۳۷۱ھ)
۱۹۵۶ء مالٹا ایسے ہی مقدمے کے لئے نہ کیا ہے کہ

ایں مومن ہے جس کو کچھ کر دین پکار اے
کہ اس مرد خدا پر چل نہیں سکتا لمبوں میرا

جیسا کہ بتائے گئے ہیں طریق کار

آپ کواد پہلے یہ پڑھ آئے ہیں کہ انگریز نے ہندوستان میں زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی تمام
ہندوستان اعلان کو ایک ساتھ جیسا کہ بتائے گا ثواب دیکھنا شروع کیا اور اس کے لئے ملازمتوں اور میوں کو کریاں اور
چند برسوں کی پیشکش کے علاوہ ۱۱ لاکھ کی حربے اختیار کئے گئے۔ ان میں سے ایک طریق یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو
انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان کھینچا دیا جائے کہ وہ مسلمانوں کی بھولی میں پڑنے کے لئے مجبور و ابچار ہو جائیں۔ چنانچہ
جوابی فریب اس حد تک ہماری کھینچا دیا گئی تھی کہ بقول سرسید صاحب دیر چھ ماہ سے لے کر ایک سال تک ہندوستانی
رہنماؤں کو اسے اپنی تیار ہو رہا تھا۔ (اعلاوت بند میں ۴۰) اور سب سے زیادہ خطرناک و اربابک طریقہ جو
انگریزوں نے جوڑا اور اختیار کیا تھا وہ یہ تھا کہ قرآن پاک اور اس کی تعلیم علوم اسلامیہ کو کسر مٹا دیا جائے تاکہ ایمان و
ایمان کی وہ عقلی و منطقی بنیادیں جو اسلام کے لئے بنی ہوئی تھیں وہ برباد ہو جائیں۔ اس کے لئے سبیل اور ہموار
ہوئے اور اس کے مقابلہ میں انگریزوں کی تعلیم کو اس قدر عام اور رائج کر دیا جائے کہ کوئی شخص اپنے لئے اس کے سوا
چارہ نہ پائے۔ چنانچہ قرآن کریم بھی جامع و مکمل، سب سے بڑا اور انتہائی اہم کتاب انگریزوں کی سب سے طاقتور اور طاقت
سے طاقتور اور بدلتا رہا کہ یہ طریقہ کے مشہور و مذکورہ روزیہ اعظم لکچر اسٹون نے بھرے بجے میں قرآن کریم کو
الٹے پلٹے ہونے والا ہے یہ کہ تھا کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں پاتی ہے دنیا متبدل اور مہذب نہیں ہو سکتی۔
ان کو انہی قلمبندوں نے ۱۵ اجلاں و بیجاؤں کے ذریعہ اسلام کے دشمنوں کی شکل کا کزنس ٹیکڑا (حضرت مدنی)

اور جن کی یہ سنگسار میں سے کیا کہ "مسلمان کسی ایسی گورنمنٹ کے جس کا مذہب دوسرا ہو اچھی نہ لایا
جس کے لئے اس نے کہ احکام قرآنی کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں ہے" (ان کو ان حکومت خود اختیاری میں ۵۵)

انگریز قرآن کریم کو مٹانے اور مٹانوں کے اسلامی جذبات کو ہندوستان سے محبت و دلاور کرنے کے
لئے کوشش کی۔ سب سے اہم اس لئے کہ شیطان بھی ہم خدا ہو کہ وہ کیا اور داریو میکالے نے جو صاف لفظوں میں
کہہ دیا کہ "تعلیم کا مقصد ایسے لوگوں کو پیدا کرنا ہے جو رنگ و نسل کے اعتبار سے ہندوستانیوں کو اول اور دماغ کے

استہار سے فرمائی۔ (مجموعہ جدیدہ، ۲۹ فروری ۱۳۹۱ء)

اور سچ پر چھینے تو ان کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ جیسا کہ کسی بھی صاحبِ علم پر یہ غلطی نہیں
فریاد و احتجاج و براہِ راست حکومت برطانیہ اور اس کے ذمہ دار اصحاب نے اختیار کر کے تھا۔ اس کے باوجود
صحابہِ جانِ حق کی طرف سے (جن کی حفاظت و نگرانی اور مالی سرپرستی خود انگریزوں نے بہت حد تک سہولت کی چوں
ہندوستان میں جو شروع کی گئی وہ اپنے مقام پر ایک ماحولِ عظیم اور آفتِ ارضی میں سے ایک بہت بڑی اور
مسلمان پر تو حکومت کی طرف سے صدمہ یا آئینی پابندیاں عائد تھیں کہ وہ انگریز کے خلاف لبِ کشائی کرے
تھیں۔ مگر (العیاذ باللہ) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پابندیوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی بقول کے
جہاں مل کے لئے اب یہ ظلم بہت و کشاد
سنگ و محنت مقید ہیں اور سنگ آزار

پابندیوں کی تبلیغ:

ہندوستان میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے سلطنت اور اقتدار جانے کی دہرچی کہ مختلف قسم کے
غدا اب ایسی کی صورت میں نمودار ہوئے اور ان کے سینڈکوں کی طرح ہزاروں و درکوبوں گھیلے اور
پار کی صاحبانِ جوق و جوق اور جماعت و جماعت گردش کرتے ہوئے اور مسلمانوں کے ایمان پر
ہوئے ظلم آئے۔ لگے اور ہندوستان میں شاید ہی کوئی قابلِ ذکر شیراز خوش الحسب قصبہ ایسا ہوگا جس کو یاد
کئے اس دور میں اپنے متحسین پانوں سے نہ و نہاد اور اسلام کے خلاف خوب ترہاں کر مسلمانوں کی دل
کی ہو اور چار عائد رنگ میں یہ سیاست کی تبلیغ میں کوئی کمی چھوڑی ہو اور مسلمانوں کو پہنچ نہ دیا ہو۔ ایسے تمام
استیغاب اور رابطہ نہ تو ہمارے بھی کا روگ ہے اور نہ ان پر ہمارا مدعی موقوف ہے اس لئے ہم ان کو قلم
ہیں۔ صرف دو تین واقعات بطور نمونہ عرض کئے دیتے ہیں۔ ہر عقلمند انسان ان سے غلطی حقیقت کی تکرار
اور بازان کے لئے تو دفتر کے دفتر بھی ہے سو ہیں۔

علیحدہ پور کا مذہبی اجتماع

ہندوستان میں یہ سیاست کی وسیع پیمانہ پر پہنچ دیکھ کر ہندوؤں میں بھی جرات پیدا ہوئی کہ

کامیاب اور نیک اور مسلمانوں کی طرح وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ نہ بنی امور میں الجھتے رہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک شاخ سے سر مشہور شہر شہاب آباد سے پانچ چھ میل کی مسافت پر ایک قصبہ تھا جس کا نام چاند پور تھا۔ وہاں کے ایک عظیم الشان مفتی پادری سے اس کی کھجکتی تھی، اس نے اس میں ایک مذہبی جلسہ نام "میلہ عہد الشاہی" مقرر کیا۔ جس میں مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کا نامی سہارے پایا اور تینوں فریق اس میں شریک ہوئے مگر الہی نے اس میں شہابی اور انتہائی پادری سے ملکر ہی نہایت بے معنی اور پھسل لہمی کوئی تقریروں شروع کی کہ میاں کبیر نے اس کے پھول میں انجم لیا، ان کے ہاتھ میں جاتے ہوئے سانس چلتا رہتا تھا۔ آج جس کو پیدائش اور پیدائی کہنا چاہیے وہاں اس طرح پایا ادا ہے ہم مذہبوں کی جان چھڑائی اور اصل گفتگو عیسائیوں اور مسلمانوں میں رہی عیسائیوں کی طرف سے اللہ کے دیکھائی گرامی پادریوں کے علاوہ پادری لوہس صاحب الہکستائی بھی تھے جو پادریوں کے علاوہ مقرر اور پادری کے منہ بھر تھے۔ پادری لوہس صاحب کا یہ بے ہیا اور کوئی تھا کہ کبھی دین کے مقابلہ میں کوئی دین کی کج فہمیت نہیں لایا یا نہ لایا اور اہل اسلام کی طرف سے جو حضرات اس موقع پر موجود تھے ان میں سے کچھ میں سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بالو کوئی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی، حضرت مولانا قمر الحسن صاحب گفتگو اور حضرت مولانا سید ابوالحسن رضا صاحب دیوبندی امام اہل سن، مناظرہ اہل کتاب سمیت کے ساتھ قبل ان کہ چلا۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات علماء اور اہل دل اور دیندار مسلمانوں نے بھی اس میں حصہ لیا۔ پہلے دن تو اس مجلس میں متعدد حضرات نے حصہ لیا اور پادری لوہس صاحب کے محرم و ملاک کے احادیث سے لے کر اپنے رسالوں کا اثبات کرتے رہے مگر دوسرے دن مناظرہ میں صرف حضرت مولانا قاسم صاحب بالو کوئی نے حصہ لیا۔ اور ایسے لڑ دست و ملاک اسلام کی حقانیت پر چیلن لگے کہ مجمع داد حسین دینے بغیر نہ وہ اسلام کے منسوخ اور ناقص اہل ہونے پر ایسے قوس و آجین پیش کئے کہ پادری یا ہم کہتے تھے آج ہم صاحب ہو گئے (گفتگو کے مذہب، مکتب تاریخی میلہ عہد الشاہی ص ۳۸) اس مناظرہ کی مکمل روداد اسی کتاب میں ملے گی۔ مناظرہ کے بعد پادریوں کا منظرہ بر کھینچے سرگرمیوں کا ادا اسلام کی حقانیت اور صداقت اس طرح آشکارا ہوئی۔ سچ

اور خدا سے کفر کی حرکت ہے قدم زن
پہلوں سے یہ بچاؤ بچایا نہ چالے گا

شاہجہان پور:

اس مناظرہ کے تقریباً دو سال بعد ۱۶۹۵ء اور ۱۶۹۶ء میں شاہجہان پور میں اہل اسلام اور اہل
 فرقوں کا مذاکرہ اور مذاکرے ہوئے جس میں ہندو دیانند، سرسوتی، کشی، اندرمن، یادری، ایکٹ، مشر، ایکٹ
 دس صاحب وغیرہ نے حصہ لیا اور اہل اسلام کی طرف سے متعدد علماء حق اور مشائخ اس وقت اور اس
 جے مگر مناظرہ چاروں اور مسلمانوں کا ہوا اور اس وقت کی نزاکت سے قائدانہ لکھے اس میں حضرت
 مولانا محمد قاسم صاحب پالوہ کی مناظرہ تھے۔ انہوں نے عقلی و نقلی دلائل میں ایسی جگہ اور قطعی دلائل
 یادری صاحبان نے ان کا کوئی معقول جواب نہ دیا اور اس موقع پر بھی اسلام اور اہل اسلام کو
 مسلمانوں کی عقلی فتح کا مسلمانوں اور عیسائیوں کے علاوہ متعصب ہندوؤں نے بھی اقرار کیا۔ چنانچہ
 ال نے یہ کہا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کا کیا حال بیان کیجئے؟ ان کے دل پر علم کی نرسختی (علم کی جھلک)
 تھی۔ (مباحثہ شاہجہان پور میں ۹۴)

۱۰۔ پورے ہانوسے مسلمات پر اس مناظرہ کی رواد پار پار پائی ہو چکی ہے۔ اہل علم اس سے
 کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حجت الاسلام نے یادری کا راجہ سے بھی منظرہ کیا۔ چنانچہ سوانح قاسمی میں
 یعقوب صاحب میں ہے کہ ایک یادری کا راجہ نام تھا اس سے گفتگو ہوئی اور وہ زندہ ہوا اور گفتگو سے
 شیردان کا مقابلہ کو مریاں کیا کر گئیں۔

پادری فتنہ رکا فتنہ:

پادری (اکٹر کورل فتنہ رکا) جو ایک برہمنی مشنری تھا جسے وہی سلطنت نے جو رہایا کے
 بدکردار یا تھا۔ جس نے تلمیذی زبان میں میزان الحق نامی ایک کتاب شائع کی۔ پھر اس کا اردو ترجمہ بھی
 ہوا اہل مسجد میں ۱۳۱۳ھ میں تلمیذی زبان میں میزان الحق نامی ایک کتاب شائع کی۔ پھر اس کا اردو ترجمہ بھی
 جس ایک سو سال کی ان کی لاہور نے چند و نشان میں مٹا کر اور انگریز کی سرپرستی حاصل کر کے جس
 عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور اہل اسلام کے خلاف جو زہر اگلا اور تشہیر اسلام سلی اللہ علیہ وسلم اور آسمان
 حضرت جی اللہ صہن کے بارے میں جو برتان ترقی اہتمام بازی اس کے اختیار کی اس سے

نصف حراتی غیر مسلم بھی صد افریقہ کے اعلیٰ قریب رو سکے۔ پادری فخر بخوانی ہے باقی میں شہد تھا
 کے ایک سرے سے دوسرے تک تبلیغ عیسائیت کے سلسلہ میں سرگرم عمل تھا۔ پتہ فی حضرت مولانا محمد
 صاحب دہلوی کیہ الودی۔۔۔۔۔ حضرت مجدد مہ جلال الدین کیسے اولیاء پادری قتی قدس سرہ و المعراج کی
 کے اور سلسلہ الی الہی میں منسلک ہو کر دہلی میں تعلیمی اور تبلیغی خدمت انجام دے رہے تھے آپ کی
 بی بی ۱۲۰۰ھ میں کیراٹہ طبع و نظر گھر میں ہوئی تھی اس نے پادری فخر کے ساتھ خط و کتابت کی اور اس
 کو اتنی دیا اور کما بہ ابتدائی مراحل سے کر لینے کے بعد اکبر آباد آگرہ میں کئی دن کے لئے ملا خروا طے ہوا۔
 پادری ۱۸۵۳ء میں اپنی ۱۲ حبیب سے ۱۲۰۰ھ کو ہوا تھا جو اسلام اور عیسائیت کی صداقت اور حقانیت واضح
 کے لئے فیصلہ کن اور تاریخی فیصلہ تھا جس میں اس موضوع کا سب سے پہلا وار عظیم الشان مناظرہ ہوا جس
 سے بعد مسلمان بندہ و اوزار انگریز اس مناظرہ کے بیچ اور منصف قرار دیئے گئے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے
 سے پیر وین کا حامی اور ناصر ہے۔ اس لئے اسلام کی صداقت کا ظاہری سبب اس موقع پر حضرت مولانا
 صاحب کو دنیا میں نبیوں نے اپنا خدا اور اس صحت محمد و وفات اور تخرطی سے قیام برہنہ کے متواتر مناظرہ
 کا ظہور و طور ناچن سادہ سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ موجودہ انجیل جس پر آج پادری صاحبان کو فخر و تراز
 رکھتے ہیں اس میں نہ بجز شک و شبہ کی محض پیش کش نہیں ہے اور خود عیسائیوں کے مابین پادریوں کے مناظر
 کا صاحب کو کام ہمارے میں انجیل تحریف تسلیم کے بغیر اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رات کی تاریکی
 پہلی فخر صاحب اپنے غیلاں سمیت بھاگ گئے۔ جب چوتھے دن جب معمول مناظرہ کا وقت آیا تو
 اختلاف تو بھی نہ رہا ہوئے مگر پادری فخر صاحب کا کہیں نام ہشتان نہ ملا۔ چارہ کارام جنوں اور منتظوں کو جو
 کے محرم قرار دیئے تھے یہاں سے اس کے خلاف فیصلہ کرنا چاہا اور پادری فخر صاحب نے بعد وہاں چھوڑ کر و مگر
 اسلام میں اپنے دامن کا چال بچیلانے کی سعی اور کوشش کی۔ پتہ نیچے دو پھر اٹا پھر اٹا تری بھی ہاں پہنچا اور
 سکھ بچھ کرنا چاہا۔ وہ بچا رہے اس کے احمقانہ دماغ سے واقف نہ تھے اس لئے وہ یہ وہاں کے مت آتے
 تھے سلطان مہاراجہ یزدان تری کی خواہش اور بعد از عظمیٰ خیر الدین مہاراجہ ٹوکی کی تحریک پر حضرت مولانا
 صاحب نے مرلیا زبان میں ایک عمدہ لکھ کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام انکار الحق رکھا جس کا تری
 صاحب کی مختلف اور متعدد قانونوں میں ترجمہ ہوا۔ حبیب ۱۸۹۱ء میں انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ شائع

ہو تو مشہور اقبالیہ لکھنے والے نے اس تجربہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ اگر لوگ اس کتاب کو پڑھتے رہیں
 جس میں سالی نہ سب کی ترقی دے دیا جائے گی۔ (ملاحظہ ہو، رفیق کے مجاہدانہ کارنامے سے حصہ اول ص ۳۰۰)
 راقم الحروف نے آج سے تقریباً سولہ ستر سال پہلے انکسارِ رفیق کے مرنی سنہ کا مطالعہ کیا ہے
 عیسائیت کے لئے بھرتی اور ان جواب کتاب ہے مگر صرف ان علم حضرات کے لئے۔

ان مسائل میں یہ کچھ طرف نگاہی درکار
 ہے حقائق ہیں تماشا ہے لب دایم فصیح

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کے علاوہ اس وقت حضرت مولانا رحمت علی صاحب مکتبہ
 سید محمد علی صاحب مکتبہ فیضی مولانا معایت رسول صاحب آگرہوی نے بھی عیسائیت کا خوب رد کیا اور
 تقابلی شکست قلم کو محفوظ رکھنے کی سعی کی۔

آریہ کا فتنہ:

آپ اوراقِ گزشتہ میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ انگریزوں نے اقتدار اور حکومت کے میں بڑے بڑے
 مسلمانوں نے حکومت برطانیہ کی کے دوسرے دوسرے طریقے کے ذریعہ کسی طرح مسلمانوں کے ایمان پر ہاتھ
 کیا کوششیں اور کیا کوششیں کیں۔ یہ مصائب مسلمانوں کے لئے کیا کم تھے؟ مگر جب مصائب و آفات کے لئے
 پیدا جاتے ہیں تو ان سے مصیبت کا صرف ایک ہی قطر نہیں بہتا بلکہ ایسی موسلا دھار بارش ہوتی ہے کہ
 بیابان کے سیلاب الماتے ہیں ایک طرف انگریز اور دوسرے مسلمانوں کا محسوس ہوتا تھا اور دوسری طرف انگریزوں
 ہندوؤں اور آریہوں کا گرجا دھرتی ہوا ہی ایسا اندر سوتی جو اپنے مصلحتیانہ اور فلسفیانہ استدلال میں مشہور تھا
 ہندوؤں میں لوگوں کو آریہ بنانے اور مسلمانوں کو مرتد کرنے (معاذ اللہ) ہم چلا دیا تھا۔ بیسویں صدی کے
 پہلے تھے جو اسی کی (اگر پر اسلام کے خلاف زہر لگتے تھے) دوسری سوئی جو اپنے مصلحتیانہ اور فلسفیانہ استدلال سے
 تھا۔ پھر سے ہندوؤں میں لوگوں کو آریہ بنانے اور مسلمانوں کو مرتد کرنے کی (معاذ اللہ) ہم چلا دیا تھا۔
 اس کے مشاگرد اور پہلے تھے جو اسی کی (اگر پر اسلام کے خلاف زہر لگتے تھے) دوسری سوئی کی حماقت اور دیرینہ
 دیکھا ہو تو اس کی کتاب تیار ہو کر کاش کا پودوں کا پاب لگا دیکھتے جس میں اس نے عجیب و غریب قرآن

نے کروا انعام تک کی کما مرسلہ تو ہی پر اعتراضات کے اور ان کی کمی اور نامی ہٹا دی ہے (والیہ لایا اللہ)
 جو وقت ہم پر اسلام اور اسلامی عقائد پر خوب ہر سن تھا اور اہل اسلام کو جواب کے لئے لکھا رہا تھا۔ چنانچہ اپنا
 دور کرتا ہوا، ۱۵۹۵ء سے ۱۶۰۵ء تک وہ روز کی جاپہنچا اور کئی دن تک وہاں قیام کر کے اسلام کی خلاف خوب
 دیا اور چنگ اس وقت وہاں کوئی ایسا مستعد اور مناظر کا علم نہ تھا جو اس کے فلسفیان اعتراضات کا جواب دے
 سکتے تھے۔ ان کو خالی دیکھ کر اس کی ہمت اور دوشہ ہو گئی۔ حتیٰ کہ سر بازار اس نے اسلام کے خلاف دلیلیاں
 دیں جن کو تاثر و سحر کر دیا۔

اب وہاں ۱۶۰۵ء کا وہ اعتراضات محمدؐ کو مسلمانوں نے نہ تو کوئی (جو پہلے ہی سے شیعہ انیس کے مولوی مرثیہ سے
 تھے) نکال دیا تھا کسی کے شیعہ مرثیہ میں جتا تھے اور ان کی طاعت کی خبریں باقاعدہ ان کے اصحاب و علماء و
 بیت و مہدوں کو پہنچتی۔ حتیٰ کہ مرثیہ کے کافوں میں بھی جیہ الاسلام کی یاد دہانی کی خبر پہنچ گئی تھی۔ جب
 کے کہ مرثیہ ردول رکھنے والے اور غیر مذہب مسلمانوں نے مرثیہ کے حسب استطاعت جواب دینا ضروری سمجھا تو
 صاحب یہ کہہ کر بات ٹال گئے کہ ہم تو جہاں لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے ہائیں آہو رہے تھے۔ اپنے کسی
 مذہبی عالم کو باوجود ہم گفتگو کریں گے۔ چہرے دیا ہند مرثیہ کی اس قسم کے مواقع پر اسی قسم کے چوڑا چیلے
 کرتے تھے۔

اور حضرت مولوی کی طاعت کی خبر سن کر اس سے چہرے تھی نے یہ جان کر کہ وہاں کیا کہہ کر مرثیہ
 (مولوی کا حق) میں تو جہر ہم گفتگو کریں گے۔ چہرے تھی نے حالات سے یہ بھانپ لیا تھا کہ مولانا محمد قاسم
 صاحب اس شیعہ حالات میں نہ تھراؤں گے تو کہیں؟ بلکہ کوئی ایسی شرط لگا کر گفتگو کی فوج میں نہ تھے اور نہ
 کسی کے خلاف ہم یا ہم کو کہنے اور نہ شرمندگی حاصل ہو۔ بقول شیعہ، نہ نوین جہل، اور دعا ہے کہ۔ جب
 سامنے شیعہ اس امر کی چہرے تھی آپ مولانا کو تو تھی ہی سے گفتگو کرنے پر کیوں مصر ہیں تو جہر تھے میں یہ بیان
 میں قاسم یوسف میں پھر اس تمام پنجاب میں پھر کر آیا ہوں۔ ہر اہل کمال سے مولانا کی تعریف تھی بہر کوئی
 کہہ سکتے اور نہ کہہ سکتے تھے۔ میں مولانا کو شہر جہاں پور کے جلسے میں دیکھا ہے۔ ان کی تقریر دلاؤ پڑھنی ہے اگر
 کہہ سکتے تو ایسے کامل دیکھتا ہے کہ جس سے کچھ فائدہ ہو جو کوئی نتیجہ تھے۔

(بحوالہ مقدمہ انتشار اسلام میں ۱۵۰۸ء مولانا قاسم صاحب)

اہلِ دار کی نے جب حضرت نانو توئی سے پروردگار استوعا کی تو حضرت کے لئے خوشداشت ہوا
وہاں پہنچنا تو ناممکن تھا۔ آپ نے اپنی طرف سے چند لکھنؤ سے بیسیہ شہن میں خصوصیت سے حضرت مولانا
محمود حسن صاحب، حضرت مولانا فخر الحسن صاحب، اور مولانا عبدالاحد صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ یہ چند
چند اور حضرات کے وہ حضرات تھے جو پہلے روزانہ دہلی اور شام کی نماز دو بند کے باغوں میں پڑھتی تھی۔ علی
پہنچے تھی کہ نماز بعد ازاں کرنے کے بعد مقامی باشندوں کے ہمراہ پندرہ تھی کی کوٹھی پر پہنچے اور بحث و
حوار دی۔ مگر پندرہ تھی الیٰ بن الیٰ حضرت پر مصر تھے کہ مولانا محمد جاسم صاحب آئیں تو مباحثہ گھبرا گیا۔ یہ
صورت مباحثہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو یہ حضرات واپس ہو گئے اور اہلِ دار کی نے ہا وجود حضرت پر
حالات کے محض اتمامِ بحث کے لئے وہاں پہنچنے کی استوعا کی تو مولانا ہا وجود حالات و مصلحت اور کثرت کی
طرح بھی ہوا۔ دار کی کی تشریف لے گئے۔

روڑ کی میں اجتماع:

حضرت مولانا معیضہ علیہ السلام اور اصحاب کے شہر میں مقیم تھے اور سرسوتی صاحب روڑ کی چھوڑ
جہاں تھے۔ بحث و مباحثہ کے لئے ابتداً ہی مرحلے طے کرنے کے لئے خط و کتابت ہوئی وہی مگر سرسوتی صاحب
ان کے معتمدین اس سے بھی گھبرا گئے اور یہ بہانہ کیا کہ ہمارے سامنے کام بند ہو گئے آج سے ہمارے
تحریر نہ آئے۔ ہم ہرگز جواب نہ دیں گے۔ (مقدمہ انتشار الاسلام میں ۵)

دوسرے اور حضرت مولانا معیضہ علیہ السلام اصحاب اللہ صاحب پور تھی اور اپنے چند رفقاء کے چھوڑ
اور کرل صاحب کی کوٹھی پر انظار کیا گیا۔ اکتانِ خلاصہ اور کرل صاحب نے مولانا کی بڑی آواز بھرتے
سے گفت و مباحثہ میں پورا دل خیال کیا اور اور اچھین دیتے رہے اور چند سرسوتی کو ہاں بلا کر کہہ کر تم مولانا
سے کیاں گھٹکھٹکھٹیں کر لیتے۔

جمع عام میں تیسرا کیا اکتان ہے۔ پندرہ تھی نے کہا کہ مجمع عام میں فرماؤ گے اندیشہ ہے۔ (جب پندرہ تھی
اسلام کے خلاف اعتراضات کرتے تھے اور خوب لوگوں کو سناٹا کر کرتے تھے اس وقت تو کوئی خطر نہ تھا
تھو گھرا ب اندیشہ ہے۔ مولانا ۱۳ اس پر پشیمان صاحب نے کہا: اچھا ہماری کوٹھی پر گھٹکھٹکھٹے ہم فرماؤ گے۔

نہ جاوہ مال اور مجمع اللہ تعالیٰ کی انگلیں پورے جو منہ پر تھیں۔ اس وقت ایسے حالات کو دیکھ کر نبیؐ ولیؑ حضرت
گزر رہی ہوگی۔ پوچھنا ہی کیا؟

تیار فہم کا حال فہم آنکھوں سے دیکھو
کیا پوچھتے ہو ولیؑ؟ جو گزاری گزرا تھی!

تاریخ قیام دارالعلوم دیوبند:

جیسے وہ حضرت الی گداز سب اب مل جل کر اپنی جگہ سے جلا اسلام حضرت مائتوقی اور آپ کے
کار نے فراست ایمانی اور دین و مصلحت سے اذکار و گریہ کیا کہ اگر ان کا ایک حالات میں مذہبی اور دینی طور پر مسو
کی حفاظت و تربیت کو کوئی معقول خاطر غور و نظر نہ کیا گیا۔ اور قرآن وحدیث فقہ و تاریخ اسلامی اور دین
مذہب کے اعلیٰ کونہوں اور القہار سے ان کو باخبر نہ رکھا گیا تو محنت و مشغول رہے کہ (الہیہ و بائند) مسلمان
ضرورت اور دیگر فتنوں کے دامن سرگرم زمین ہی میں نہ الجھ جائیں۔ جس حال کو بچانے میں شامران افریک
چند توں اور دیگر باطل پستوں کے عزائم و ساقی کوئی راز پشیاں نہ تھے۔ مسلمانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی کا
کرنے اور کدہ انگوینی ماحول اور دینی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھنے کی جو کوشش و کاوش اس ملک میں
تھی۔ ان تمام پریشانیوں کو سوچتے اور سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مائتوقی اور آپ کے رفیق و کارکن
دماغ اور سب کی طرح بے قرار دل مرست فرمایا تھا جو مستقبل جدید کو اب تدبیر و فکر کے آمیزہ میں حال کی طرف
رہے تھے اور امتیاز ثبات حق کے ایک ایک فرد کو زمان حال سے بچا دیکھا کر یہ کہہ رہے تھے۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ نگار میں

آنے والے دور کی دھندلی سی آنکھ اصرار دیکھو

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۱۹۴۷ء ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء اور حضرت (اسی دن امت مہجر کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ سے فائدہ
ہوتے ہیں) کا وہ مبارک دن تھا جس میں فقیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولی ہوئی امت کا چشمہ علم سرور
بند سے چھوٹا اور رشید و چلت کا پودا پھر مٹوئی من کر چھوٹا جس کے اندر لے چل سے دنیا کے اسلام کی علمی
ہوئی اور جس کی سرسبز کتاب شاخوں کے سایہ کے نیچے جلاوت و فطرت کی یاد سوم میں جھلنے والوں کو

میں غیب ہوا اور اس صاف اور عفاف چہرہ سے نہریں اور ندیاں پاوت پاوت کر اٹھیں اور اڑیٹا، بھر کے
 سون کو نہ وادرا لیتے ہوئے قلوب کو پہنچاتا ہوا کہن بنا دیا۔ اس صبا کہ تقریب میں بہت سے باقاعدہ رنگ
 و روئے اور دارالعلوم دیوبند کی موجودہ عالی شان عمارت کے متصل جنوب کی طرف ہمہ جہت میں آباد کے
 اہل کی آفتوں کے سایہ میں اس مدرسہ کا افتتاح ہوا۔

اور سب سے پہلے معلم حضرت علامہ و صاحب اور سب پہلے اور سب سے پہلے معلم حضرت مولانا محمود
 صاحب اور بعد ازاں قراہتے۔ اس صبا کہ وہ مدرسہ کے آغاز کی خبر جب جانے والوں نے مکرہ میں حضرت
 عالی شان صاحب کو بتائی اور یہ کہا کہ حضرت ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے۔ اس لئے دعا کی
 ہے کہ جو حضرت عالی شان صاحب نے فرمایا۔

”سبحان اللہ آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے۔ یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیوں اوقات آخر میں سر
 ہو کر گر کر لگاتی۔ یہ کہ وہ اندر و ستار میں رہا، اسلام اور تحفظ علم کا کوئی ذریعہ پیدا کرے۔ یہ مدرسہ ان اہل عمر
 کا پیشانیوں کا شریک ہے۔“ علامہ اہل حق کے پیار و نہ کار نے اس مدرسہ اولیٰ میں اس مدرسہ کا ہی بلند قیام میں ۱۳۴۳ھ مولانا
 حضرت احسن گیلانی

یاد رہے دارالعلوم دیوبند ہندوستان میں تحفظ اور جانے اسلام کا ذریعہ ہے اور اسی کی وجہ سے بڑوں
 کا اہل کو یہ اپنی غیب ہوئی ہے۔

جیتے میں آگیا کہاں لپٹا جہیز اڑ کے مستیاں
 تھی شہرے یہاں مست ہوں اور پلی نہیں

حفظ قرآن کریم

حضرت باقری علیہ السلام اور ان کے ہمراہوں میں ایسے منہمک رہتے تھے کہ ان اہم
 اہم کاموں سے غفلت کا موقع نہ ملتا تھا۔ ان کے اہل میں قرآن کریم کے حفظ کا جو حقوق تھا وہ آپ بحسن لینے دیا
 تھا کہ خود سال کے صرف دو مہینے میں قرآن پاک یاد کر لیا اور ایسی روانی کے ساتھ سناتے تھے کہ کوئی کہہ نہ سکتا تھا
 کہ ان کا کوئی ایسا نہ ہو۔ چنانچہ ان کا بیان (سوانح حاشی میں ۱۱۴) مولانا محمد یعقوب صاحب میں ہے کہ

مین نورانی
شعشع است حق را در پست و است انسانی
شهر زیبای گر خدای و جرب این به است کمالی

نورالانوار

فیض تیراهی

مستفاد
حضرت مولانا الحاج ابوالکلام

قریب بمجادد در کمال اخلاص نورانی چو نورانی

ایڈیٹیشن ادل

نقد و مباحثہ ایک ہزار

پیشہ و نامہ معنی احمد کریم خان خاں نقشبندی

رسمیت اسلامیہ لاہور

فرمایا آپ کو موت دو دن پہلے دیا وہ دن نہیں جب دو دن گزر چکے تو قبور میں سرور
گرفتار میں دعوت ہوئی، اب آپ چھ چھتر سال سے جب پھر شریفانہ شہر گئے تو
پھر آپ کے استقبال فرمایا، اے اللہ! اے اللہ! ما جعون جب حضرت حاجی صاحب کی روح
کی اطلاع دی تو آپ کے فرمایا کہ میں نے اسی روح کو چھپکھپکھ صاحب کو شیخ کیا تھا، انہوں
نے شیخ کی خبر پر کہہ دیا تھا وہ ہو گیا۔

آپ کے فرزند احمد حضرت شہ نامی صاحب فیض مکر تھو فیض اللہ اللہ اللہ اللہ
احمد شاہ صاحب دستہ شہ سے تھے، چونکہ آپ کا نام بھی آیا اسلئے قبل حضرت
چلے گئے کہ ان کے میاں بزرگ آدمی تھے، شہ صاحب نام تھے، ان کا نام
ہو کہ حضرت حاجی صاحب چلے گئے، لیتے ہیں حیات میں اپنا مقام بنایا
اور سجادہ نشین کیا، حضرت نے آپ کو بیٹے آخری تیرہ سال تک پاس رکھا، سحر و جادو
آپ ساتھ رہے، سند کتب آپ سے پر تھیں، طریقہ بیعت، اہلکار و اعتقاد آپ
سے کیا، آپ ہی سے آپ کو امر شرع اور بدھ پیدا تھا، اور اپنی حیات میں اللہ کے
سے سوال فرمایا تھا، آپ کا اکل غریب بھادرم وطن، فیض و فضل پروردگار سحر و جادو
معا و فضل سنگی آفتاب میں تھی کہ آپ سے تھے جسکے تھے اور خاندان چندی کے
چشم و چراغ تھے، اور خاندان کو آپ کے جا بجا بندھے تھے، بندہ بھادرم میں علم و فضل
دیا ہے، ناگہن ان لوگوں نے میں بکری کے کار سے اپنی فحشگی کو نکھایا، آپ کا
اس خاندان کو شہر آستان میں ایک کشتی پر سرخ تھا، شہ و بیعت میں ہی آپ بکری کے
مرسدگانہ تھے، اسلئے غریب آپ کے عادت و کیفیت تھی، آئندہ، حال و سوا
خیر دیکھا بھی، مگر خدا تعالیٰ وہ تاملی ہو گئے، سرکار میں حیرت و شہر، آپ امر
کو ماستاب سے بہت بدلتے تھے، سید بہ سید آئی ہیں جہد و عمل، بہرہ افکار میں لگا
تھے تھے، صاحب و مولیٰ اور بیعت و ذات تھی، صدقہ میں اس قدر تھا کہ تپا
میں ہو گئی کہ سیر و دم نہ تھا، پھر گنا کہ بیتا حال و وطن کر کے لا رہے تھے
بیتا تو تھویر بالواسطہ، انہی اہلکار و فی القریہ کیا تھا، لیکن اب آپ سے تھویر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ پیر علی شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ پیر علی شریف ضلع شاہ پور پنجاب کے سابق سجادہ نشین جناب صاحبزادہ مولوی محمد معصوم صاحب نے دینی تعلیم مسک ملانے اور سنت دین بند کاتر جہان مفتی اعظم ہند جامعہ اسلامیہ دہلی قیادتِ عظیم رئیس المصلحین و رئیس المدققین استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد کفایت الدینی رحمۃ اللہ علیہ دین باندی سابق مہتمم و شیخ الحدیث چاہنہ امینیہ دینی سے حاصل کی ہے۔ فوت ملاحظہ

جناب پیر مولوی حافظ محمد معصوم صاحب نے حصولِ سند مدرسہ مذکور استفادہ کتب حدیث کے ذریعہ دینی افتخار ہوئے الٰہی جگہ مدرسہ امینیہ میں جناب مفتی القاب رئیس المدققین و رئیس المدققین عظیمہ مدرسہ علوم حدیث استاذ و مہتمم و قدیم و حدیث احادیث و مول علیہ السلام باور علماء اہل فاضل لہذا مولوی صاحب و الدینی محمد و مولانا استاذ و حضرت مولانا مولوی محمد کفایت الدین صاحب مدرسہ عظیمہ امینیہ شہر دہلی کے یاس صحاح ستہ (یعنی کہ دور و حدیث شریف) پڑھ کر بعد تحصیل اسانید اساتذہ کرام و مدرسہ ولایت خانات عالیہ میں ارادہ ہے کہ طلابِ علوم کو فی تکمیل اللہ علی علوم کی تعلیم دی جائے اور جدا مجد کی طرح قیادت آپ جناب کے ساتھ عقل و تدبیریں شروع کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پاک و نیکو پورا کرے اور آپ کی مراد و اصلاح و فلاح میں برکت کرے۔ منقول از انوار المرآتوی ص ۱۶۸

آستانہ عالیہ پیر علی شریف ضلع شاہ پور پنجاب۔ در ضلع رفاقہ عام شہیم پریس لاہور

تقریباً ۱۰۰ سالہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ پیر علی شریف ضلع شاہ پور پنجاب کے سابق سجادہ نشین جناب مولوی محمد معصوم صاحب کا مفتی اعظم فقید اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت الدین دین باندی دینی رہنما و مدرسہ سے دور و حدیث پڑھ کر سند حاصل کرنا یہ فیضانِ علمائے دین ہے۔

انوار مرآتوی کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة
موسمًا من موسمي العلم والفضل

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

الوارث المفضل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة
موسمًا من موسمي العلم والفضل
موسمًا من موسمي الخير والبر

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة
موسمًا من موسمي العلم والفضل
موسمًا من موسمي الخير والبر
موسمًا من موسمي الجنة والنار

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة



ترجمان جامع الرشیدیہ سائیکل

پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ

الرشیدیہ

پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ

جلد ۴۰ شماره ۳۴۲
مراکز نشر و توزیع
۱۹۸۰ء

پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ



پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ

پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ

پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ

پیشکش کنندہ
پروفیسر رشیدیہ

الرشیدیہ

قارئین محترم! خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی ابوالمحمد سید دین الدین شاہ صاحب اویسی
 رحمہ اللہ مفتی، شیخ الحدیث مدرسہ عرب الاحناف لاہور نے امام احمد شین حضرت مولانا احمد علی
 رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی اور بیچہ الاسلام حضرت مولانا محمد نواز قوی دیوبندی کے شاگرد ہیں۔ اور ان
 اہم علی سہارنپوری دو نام محمد شین اور علی کاظمی شہسخت ہیں کہ جن کو انیسواویں عظیم اسلامی بیچہ
 اویسی بندگی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی است رکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور بہت دستان کی مشہور
 مدرسہ مظاہر علوم میں کچھ عرصہ کے لئے حدیث شریف کا درس دیتے رہے فوت ملاحظہ فرمائیں۔
 حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کا مظاہر علوم میں درس حدیث
 ۱۳۹۵ھ میں جب اکابر اہل اللہ کا مشہور مجمع حج گوروات ہوا تو مولانا امام مکتبہ صاحب
 حسن صاحب کانپوری کے مدرس دوم تھے اور مولوی منایت الدینی صاحب بی اہم ریاب تھے اور
 بی جگہ مولانا احمد علی صاحب محدث (سہارنپوری) اور ان کے صاحبزادے مولوی حبیب الدین
 بنگالی مولوی امین الحق صاحب عارضی طور پر مدرس برکے گئے جو ابھی حضرات پر علیحدہ ہوا
 اقبل میں ۲۰۱۰ء بلور گرائی۔

قارئین! اگر سید خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی سید ابوالمحمد دین الدین شاہ صاحب اویسی
 رحمہ اللہ مفتی، سابق شیخ الحدیث مدرسہ عرب الاحناف لاہور نے امام احمد شین حضرت مولانا احمد علی
 سہارنپوری دیوبندی اور بیچہ الاسلام قاسم العلوم و النبی است حضرت مولانا احمد قاسم صاحب
 حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی یہ علمائے المسند اویسی بندگی فیضان ہے۔

مسلک سے باطل ہے نہ کہ فتویٰ بھی الگ ہے۔ چنانچہ مولوی مفتی محمد عبد اللہ لوہی نے حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب دہلوی کے فتویٰ کو بھی رد کیا ہے۔

مولوی مفتی محمد عبد اللہ لوہی پر بریلوی مولویوں کا فتویٰ:

جس کے مطابق مفتی محمد عبد اللہ لوہی سے سراسر بدظن اور کلمہ وار غلو میں رد و نفی ہے۔
 مولوی محمد عبد اللہ لوہی کے فتویٰ میں جو کچھ مذکور ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا فتویٰ کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے مولوی ابو الحسن محمد مصطفیٰ بریلوی امرتسری مولوی غلام
 محمد بن بریلوی مولوی مصطفیٰ رضا خان قادیانی مولوی بریلوی مولوی احمد علی قاسمی روضی بریلوی وغیرہ
 شامل ہیں۔

مولوی مفتی محمد عبد اللہ لوہی کے عقائد کو اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے حلقہ کے
 مولویوں نے باطل قرار دیا ہے اور حضرت مولانا شاہ صاحب کے استاد کرام پر بھی بریلوی مولوی فتویٰ
 لکھتے ہیں۔

نوٹ۔ مفتی محمد عبد اللہ لوہی پر بریلوی فتویٰ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

من جهة اننا لو مشغل به لم يكن لفضل ان نبتج بالسياسة

كما يقال انما قياس انما هو كغيره

لرجع بانه قد نزلت في شير و شير
نحمد الله ونشكره على ان هدانا الى صواب البصر
واظهر لنا سوء العقائد الفاسدة الكاسية
الالهية ووفقنا للتحرير هذه الاسئلة الموضوعة

بأنزل الله الضلالة في انزال الهداية

آلهم اجعلها كالنيل لطايب الحق والصواب وكافية
لرد الباطل والضلالات الجبين - كأميين
يمسرى بالانبياء يردوا شتت
الديار - راتج خود يند شتت

منها الى احيى من الله العزيم والعقد والوثاق
صفتي عبد الله العزيم ^{مخلو} العزيم العزيم العزيم العزيم

صفتي العزيم العزيم العزيم العزيم

وانا لودلہر مشہد اعظمی ہوا اللہ تعالیٰ ان جنہوں کے تئیں میرے سہیلی
 کوئی تحریر کرتا ہے مذکورہ بالا آیت اور روایات سے حفاظت بہت
 ہے کہ عام طور پر اطلاق یا نہ اہم نصرت و منفعت کی بنیاد پر
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل نہیں تھی تو کیا یہ کہ
 یا انھوں میں سید عبد القادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کی بابت اس قسم کی
 رکھنا اور وظیفہ مندرجہ سوال میں طرح درست اور جائز ہو سکتی
 اور جب فقہاء کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس
 کا اعتقاد رکھنے کو کفر قرار دیا ہے تو حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ
 اللہ علیہ کی نسبت اس قسم کے اعتقاد کا کیا حال ہوگا۔ یہ وظیفہ اس
 کے برخلاف ہے۔ جینوا تو جہاں

الجواب (مہربان ہر ذی عنہ)

مذکورہ بالا فقہاء مولوی انکی کے سوا سب باطل و باطل اور غلط و غلط
 ہیں بشرطے کے یا وصفت اور انکی شخصیت اجتماعی کام لیا ہے اور خاص
 جہلی کے حتم و فنا سے ہیں جو خاص اس چیز کی تصریح ہے اس سے
 آئندہ نہ کر لی فتاویٰ خیریت میں ہے ادا قلم یا شیخ علیہ السلام رحمۃ
 اللہ علیہ شیخ شافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکر اسلام قاضی قاضی الخیر علیہ السلام
 یعنی مسلمانوں کو گناہ کیا شیخ علیہ السلام یہ لعاب اور جب اس سے نہ
 چاہے کہ شیعہ کلمہ اس کے لئے نہیں کہ اللہ کے واسطے کچھ دیکھو
 اس کی حرمت کا کوئی سبب نہیں جتنی اس میں ہے اور یہی قاضی علیہ السلام
 فرماتا ہے کہ جو خدا واسطے اسے گناہ سے کچھ گناہ اور اس سے
 میں تو اسے حرمت نہیں تو اس وظیفہ میں تو کلمہ کہہ کرے

ہے ۔ لیکن جو کہ اس کے نزدیک ہے اور اس کے لئے اور اس کے لئے
 کے لئے یہ چیزیں ہیں جو اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے
 اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں
 اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں

جو اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں
 اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں
 اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں



فہم

یہ سید عبد اللہ شہید کا پڑھتے ہیں اور اس کے لئے ہیں
 اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں

یہ سید عبد اللہ شہید کا پڑھتے ہیں اور اس کے لئے ہیں
 اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں
 اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں

صح الجواب والله تعالى اعلم



الجواب صححه الله تعالى اعلم



اصاب المصنف حيث اتي به تحقيق
محب صفاء الله خير وشر
تعالى اعلم وعلم محمد بن علي
حرره بطور مقصود من الله تعالى
البركة في ابراهيم بن محمد بن علي بن محمد

هذا الجواب صححه الله تعالى



[illegible]

یہاں سے علی شاہ نے اپنے بھائی قسیمؒ کو لے کر حضرت مولانا مولوی محمد رفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقام اعلیٰ سرچوہہ کی خدمت میں جوہنویہ کی تعلیم حاصل کرنے شروع کی۔ مولانا نے ان کے فاضل ترین اور عالم بنائے رکھے۔ یہ بات اہل ملت میں مشہور ہے۔

[illegible]



سے ملے گا کہ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 علی پر سیدوں کی طرح کوئی حق تھا اور ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 چنانچہ ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔

معاذ اللہ! یہ تو ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 علی پر سیدوں کی طرح کوئی حق تھا اور ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 چنانچہ ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔

معاذ اللہ! یہ تو ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 علی پر سیدوں کی طرح کوئی حق تھا اور ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 چنانچہ ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔

معاذ اللہ! یہ تو ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 علی پر سیدوں کی طرح کوئی حق تھا اور ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 چنانچہ ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔

معاذ اللہ! یہ تو ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 علی پر سیدوں کی طرح کوئی حق تھا اور ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔ وہ لوگ جو جب تو ہندو رہے تھے تو ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔
 چنانچہ ان کے لئے ایک خاص جگہ تھی۔



(۱۱۱) حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور ماہر رنگارنگ عالم حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب اہلسنت سے استفادہ فرمایا، اللہ انھوں نے بھی کافی عیسوی اور ایک توحید سے بھاگ کر کو یقین پاب کیا۔

(۱۱۲) ان کے بعد حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مولوی درشت و تحصیل ماسیت انجمن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تحصیل کے محکمہ کے ممبران نے فرمائی کہ اگر آپ کے متعلق میں کچھ بھی تحریر ہو سکتا ہے۔

(۱۱۳) اسی امام سید حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور اپنا اہل بیت حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا صاحب اپنے وقت کے تحصیل نقشبندی انداز اور دیگر چیزیں دیکھیں۔ آپ ہدایت اہل حق و سبب آئے۔ جو دینا تھا آپ ان کا ہر ایک اپنے سر سے اُن کے حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر پہ رکھا، یہی سید مرتضیٰ تحصیل کے لئے فرمایا جاوے۔ انھوں نے کام میں خد کو بتایا کہ۔ نیز حضرت کی اجازت دلی۔

(۱۱۴) حضرت مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب الدہلوی صاحب برکت نے دیکھا کہ قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ و سنی علماء کے عبادت گزار ہو گئے تھے۔ اسی کو آپ کو "قطب مکر مکر" کہا کرتے تھے۔ آپ نے بھی حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عبادت میں شیعہ اور اہل بیت کی سزا دیا۔ اسی نے حضرت مولانا جبرائیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شریف میں آپ کو پانی دم کر کے پیا جائے۔ پھر دم کر کے کھائی جائے۔ شریف الشہرین کی جائزت دھائی۔

(۱۱۵) حضرت مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ سے خدمت میں گئے۔

(۱۱۶) نیز حضرت ابنی، صاحب محمد عمر ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ کریم الدین خیر الدین کے ہاتھ میں آپ کو سند حدیث طحاکی تھی۔

عمر فضل میں بچہ کھڑا گاؤں میں بہت کچھ حضرت قنبر عالم رحمۃ اللہ علیہ کو انہیں دیکھا۔
 میں نے انھیں کافی نظریہ عوام پر عطا فرمائی تھی۔ بہت سے
 انھوں نے انھیں دیکھا۔ انھوں نے انھیں دیکھا۔ انھوں نے انھیں دیکھا۔ انھوں نے انھیں دیکھا۔

سیرت امیر ملت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

قرض کی حضرت پیر سید حافظ جماعت ملی شاہ صاحب سابق سجادہ نشین آستان عالیہ نقشبندیہ
سیدان ضلع سیالکوٹ نے دینی تعلیم ملانے اہلسنت دیوبند سے حاصل کی اور سند فراغت بھی حاصل
دیوبند کا قیطان ہے اور یہ بھی بڑے لطف کی بات ہے کہ حضرت پیر سید حافظ جماعت ملی شاہ صاحب
بڑے صاحبزادے نے حضرت پیر سید حافظ مولوی محمد حسین شاہ صاحب سابق سجادہ نشین اول آستان
محمدیہ ملی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کو بھی اپنی حیات میں دینی تعلیم کے واسطے مفتی اعظم تھیں اعظم ہند
حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہامہ امین دہلی
موت ملاحظہ فرمائیں۔

آستان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے سابق سجادہ نشین اول کی تعلیم کا ذکر

آستان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے سابق اول سجادہ نشین
مولوی صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب نے دینی تعلیم منسلک علمائے دیوبند کے
جامعہ امینیہ دہلی سے حاصل کی اور علمائے اہلسنت دیوبند کی عطا کردہ دستار فضیلت بھی
اپنے کتب خانے میں بالورق کے محفوظ رکھی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

سفر دہلی:

امر خسرو میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے وہاں مدرسہ امینیہ میں
نظامیہ کی اعلیٰ کتابیں تفسیر حدیث فقہ ادب فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے سب کی تھی۔

میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی فرانتز اسکندر صاحب سے سیکھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھیں ہیں۔ ہندو مت میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن شریف الہائے تھے آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سند بھی عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ (سید محمد حسین شاہ) صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے جب آپ کی والدہ آئی تو دستار باندھ کر ہو چکی تھی مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی لڑکی اور دستار باندھ کر صاحبزادہ (سید محمد حسین شاہ) صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی قربانت و خدمت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے اور آپ کے لئے دعا کی کہ یہ دستار اور سند آپ تک امارے پاس محفوظ ہے۔ منقول از سیرت امیر ملت ۱۶۷۳ء شری صاحبزادہ الفاروق یوسف سید اختر حسین شاہ صاحب ملے کا پتہ دربار شریف ملی یوسف سید ان غلطی سے لکھوٹ۔

سیرت امیر ملت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

کے لئے شیعہ داعی اسید پیدا کیجئے۔ چاہئے کہ صاحب ایک خود میرے
 یہ سبق یاد کر رہے ہیں۔ سنی کے لئے اور بدنی دینی ہے۔ بدنی کا معنی تو یہ کہ ملک
 میں لوگوں میں اور بیٹے ہیں۔ اور مصلحت یہ ہے۔ خود ہی اور باہر ملک ہم یہ مسئلہ
 سمجھتے رہے۔ اور خوش چہلے کہ یہی گت ہو بھی، اعلیٰ پر حالی ہو سکتی ہے۔ اور ایک مصلحت
 صاحب کی نظر پر بھی تو قرار دے کر دے ہوئے۔ محبت اور عزت کے پیش آئے۔ کھانے
 کی ترغیب کی۔ مگر ہم کو جاننا کہ ان کے پاس گئے تھے۔ اس لئے معذرت کر دی۔ اور گناہ
 زمرہ صاحب سے تھے اور آپ کی عزت معلوم کرنے آئے تھے۔

سفر دہلی

اور میں تفصیل لکھ کر بھیجے کے بعد آپ دہلی گئے۔ کمال ہندوستان
 میں رہا۔ اور ایک سب سے پہلے گیا تھا۔ اس وقت میں تھیں۔ اور جٹ القاد
 اب دہلی میں تھے۔ آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سرانج علی علیہ السلام نے تھے کہ میں نے
 لڑائی میں وہ تھے۔ حضرت مولیٰ کوئی قدر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی گت میں
 حضرت علی کی کتاب تہ صاحب سے پڑھی تھی۔

اور میں نے آپ کے اور حدیث میں کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولیٰ کوئی
 محمود فرمایا۔ صاحب شریف آئے تھے۔ آپ کے ایک ایک صاحب علم کی دستار بندی کی۔
 میں نے یہاں تک حدیث صاحب دہلی تو صبح انکس کے مطابق سب سے پہلے تھے۔
 جب آپ کی۔ اور آپ تو دستار بند ہو چکی تھیں۔ مولیٰ کوئی احمد صاحب کو معلوم ہوا کہ اب
 کمال دستار بند ہیں۔ اور آپ نے اپنی کوئی احمد صاحب کو اندازہ کہ حدیث صاحب کی دستار بندی
 کیا۔ اور آپ کو دستار بند کی تھی۔ اور آپ کی دستار بند تھے۔ اور آپ
 کے لئے آگاہی۔ اور دستار بند صاحب ملک ہوا۔ دستار بند ہوئے۔

ایک اور مولیٰ محمد خان صاحب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سرانج علی علیہ السلام کی عہد دہلی میں
 گئے۔ اور آپ دہلی گئے۔ اور آپ کے سامنے آئے۔ اور مولیٰ صاحب
 کے تو صاحب کو صاحب دہلی گئے۔ اور آپ دہلی گئے۔ اور آپ دہلی گئے۔

قادری گرام حضرت علی شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے سابق مہتمم
 اول آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ نے ہامہ امینہ دہلی کے شیخ الحدیث و مفتی اعظم
 اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد گلاب الدہ صاحب دہلوی وچ بندہ کی سے حدیث شریف کی تمام کتابیں پڑھ کر
 حدیث شریف کی سند فراغت حاصل کی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمود امین دہلوی نے ہی سید محمد حسین شاہ
 کے سر پر اپنی دستار یعنی کہ بگلوئی باندھی اور دستار یعنی کہ بگلوئی اور ملائے اہلسنت و یوحنا کی پہنائی کہ
 حدیث شریف کی سند حاصل کی ان کی آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے کتب خانہ میں
 برکت اب تک موجود ہے تو یہ علامہ دیندار کا فیضان ہے غرض کہ ہی سید صاحب جماعت علی شاہ صاحب آستانہ
 نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ اور ان کے بڑے صاحبزادے حضرت ہی سید عارف محمد مسینی شاہ
 دہلوی یہ بڑے علمائے دیندار وچ بندہ سے دینی تعلیم حاصل کی یہ فیضان دیندار بندہ کو اور کیا ہے ذرا بتا دیتے تو کسی

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے دوسرے صاحبزادے

کی دینی تعلیم کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے پیر عارف سید جماعت علی شاہ صاحب
 کے دوسرے صاحبزادے پیر عارف خادم مسینی شاہ صاحب کا حصول تعلیم بھی پڑھ لیجئے کہ انہوں نے اپنی
 تعلیم علامہ اہلسنت وچ بندہ کے دینی اداروں ہامہ امینہ دہلی سے لکیر حدیث فقہ اور اس کے
 معقولات کی کتابیں پڑھیں اور اور حدیث شریف پڑھ کر علامہ دیندار سے سند فراغت حاصل کی
 علامہ فرمائیں۔

تحصیل علم

کافیہ میں آپ نے مدرسہ جامع العلوم میں باقاعدہ درس نظامیہ کی تکمیل کی تفسیر حدیث فقہ
 دیگر معقولات علوم حاصل کئے اور ذرا حدیث کی سند حاصل کی اس زمانے میں مگر سے دور وہ کرنا

یہاں تک کہ جی سامنے کر رہا تھا لیکن حصول تعلیم کے شوق فوق میں آپ نے ہر نئی کوشش کی اور عالم فاضل بن کر تشریف لائے۔ میرا میر ملت ۱۹۵۰ء تا آخر صاحبزادہ سعید علی اختر حسین شاہ صاحب ملنے کا چھ آدم پار ہو گیا ہر سال ملنے لیا نکوٹ۔

آرام کر ام:

یہاں مع اعلیٰ تعلیم کا پتہ رکھتا ہے وہاں اور وہ ہے جہاں حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانی صاحب دینی تہن کر رہے تھے جسے ملنے کے بعد اہلسنت دیوبند کا یہ فیضان ہے کہ حضرت جی سید حافظ صاحب ملے شاہ صاحب اور ان کے دونوں صاحبزادے حضرت جی سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت جی سید خادم حسین شاہ صاحب ان تینوں نے ملے اہلسنت دیوبند سے دینی تعلیم حاصل کر کے فیضان دین حاصل کیا۔

سیرت امیر ملت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

سوانح حیات

قدوس الامام حسین (علیہ السلام) کا فیضانِ نبوت سے منعم ہونے اور ان کے ہر صفت سے مستوفی ہونے کی خبر میر تقی میر نے قید عالم
 کے محنت سے بھی ملاحظہ کی ہے۔ یہاں پر میر تقی میر نے علی شاہ صاحب نے حضرت علی (علیہ السلام) کی تعریف کی ہے۔
 میر تقی میر نے یہ شعر بھی لکھا ہے:

سیرت امیر ملت

۹۱ مجرہ ۱۳

مصنف

حضرت ابو محمد تقی (علیہ السلام) کا تخلص امیر ملت ہے۔ ان کے تخلص میں شاہ توفیق اللہ علی
 امیر ملت حضرت امیر ملت قید عالم (میر تقی میر) نے لکھا ہے۔

ابو محمد تقی میر کا تخلص امیر ملت ہے۔ ان کے تخلص میں شاہ توفیق اللہ علی
 امیر ملت حضرت امیر ملت قید عالم (میر تقی میر) نے لکھا ہے۔

خادم الملت حضرت الحاج حقا سید خاں محمد حسین صاحب فرزند غفر

آپ سید صاحب نے بچپن ہی سے شیعہ تھے اور بڑھاپے میں بھی یہی رہے۔ آپ نے فرزند غفر سے کہا کہ آپ کو اپنے والدین کی خدمت میں لے جانا چاہیے۔ آپ نے فرزند غفر سے کہا کہ آپ کو اپنے والدین کی خدمت میں لے جانا چاہیے۔ آپ نے فرزند غفر سے کہا کہ آپ کو اپنے والدین کی خدمت میں لے جانا چاہیے۔

تحصیل علم

آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔

آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔ آپ نے دہلی میں سید صاحب کی خدمت میں تعلیم کیا۔

اخلاق و سیرت

آپ کی اخلاق و سیرت میں سید صاحب کی تعلیم کی بڑی تاثیر تھی۔ آپ کی اخلاق و سیرت میں سید صاحب کی تعلیم کی بڑی تاثیر تھی۔ آپ کی اخلاق و سیرت میں سید صاحب کی تعلیم کی بڑی تاثیر تھی۔ آپ کی اخلاق و سیرت میں سید صاحب کی تعلیم کی بڑی تاثیر تھی۔ آپ کی اخلاق و سیرت میں سید صاحب کی تعلیم کی بڑی تاثیر تھی۔

آستانہ علیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا ذکر

آستانہ علیہ گولڑہ شریف کے سابق حجازی شیعین جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب اہل کرامت ضلع راولپنڈی نے امام اچھٹین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ و بی بندگی سے دور و حدیث ہند فراغت حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت پیر جناب سید مہر علی شاہ صاحب کا حصول تعلیم

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے سہارنپور میں شیخ الحدیث احمد علی فاضل حدیث کے ہاتھ لگے جاتے تھے بخاری شریف، آپ کے ہواشی آپ کی طبیعت و قابلیت کا عین ثبوت ہیں۔ آپ مولانا محمد اعلیٰ مکتوبی اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بلوچی کے شاگرد تھے۔ ۱۲۱۵ھ میں گولڑہ شریف جا کر خاندان ولی تلمیذ مشہور چشم چراغ مولانا شاہ محمد اسحاق سے دو بارہ دور حدیث لے کر سند حاصل کی۔ مہر علیہ ۱۲۸۱ھ میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب تالیف مولوی فیض احمد فیض گولڑہ شریف یا اہتمام جناب سید علی محمد علی شاہ صاحب مطبوعہ لاہور۔

قاری کرام ایہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث و بلوچی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز سے علوم دینیہ پر حد کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث و بلوچی علمائے اہلسنت و جمہور کے قاضی اور سند ہیں۔

اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آفت گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے کتب حدیث سے عبارت کردہ سند حدیث ۱۲۹۹ھ میں حاصل کی اور کتاب مہر علیہ سوانح حیات حضرت مولانا جناب مہر علی شاہ صاحب کے ۸۰ اور ۸۱ کے درمیان حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی کتاب مہر علیہ میں سند کا کس ملاحظہ فرمائیے۔

حضور میں بھی ملائے فرمائیں۔

حضرت سید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ہالہ خربہ سہارنپور جا کر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
 دہلی میں جا کر داخل ہو گئے غیر محسوس ۱۹۵۸ء۔

چند عرصت ہی سید میر علی صاحب آف گولڑہ نے مولانا احمد علی سہارنپوری محضی بخاری سے درس
 اور ۱۹۵۸ء میں سندھ سے حاصل کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان میں ۱۹۵۹ء۔ از مولوی محمد
 رفیع قادری مدظلہ فی۔ القامت ہار ۱۹۵۸ء مطبعہ معظّم پر غزّہ لاہور شریعت شریعت شریعت اردو ہالہ
 سید میر علی شاہ صاحب کا امام المجددین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے ۱۹۵۸ء وحدت شریف
 القامت حاصل کرنا یہ فیضانِ نبوی ہے۔

۱۹۵۸ء میں حضرت سید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے امام المجددین
 مولانا احمد علی سہارنپوری کے علاوہ حضرت مولانا محمد لطیف اللہ علی گڑھی سے بھی محنت اور ریاضی کی
 محنت ملائے فرمائیں۔ اسنے آپ نے استاذ اعلیٰ مولانا محمد لطیف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں حاضر ہو
 کر دینی کی کتاب عالیہ ۴ درجہ لیا۔ تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان ۱۹۵۹ء۔ از مولوی محمد عبدالکیم شریف
 دہلی القامت ہار ۱۹۵۸ء۔

چند عرصت ہی سید میر علی شاہ صاحب کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد لطیف اللہ علی گڑھی کا علمائے اہل
 سنت اسے میں عنایت بھی ملائے فرمائیں کہ حضرت مولانا علی گڑھی نے علمائے اہلسنت دیوبند
 کا بھی اپنے قلم کو تاج و تیش کیا۔ ثبوت ملائے فرمائیں۔

فیض کی

حضرت مولانا احمد علی گڑھی صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کبھی کی بھیجے

علم کو دلچسپی فرماتے تھے۔ مسائل افتخاری کے مہانت میں حصہ لیا۔ مسئول اتر سال امتحانِ انجمنِ مدرسہ
حیات حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی تالیفِ کتبِ حیات سید محمد حسین شروانی تاریخِ اشاعت و
مکتبہ قادیانہ مدونہ در سہنگامیہ طبعیہ لولہ ارقی گیت لاہور۔

فنون کی تعلیم کا سلسلہ سند

جناب سید مہر علی شاہ صاحب آف گورنری شریف کی فنون کی تعلیم کے بارے میں چارہ بیٹے
استاذِ انجمن مولانا لطف اللہ علی گڑھی آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد شہید تھے جو مولانا
گڑھی مفتی ۱۲۶۲ھ ورمولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی مفتی ۱۲۶۲ھ کے مشہور شاگرد تھے مولانا
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے مفتی صاحب کافی عمر میں
اپنے استاد مولانا بزرگ علی کے در سے جس تعلیم و سیر رہے اور اسی زمانہ میں مولانا لطف اللہ صاحب
درس میں شامل ہوئے۔ مسئول اتر مہر مسیح سوانح حیات حضرت سید مہر علی شاہ صاحب آف
طبعیہ راولپنڈی۔

نوٹ: حضرت سید مہر علی شاہ صاحب آف گورنری شریف کے فنون کے چار بیٹے
حدیث شریف کی سند کی طرح علماء دیوبند چاہتی ہے کیونکہ حضرت مولانا شاہ محمد الحق صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے اہلسنت و دیوبند کی سند ہیں کیونکہ علامہ اہلسنت و دیوبند کی سند حضرت مولانا
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتی ہے اور پھر اسی طرح آگے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث
علیہ السلام پہنچتی ہے تو حضرت سید مہر علی شاہ صاحب کی تعلیم کے دونوں سلسلے یعنی فنون
دونوں کی سند علماء اہلسنت و دیوبند سے جا ملتی ہے اور اعلیٰ حضرت دیوبند اور اس کے والد صاحب
فقہی علی خان سے ہر گز نہیں ملتی کیونکہ برصغیر کے کسی تنبیہ و انسان نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا
اور ان کے والد صاحب مولوی فقہی علی خان سے پڑھنا ہر گز پسند نہیں کیا کیونکہ برصغیر کے لوگ
نہیں سمجھتے تھے بلکہ کچھ اور بھی سمجھتے تھے اور کچھ دار لوگ اعلیٰ حضرت دیوبند اور ان کے والد صاحب

میں صاحب کے پاس پہلے میں حاضر ہو کر گئے تھے۔ دل لے کر جب کہیں کوئی شہور نے علوم دینیہ
 میں کچھ قیادت حاصل کی تھی اس علمائے اہلسنت و یو بند کا رُخ کیا اور اپنی علمی بیناں کو خوب بچھایا۔ اور حضرت
 صاحب مرلی شاہ صاحب نے تمام علوم و فنون اور علوم حدیث علمائے اہلسنت و یو بند سے حاصل کئے اور یہ
 علم اہلسنت و یو بند کا فقدان ہے۔ کیونکہ میر میر علی شاہ صاحب آستان عالیہ مدنی شریف کا ہرگز رُخ نہ کیا
 تھا۔ میں امام محمد بن احمد بن امام علی محدث سہارنپوری دایہ بندی سے حدیث پڑھ کر سند
 حاصل کی۔ اور فنون بھی اسی طرح علمائے اہلسنت و یو بند کی سند حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث
 علمائے شاکر و حضرت مولوی عزت اللہ کاکوروی کے شاگرد حضرت مولوی محمد حلف اللہ علی گڑھی سے
 حاصل کئے تو یہ سند بھی علمائے اہلسنت و یو بند کے پیشوا کی سند سے جا ملتی ہے یہ بھی علمائے اہلسنت و یو بند کا
 حصہ ہے۔

مہر منیر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

قرآن الہی کے یہاں استغفار و توبہ کی نیت کمال شہادت و تائید ہے

مہرِ منیر

سوانح حیات

عَلَّیٰ بِیْ اللّٰہِ ہَدَیْ بِہِ اللّٰہِ اَیَّدَہُ مِنَ الْاَیَّاتِ اَللّٰہِ

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گوڑہ شریف، ضلع راولپنڈی



تالیف

مولانا فیض احمد صاحب قسطنطنیہ، گوڑہ شریف



مطبع

مفت سید محمد علی الدین شاہ صاحب قسطنطنیہ

پیشکش

برائے سید محمد علی الدین شاہ صاحب قسطنطنیہ

نظمی رسالے پڑھنا اور سنت و شریعت کی روشنی میں کمال حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ سے

مہرِ منیر

سوانح حیات

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمَوْتُ وَالْحَيَاةُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

حضرت سید پر محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گولڈمینٹ ضلع، ۱۰ دسمبر



تذکرہ

مولانا فضل محمد صاحب نقیض مولانا محمد غفران گولڈمینٹ



تذکرہ

حضرت سید پر محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رحمۃ اللہ علیہ

چشمہ بین فکاحہ محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَعْتَصِمُوا بِحُلِيٍّ إِلَهُ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

أَسْوَةٌ أَكْبَر

مُحَمَّدٌ بِهِمُ الْخَطُّ قَاسِي
خَطِيبٌ مَا دُلَّ الْبُذْنُ - لَابُور

میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ گویا مولانا صاحب
 نے انکار میں تھے کہ یہ (مولانا صاحب) یہاں سے جاؤں اور یہاں سے
 جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ (مولا صاحب) یہاں سے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔
 جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ گویا مولانا صاحب
 نے انکار میں تھے کہ یہ (مولانا صاحب) یہاں سے جاؤں اور یہاں سے
 جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ (مولا صاحب) یہاں سے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔
 جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

حضرت لانا پیر سید پریشی شاہ صاحب کو گڑھوی

حضرت مولانا پیر سید پریشی شاہ صاحب کو گڑھوی
 میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ گویا مولانا صاحب
 نے انکار میں تھے کہ یہ (مولانا صاحب) یہاں سے جاؤں اور یہاں سے
 جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ (مولا صاحب) یہاں سے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔
 جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

وہاں تک پہنچ کر شہر کی میں اٹھ کر لائے گئے اور ان کے ساتھ ایک عورت اور بچہ تھا
 نے بچہ کو دیکھا اور کہا کہ یہ بچہ کون سا ہے اس کے بارے میں کھلی
 جاننا چاہیے ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ بچہ میرا ہے اور آپ کے ساتھ لائے گئے
 ہیں حضرت نے فرمایا کہ یہ بچہ کون سا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ بچہ

حضرت مہدیؑ کی نسبت حضرت پیر مصباحؒ کی گراں قدر رائے

ہم کو معلوم ہے کہ حضرت مہدیؑ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر
 عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جس کی شکل و صورت
 آپ کی جیسا ہے اور اس کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جن کو میں آپ کو
 بتاؤں گا اگر آپ چاہیں تو میں حاضر ہوں اور آپ سے اس بارے میں
 بات کر سکتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کون سا شخص دکھائی
 دیا ہے اور اس کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جن کو میں آپ کو

بتاؤں گا اگر آپ چاہیں تو میں حاضر ہوں اور آپ سے اس بارے میں
 بات کر سکتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کون سا شخص دکھائی
 دیا ہے اور اس کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جن کو میں آپ کو
 بتاؤں گا اگر آپ چاہیں تو میں حاضر ہوں اور آپ سے اس بارے میں
 بات کر سکتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کون سا شخص دکھائی
 دیا ہے اور اس کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جن کو میں آپ کو
 بتاؤں گا اگر آپ چاہیں تو میں حاضر ہوں اور آپ سے اس بارے میں
 بات کر سکتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کون سا شخص دکھائی
 دیا ہے اور اس کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جن کو میں آپ کو

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ چھپتے ہوئے سناں نے عرض کیا مجی ہاں انہی کے
متعلق جیسے میرا صاحب نے فرمایا "وہ حضرت ابن کی صفت علم کے علمبردار تھے۔"
یہ واقعہ مولانا محمد سعید صاحب نے بھی مستند سے مستند یہ مولانا حسن الحق
صاحب افضالی کے سامنے بھی فرمایا ہے۔

حضرت پیر صاحب کا بیٹا علی اور فرزند زمریت اکابر دہلی تھے۔ یہ بھی کے ساتھ
فارس و محکم بلکہ جماعت العلماء کے سیدیہ اور شہر بہاء کے بانی اور بھی ایک
موروثی جو تہذیب و ادب و ارازا تھا چنانچہ آپ نے مولانا احمد امجد صاحب
سیاکوٹی مرحوم کے قصور کی کتاب شہادتۃ اللہ ان پر تقریباً لکھی جو عربی زبان میں
قرآن اس کا تہذیب و ادب ہے۔

اللہ! جناب مولوی محمد امجد امجد صاحب کو بھی زندگی عطا فرما کر
اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرما اور یہ دیوبند میں کو فاضل
اور مولوی صاحب کے گناہ صاف دیا اور ان کی نیکیاں بڑھائے۔

الحق يظرو ولا ينصرون
ببؤنة الظالمين

افسوسات الفسوسات

المقلب

بالفیوضات الثمینیہ

[illegible]

القبول في كل من هذه النسخة

نخل قنوی جناب مولانا مولوی شریف صاحب

البحر

۱۰۰
 ملا غول نذرہ جگہ میں رہا اور بہت جلد کنگڑا سے باور و عین دیو نمک سے کھنکھاتا
 جھانکنا اور بہت حاجت ایک محضر سے اور سے غور کیا اس کے کھنکھانے سے اور غور
 اور باغی میں چلا گیا اور اس کا حال یہ ہے۔ ان گروہ مستحق فائدہ سے چھوڑ کر ایک
 اور ایک شخص بھی اس سے توفیر دست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد دکنی

تقل فمونی جناب شیخ محمد عبد الغفار صاحب حفظ

مدرسہ مدرسہ الخوار العلوم نوٹنگ فیلچر

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

أَسْوَةٌ أَكْبَرُ

محمد بهاء الحق قاسمی
خطیب ماڈل ٹاؤن - لاہور

شرک ہو، کیونکہ اس وقت ایسا کرنا یہ معنی رکھتا تھا کہ گویا مولانا اور آدمی
اسی نظر میں تھے کہ سب یہ (مولانا کا نوکر) ایساں سے جائیں اور کب ہم اسی
مجلسِ جماع فقہ کریں۔ مولانا کو حضرت والا کی خاطر اس وجہ سے عریض بھی کہ اپنے مولانا
کی کوہل فرما۔

سبحانہ الذی کیے غلط اور بے مقصد حضرات تھے۔ کہ باوجود انکار و منکر
کیکہ وہ مصر کے کسی اہل فہم و عایت فرماتے تھے اسے ہر طرح کی دل آزاری سے
بچتے تھے۔ بلکہ اس طرح نہیں کہ فہم و عایت دلا آزاری کی کو فرض سے لے
اور ساری سب کے یا فہم و عایت اور سب کے یا فہم و عایت دلا آزاری سے لے

① حضرت لانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب گوگڑوی

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب کا تہذیب و تربیت کے موافق
پیرانہ طریقہ تیار ہوا تھا کہ اس پر تہذیب و تربیت ہے، آپ صرف سچ و حقیقت پر
تھے بلکہ حقیقت و سچ ہی تھے، آپ کے مخالف کتاب فکر کے بندگوں کے ساتھ
وہ جس قدر چین و غم اور فراق کا ثبوت دیا ہے وہ ہم سب کے لئے مشعلِ ہدایت
ہے حضرت پیر صاحب کے مشرب اور گونا گونا گویاں صحابہ کرام کے ساتھ
میں جمہور کا اختلاف بہت تھا، لیکن اس اختلاف کے باوجود حضرت
سید صاحب مسکے امکان اور اتباعِ نظیر کے باب میں حضرت تہذیب و تربیت کے موافق اور
حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم سب کے لئے فراموش
ان اہل فہم و عایت اور سب کے یا فہم و عایت دلا آزاری سے لے

انی استغفر لکم ما مضی من ذلکم و یسبیلہ علیکم علیکم
 سے کہی کہ **یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا**۔ راقم مسطور دونوں کو با ترجمہ و متراب
 جانتا ہے۔ **فَاِذَا نَمَّاءُ الْعُصَاۃِ بِالْمَیْمَنَاتِ**۔ **وَلِیْلٌ اَصْبَحُ**
مِنَ النَّوْحِ۔

مستقول از حجاز ہر دو سالہ طبع دوم سے زید مہمان فائدہ بخلید)
 اس عبارت میں حضرت پیر صاحب نے دو اہل بزرگوں، مولانا شہید
 اور مولانا شیر آبادی کے مکالمہ نگار سے تعلق رکھنے والے مہم جوہر کی نسبت
 فرمایا کہ دونوں کو خدا کی بارگاہ سے احمد و ثواب ملے گا اور دونوں کی نسبت
 دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔

پھر آپ نے ایک فتویٰ متعلقہ قرار ازطاعتوں کی تصدیق و تائید
 میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک فتویٰ اپنی کتاب
 فتوحات حمیدہ (مطبوعہ طبعانہ بیروت ۱۳۵۷ھ) میں درج کیا اور اس پر
 علی قلم سے یہ عنوان سے درج فرمایا "تعلیل فتویٰ جناب مولانا مولوی رشید
 احمد صاحب گنگوہی مرقعہ فیضہ" مولانا گنگوہی کے انتقال کے بعد آپ کا در آپ کا
 کے اسی فتویٰ کا ذکر خزانہ نامی ایک رسالہ کے صفحہ ۳۴ میں (جسے خاتما
 گوشتہ شریف کے خاتم نے شائع کیا تھا) ان الفاظ کے ساتھ لکھا ہے :-
 حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور جناب
 مولانا مولوی شیخ عبد الغفار صاحب نواکبرہ وغیرہ نامی گرامی
 علماء کے چند مکے قناوے شائع ہوئے :-

آستانِ عالیہ گولڑہ شریف کی عقیدت

آستانِ عالیہ گولڑہ شریف خلیعِ راولپنڈی کی علامت و بیلست و پیرِ بند کے ساتھ عقیدت و ملاحظہ ہے۔
 حضرت سید محمد علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف خلیعِ راولپنڈی کے صاحبزادے
 حضرت غلام محمد الدین صاحب گولڑہ دی کی علامت و بیلست و پیرِ بند کے بارے میں پڑھیے۔۔۔
 کامل الدین راجہ کالوی مولف و حوال کی آواز میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کتابِ تقدیرِ انجمن کی حرم
 محترمین سے بحث ہوئی تو انہوں نے کہا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف سے فتویٰ لاؤ تو ہم مان و
 کامل الدین پہلے سیال شریف اور پھر گولڑہ شریف حاضر ہوئے یہ دو مقامات سے شہر کی تحریریں لائیں
 ہیں۔۔۔ حضرت گولڑہ شریف پہنچا سو فی کلامِ نبی کی وسعت سے حضرت مولانا غلام محمد الدین صاحب
 سے حاجات پہلی۔۔۔ سب واقعات بیان کیا گیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب کو بھی شیخ الحدیث
 بہاولپور خلیفہ خاص حضرت سید محمد علی شاہ صاحب کو (جو اتفاقاً وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ
 سے ان کو لکھو دیں انہوں نے اتفاقاً مل گئے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔۔۔
 ہے کہ علامت و پیرِ بند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ نہ کہتا ہے
 میں ہے۔ میرے قبیلہ حضرت بڑے سید صاحب (سید محمد علی شاہ صاحب گولڑہ دی) صاحب کا بھی
 انتقال از حوال کی آواز میں ۹۹۹ مولف مولانا کامل الدین راجہ کالوی سلیم و ثانی پریس سرگودھا صاحب
 ملاحظہ فرمائیے۔

حوال کی آواز کا عکس ملاحظہ فرمائیں

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

الحاجہ الحاجہ افسانہ کمال الدین صاحبہ

صدق کذب کی پڑتال

من ابی ذوالقالی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتلوا حیل رسول
 ماہنوق ولا یروینہ بالکفر الا ارنہم فی سیدہ ان لم یکن صاحبہ لکن انما
 حضرت ابو ذوالقالی سے روایت ہے اہل بیت نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و تم نے نہ پایا کوئی مرد کسی گریہ کاری و کلمہ کے ساتھ تہمت نہیں لگا تا کہ وہ کسی کو قسم دے
 و اگر نہ کہنے و الجھپوٹ نہ کرے تب تک کہ اس کا سچا تہمت ملے یا کیا بدکار
 کوڑے سے صحت دے یا برائی اس صورت میں وہ حکم کہنے والا خود فریب ہوتا ہے

دھول کی آواز

مؤلف

استاذی مرآت الحاج الحاج کاہل الدین رذی اللہ عنہ

حسب قرائت

بحریم خان محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام ظلہ

سے کا پتہ

ایڈریس جہاں فیض سرگودھا رافقہ محمد شفیق صاحب

۱۔ بابہ محمد گوہر سنگھ مولوی محمد شریف امام مسجد شہر دران قندھار

۲۔ شہر میرٹھ علی گڑھ مولوی محمد انیس خان صاحب

اقول رحمت معتر میں حضرت مولانا نور قوی کی سہاقتی ان کی کتاب
 تحفہ انیس کی مختلف عبارت اور محذات کسنوی کے فتوے سے آپ کے
 دست لکھی ہے۔ مگر یہ کتاب آپ کا کام ہے جیسر نہیں آپ کے لا
 ملہ اعم نہیں، نئے ایجاب میرے پاس لکھی نہیں ہیں آپ کے پاس لا
 کسل کی ایک نوٹ اور مولانا کی مدانت روشن کرتے کے ملے ایسے دو انوار
 کی نور مست شبہ تین پیش کرتا ہوں جن سے بڑھ کر تمام پاکستان میں کوئی شہاد
 شہر کی در شہادۃ اقل مرصد بر لبانی تعلیم جھڑاں میں مولوی محمد عافت و
 مولوی محمد عیات دوم جپ نے ہندو اعلیٰ شہاد ایک عام جلسہ کیا تھا انہما
 ہ خزانہ خافرقہ منالہ اور بندہ کو ہلک جلیج مولوی کلپی مولوی ظہور احمد جری مولوی
 محمد یوسف سیالکوٹی مولوی محمد صلیف کوٹ موہن مولوی نذیر احمد سلازالی مولانا
 عبد الغفور غزبر آبادی اس جسر میں موجود تھے جس میں گز پر بھی بہت مولیٰ کو کرم
 انشراں مرم محمد دیوبند کو حق پر لکھتے تھے چنانچہ مولوی محمد صلیف صاحب لا حول
 پڑھے ہوئے محمد یوسف صاحب کی تقریر میں کھڑے ہو کر چل دیتے

مولوی ظہور احمد صاحب نے کمر کر بٹھاتے دیوبندیوں میں تحفہ انیس
 کی عبارت مذکورہ کی وجہ سے کفر کا ترے لگ گیا چند دن جسر کے بعد حضرت
 مولانا گیا کوٹن ایک غم بردار تھا آخر خود معاذ اللہ نے حضرت کو بھی کہا کہ سوال
 خریف اور گز کو خریف بنائے لانا کہ مولوی محمد قائم کا فرشتے ہمسماں اگر وہ
 مولانا تھے تو سب دیوبندی مسلمان اگر ہٹس تھے تو حکم بھی ہٹس۔ حضرت عزیز
 مولوی غلطی میں صاحب دیوبندی سے دھوکہ کھرا کہ مسلمان فریٹ گیا حضرت صاحب

کہ محمد بن ابی سہل و اشتہاد و کسا کر سب واقعہ جسد کا بیان کیا گیا، تاہم یہی حضرت
 محمد بن ابی سہل پر ہیں۔ اقول: حضرات پھر یہی جن لوگوں نے کسی کا حق مست
 کی عدت میں بیٹھ کر کچھ وقت ترقی کر کے ملک کو کچھ حصہ حاصل کیا ہو ان کو
 صاحب سیانوی اطفال اللہ بقائے حق پرستی اور مولانا فاضل ترقی و تہذیب
 کی تہائی میں دہرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور جنہوں نے اثناء سے صرف تہذیب و
 اور جب پرستی ہی کی نہ لی ہو اور جب، اویسے نیست کا ہی نسبت بڑھا ہو کیا حال کہ
 کوئی بھلے انسان ان سے بات بھی کر سکے، اسے جہالت و عقبہ و درویشی کا
 نسبتا داس ہر قسم عدلوں کا اللہ تبارک و تعالیٰ کہہ کرے کیوں کہ قسم کے بعد اللہ
 فاضلوں کو تبارک کیا، امین، اعرض من صاحب انصاف جب خط کتابت الفاضل پر
 خود نمونہ لکھے تو ان کو حق حاصل ہو جانے لگا۔ دوسری شہادۃ (۱۲) بعد ان
 محترم و شریف پینچا، صوفی فلام نی کی رسالت سے حضرت مولانا فلام
 محمد الدین صاحب کو دہرہ نشین سے طوفاً ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا
 انہوں نے مولانا فلام محمد صاحب کو دہرہ نشین کے شیخ الحدیث جامعہ جامعہ مدینہ و
 طیبہ، عامل حضرت سرمد علی شاہ صاحب حضرت اللہ حمید کو راجع الفاضل
 دہرہ نشین سے برحقہ، نعم یہ کہ آپ میری طرف سے ان کو کھدیوں، انہوں
 نے الفاضل ذیل لکھے جو سرنے کے چوٹی سے گھٹے کے قابل ہیں۔
 قال: میرا مذہب یہ ہے کہ محمد و ولید عبد کمان ہیں اور دین کا کلام کہتے
 ہیں، جو شخص ان سے حق میں کچھ برکتا ہے اس کا ایمان محفوظ رہتا ہے
 میرے تہذیب و تہذیب سے ہر صاحب کا بھی اپنی تہذیب تھا حضرت

آستان عالیہ گولڑہ شریف کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹووی صاحب کی عقیدت
 حضرت شیخ سید مرعلی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف خلیع راوی پندی کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹووی
 صاحب کی خدمت میں پہنچاؤ کیلئے علماء و ائمہ کے واسطے سے خدمت سے عقیدت ملا حظہ فرمائیں۔
 مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد کارمانہ میں نے نہیں پایا مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا محمود
 صاحب کی زیارت ایک دفعہ آئی ہے۔ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب کی ایک
 زیارت ایک دفعہ ملا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر
 ان حضرات سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ سب حضرات علمائے دین اور اولیاء امت محمدیہ سے تھے احقر
 حق سناؤں میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان
 بزرگوار کا نظام اور اعتقاد اور ان کا قبول عام ہے۔ بالخصوص مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم
 کی خدمت سے طریقت پر مشرک رہنے سے یہ ثابت ہے کہ شاید وہ اس صدی کے مجدد ہیں فقط ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ
 محمد اکبر صاحب دہلی ۱۸۰۵ء تا ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء مطبع آفتاب عالم پریس لاہور۔

اسو کا اکبر کا عکس ملا حظہ فرمائیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

أَسْوَاهُ الْكَبِيرِ

مُحَمَّدٌ بَيْتُ الْحَقِّ قَاسِمِ

خَطِيبِ دَوْلَةِ الْإِسْلَامِ

سادہ صامت کا نام لیا جس کا معنی تھا سحر و جادو اور اسی سحر و جادو کے
 متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرت علیؑ میں تھا۔ میں نے اس وقت
 سے تھے آقاؐ کو بعض مسائل میں ان باتوں کے خلاف میں نے سب سے پہلے
 اصرار کیا ہے اور میں اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف
 ہوا تھا اور وہ اس لئے کہ وہ اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف
 میں نے اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف میں نے اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف
 میں نے اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف میں نے اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف
 میں نے اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف میں نے اس وقت اسے کہتا تھا کہ سب ان کے خلاف

مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور

مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور
 مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور
 مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور
 مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور

مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور
 مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور
 مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور
 مولانا ابوالحسن صاحب خطیب جامع مسجد نبوی لاہور

چھٹی اور سہ ماہی کے لوگ موجود ہیں اس لئے بریلویوں اور دیوبندیوں
 کے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ موضوع تقریر کا یہ عنوان بھی
 صحیح نہیں علامہ ازیں بریلی اور دیوبند دونوں مقام ہندوستان
 میں رہ گئے اس لئے پاکستان میں ان کے اختلاف کا سوال بے
 معنی ہے۔ اگر موضوع سے مراد یہ ہے کہ بریلی کی دینی درس گاہ
 اور دیوبند کی دینی درس گاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں
 کے نظریات و افکار کے اختلاف پر روشنی ڈالی جائے تو میں
 اعلان کرتے دیتا ہوں کہ اس کی عقائد کے اعتبار سے دونوں مکتبہ
 کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بریلوی علماء حضرت رسول اکرم صلی
 اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے
 ہیں اور یہ سید کے علماء بھی اصولی طور پر اس کلیہ پر ایمان رکھتے
 ہیں۔ دونوں مکتبوں کے علماء کے درمیان بعض مسائل کے متعلق
 ملے کا اختلاف ہے۔ بریلوی علماء دیوبندی علماء کی بعض تقریریں
 پر اعتراض ہیں اور دے رہے۔ کہتے ہیں کہ ان تقریروں کے ظاہری
 حقائق کو صحیح سمجھنے والا شخص گمراہ ہے دیوبندی اپنے ائمہ کی اس
 تقریر کو قابل گرفت یا مورد تنقید خیال نہیں کرتے لیکن اصول
 و اساس میں بریلوی علماء سے سو فیصدی متفق ہیں۔

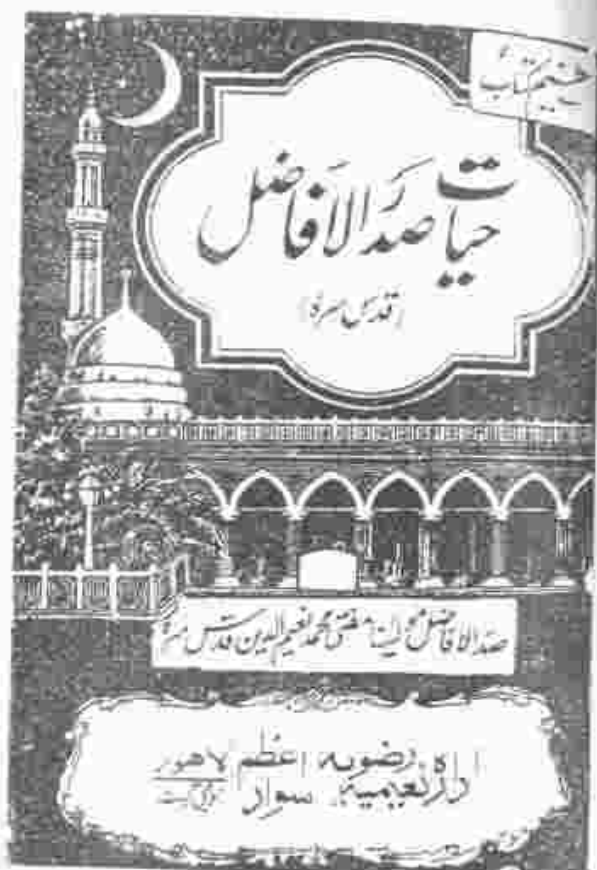
میں حرا کر اور ملائے کرام کی صف میں المصخر سے بریلوی اور ان کے والد کا نام لکھ لیں۔
 یہ بھی ثابت ہوئی کہ المصخر سے بریلوی کے مدرسہ مظہر اسلام پر ملی شریف کو بھی دیا میں قطعاً کوئی وقار
 نہ تھا۔ اس کی کسی جسمانی کوئی اوریت تھی اور نہ ہی اب ہے۔ صرف المصخر سے بریلوی کا مدرسہ ملائے
 کے لئے ملاقات تھی کی جھگڑا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

فیض المصخر سے بریلوی مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا ذکر

مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مصنف کتاب بہار شریعت و موطیٰ المصخر سے مولوی احمد رضا خان
 نے بھی منسلک ولایت دہلی کے مدرسہ سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کا نام سید محمد نعیم الدین صاحب ہے ولادت ۱۲۰۰ ہجری ہے۔ بارہنچی نام غلام مصطفیٰ ہے آپ کو
 بریلوی احمد رضا خان مغل دہلی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولوی سید معین الدین
 سے بہت اہل مولوی احمد رضا خان صاحب دہلی مراد آبادی ہیں۔۔۔ آپ ذہانت و فطانت میں اتنے بلند
 رہے کہ سال کی عمر شریف میں قرآن شریف حفظ کر کے فارسی میں کافی دسترس حاصل کر لی تھی۔ قریب
 ۱۰ سال رمضان مبارک میں تو عمروں کی جماعت کے اندر انھوں میں پابندی سے شیخ قرآن کریم پڑھا
 کرتے تھے اور قرآن کریم کے بعد آپ قدوۃ النظماء اور اس اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد علی صاحب کابلی بہت
 سادہ و مراد آبادی خدمت فقیہ بہرست میں حاضر ہوئے ۹ سال کی عمر شریف میں تمام علوم متعلیہ اور تکیہ کی
 تعلیم کر کے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں مشہور توفیق پاتے۔

مدرسہ اعلیٰ دینی کی بنیاد کے نیچے ویج ہندوستانی جس کو مدرسہ شاہی مسجد کہا جاتا تھا اور دہلی کے ساتھ ہی
 تھا مولانا مولوی (دوبہاری) نے اس کو قائم کیا تھا کبھی کبھی تخریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے
 اس لئے ایسے اعتراضات آتے کہ اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد حیران ہو کر تھیں وافرین کرتے بعض موقع پر
 مدرسہ شاہی مسجد غصوں کیا کرتے تھے اس کو عمر کے آنے سے ہمارا کلام اسباق شراب ہوتا ہے۔ مشغول اور
 مدرسہ اعلیٰ دینی کے سال ۱۸۰۰ء میں جب مولوی مولیٰ محمد سید غلام معین الدین نعمی کا قتل ہوا۔ بارہنچی یا شافقت و منظر
 کے ذریعہ مہتممات اور دہلی کے مولوی مولانا محمد علی صاحب کابلی نے اس کی



اَلَا يَخَافُ الَّذِي هُوَ مَوْلَا الْعَالَمِينَ

نَفْعًا لِلْعَالَمِينَ الْعَابِدِينَ حَفِظَ الْقَوْلَ لِلدِّينِ سَلَامًا وَكَوْنًا

۱۰۰۰

المعروف بـ

جیاتِ محمدؐ

عبد الاکمل استاد اعلیٰ حضرت مولانا مفتی حکیم سید
محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے حالات خدمت کے
ساتھ سوانح کی دینی و دنیاوی بہمنائی اور علم و اہلیت کے مجاہد
عظیم کا نام ہے، مفتی و افتادہ ایہ مطابین کاتب شمس الدین

فاضل میل معرفت علامہ مفتی حکیم سید خدام سعید الدین می (الاولیٰ)

کتاب المطبوعات
از آیت الله العظمی سید سواد اعظمی
وید و استادت الخیر

فیتہ خجندیہ

پابندی سے ختم قرآن کریم پڑھا کرتے تھے ۲۰ حفظ قرآن کریم کے بعد کچھ عرصہ تک مدرسہ اسلامیہ حضرت مولانا سید شاہ محمد علی صاحب کابلی مہتمم مدرسہ میں ملا کر وہاں کی خدمت فیض دہجت میں ماضی پورے ۱۹ سال کی عمر میں تعلیم میں تمام علوم عقلیہ اور فقیہ کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں سر قلمی برائے ہوئے۔

زمانہ تحصیل علم کے پیشہ علمی مہارت میں، مگر کی جودت و وفاداری نے ہر معرکہ میں کے دلوں پر سکھ دیا تھا۔ ۱۰۰ علمی مذاکروں میں ہم چہرے کی پہنائی و غالب رہے، آپ کی جود و سال کی عمر شریف علمی کدو جماعت علماء دین فارسی ادب میں مقابلہ پورا۔ دفتر الہ الفضل کو مدعوئے محکمہ ہو بلکہ ایک ہی کے مکتوب کے مقابلہ میں اپنی انشاء کے جوہر دکھائے۔ پانچویں سب کچھ لائے، اس پر چھانگیا تو سب نے بیک زبان جو کما و صاف کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مکتوب دفتر الہ الفضل سے ہم دوشیز ہے اور حرج دیگر علمی مذاکروں میں آپ ہمیشہ غالب رہے۔

درسہ اعلیٰ کی دہائی کے پہلے "درسہ دیوبند ثانی میں کو مدرسہ شریف کیا جاتا تھا اور دیوبند کے سابقہ دیوبندی تاسم نالو کری نے اس کو قائم کیا تھا کبھی تشریف لے جاتے اور اس بات کی سعادت فرماتے ہوئے، اپنے لیے امتحانات لائے اور ساتھ درسہ شاہی مسجد میران ہر کر حسین آفرین کسے سخت آپ کی عمر عزیز پانچ سو سات سال کی تھی حافظہ صاحب نے کچھ تیب فراموش سے ایک جلد بپ گزر رہے تھے، انہوں نے کہا جانکرا کچھ کا اندازہ فرمے کہ انہوں نے کچھ کر تھک کر کہہ دیا ہے یہ کہہ کر وہ اپنے سے ملنے لگے اور پھر سے ملنے لگے۔

دوسرے دن حافظہ صاحب نے کچھ دیکھا اور پھر سے ملنے لگے۔

یعنی موقع پر اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد علوم کی کیا کرتے تھے کہ اس مدرسہ کے اٹلے سے
 ہزار فقیر سابق خراب ہر تہہ و اورداس کی علمی ذہانت سے لاپرواہ ہونا چاہتے
 تھے اور علمی کو نہیں لگا کر تھے۔ اسی طرح مولانا آد کے بعد مقام کشی چونکہ میں ایک چھوٹے
 تھا، میں پرشام کے وقت کہیں پادری، کہیں آریہ، کہیں سناتن، عمری، کہیں غیر غلط
 اور کہیں دیرینہ ہی عالم و فیروہ میں سے کوئی کھڑا ہو جاتا اور اپنے خیالات کا اظہار
 کرتا تھا، آپ اپنی فرماری میں ان سے خوب خوب متبادل کرتے، اور ان کے باطل
 نظریات کا وہ جہاں بکھر کے رکھ دیتے، وہ زمانہ گرامر بحث و مناظرہ کا تھا۔
 چند ایسے لوگ دیرینہ یوں کے جدید نظریہ فکر کی ابتدائی نشر و اشاعت کا مدد و مدد ہوا
 اور ان کے متحرک و مبادلہ حالت الفاس کو گراہ کر کے میں سرگرم عمل تھے، اور ان کا
 کی نفسانیت و اساتذہ مل اشعید و مسلم کی خوب گراہی تھی، چونکہ دیرینہ مولانا
 نفس و اعدا سے ہذا لبراد کیا کہ میں ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا ضروری
 تھا، کہیں علم غیب، رسول پر بخشش ہوتی تھیں، کہیں عاجز و بخت نہ ہونے پر
 تقریریں ہوتی تھیں، کہیں بشریت کا چرچا تھا، تو کہیں شیطان و ملک الموت
 کے حکم کو علم و رسول پر فوقیت نہیں قلبی سے ثابت کر کے کاٹنا تھا، غرضیکہ وہ
 وقت اس جدید کتب فکر کی ترویج و اشاعت کے پسے عروج کا تھا، اور ان
 کو اپنے ان نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی جرأت کا یوں موقع مل گیا تھا کہ
 ملک کزادی حضرت (جس کو انگریزوں نے قند کے نام سے مشہور و بدنام کیا)
 کے موقع پر ملک جماعت ایک ایک عالم و اہلسنت کو جن میں گیارہ چالیس سے
 وہی کی ایک اسے پانی بھیج دیا گیا تھا، انھوں نے ان کو انگریزوں سے شکایتیں
 کر کے شیعہ کر دیا گیا تھا، ملک میں صرف یہی لوگ کچھ بندوں چر رہے تھے
 جنہوں نے مسلمانوں کی پشت پر چھرا مارنے کا کام کیا، اور انگریزوں کی حمایت

خلیفۃ المسیح حضرت میر بیوی مولوی محمد ظفر الدین رشوی کا ذکر ہے

حضرت مولوی احمد رضا خاں دہلوی خاں کے خلیفہ مولوی محمد ظفر الدین رشوی دہلی کے
 انوارِ اقدس ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے علامہ حیدر تارخنی دہلی۔۔۔ اتھاروی کتابیں والد ماجد سے
 غامدی کے ہیں۔ اہل حق کی ہمیشہ اپنی تائید میں رہے۔ غوثیہ حقیقہ میں داخل ہو کر مولوی
 الدین اشرف مولوی محمد الدین اشرف مولوی محمد الدین اشرف سے درسِ حکامی کی حوصلہ شکنی
 پائی۔ ۱۲۲۰ھ میں مولوی قاضی مہد الوہید کے مدرسہ حنفیہ نقشبندیہ میں ملا لیا۔ وہی احمد علی
 میں شریک ہوئے۔ محدث سورتی کے پتے جاننے کے بعد ۱۲۴۱ھ میں آپ کانپور پہنچے۔ اور درجہ
 استاد امین مولوی احمد حسن کانپوری سے منطق کی کتابیں پڑھیں۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری سے
 رشید مولوی عبید اللہ سے ہمہ گیر تفسیر شریعت کی۔ مولوی قاضی عبدالرزاق کانپوری سے تفسیر رشید
 احمد حسن کانپوری سے بھی علمی استفادہ کیا۔ کچھ دنوں پہلی ہجرت میں حضرت محدث سورتی کے
 شریک ہو کر حدیث پاک کی حفاظت کی و قرأت کی یہاں سے مدنی پہنچے اس وقت وہاں مولوی
 خام سرائی کے اہل سنت کے روپ میں فاضل دہلوی کی حمایت و تائید سے مصباح احمدیہ کے
 مدرسہ نظامیہ کے درس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اس لئے آپ ان کے درس میں شریک
 حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے آپ کے ہی ذریعے سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مولوی
 صاحب درپردہ دہلی ہیں۔ مقتول الزماکرہ و ماہیہ سنہ ۱۲۰۹ھ و ۱۲۱۰ھ و ۱۲۱۱ھ و ۱۲۱۲ھ

تذکرہ و ماہیہ، اہلسنت اور حیاتِ اعلیٰ حضرت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ
علماء اہلسنت

مصنف

— محمود احمد قادری —

شاگرد مدرسہ حسن المدارس قدیمہ کراچی

ناشر

سنتی دارالاشاعت علویہ ضویہ
[پتہ: لاہور] [تلفون: ۲۰۰۰]

۱
علیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں پر کتابت طلب

حیاتِ علیٰ حضرت

— تالیف لطیف —

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی

— ترتیب و تہذیب —

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ • گنج بخش روڈ • لاہور

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری (حیات و تصانیف)

ڈاکٹر حقار الدین احمد ایم اے پی ایچ ڈی علی گڑھ (انڈیا)

ملک العلماء یا ضل بہار حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی ہندوستان کے ایک عالم اور مصنفوں میں تھے جن کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی اور جن کی تصانیف سے ہندوستان اور پاکستان کے رہنے والے بڑی تعداد میں مستفید ہوئے۔ وہ عموماً علمی عظمت رکھنے والے کامیاب اور متقی استاد علمی تحریر کرنے والے گفت بیان مقرر و دل جمعی باتیں کرنے والے موثر و اعلا اپنے عقلی و علمی استدلال سے فریق مخالف کو حجاب کر دینے والے مناظر اور چالوں کے نامور مصنف تھے۔ جن کی تالیفات و تصانیف کا دائرہ وسیع تھا اور بہت سے علوم و فنون پر مشتمل۔ اگر وہ کم عمری میں ذہین تھے اور سخت جدوجہد کرنے والے طالب علم تھے تو اپنے مہد شباب و کھیلات بلکہ کیرئری میں بجا کلی استعداد اور سرگرم عمل مصنف رہے۔ وہ عالم باہمیل تھے شریعت کے سخت پابند و حریت کی راہ کے پیچھے اور حب رسول میں سرشار۔ ان کی زندگی کا نظام الاوقات سخت منظم تھا۔ انہوں نے اپنے اوقات اس طرح تقسیم کر رکھے تھے کہ کوئی کون مشغولیات کے اندھاان کا خاصا وقت و وظائف اور ادارہ یا دینی کیلئے مخصوص تھا۔

ان کے استاد میں اگر ایک طرف حضرت مولانا امی احمد محدث سودی اور حضرت مولانا احمد حسن کاندھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ تھے تو دوسری طرف حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور حضرت مولانا شاہ ارشد حسین قادری کے علاوہ خاص مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی اور مولانا عبد حسن رام پوری کے واسطے گرامی بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن جس ذات گرامی سے انہوں نے سب سے زیادہ علمی فیض حاصل کیا۔ وہ اپنی عظمت مولانا احمد رضا خاں

شہر دہلی میں اپنے خلیفہ و خلیفہ کا ذکر ہے جن میں سے ایک خلیفہ
 میرے "قلم" کو اپنی "قلم" دے ان سے کشیدہ کھانے کے
 مولانا قلم الدین قادری کے سورت علی میرزا ایم بن سید ابوبکر خلیفہ
 الملک و ملک و "ملک" ہیں۔ ان کا سب نام ساتویں پشت میں حضرت محمد
 نقیب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ سید ابوبکر
 کے رہنے والے تھے۔ دو فرسلی سے نیچے فرسنگ کے واسطے پر مقام "بکھر" دہلی میں
 سید ابوبکر خلیفہ سے سلطان فیروز شاہ کے مہر (۱۲۵۰ھ) میں مولانا
 اور بیان آ کر شاہی قوت میں ملازم ہو گئے۔ وہ مہر جتنی سرگرمیوں میں مصروف
 اور بچا فر ۱۳۳۰ھ کو قندھار (شاہ آباد) کی جگہ میں شہید ہوئے
 قصبہ بہار شریف (جہاں حضرت شیخ شرف الدین ابو یحییٰ عینی رحمہ اللہ علیہ جیل
 ۱۳۵۰ھ آسودہ ہیں) کی ایک بلند پہاڑی پر سید صاحب کا مقبرہ ہے جس پر قلم
 شان گنبد خمیر ہے۔ یہ جگہ اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مقبرہ کی روایت
 قاری کے روایت نام تاریخی قطعات منقوش ہیں۔ سید ابوبکر کا سلسلہ چھ واسطوں سے حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔ سید ابوبکر خلیفہ بن سید ابوبکر
 عبداللہ بن سید محمد قادری سید ابوبکر عبدالسلام بن سید عبدالوہاب بن شیخ ابوبکر
 عبدالقادر عینی و عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا کا خاندان امرتسر سے نالندہ اور رانیکھیر کے قریب رسولپور لیجر میں آباد تھا
 تھا۔ ان کے والد ملک عبدالرزاق دادا ملک گن مت حسین پر دادا ملک احمد علی اور
 ملک غلام قادر ہیں کے قریب ہاں میں آسودہ ہیں۔ ملک غلام قادر کی بلند
 حال تک سید ابوبکر خلیفہ ان کا کتبہ باقی نہیں رہا جس سے تاریخ اوقات معلوم ہوئے۔
 اہل دہلی کی دست اور شاندار حویلی کی بنیادیں اور کچھ آثار ۱۲۹۳ھ تک محمود تھے۔
 عبدالرزاق کے دادا درپہ میں صرف محمد قلم الدین تھے جو بعد کو ملک عبدالقادر بن
 مولانا قلم الدین قادری دہلی کے نام سے مشہور ہوئے۔

محمد قلم الدین رسولپور لیجر (ضلع پٹنہ) (اب ضلع نالندہ) صوبہ بہار میں واقع ہے۔

مولانا محمد الدین حیدر مولوی محمد شمس مثنوی اکرم الحق مولوی حسین احمد دہلوی تھے۔ انکی ذہانت و شوق علمی کی وجہ سے ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی یار نے کسے کی وجہ سے اساتذہ ان سے ناخوش ہوئے ہوں۔

”مدرسہ نمونہ حیدر“ میں عربی کی کتابیں زیادہ تر مولوی محمد الدائم سے ہمیں بطور مطلع اعظم مقررہ کے معزز روشن خیال اور عالم پائل تھے۔ وہ مولانا اشرف علی تھانوی کے شاگرد رشید جامع العلوم کانپور کے فارغ التحصیل بہت مثنوی اور سیکھتے ہی تھے۔ یہ مدرسہ غوثیہ کے مدرس بھی تھے اور فاضل اوقات میں طلبہ بھی کرتے تھے۔ ان میں حب شہر یہ مولوی رکھتے تھے۔ شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس کا طالع انہوں نے خاص توجہ سے نہ کیا ہو اور رب العزت نے اسے شفاء نہ بخش ہو۔

مولانا کے اس زمانے کے دفا میں مثنوی اکرم الحق کے صاحبزادے مولوی اشرف الحق بھی تھے شرح وقایہ ”مختصر العالی“ ملاحسن تک و ذل میں ساتھ رہے۔ ان کا انتقال مدرسہ میں جلازہ طاعون ہوا۔ دوسرے ہم جماعت علماء میں حکیم ابوالحسن خلف سید شاہ مختار حسین مولوی مہد القادری مولانا حکیم دمی احمد مولوی حکیم محمد رمضان خاں مولوی عبداللہ احمد دہلوی ماسوں ذرا مولوی محمد سعید مولوی محمود عالم کھوی قابل ذکر ہیں۔

اس زمانے میں حکیم آباد (پنڈ) علم و فن کا مرکز تھا جہاں متعدد دینی مدارس قائم تھے جن میں مدرسہ حیدر واقع بخش محمد پنڈ سبیل مدرسہ طبیعت رکھتا تھا اس مدرسے کے بانی قاضی و آئندہ کے مشہور محقق قاضی عبدالوہاب دہلوی اسے کتب ”ہدایت لا“ (۱۸۹۶-۱۸۸۳) کے دہلی گرائی قاضی عبدالوہاب صدیقی فردوسی (۱۲۸۹-۱۳۲۶ھ) تھے جو وہاں کے ایک مدرسہ رئیس اور فاضل بریلوی کے متقدمین میں تھے۔ انہوں نے ۱۲۵۸ھ میں پٹنہ لکھنؤ و گورکھ پور کی اور ایک بڑی جائیداد اس کے اخراجات کے لیے وقف کر دی۔ انہوں نے اساتذہ کی خدمات حاصل کیں اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اس کی شہرت بڑھ کے قصبہ میں مروج ہو گئی تھیں جس دوسرے صوبوں تک پھیل گئی۔

مدرسہ حیدر کے ایک استاد حضرت مولانا شاہ دمی احمد محدث سورانی (موتی ۱۳۳۳ھ) کی علمی شہرت سن ۱۲۵۰ھ دہلی تا آخری ۱۳۲۰ھ کو مدرسہ حیدر میں سے رہا۔ یہ حیدر

آگے چلاں انہوں نے استاد امام اعظم مسکنہ شریف اور ملا علی قاریؒ کو بھی دیکھ کر ان کے
 صاحب میرے ملاقات اور ان شہان میں مدرسہ حلیہ سے کنارہ کش ہو کر اپنے وطن
 چلی بہت تشریف لے گئے۔ ماہ شوال ۱۰۳۰ھ کو مولانا ظفر الدین اپنے ہم سفر سید عظیم
 الدین کے ساتھ دارالعلوم کا پتہ پہنچے۔ ان کی اہل تحریرات سے جو مقام ان میں مکتوبہ جہاں
 معلوم ہوتا ہے کہ کتابوں اور ماہان کے ساتھ سفر کا کچھ حصہ انہوں نے پیدل چل کر طے
 کیا۔ پاؤں میرا آگے پر گئے تھیں طلب و شوق میں ماہ علم کا سالہار آگے بڑھتا رہا۔ انہوں
 نے "مدرسہ دارالعلوم" بانس منڈی کا پتہ دیا۔ مولانا قاضی عبدالرزاق (متوفی ۱۰۹۶ھ) نے
 حضرت حاجی لداد اللہ مہاجر کی کے مرید اور مولانا احمد حسن کا پتہ دینے کے شاعر تھے کے
 سلسلہ حفظہ میں داخل ہو کر درس لینا شروع کیا۔ مدرسہ دارالعلوم کے ملازم اہل اسباب
 مدرسہ حسن الدین اور بعض دارالعلوم میں پڑھتے رہے۔ گویا کچھ کے بیٹوں ملازم کے
 مصداقہ سے انہوں نے علمی فیوض حاصل کئے۔ وہاں کے مشہور استاد مولانا احمد حسن کا پتہ دے
 دے اللہ علیہ (متوفی ۳ صفر ۱۳۲۲ھ) سے منطق کی کتابیں پڑھیں اور مولانا شاہ عبدالحق
 باجلی کا پتہ (تاریخ وقات ۲ بھاری الاول ۱۳۳۳ھ) سے چارہ اخیر بن غم کی۔ کا پتہ
 سے وہ چلی بہت آئے جہاں محدث سورتی پڑھنے سے داخل آ کر اپنے قائم کردہ مدرسہ
 دارالحدیث میں درس دینے لگے تھے وہاں ان سے انہوں نے حدیث کا درس لیا۔

یہاں سے وہ اپنی علمی چٹاں بچانے کے لیے ۱۳۳۵ھ میں بانس بریلی پہنچے۔ مدرسہ
 "اصباح احمدیہ" کا نام انہوں نے کانپور میں بن رکھا تھا وہاں گئے اور مولوی غلام
 حسین صاحب کے درس میں شریک ہوئے جو مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے۔

آخر غریب سے غریب نہ کی خوش انہیں اہل حضرت امام بلی ست مولانا احمد رضا خاں
 صاحب بریلی (۱۳۵۰-۱۳۵۱ھ) تک لے گئی جن کے علم اور قسم کی طاقت کی شہرت اور
 ہر تک پہنچ گئی تھی۔ وہ علمی ملاقات میں ان سے ملی کہ بہت سارے لوگ وہاں سے
 اہل امام پڑھتے تھے اور ان کے علم سے مستفاد ہو رہے تھے اور ادبیات کی تکمیل ہوئی۔
 جس کا پس منظر یہی ہر وقت مظلوم اور تالیف، تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے
 محال نہ اور ان کے کائنات کا کوئی سلسلہ تھا۔ ان دنوں کوئی مدرسہ قائم تھا۔ مولانا ظفر
 الدین اہل حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں بریلی (۱۳۶۹-۱۳۷۶ھ)

یہ سہ صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں (۱۲۹۲-۱۳۱۲ھ) مولانا تقیم سید محمد علی خاں
بریلوی اور دوسرے اصحاب سے ملے اور ان لوگوں کے مشورے اور مساعی سے ایک مدرسہ
قائم کرنے کے لیے رونا ہوا ہوئی۔ وہ فرماتے تھے کہ مدرسہ کے قیام میں علم و
حسن رضا خاں اور مولانا سید محمد امیر اللہ کی مساعی کو بہت اہم ہے کہ یہ دونوں ایک
کوششوں سے قائم ہو۔ یوں (۱۹۰۳ء-۱۳۲۲ء) میں مدرسہ "حقیر المومنین" تھیں
بریلی میں قائم ہوا۔ یہ تاریخی نام ہے اس سے ۱۳۲۲ء کے بعد مستحق ہونے والے
حسن رضا خاں اس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ مولانا تقیر مدنی کے ایک دوست حضرت
وطن مولانا سید عبدالرشید تقیم آبادی آگئے تھے۔ انہی صرف دو طالب علموں سے مدرسہ کا
افتتاح ہوا۔ انہوں نے بہار شلوک گھر مدرسہ کے قیام کی اطلاع دی اور دستور آدھی
لایا۔ ان کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ تک مدرسہ کے
مقامات سے قلام مصطفیٰ محمد ابراہیم اوکاٹوی سید شاہ قلام محمد بہاری سید عبدالرحمن احمد
مولوی محمد اسماعیل بہاری محمد ذریعہ الحق، رمضان پوری اور کچھ دوسرے علماء بہار سے آکر
مدرسہ حقیر اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔

مولانا نے فاضل بریلوی سے کچھ بخاری تخریفات پڑھنی اور فتویٰ لویکی تکمیل شہر
کی۔ انہوں نے فاضل بریلوی کے کچھ فتاویٰ جنہیں خانہ آدھ لکرا اپنے تھے ایک مجلس
میں جمع کر کے شروع کیے تھے جس کے کچھ اوراق اس وقت پیش نظر ہیں۔ اس میں بہار
فتویٰ ۸ رمضان ۱۳۲۲ھ کا تحریر کردہ ہے جس کو جب مدرسہ سے کچھ جواہر علم
کی خدمات حاصل کی گئیں تو انہوں نے مولانا تقیم محمد امیر اللہ شاہ بریلوی مولانا
راپوری تلمیذ خاں حضرت مولانا شاہ ارشد حسین قادری راپوری (۱۲۸۸-۱۳۲۸ء)
مولانا سید بشیر احمد علی گرامی تلمیذ رشید استاد الامامہ حضرت مولانا تقیر اللہ علی
(۱۳۳۳-۱۳۳۳ء) سے مسلم الثبوت صحیح مسلم شریف اور دوسری کتب حدیث کی تکمیل
کی۔ فاضل بریلوی سے انہوں نے صحیح بخاری و تلمیذ کے چوتھے تصنیف تخریج
الفاظ شریف تکمیل تمام کر کے علم ہیبت ریاضی توفیق حضرت عمیرہ فقیر خاں صاحب
تصوف کی کتابوں میں ان سے مولفہ اللغات اور رسالہ فقیر کا وہاں بھی لکھا تھا
شریف اور مولفہ کے اسباق میں غلطی کے علاوہ حوالہ کتابت بھی شریک ہوئی تھی۔

نوٹ :- مولوی ظفر الدین رحموی بہاری خلیفہ المصنوع بریلوی نے ابتدائی کتب پڑھ کر
کتب مولوی وحی احمد سورتی اور مولوی احمد حسن کانپوری اور مولوی عبید اللہ کانپوری اور مولوی
مولانا محمد حسین سرہندی دوج بند رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی شریف سے علوم حاصل
کے کچھ قیضان علماء دوج بند ہیں۔ جس کو خلیفہ المصنوع بریلوی مولوی ظفر الدین رحموی نے
اصححہ بریلوی سے درس نظامی کی کتابیں ہرگز نہیں پڑھیں جو کچھ پڑھا علمائے دوج بند
سے پڑھا ہے۔ مولوی ظفر الدین رحموی بہاری خلیفہ المصنوع بریلوی کے اساتذہ کا تعداد بھی

۱۔ تعارف

مولوی ظفر الدین رحموی بہاری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا، یہ شری
امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے اور ان سے ہی سند حدیث حاصل کی اور علماء
علمائے اہلسنت دوج بند کے مدرسہ مظاہر العلوم بہار پور اور مدرسہ فیض عام کانپور میں پڑھا ہے
ثبوت مشاہیر علمائے دوج بند جلد ۱ ص ۳۸ پر موجود ہے۔ تالیف حافظ تقاری فیوض و رضی اللہ
اسلامیہ

نوٹ :- مولوی احمد حسن کانپوری کا فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
سند حدیث حاصل کرنا یہ علماء دوج بند کا قیضان ہے۔

۲۔ مولوی ظفر الدین رحموی بہاری نے مولوی وحی احمد سورتی سے پڑھا ہے اور مولوی
نے امام محمد شین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے پڑھا ہے۔ جن کو دارالعلوم
والوں میں پہلی الشرف رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان سے علوم دینیہ پڑھ کر سند حدیث
علماء دوج بند ہے۔ اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری مدرسہ تہجد جہان منسلک دوج بند
بھی تدریس فرماتے رہے۔ جس کا ذکر مذکورہ اقلیل ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی میں ملاحظہ فرمائیے

۷۔ مولوی ظفر الدین رضوی بہاری نے عدسہ فوئیدہ طیبہ میں عربی کی کتابیں زیادہ تر مولوی امجد علی جوہر کے مکتوبہ کے معجزہ روشن دیاں اور عالم با قبل تھے وہ مولانا اشرف علی تھانوی کے شاگرد و شیداء جامع افکار کا پورے فارغ التحصیل بہت سخت سختی اور پکے مبنی تھے۔ مکتوبہ ان کے ہاتھ سے حضرت تالیف مولوی ظفر الدین رضوی بہاری علیہ الرحمہ و آلہ وسلم۔

۸۔ مولوی ظفر الدین رضوی بہاری نے عربی کے زیادہ تر کتب مولوی امجد علی جوہر کے مکتوبہ کے معجزہ روشن دیاں اور عالم با قبل تھے وہ مولانا اشرف علی تھانوی کے شاگرد و شیداء جامع افکار کا پورے فارغ التحصیل بہت سخت سختی اور پکے مبنی تھے۔ مکتوبہ ان کے ہاتھ سے حضرت تالیف مولوی ظفر الدین رضوی بہاری علیہ الرحمہ و آلہ وسلم۔

۹۔ مولوی ظفر الدین رضوی بہاری نے مولوی بشیر احمد علی گڑھی سے بھی پڑھا ہے اور مولوی بشیر احمد علی گڑھی کے سادات کرام سے تھے علی گڑھ میں پیدا ہوئے کتب درس نظامی کا درس حضرت مفتی علی گڑھی سے لیا ہے۔ کتب کی کتابیں بھی مفتی صاحب سے تمام کیں۔ تذکرہ علماء اہلسنت کا پتہ مولانا محمد احمد قادری کا پتہ۔

آستانہ عالیہ سیال شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کے سابق سپاہیوں نے بنایا۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نے اسے شریف ضلع سرگودھا کا اصولی امام اور علمائے اہل سنت و اجماع کے ساتھ ساتھ دینی تعلیمات کا ملاحظہ فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے پانچ بھائی اور حضرات خواجہ شمس الدین کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی سابق سپاہی تھے۔ آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کی شہری قابل ذکر تحریر جو انہوں نے مولانا ابوالحسن علی دہلوی کو منسلک فرمائی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

میں نے تقدیراً اس کو دیکھا لیکن مولانا صاحب کو اہل دہلی کے مسلمان سمجھتا ہوں مجھے خبر ہے کہ میری خدمت کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم الامین کا حلی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا (محمد قاسم صاحب) کا بیان پہنچا ہے وہاں تک مستحسین کی سمجھ میں آتی تھی کہ قاضی فریدی کو قاضی واقعہ دیکھ کر کھلایا گیا ہے۔ فقیر قمر الدین سیال شریف موقوفہ اربعہ اصول کی آواز میں ۱۱۶ھ ۱۷۷۱ء مولف مولانا قاسم الدین رتو کا لوی مکتوبہ سنائی پر جس کا جواب

مکتوبہ محترم ایہ علمائے دین کا فیضان ہے کہ حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیال شریف ضلع سرگودھا کے ہیں کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب کا لکھنا دیکھ کر تعجب و حیرت کا شکار ہوں اور مجھے یہ بات بھی معلوم ہے کہ ان کا نام موجود ہے۔ حضرات گرام آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کے ہیں کہ میں ان کے حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی آستانہ عالیہ سیال شریف فیضان علمائے دین کا گرام اعلان فرما رہا ہوں۔

ذہن کی آواز کا لکھنا ملاحظہ فرمائیں

صدقہ شریف کی پڑتال

[illegible]

ٹھہول کی آواز

مَرْفُوعٌ

استاذی مولانا محمد عارف کامل الدین رتھوادی مفتی صاحب

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد افضل حق از خدام حضرت سیدالشریف دادم شریف

کے لیے

ابن ابي عمير، الجواليقي، نسج، سرگرد، حاشیة طهرانی، طباطبائی، علم.

و در غرض از این است که هر کس که در این کتاب مطالعه کند

۲. کسب و کار خود را مورد کاوش قرار دهید

ہوں اور جو کچھ ہے اس کو لکھا ہے اس لئے کہ اس شخص کو کافر و غیرہ نام مناسب تھا
 حدیث مذکور سے پتا چلتا ہے کہ اس شخص نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اٹھا کر اسلام، افضل ذل من سلم الذین من سائتہ ویدلہا منہ اصحابہ و
 شہادہ دیکھتا ہوں وہ اس کی کاپی لکھ کر اپنا علم کو برا بھلا کہنے کو مہیا کرتا ہے
 کہ وہ دیکھتا ہوں کہ عسکر و کائنات کی زیادہ واحد حضرت صاحب باب
 کتاب کی یہ چیزیں گویا ہو گئے کہ میرا مذہب کیا ہے اقدیا گمراہی و ابلی نہیں ہوں میں
 کہتا ہوں کہ حضور پر مبنی کے بعد ہوا۔ صاحب صاحب کا علمی اور دینی
 صاحب اسے تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں کہ جسے تو عقیدہ ہو گیا ہے کہ آپ
 دینی نہیں کہہ سکتے حتیٰ چاہئے تو اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ گورہ بیت کی ہوا
 جی نہیں تھی۔ بسنا گیا کہ ہم دفعہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کے لئے تھے ہیں مگر
 رسول کے منکر ہو گئے تو وہاں کیوں ہاتھ نہیں حوش ہوں کہ آپ کی زبان
 سے اسے غرض میں میں نے لکھی کہ کافر سے نہیں رہا حتیٰ کہ مرزا صاحب قادیانی
 کو بھی آپ مرزا صاحب کے لئے سے یاد کرتے ہیں۔ اب میری عبادت ہوں نہ تنہا ہوئے
 تو پھر صاحبوں کو یاد رہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کونسل علماء و فضلاء کا فیصلہ

جسے ہم نے اس کے بعد اس شخص کو اٹھا کر احمدیہ کے لئے جو کچھ لکھا ہے
 اسے یہ بتا دیا ہے کہ یہ وہی ہے جسے ہم نے اس شخص کے لئے جو کچھ لکھا ہے
 کہ اس شخص کے لئے کہ اس شخص کو اس کی اس شخص کو اس شخص کے لئے

اسی علاقہ کے چوتھے بڑے اہل علم کے عہد دولت یہ کتاب تحریر اللہ اس سے کرپڑی
 ادنیٰ کو پھر لگانے و جاننے جو اس کی نوبت آئی جن حضرات نے کتاب تحریر کیا
 پھر تحریر کر دیا وہ سب تحریریں ہیں جن میں صحت کی جانی ہیں کئی ایک حضرات نے
 درود کتاب پر دیکھنے کے ایک طرف ملک لکھ دیئے سے صاف اظہار کیا ہے جو
 مقلد کتاب دیکھنے پر دیکھنے سے ہی اظہار کیا ہے ایسے حضرات جو ملک لکھ کر دیکھنے سے
 نائی عہدیت ہے نہ کسی کی امانت تھوڑی ہے اس لئے ان کا نام لکھ کر لکھ کر
 نہیں ہے ان کو اللہ تبارک کے حالہ کرتا ہوں۔ ہاں اللہ جیتا۔ اللہ ہم سب کو
 ہدایت کرے۔ تاہم یہ تحریریں نہایت قابل قدر ہیں ان میں سے ہر ایک
 مولانا عجمت الاسلام مولانا نواز زوی رحمت اللہ علیہ کا مافی الضمیر لکھ کر لکھنے کے
 لئے ایک مستقل دلیل ہے احقر نے جو فہرست تحریر کا خلاصہ بہت
 اختصار کے ساتھ لکھا ہے میں کو زیادہ شوق ہو رہا ہے اصل کتاب دیکھنے کی
 کنندگان کے اسماء کے ساتھ حسب ردائع نمانا اس ایک خزانہ ہے چوتھے اہل
 نہیں رکھے تاکہ میں تراویحی بیگم کو مراعاتی بگوارا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک نہری قابل عمل تحریر از حضرت مولانا الحاج قمر الدین صاحب

سید الشیخ سید الشریف امام نقشبند

میں نے تحریر اللہ اس کو دیکھا میں ہر حال لکھ کر لکھ کر صاحب کی اعلیٰ درجہ کا مطالعہ
 کیا تاہم مجھے غرض ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے نہ کہ
 کے مسمیٰ ہو کر گئے ہوئے جہاں نام نہ لکھا گیا ہے وہاں نام لکھا ہے

کی بھر نہیں مگنی تفسیر فرمائی کہ تفسیر واقعہ حقیقیہ بھریا گیا ہے۔ فقیر قرآن میں کمال شرف

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرحمن صاحب لکھنؤ شریف ضلع جہلم،

الحمد للہ بقاۃ علی راسم ادریش بن آیین۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے
 بہت ہمہ دل اللہ تعالیٰ کی آیت سے اسباب اور محکم کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے
 خدمت کی ہے وہ انہی کا حضرت اللہ تعالیٰ ان کے جنات کو قبول فرما کر ان کو
 جو اسے خیر جہان فرستے آیین اور ہم ایسے مباح کا۔ دل کو اپنے نیک بندوں کی عقل
 بخل سے آیین رب العالمین: وہ روزانہ پڑھتے کہ اہم نور مرقد و
 حضرت مولانا صاحب اللہ جبارک ان کی خواب گاہ و قبر: کہ وہ سس کر رہے ہیں
 ریاضت میں باخدا ان کے ساتھ کر آیین باقی ما فرقہ عالمہ کا ان کی عبارت
 سے اپنے مفید مطلب سے نکالنے تو ہر روز شہداء آدمی ایسی باتوں کی طرف توجہ
 بھی نہیں کر سکتے اس فرقہ عالمہ کے کس چیز سے مفید مطلب سے نہیں نکالے
 آیات قرآنی کی تائید کی احادیث نبوی کریم کے روئے میں وہ حال حضرت
 اہل بیت علیہم السلام کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان
 کو دلی کی سان پر چڑھا کر کہ ہم فرقہ عالمہ کی باتیں سن کر ان پر رگوں
 کے حق میں بد تفسیر ہو جائیں گے۔ احمد: اللہ مہربان ہو گیا کہ اس
 عالمی اسے اللہ پھر حقہ والا سہام حضرت مولانا صاحب
 حضرت اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر کس کسشی اور ادب (تعلیم) سے میں انہوں

سے فخر نہ ہائی کوئی نہ کہوں نہ استیلا میں چلتی تھی نہ لکھ رہے تھے نہ دیکھ رہے تھے
ان لوگوں کے دھندلے انداز پر غور کرنا چاہیے کہ یہ لوگ اس سے زیادہ کس
مرض کو مبتلا تھے غلام، غرق، وادی

میں حالت سلاو کو لکھ رہے تھے اور پھر انہوں نے شریف علی علیہ السلام کو

تھوڑے لمبے پر از قادیانی الخانہ مری محمد حنیف صاحب بکاوشیں لکھیں

میں توں اور میرے مہربانی کا حضرت مولانا محمد قاسم خان قادیانی مدظلہ العالی نے
کے مشعلی قلم از ام حنفیہ کتب تحریر الہامی معتقد حضرت مولانا موسیٰ کا
خود مدعا کر کے حیران رہ گیا کہ مرزا کی وفادار کس ہے باقی سے مولانا قادیانی کو کچھ
بوت بعد مولیٰ پاکہ کا معتقد بنتے ہیں حالانکہ محمد حنیف صاحب کی جہالت سے
ابھی سے بھی اشتباہ و ستم جو یہ چیز ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ صاحب آپ
سے حمایت و قیام حضرت مولانا محمد علی احمد علیہ السلام پر ثابت فرمادے ہے
قادیانیوں کی قسم کی بوت یہاں سے لکھتے کہ تھے ہیں مولانا نے تو مولانا
بوت حضرت محمد بن کریم سے متعلق فرمادے ہیں بوت کی ایسی کوئی کلمہ باقی
نہیں جو قادیانی و حنفیہ پر غور نہیں کر کے بعض غلط فہمیت سے حقیقت سمجھ
لیں ان کی قریب میں ہے کچھ ہے و خدا جب ان سے ہے غلطی ہوئی ہے
مولانا نے فرمادے ہیں کہ مولانا قادیانی نے ہر کام میں غلطی ہے کہ مولانا
بوت یہ نہ فرماتے کہ تھے ہیں بوت کے مولانا نے مولانا کوئی ہیں
حکایت مولانا سے کہ تھے ہیں بوت کے مولانا نے مولانا کوئی ہیں

ایک بہت بڑی قیمتی تحریر مولانا محمد تاج الملوک تاجی قاضی غلطی

ہاں مسیحیت شاہد منع گزرت

نمبر دہلی علی مولانا کریم۔ ۱۱۔ بدھ اسقرطے تہذیب ان میں کا مطالعہ کیا ہے کہ
مصنف کا مقصد کہ وہ ہی نظر آیا انہوں نے یہ مشورہ کی حدیث لانا مذہبی
مذہب ارسیدہ الی آخر پر بصیرت افزا بحث کی ہے جو اساتذہ ہی کے لیے
نہیں تھے تمام مذہبوں کے اجداد کے متعلق ہیں تحریر کیا ہے کہ اگر یہ وہی
یہ تھا جی ہونو تب بھی ہاں سے آقا و مول حنفیہ علیہ السلام کی شان والا حکایت دیکھو
سب امتیاز سے ہمہ ہی نظر آئے لیکن نظر منصف سے بغیر دیکھ جائے تو
غیر عادلانہ کی حالت ذاتی مبالغہ کا اثر ہی نظر آتا ہے کہ ان
رحمہ اللہ نے اس کے خلاف کہا ہے یا ان کو صاحب کتبہ یہ کہ مطلب ہم
نہیں آیا آفتوں پر چڑی یا نہ کہ کھایا ہے جامع

محمد تاج الملوک پتہ شاہانہ

مولانا محمد تاجی قاضی غلطی

ایک نہری بے نظیر تحریر حضرت مولانا محمد تاجی قاضی غلطی تاجی
تجزیہ شدہ لفظی تصنیف محمد علیہ السلام میں خاتم النبیین کی جو تفسیر فرمائی ہے
اسی جامع مکتب تفسیر آج تک نہیں دیکھی گئی اور نہ منی گئی، خود اس کے اس
عمر تاجی کے الفاظ بعض علماء تو سمجھ نہ سکے یہ قصب میں مبتلا ہوئے نہ
ان پر بلکہ علماء دیوبند پر مواخذہ اور دیوبند کے علماء کو کھڑے

سوچے کھڑا کتبہ چڑھ دیا اور اس وقت وہ بالشت منظر ضعیف بتائیں کہ فرج المہم
 شرع مسلم و بذل الجہود و شرح البراد و کس دعا و سونڈی کا نتیجہ ہیں۔
 تقدیر ان میں عبود سہارن پر اس وقت میرے اٹھ میں ہے تا دیا کی دیر
 حضرات کا مولانا پر ایک بہت بڑا بہتان بکا کھا ہذا بہتان عظیم کا مصلوق
 ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب بخدیہ الناس میں نبی کریم کے بعد اور نبی کا
 پونہ ممکن، مانا ہے۔ مولانا ناز تو سی نے تقدیر انہوں کے اصل پر لانی بعدی
 والی پوری حدیث کھڑ کر قیامت تک کسی اور نبی کا آتا جند کو دیا ہے۔
 جو لوگ یہ جھوٹا بہتان مولانا پر لگاتے ہیں یا دیکھیں اگر بغیر تو بہترین
 کے تو یقیناً حکم افاکین کی عدالت میں برحق محشر جواب وہ ہمد گئے ہوں
 کتاب پر ہیں اور میری اس تحریر کی تصدیق کریں۔ جہنہ حضور کی
 یہی تعریف اس سے پہلے نہیں سنی تھی
 محمد فضل حق خلیفہ میلہ وال صلح سرگودھا اذہ خدام حضرت میاوی و غفرلہ

خطبہ

شمالی پریس سرگودھا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ

وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ

بِرَأۡدَةِ الْبِرَارِ عَنْ مَكَائِدِ الْأَشْهُارِ

قبر آسمانی بر فرقہ رضا خانی

عَلَى مَسْجِدِ الْإِسْلَامِ فِي الْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ
وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ

وَقَدْ كُنْتُ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْغَائِبِينَ

یہ وہ اکابر ہیں جنہوں نے کفر و شرک کے منہ سے اور چہرے سے تہمت لگائی ہے اور
 علیہ وسلم کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے

جواب استفسار نمبر (۱۵۳)

از جانب مولوی نعیم الرحمن صاحب مدظلہ شہر انجمیر

جواب

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے پہلے ہیں۔

۲۔ علم کلام اور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابوں میں : اپنی کوئی تہمت نہیں
 اور نہ اس کا کوئی ذکر ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ تو پہلی اسکو کہتے ہیں جو صریحاً کہہ
 شیعہ سنت نبوی کو شرک : حجت سے پرہیز کرنے والا ہوا اولیٰ شخص کو حجت سے
 خیر کہتے ہیں یہ کہ جو وہ حمل حرکت سے الگ لیتے ہوگے یہ خواہ وہ کتنے کرے
 وہ سب کو کافر کہتے ہوں جیسے مولانا عبدالحق صاحب دہلی کے یہ کہتے ہیں کہ
 وہ بدعتی وہ ہیں جو نہ تھا عہد و صحابہ کے ماضی کہتے ہیں۔ وہ بدعتی وہ
 جو حضرت امام احمد رضا اور سیف الدین کے مقلد ہیں۔ حجت کی تعریف خود صحابہ
 سے نہ طبع و سلم سے۔ ان کی ہے والیس نبی اور انہوں نے جو ہمارے عہد سے
 سے وہ قاضی دوست کہ جو کہ وہ کہتے ہیں وہ بدعتی شخص کہ وہ کہتے ہیں
 بدعتی شخص کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں
 بدعتی شخص کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں
 بدعتی شخص کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدہ و تعالیٰ علیٰ رسولہ الکریم۔
 عربیہ و انجیلی کی زیارت کا موقع ملا اس کوہ اہل الاسلامیہ میں ایک مرتبت حاصل ہے ان کی زیارت کا
 اتنی سی اور اس کے درمیان ارباب فضل و کمال میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں علما کی تمام ضروریات
 ملتی ہیں اور ان بخوبی اور اس انتظام کے ساتھ کہ وہ اسے علمایہ میں اس کی تحریک و ترویج کے
 ذریعہ روشنی و پانی کا انتظام کیا گیا ہے اس کا عمل و قوت نہ رہا و غرض کے لئے نہایت مناسب ہے
 کچھ متوفی ارباب فکر کی امانت اور ارباب مولانا جیسے صاحب مجتہد کی سماجی حیلہ و اہمال و
 حیلہ علمی کا تحریک ہے حق تعالیٰ اس کو توفیق کے لئے منانے تک پہنچائے۔ آمین

نقیہ معین الدین اہلبیت کی تعظیم و تہلیل

[illegible]

تاریخ پیامِ بعدِ اسلامیہ ذرا بچھل کا عکس ملا حفظ فرمائیں

مولانا قاسم علی صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند کے تالیفات میں سے ایک ہے۔
 مولانا قاسم علی صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند کے تالیفات میں سے ایک ہے۔

نارنج بجائے ملازمہ

ڈا ہیل

مولانا قاسم علی صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند کے تالیفات میں سے ایک ہے۔
 مولانا قاسم علی صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند کے تالیفات میں سے ایک ہے۔

تصنیف

مولانا قاسم علی صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند کے تالیفات میں سے ایک ہے۔
 مولانا قاسم علی صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند کے تالیفات میں سے ایک ہے۔

ادارہ تالیفات اشرفیہ

۱۰۵
 کاغذ پر ہے۔ حق تعالیٰ اس کو ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہنچا دے۔ آمین
 فقیر معین الدین امیر علی کائنات
 ویرشالہ ۱۳۵۲ھ

نقل معائنہ

مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

جللہ و مصلیٰ! الحمد للہ کہ یہ حقرا بقیہ جماعت کی ایک ایسی درسگاہ
 کو دیکھ کر سرور ہوا جو بفضلہ تعالیٰ فیض یافتگان دارالعلوم کے فیوض علمیہ
 سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور تحریروں و ننداروں و سادہ انجرات کی مالی آفت
 اس کی بارگاہ و پریشان عمارات و درسگاہوں میں قسراً ناظرین کا مصداق
 ہے اور اپنے ضروری اور فائزہ ساز و سامان سے علماء و طلبہ کو درس و
 تدریس و قیام میں بہت اور راحت پہنچا رہی ہیں و عجب کرتی تعالیٰ درسگاہ
 کو روز بروز اور حضرات معاونین کو جزائے حسن عطا فرمائے۔

ید و نقیر سید اصغر حسین حسینی حنفی مدظلہ العالی دارالعلوم دیوبند

محرم ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ

الذی یسرہ فاعلمہ صحت

آستانہ عالیہ سیال شریف کے سابق مجاہد نشین کا ذکر

آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کے سابق مجاہد نشین حضرت مولانا محمد صاحب کا ذکر بھی یہاں ہے۔

و قومی تحریک کی بناء پر، حکیم ملک کی تحریک جون جون دہر پکڑ رہی تھی۔ فرقہ واریت اور براہ راست روایت رہنما انگریزی پالیسی تھی۔ ورنہ قیام پاکستان سے پچیس تیس سال پہلے کی عملی فتنہ آج آپ کو یہ باہمی گفتگو نہیں ملے گی۔

ملکی سلطنت کے جزئیات اور کو پھانے کے لئے برصغیر میں جب تحریک خلافت اور برصغیر اسلام نے یہاں چھ گرا اسلامی خلافت کے دفاع کے لئے کام کیا۔ اس زمانے میں علامہ ابو محمد خلیفہ الدین سیالوی نے جس طرح مجاہدانہ خدمت ادا کی ہے، انکسار کے خلاف جس نے جس وقت۔ آپ پورے ہند میں تحریکی اور سرگرم مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف، مخالفت کی راہوں کے ایک مرکز بننے کے لئے میں کو مشاغل تھے۔

یہاں تو ایسی سلسلہ میں آپ دارالعلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے۔ یہی انور شاہ صاحب نے اس وقت شیخ الحدیث تھے۔ حضرت سیالوی کی آمد پر شاہ صاحب نے تھکی ہو کر طلباء میں مجلس لگائی تاکہ اس استقبال میں وہ بھی شریک ہو سکیں۔

مرنے کو پہنچنے کے لئے شاد صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اس پر نہ بیٹھے کہ یہ
 مسند خالی پرٹی ہوئی اور شاد صاحب، حضرت کے سامنے صوبہ پانہ طور سے دوڑا تو
 مسند گر بیٹھے رہے۔ پھر شاد صاحب نے حضرت سے تحقیر اور شاد کی اتھاس کی۔ آپ نے ٹھنڈے پھر
 کمر باندھی۔ پھر آپ نے دارالعلوم کے لئے ۱۰۰ روپے کا عطیہ دیا۔ شاد صاحب نے آپ سے دعا کی
 کہ اس سے آپ نے دارالعلوم کو بے نیاز و تمام عالم اسلام کی کامرانی کے لئے دعا فرمائی۔

دارالعلوم کی طرف اکابرین پنجاب و ماموروں سے صاحب نسبت تھے۔ چشتیہ صابریہ جیسے جیسے اکابر
 ملت بہت ہوئے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے جس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلاف نہ
 تھا۔ حضرت مولانا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ دارالعلوم علیہ السلام میں اجتماع ۱۹۷۹ء طالع
 ۱۰۰۰ ہجری بمقام شاد صاحب ایک نماز تشریف لائے۔

ہوالمعظم کا نگرس ملا حلقہ فرمائیں

تراشید و معنی کا حصہ در سالہ عمدہ روحانیات

مہو

تاریخ

عاجزہ نظام الدین مہو



اسلامیہ فاؤنڈیشن

۲۴۹ این۔ سیمن آباد۔ لاہور

حضرت کو بچنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی منہج میں کی حضرت حضرت تاج
 بچنے کے لیے یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند غالی پڑی رہی اور شاہ صاحب کو
 نے سات سو نوادہ عورتوں سے دوڑاؤ وقت باندھ کر بچنے دیا۔ پھر شاہ صاحب نے
 حضرت سے فقیروں اور شاہوں کی دھمکی کی۔ آپ نے گھڑی بھر تعزیر فرمائی۔ ہم نہیں
 روزہ صوم کے لیے دو سو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے اور ایک
 لاکھ آپت وار غلام و چوبند اور تمام غلام مسلمان کی گھر لائی گئے لیے وہ فرما دی۔
 اور دوسری طرف اکابرین و چوبند اور عورت صاحب نصرت تھے چنانچہ
 عمارت عظمیٰ میں اکثر حضرت رحمت ہوتے گئے ملاوہ خود بھی صاحب رحمت
 اپنی معلوم ہو کہ اکابرین میں زیادتی اختلافات نہ تھے بلکہ پیشہ دعوت و دعوت
 فی دین سستہ رہا۔

یا اللہ! یا محمد! کا جھگڑا

برصغیر کے مسلمانوں کو حکم — بھی اہانت و براہمت کے اکابر
 نے جب نہایت سے جیادتی امور پر غصہ کیا تو آپ کا مسکا قلعہ میں مقیم رہا
 ہر کسی آوازوں میں حسد و نفرت کے لیے دعوئی اختلافات پر عاجز و آراستہ
 اور ان حقیر امور کو دعویٰ کے حقیر قضیہ سے میں کسی مقام پر جب کہ استعمال
 مشیت۔ اور کسیوں نے دعوت کے بارے میں اشتداف شدہ کلامی میں غلطی
 نہ کی ہو تا حال موجود رہا۔ چنانچہ اس وقت کے سوچ میں دلچسپی فرمادی۔

مدرسہ کراچی ۱۹۴۸ء میں ترقی یافتہ عالم دین صاحب کے دل و دماغ میں دارالعلوم دیوبند کے
حکومت کی قیادت و عظمت تھی کہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے جا کر ۲۰۰ روپے چندہ جمع کرایا۔ آپ
صاحب سے دارالعلوم دیوبند کے اعلیٰ مقام کا خوب اندازہ فرما لیجئے۔

آستان عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا ذکر

آستان عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا ذکر بھی پڑا ہے۔ مولوی محمد ذاکر صاحب نے
تجربہ تو پہلی قصبے میں حاصل کی۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔
بعد میں تیسرا اور فقہ کی تعلیم کو مکمل کیا آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے خاص شاگردوں
میں سے ہیں۔ موقوفہ ان تحریک جامعہ محمدی میں ۱۹ شائع کردہ شعبہ تالیف و تصنیف جامعہ محمدی شریف ضلع

آستان عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کے بانی کے بارے میں مولوی محمد ذاکر صاحب نے
تجربہ محمدی بخیر رسی دارالعلوم دیوبند میں حدیث و تفسیر اور فقہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سند
حاصل کر لی اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

مولوی محمد ذاکر صاحب آستان عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ نے دارالعلوم دیوبند سے سند
حاصل کی۔ سند کروڑوں روپے کی ہے ۱۹۸۸ء میں دواغ دوم و مبالغہ اختراعی، سن اشاعت ۱۹۸۰ء مطبعہ نزلہ
دارالعلوم دیوبند شریکہ دواغ نیا روڈ بازار اہل ہند۔

پڑھ کر علماء و پنجاب کا عکس ملا حظہ فرمائیں

تذکرہ علی گنجیہ نجاب

(۱۲۰۱ھ - ۱۳۰۰ھ)

جلد دوم

اختر الہی

مکتبہ رحمانیہ
اردو بازار لاہور

۱۳۰۰ھ
۱۹۱۹ء

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

الحاجۃ الخاتون کاظمہ الدین بنت محمد بن عبد اللہ

۱۰۶۹۰
عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفک رجل رجلاً
والہدی ولا یومئذ یا لکھنؤ اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن صاحبہ! کہہ اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابراہیم خدائی سے دعایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مکرم نے فرمایا گوئی موی کی کہہ لاری دلو کے ساتھ تہمت نہیں لگا تا مگر یہ کہ کلمہ لاری
مکرم نے فرمایا کہ تہمت ہے جیب کہ اس کا مافی تہمت لگا یا گیا کہ لاری و
مکرم نے فرمایا کہ جو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خدا فرما جاتا ہے

دھول کی آواز

مؤلفہ

امامی سرگودھا الحاج الحافظہ کامل الدین رتو لاری منشی فاضل

حسب فرمائش

محکم حافظہ فضل حق از خدام حضرت سیال شریفہ دام بیعتہ

مطبعہ کا پتہ

لہذا تفصیل میں ان نسخہ سرگودھا حافظہ شریفہ طالب علم

دارالحدیث لاہور کے مولوی محمد شریف امام مسجد نمبر داران احمدیوں
کے مولوی محمد شریف مولوی محمد شریف مولوی محمد شریف

اس علاقہ کے بڑے بڑے اہل علم کے حدودت پر کتاب تہذیب الاسلام نے گہرائی
 اورانی کو بکھرا دیا ہے جو حاضر و مستقبل کی قربانی جن حضرات نے کتاب تہذیب
 پر شکر تحریر کر دی ہے سب تحریریں ذیل میں صحت کی جانی ہیں کئی ایک حضرات نے
 بارہو کتاب پر اپنے اپنے ایک حرف تک کھو دیئے ہیں صاف اظہار کیا ہے کہ
 یہ کتاب دیکھ کر پڑھنے سے ہی انگار کھینچ لیا ہے یہ حضرات چونکہ اس قدر کہ کسی
 ذاتی حدودت سے نہ کسی کی امانت سے نہ ہے اس لئے ان کا نام تکلیف پر لکھا
 نہیں ہے ان کو اللہ تبارک کے حمد و ثناء میں۔ ہدانا اللہ جنتاً۔ اللہ ہم سب کو
 ہدایت کرے۔ ناظرین پر تحریریں نہایت قابل قدر ہیں ان میں سے ہر ایک
 مولانا حمزہ الاسلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے
 لئے ایک مستقل دلیل ہے، حق نے غور و طوالت تہذیب کا خلاصہ بہت
 اختصار کے ساتھ لکھا ہے جس کو زیادہ شوق ہر وہ اصل کتاب دیکھے کہ
 کھنڈگان کے انبار کے ساتھ حسبِ رواج نہ اس ایک خوان لیجے چاہئے اس کا
 نہیں۔ لیکن تاکہ من کر احبابی بیگم تو مرا حاجی بگو والا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک نہری قابلِ عمل تحریر از حضرت مولانا الحاج قمر الدین صاحب
 سجادہ نشین سہال شریف دام فیضہ

میں نے تہذیب الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان
 سمجھتا ہوں مجھے غرض ہے کہ میری حدیث کی سندیں ان کا نام موجود ہے نام نہ
 کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک ملتا تھا۔ اے پہنچا ہے وہاں تک

کی کچھ نہیں گئی تفسیر فرضیہ کو تفسیر واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قرآن مجید میں ہمالیہ

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرحمن صاحب المدثر شریف ضلع جہلم
احمد اللہ بقا نہ ملے دامن المریثہ ہیں آمین۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے
سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام اللہ علم کی جو اے اللہ تعالیٰ اپنے
خدا مت کی ہے وہ انتہی لاکھڑے سے اللہ تعالیٰ ان کے حشرات کو قبول فرما کر ان کو
جو ان کے خیر جہاں فرماتے ہیں اہم ہم ایسے بیابان کا وہاں کو اپنے نیک بندوں کی عقل
بغلی سے آئین دار رب العالمین یا نہ ہار نہ جان پڑ آتے کہ اہم نور مرقب و نور
اخترنا معاً (اے اللہ تبارک بن کی خواب گاہ قبر) کو دیکھ کر اللہ ہما
یہ صفت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کو ان کی عبارت
سے اپنے مفید مطلب مننے نکالنے تو ہر روز شہد آدمی ایسی باتوں کی طرف و جہن
جی نہیں کر سکتا اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب مننے نہیں نکالے
آیات قرآنی کی تاویل کی اہادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھال دیا۔ حضرت
نعمان اللہ تعالیٰ جنتہ اللہ علیہ کے مکتبہ شریف سے عبارتیں نکال کر ان
کو تاویل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان پر راہیں
کے میں بدعتیہ ہو جاتیں مجھے سامعہ اللہ معہا بہر حال میں کیا کہ اس
اپنی راستے سے اللہ پھر توبہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر بدعتی ڈالوں و محمد پر ان میں سے

نے غمزدانی کو بھی پاک کی ذات میں لائیں بعد میں اس پر کچھ نہ بند کر دیا ہے۔ اسی
ان دونوں کے وسیع سے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہوتا ہوں اس سے زیادہ کب
مری کہ دنیا میں مظلوم مظلوم مظلوم مظلوم۔

سنگدہ عذبت سواہ کار غلام بہول غروب الرسول بلکہ شریف فیض علم و دینی

تحریر و تالیف از قاری الحاج مولوی محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹلی

میرزا یوں در حق حضرت صاحب کا حضرت مولانا محمد اسماعیل نقوی بانی مدرسہ دیوبند
کے متعلق غلام انور صاحب تحفہ نیکو نامہ معتمد حضرت مولانا مولوی کا
بنوہ خاصہ کر کے میران رہ گیا کہ مرزا کی وغیرہ اس سے ہاکی سے مولانا نقوی کو پہلا
بوتہ بعد میں پاکہ کا معتمد مانتے ہیں حالانکہ محذیر الناس کی عبارت سے
ابھی سے جی استنباط سے مستحضر آجایہ چیز ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ جب آپ
نے حاکمیت با قضاہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاکمیت فرمادی ہے
تو عنایت سے کس قسم کی نبوت یہاں سے ثابت کرتے ہیں مولانا نے کہ مجاہد قائم
نبوت محمد بنی کریم سے متعلق فرمادیں ہیں نبوت کی ایسی کوئی قسم باقی
نہیں چھوڑی جو حضرت پر ختم نہیں ہوئی بعض فقہ فریضیت سے حقیقت سب
یعنی ان کی فاضل میں ہے کہ ہے خدا جب یہ لیا ہے غرض میں چھوڑ لیا ہے
مراد سے تو صاف فرمایا ہے کہ اطلاق خاتم اس امر کا مقتضی ہے کہ بعد ان کے بعد
نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے یعنی آپ نبوت کے بعد کی آخری نبوت ہیں تو
جب حضور بعد از نبوت کی آخری نبوت ہے تو غیر کی نبوت کہاں

سے آئے گی۔ بلکہ تحذیر انہاس کی عبادت سے تو صراحتاً اجراء ہے نبوت کا انتفاء
 ہم بت رہا ہے دیکھو کہ انہی بعدی مثل تحذیر نبی کریمؐ سے لہذا اس طبقہ کے لوگوں
 میں ملکہ نبوت کو خود اپنی نبوت پر یقین نہیں ہے یہی کریم کی صفت میں
 ان کا یہ ایک شعر ہے :
 فرماتے ہیں :

ہست اذ غیر البشر خیر الا نام
 ہر نبوت کا بڑا خدا خست تمام
 احقر محمد حنیف خطیب کوٹھوس

ارشاد حضرت الحاج قاضی نوجوان صاحب زادہ مولوی مطلوب الرحمن صاحب
 تبارک نشین لکھ نثر لیلۃ فیض جہلم میں اس تحریر و تحقیق تحذیر انہاس سے
 بالکل متنقہ ہوں تاہم محمد مطلوب الرحمن صاحب نشین لکھ نثر لیلۃ فیض جہلم حضرت
 صاحب زادہ صاحب نے مولوی صاحب کوٹھوس کی تحریر پر چھ کوڑے اپنے
 قلم سے بوالغافہ لکھ دیئے جو اکمل اللہ خیرا۔

فصل ثانی

شانی پریس سرگودھا

قادر مبین محترم آپ حضرات نے مولوی محبوب، سولہ آستانہ عالیہ لکھنؤ شریف طبع مجسم کی خدمت
 محبت کو چاہا اور سلام قاسم اعلیٰ علیہ السلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صلہ رحمی سے
 میں بخوبی پہچانتا ہوں کہ حضرت مولوی محبوب الرحمن صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت مولانا گرامی
 دہلی دہلی کو اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ میں سے سمجھتا ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اور اللہ تعالیٰ
 انبیاء کو قبول فرمائے۔ آمین، اور اللہ تعالیٰ اپنے پیادہ کار بندوں کو ان کے شعلہ بخش سے اور اللہ تعالیٰ
 حقیر کو منور فرمائے اور دن قیامت کے ان کے ساتھ اٹھنا نصیب فرمائے اور اس فرقہ طوائف سے الگ رہیں
 قرآن اور احادیث نبویہ کو لکھ رکھ میں دعا کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 کے ملاحیہ شریف سے اپنے مطلب کی عبادات نکال کر تاویل کی زبان پر چڑھایا پھر ان کی راہ میں
 تاویلات کی چیز اور ہم ان پر عقیدہ فرقہ کی باتیں بن کر ملائے دیوبند کے خلاف ہرگز نہ ہوں گے۔
 ملائے دیوبند کے خلاف ہونے سے ہم اللہ تعالیٰ کی اپنا دیا ہے ہیں اور میں ملائے دیوبند کے لیے سے
 تعالیٰ سے رحمت مانگتا ہوں تو یہ ملائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ جس کے وسیلہ سے آج کل
 شریف والے اللہ تعالیٰ کی پارکھ میں رحمت کے طلب گار ہیں۔

آستانہ عالیہ اعموان شریف ضلع گجرات کا ذکر

آستانہ عالیہ اعموان شریف ضلع گجرات کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔ گزشتہ ملاوی قاضی سلطان محمود صاحب دہشتہ حضرت مولانا عبدالغفور مہر قون مہر و شریف کے قلم کے بار میں سے تھے سلسلہ عالیہ قادریہ کے تھے۔ حضرت صاحبزادہ محبوب عالم صاحب مدظلہ حضرت قاضی (سلطان محمود) صاحب کے حقیقی بیٹے تھے۔ صاحب نے آپ کو مولانا صاحبزادہ آپ کی تعلیم کے لئے بہترین اساتذہ بھی رکھے مثلاً مولوی عبدالرحمن صاحب دہشتہ مولوی سرہاں ضلع کیل پور الٹکہ عقول از مقامات محمود ص ۳۴۰ مولف معشوق پور جنگ مہلوہ۔

پیشہ سوزن اشاعت ۱۹۶۳ء

آج کے محترم مولوی قاضی سلطان محمود آستانہ عالیہ اعموان شریف ضلع گجرات کی تعلیم کے لئے بہترین اساتذہ مولوی عبدالرحمن صاحب کی تعلیم کے لئے بہترین اساتذہ بھی رکھے۔ یہ لکھنے والے صاحب مولانا صاحب دہشتہ مولوی سرہاں ضلع کیل پور الٹکہ عقول از مقامات محمود ص ۳۴۰ مولف معشوق پور جنگ مہلوہ۔

۱۹۶۳ء کی کتاب مقامات محمود کے صفحہ ۳۴۰ مولوی عبدالرحمن صاحب کی تعلیم کے لئے بہترین اساتذہ مولانا صاحب دہشتہ مولوی سرہاں ضلع کیل پور الٹکہ عقول از مقامات محمود ص ۳۴۰ مولف معشوق پور جنگ مہلوہ۔

۱۹۶۳ء کی کتاب مقامات محمود کے صفحہ ۳۴۰ مولوی عبدالرحمن صاحب کی تعلیم کے لئے بہترین اساتذہ مولانا صاحب دہشتہ مولوی سرہاں ضلع کیل پور الٹکہ عقول از مقامات محمود ص ۳۴۰ مولف معشوق پور جنگ مہلوہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ

خزینہ معرفت

تذکرہ عاشق بابائی شیرازی علیہ السلام

مذہب دوست اکی مملوک کے مقابلے پر ہے
یہ کوئی شاید محقق کا بہادر شیر ہے

یہ کتاب میر تقی میر کی مدح و تحسین میں لکھی گئی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں
میر تقی میر کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں
میر تقی میر کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں

یہ کتاب میر تقی میر کی مدح و تحسین میں لکھی گئی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں
میر تقی میر کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں
میر تقی میر کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں

یہ کتاب میر تقی میر کی مدح و تحسین میں لکھی گئی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں
میر تقی میر کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں
میر تقی میر کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں اہل علم و ادب کی مدح و تحسین کی ہے اور اس میں

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنكون له

بیان حق

مؤید صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصص و شہداء حضرت مولانا خلیفۃ المسیح

کتاب خیرۃ الموعودت ج ۱ سے ادارہ نذر گوارا مولوی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ سوری
 شہیت ہے۔ ان کا مسلک دیوبند حضرت کے خلاف نہیں تھا۔ ان کی کتاب خیرۃ الموعودت
 میں مولانا نے صفحہ نمبر ۱۵ پر تحریر فرمادہ ہے کہ حضرت میں صاحب رحمۃ اللہ علیہ امین
 علیہ السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مؤثر پر شخصت کر کے واپس مکان میں تشریف لائے تو
 وہاں کہ جب بندہ میں چلا تو دلی رنج و غم ان میں سے ایک سید انور علی شاہ صاحب میں پیشین
 نما ہو کر مجھ صاحب شریعہ رہی ہے ہم سے خیرۃ الموعودت کی اشاعت اجازت طلب کی۔
 یہاں میں سخت غصہ ہو رہا تھا و اتفاق کے بارے میں کہا تھا کہ یہ اسی طرح رکھیں اس
 کتاب میں تبدیلی نہ کیا جائے میرے ساتھ انہوں نے وعدہ کیا پھر بعد میں انہوں نے
 کتاب میں دیوبند میں چلا کر مولوی وجود والی روایت اور اسی طرح ۲ روایات اور بھی
 لکھ دیں۔ جب ہمارے مولوی مولانا اسماعیل نے بیجا ام بھیجا، یہ روایات کیوں نکال دی گئی ہیں انہوں
 نے صاحب راہ میں لے کر گواہ نہیں کیے کہ ان روایات و قولوں کی نقل کیا ہے مولوی صاحب
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تصانیف حضرت میں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو کچھ وہ کسی شخص کو
 سنا ہے وہ ان کے ساتھ خاص طور سے توفیق اللہ علیہم کے تصانیف تھے۔

محمد اسماعیل اسم خود ۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲

یہ بھی کہا تھا کہ میں مفسد سب دانش میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے۔ جب دیکھ کر حضرت
آزاد ہو تو میں کا ایک لکھو آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ نیز اسی خط میں یہاں صاحب
خدمات کا اشتیاق بھی ظاہر کیا تھا۔

(۲) ۱۹۲۵ء میں اہل جمعہ دنیا کے مولانا مولیٰ صاحب دہلوی عظیم مدظلہ العالی کے
کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت میاں صاحب کو کسی طرح ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ان
کے ہاں ایک ہفت میں چل کر میرے گھر مجھ کو لیا اور فرمایا کہ میرے مہمان ہیں۔ میرا گھر
مولانا صاحب سے دلوایا اور خزانہ کی اقدار میں تھا تو میری۔

(۳) اس کے ایک سال بعد حضرت مولانا اہل حق و صاحب شیخ الحدیث صاحب
دیوبند شرفیہ رتشریف لائے۔ مولانا صاحب علی صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت صاحب
کو انتہائی خوشی ہوئی بلکہ ان کی مدح میں فرمایا کہ دیوبند میں چار سو سیستیاں ہیں۔ حضرت
ایک نے میرے گھر کو ہم کو فرمایا ہے۔ مولانا صاحب اب میرے صاحب قصوری کے ہاں صاحب
کے ہاں حقیقت میں تھے۔ یہ وقت اپنی تصنیف "نور معرفت" میں لکھی ہے کہ ان صاحب
صاحب صاحب نے انھیں نے دوسرے پندرہ سو میں "نور معرفت" سے یہ واقعہ نکال دیا ہے۔

(۴) الحاج مولانا عبد العزیز صاحب فیض پوری ہمارے علاقہ کے شریف عالم
کی بیعت حضرت میاں صاحب سے تھی۔ مولانا عبد العزیز علی الاعلان دیوبند کی بیعت
سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے والد مولوی محمد حسن صاحب مدظلہ العالی صاحب
تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی صاحب مدظلہ العالی تھے۔ مولانا عبد العزیز صاحب حضرت صاحب
کے زمانہ میں جب ترقی تشریف لائے، میاں صاحب انھیں امامت کے حلقے پر لکھ کر لائے۔

(۵) ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے اپنے دو محققین نور حسن مدظلہ العالی
حضرت گید خوار مسلک کو جو خوار اور مولوی میر علی صاحب سکندر چاہ میاں صاحب

ہی کہتے کہ وہ اہل وقت رہے۔ یہ جو بدھ بن گیا کو میاں احمد علی صاحب شیعہ ابو یوسف
 سے روایت کی کہ حضرت میرا ایک دوست رہا۔

① ایک اور واقعہ غریب کا چھوٹا بیٹا مولانا علی شیعہ شجرہ پر رہے قریب ایک
 سو چار برس قلم علی کے ہم سے شہر ہے۔ یہاں غلام علی کے علم و اجتہاد سے متعلق احادیث
 ہیں کہ جس کے حدیث میں حاضر ہوئے تھے کہ وہ ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب تعلیم کی تحصیل
 ہے اور اس طرح تعلیم کے سے کہاں جاتے تھے۔ حضرت میرا صاحب نے یہ نوٹ لکھا کہ غلام علی
 ملا مرزا کے احادیث میں ہے کہ وہ ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب تعلیم ہیں۔ ملا مرزا کے احادیث میں ہے کہ وہ
 ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب تعلیم ہیں۔ ملا مرزا کے احادیث میں ہے کہ وہ ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب
 تعلیم ہیں۔ ملا مرزا کے احادیث میں ہے کہ وہ ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب تعلیم ہیں۔ ملا مرزا کے احادیث میں ہے کہ وہ
 ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب تعلیم ہیں۔ ملا مرزا کے احادیث میں ہے کہ وہ ملا مرزا کے لڑکوں کے صاحب تعلیم ہیں۔

حضرت میرا صاحب کو یہ بدھ بن گیا سے غیبت و محبت تھی اور کبھی
 کائنات و ملاوت کا انکار نہ کی طرف سے نہیں ہوا۔ بلکہ ایک دفعہ آپ اپنی مولانا احمد علی
 صاحب کی وفات کے لیے گئے تو دیکھا کہ وہ کھڑے تھے کہ وہ قرآن کا ایک
 کلمہ پڑھتے ہیں کہ سقش ہو کہ ان سے نوٹ آئے۔

ملا علی صاحب
 از شجرہ پر۔ شیعہ شجرہ پر

۲۴۹

اور جب لاری والا سے جب حضرت میاں شیر محمد صاحب شریقیہ صاحب دہلی صاحب
حرف نے ملے تو حضرت میاں صاحب شریقیہ صاحب نے یہ باتیں بیان کیں کہ وہ
اگر کامیاب ہو جائیں وقت موجود بہت سے لوگوں نے بنا اور پھر بعد میں حضرت معرفت کے پاس
لوگوں نے پڑھا بھی ہے۔ یہ مکتوبہ شریقیہ معرفت ۱۳۸۵ شامت اول و ثانیہ ۱۳۸۵ شامت اول
ہے۔ پھر بعد کی اشاعت دوم بناب میں تمام احمد صاحب اور بناب میں تیس احمد صاحب
اجتہاد سے ہوئی انہوں نے حضرت میاں شیر محمد صاحب والا ابوابی رحمہ اللہ صاحب دہلی صاحب
دیگر چند مکتوبات کو بڑی صفائی سے تحریر معرفت کتاب سے نکال دئے ہیں وہ اس سے
کتاب حضرت میاں شیر محمد صاحب شریقیہ صاحب کے یادگار حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب
نقشبندی کی تالیف ہے۔

حضرت میاں صاحب کا ارشاد کتاب خریزہ معرفت شیعہ اول میں آج بھی لکھا ہوا ہے کہ
حضرت میاں صاحب کے حقیقی حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب قصبوری کی تالیف ہے لیکن مولانا
اب جو اس کتاب کا اور اعلیٰ شیعہ شائع کیا گیا ہے اس میں سے حضرت میاں صاحب کا یہ ارشاد ملتا
ہے کہ یہ واقعہ صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کتاب خریزہ نے آخر اپنے ہی روشن غیوہ اسلام
کی ایک سنگین غلطی کا ازالہ کر ہی ۱۶-۱۷-۱۸۱۷ء کے بعد الیہ راہ معونی

معاذ اللہ! میں نے اس سال "اسود اکابر" ۲۰۰۱ء کا پہلا حق صاحب کو بھی نہ لکھا تھا۔ ۱۳۸۲ھ میں
مقصود یہ تھا کہ مختلف فرقوں کی باہمی آویزش کو کسی طرح ختم کیا جائے۔ ۲۰۰۰ء ہزار کی تعداد میں بھی
معاذی صاحب امرتسری رہنے کی تعلیم اور دور رس اور مجدد اعظم عالم حق قاسمی کے ذریعے ملت تحسین
حضرت میاں صاحب شرفیوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت سید محمد
صاحب گرجوں والے، حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب مولف خزائن معرفت اور حضرت صاحب
صاحب پیر بلی شریف) نے خالص طور پر میاں صاحب کی روش کو قائم رکھا۔

اسود اکابر کا بیان ہے۔

اسود اکابر کا بیان ہے کہ مولانا الفیر شاہ صاحب کشمیری نے بتایا کہ
حضرت میاں صاحبہ شرفی کے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ
نے لاہور آئے پر میرے ہاں اکثر قیام فرماتے "اسود اکابر ۳۲ دن اشاعت ۲۰ اکتوبر
کاتب عالم پریس لاہور۔

اسود اکابر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَعْتَدْ لَهُمْ أَجْزَالَهُمْ
وَأَعْتَدْ لَهُمْ أَجْزَالَهُمْ

أَسْوَةٌ أَكْبَر

محمد بهاء الحق قاسمی

خطیب ماڈل ٹاؤن - لاہور

بہارِ نبوی کے متعلق پوچھتے ہوئے مسائل نے عرض کیا جی ہاں! انہی کے
سبق سے حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ حضرات حق کی صفات علم کے مظہر اتم تھے اور
یہ واقعہ مولانا محمد سعید صاحب نے اپنی ریاست پر مولانا شمس الحق
صاحب اٹلانی کے سامنے بھی فرمایا تھا۔ (۱۰۱)

حضرت صاحب کا حیران کن اور فراموش نہ کرنے والا بیڑہ تہذیب کے ساتھ
اپنی اپنی جگہ جماعتِ اہل حدیث کے سنجیدہ اندیشہ و مبطلات کے بارے میں بھی آپ کا
بیڑہ جو اپنے اندر روادار نہ تھا چٹا کچھ آپ نے مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمہ
فرمایا کہ جو شخص غور از کتاب شہادت لے لے گا کہ یہ تقریفاً کبھی جو عربی زبان میں
اس کا ترجمہ اس قدر ہے۔

”اللہ! جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب کو بھی زندگی عطا فرما کر
اہل اسلام اور مسلمانوں کی سہ فرما اور سب سے دینوں اور مسند عین کو ذلیل
کر اور زندگی عطا کرے گا۔“ اور ان کی نیکیاں برصا۔“

حضرت میاں شیر محمد صاحب رقبوری

مولانا عبدالغفار صاحب بڑا بڑی شہرت سے لڑنے والے تھے (راقم الحروف
خانگی سے بیان فرماتا کہ ایک دفعہ حضرت ملا محمد انور شاہ صاحب کشمیری دیوبند
کے کھیر جاتے رہتے رہتے افروز لاہور ہوئے (مولانا عبدالغفار صاحب اس
محل پر حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ تھے تو حضرت میاں صاحب نے قیورچی کے توسلین
سے لیکر صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی تائیت یہاں حضرت میاں صاحب نے

کے شوقِ ملاقات کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحب نے سب کچھ دیکھ کر فرمایا کہ میں نے
 یہ جاننے کا وعدہ فرمایا اور جب آپ کچھ دیکھ کر فرمایا کہ میں نے
 تو اس میں صاحب نے وعدہ کی یاد دہانی کرائی چنانچہ آپ نے تشریف لے گئے
 اور میں بھی مولانا عبدالحسن صاحب کو حضرت شاہ صاحب کی مجلس کا
 شرف حاصل رہا۔ حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے ساتھ
 انتہائی احترام و اکرام کا معاملہ فرمایا اور حضرت شاہ صاحب کو چند نقد دیے اور
 چند کپڑے بھی عطا فرمائے گئے اور خدمت کے وقت سوار کی پر سوار کرانے کے
 لئے ہارنگ ساتھ تشریف لے گئے۔

مولانا عبدالحسن صاحب کو صوفیہ سیر کے معجزات کی تائید کرتے ہوئے
 اس واقعہ مزید تفصیل: میں الفاظِ ذرا بی ہے۔

حضرت میاں تیر محمد صاحب شریعت کی خدمت میں حضرت شاہ صاحب
 تشریف لائے کہ ہم کالج میں حاضر ہوئی تو اس وقت میاں صاحب مکان کی بلانی منزل
 پر تشریف لائے تھے۔ حضرت کے خدام نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا
 کہ حضرت میاں صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ جب اوپر سے تشریف لائے
 ہیں تو بیٹھے ہوئے جہانِ ان کے استقبال و اگر ہم کہنے کو کہتے ہیں تو
 آپ خود ان کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے منسلک
 ایسا کرکریا گئے۔ میں ایسا کرکریا کرکریا کا طریقہ ہے۔ چنانچہ حضرت نے ان صاحب
 اطلاع ہو کر تشریف لائے اور حضرت شاہ صاحب کے پاس سے وہ فرما دیے
 میرے حضرت شاہ صاحب نے میرے پاس سے فرما دیے۔

تصنیف ہے مگر معاصم ہے کہ اب جو اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن نکال کر
 ہے اس میں حضرت ذیل صاحب کا یہ اضافہ حذف کیا گیا ہے مگر یہ واضح ہے
 ہے تو اس کا مطلب ہے جو کہ ناشر کتاب نے آخر اپنے یہ پیش بینی و سائنس
 بات خبر کی ایک "شکلیں نقل" کا انکار کر ہی ڈالا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دیگر پیران عظام

مندرہ ہندوستان کے ایک ایسے مشائخ طریقت نامی قریب میں گذرے
 ہیں جن کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ دیوبند کے کلیہ فکر سے نفرت رکھتے والے
 حضرات کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض نے خود اکابر دیوبند کی
 شاگردی اختیار فرمائی مثلاً حضرت شیخ احمد شاہ صاحب (پورہ شریف ضلع کٹیہور) کے پاس
 ہذا اچھے حضرت خواجہ ناز احمد صاحب پوری کی زندگی میں دیوبند کے مدرس میں تعلیم حاصل
 کر کے گئے تھے اور پھر کابار علی دیوبند کے علم و تقویٰ کی منہ فرماتے رہے۔ راقم الحروف
 فاضل نے خود یہ صاحب کی زبان مٹی و لہو حضرت مولانا محمد امین صاحب دیوبند کے حضرت
 مولانا الزماں صاحب شیرازی کی شان میں قریبی الفاظ کہنے ہیں۔

اور جب حضرت اپنے صاحبزادوں کو دیوبند کے علماء سے تعلیم حاصل کرانے کے
 لئے فرمایا جیسے حضرت مولانا محمد امین صاحب دیوبند کے لئے اپنے صاحبزادوں
 مولانا بہار حسین صاحب، مولانا دیوبند کے مدرسے تعلیم دیوانی۔ نیز حضرت مولانا
 شاد صاحب دیوبند کے لئے مولانا محمد حسین صاحب دیوبند کے علماء سے تعلیم
 حاصل فرمائی حضرت مولانا کے علاوہ دیوبند کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ مثلاً حضرت

آپ کے لیلیٰ جناب مائی الفضل احمد صاحبہ مدظلہ العالیؑ کا ہوا ہے جو ہر شے کی مدد سے
 مولانا جہاںگیری صاحب قاضی کے زمانہ "اسرار الکاظم" سے یہی واقعہ دریافت کیا۔ یہ واقعہ
 مولانا عبدالحق صاحب جہانگیری خطیب صدر اولہ پٹنہ نے مجھ (کاظمی) سے بیان کیا
 اور حضرت علامہ مولانا شاہ صاحب تھانیؒ سے بھی بیان کیا۔ یہ واقعہ مولانا شاہ صاحب
 انہماں صاحب اہل سفر میں حضرت شاہ صاحب کے علم اور تبحر کا ایک نمونہ ہے۔ یہ واقعہ
 سے ایک صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت میاں صاحب کے شوق و اشتیاق
 سے بیان کیا۔ مولانا شاہ صاحب نے اس پر شکر و تحریف لے جانے کا وعدہ فرمایا اور جب آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوئے تو انہی صاحب نے وعدہ کی یاد دہانی کرائی چنانچہ آپ شکر و تحریف لے کر
 مولانا شاہ صاحب صاحب کا حضرت شاہ صاحب کی عمرانی کا شرف حاصل رہا۔ حضرت میاں صاحب
 شاہ صاحب کے ساتھ انہماں اہل کرام و احترام کا معاملہ فرمایا۔ جبکہ حضرت شاہ صاحب کو چند روز
 بھی بطور ہدیہ پیش کئے اور خلعت کے وقت سواری پر سوار کرانے کے لئے ہر یک ساتھ حاضر ہوئے۔
 مولانا مولوی عبدالحق صاحب موصوف نے میرے مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرمایا
 تفصیل پڑھیں انشاء اللہ۔

حضرت میاں شہر محمد شہر قوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت شاہ صاحب تھانیؒ
 نظر کالی میں حاضر ہوئی تو اس وقت میاں صاحب مکان کی بالائی منزل پر تحریف فرماتے تھے۔
 حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ہر سے تحریف
 پہنچے ہوئے جہان ان کے استقبال و اکرام کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ آپ خود ان کے پاس
 جاتے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا یہ بڑی بات ہے۔ جیسا میاں صاحب کا طریقہ ہے چنانچہ
 صاحب اطلاع ہوئے یہ تحریف لائے اور حضرت شاہ صاحب کے سامنے دوڑا اور کھڑے ہوئے
 صاحب نے مصافحہ کیا پھر پھر پانچ منٹ تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا۔

میں خداوند کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے ایک مدت کی تباہی کو تباہی پر راضی کیا۔

نے اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دہلی رحمۃ اللہ علیہ لکھو گئے
 صلی علیہ وسلم کی وکرتے ہوئے فرمایا۔

میں حضرت کو آپ کہاں احوال میں۔

آپ نے حضرت شیخ الہند کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا

میرے پاس موجود مخطوط ہے۔

حضرت میاں صاحب نے اکثر کتابیں لکھیں ہیں، لیکن پورا یا انہیں ۱۱۰ پانچ روپے
 کی قیمت میں ڈال کر حضرت شاہ صاحب کو بیٹے بخش گئے اور غیر کی مثال سے قادیان ہو کر حضرت شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بخش گئے۔ انہوں نے ان کے (۱۱۰) اہل علم کو بیٹے (۱۱۰) میں (۳۸) یہ
 ان کے بعد حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے ساتھ فرمایا۔ مکتول از اسوۃ اکابر ۲۹۹-۳۰۰

آپ حضرت اب کتاب خزینہ معرفت ۳۸۳ صلی پر درج شدہ دیوبند میں چار نواری
 کے ہائے وقفہ کو لکھنے کے بارے میں حضرت جناب محمد اسحاق صاحب قصوری تیسرے حضرت صوفی

ابو صاحب قصوری کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

علیہ السلام صاحب جزا اور مولوی محمد عمر صاحب سکندر پور میں شریف کے جو حضرت میاں صاحب علیہ
 السلام کے ہائے دیوبند میں سے ہیں۔ قصود میں شریف لکھتے ہیں کہ ان کی خدمت میں عرض کی کا شکر کوئی

صاحب ممبری وغیرہ فرمائے تو میں ہمارا دیوبند کے صاحب جزا اور صاحب کی خدمت میں عرض کی
 کہ اس کتاب کو دست فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جس طرح ادا چاہیے تیار ہوں حتیٰ کہ کتاب کی

تعمیر میں آسانی اور ترجیح آپ ہی نے دست فرمائی اور مولوی چرخ الدین صاحب سکندر قادری
 صاحب صاحب میرا دوست ہے یہ بھائی نے آپ کے حالات دینے میں بہت ادا فرمائی اللہ تعالیٰ انکو

مکرم فرمائے۔ خزینہ معرفت صلی ۱۱۰-۱۱۱ ہجری

خزینہ معرفت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

مولوی محمد اسماعیل شیعہ کا ذکر

مولوی محمد اسماعیل بن میاں سلطان علی ریاست گجرات حلقہ میں پیدا ہوئے تھے۔ سوانح حوالہ
مقتلہ تھے مولوی محمد اسماعیل نے ابتدائی دینی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ لڑکپن میں مسلک اہل تشیع کی طرف
والدین نے بڑی سختی کی مگر وہ اپنے مسلک پر قائم رہے۔ دینی تعلیم کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دہلوی میں
دارالعلوم دہلوی میں انہوں نے اپنے اساتذہ کرام سے مختلف فرائض مسائل پر بحث و مباحثہ کیا۔
بعد سے دوران تعلیم دارالعلوم دہلوی سے نکال دیئے گئے۔ یہ تذکرہ علما کے پنجاب ہند دوم میں ۱۹۰۹ء
اول ۱۹۸۰ء مطبوعہ لاہور۔

بعد میں اہل تشیع جعل ساری سے مولوی محمد اسماعیل شیعہ کو سابق دہلوی تھے۔ یہ
اسماعیل شیعہ نے بھی الشیاء کی تعلیم اسلامی و یورپی دارالعلوم دہلوی ہند سے کچھ عرصہ علوم دہلوی حاصل
وہ دہلوی حلقہ میں کیا ہے۔ لیکن یہ ان کی بد نصیبی تھی کہ والدین اور اساتذہ کرام کے سمجھنے کے باوجود
تکلیف خالی شیعہ رہے اور شیعہ پر چمکے ہوئے آخر کار مروجہ شیعہ کی سے فافادہ و گروہین طبع شیعہ
کہہ داتے ہیں کہ ان کے ساتھ میں رہے گئے۔ پھر اس کی میت فیصل آباد لائی گئی مرزا علی سیف مسیحی
جنازہ پڑھائی اور فیصل آباد میں دفن کئے گئے۔

قادر مین محترم ایسے بات یہ ذکر کیجئے کہ مولوی محمد اسماعیل شیعہ نے دارالعلوم دہلوی ہند میں
اپنے گواہ کی بنی طالب علم ثابت کیا مگر شیعہ برگزینہ ظاہر نہ کیا۔ اور فارم و اعلان پر بھی مولوی محمد اسماعیل شیعہ
لکھا لیکن دوران تعلیم علما نے دہلوی ہند سے مختلف مسائل پر گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ دہلوی ہند و دارالعلوم
طالب علم خالی شیعہ ہے اور دارالعلوم دہلوی ہند والوں نے پھر مولوی محمد اسماعیل شیعہ کو دارالعلوم دہلوی ہند

۳۔ استانہ عالیہ نقشبندیہ بیر بل شریف کا ذکر

راج کی عادت میں ہی مجھے ٹریٹنگ کالج میں مغربی زبان کی تعلیم کئے لئے جانا پڑا خوش قسمتی سے یہ مدرسہ چلنی شیاء الدین صاحب ایم اے مرحوم جو نہایت شریعت النظم اور صوفی آدمی تھے حضرت مولانا ابوالحسن علی ملیہ ارحمت سے باطنی تعلقات رکھتے تھے اور دینیات کی سند دیوبند کی رکھتے تھے گویا وہ جس اور باطنی صوفیوں کی درمیانی کڑی تھے ان کے ایماء سے ترجمہ القرآن الحمید کے لئے مولانا مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ اور پھر ماہ کے عرصہ میں مجھے اتنی مہارت ہو گئی کہ بلا تردد رات آتی میں آنے لگے۔

بسم اللہ الحمد جسداً محسوراً مقول از انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت ص ۳ طبع اول
جہانگیر محمد محمد علی شریف ضلع شاہ پور۔

اللہ انہی حضرت میر صاحبزادہ محمد عمر سابق سجادہ الثمن استانہ عالیہ بیر بل شریف ضلع شاہ پور کا مولانا تھے۔ بلکہ مجھے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے علمائے کرام کی شاگردی اور تلمذ کا فخر حاصل ہے۔ اس سے بزرگان علم سے نیاز خاص رکھتا ہوں میرے اساتذہ میں سے مولانا عبد اللہ نوکی مرحوم اور مولانا محمد صاحب مرحوم جیسے متقی اور ادیب اور فخر العلماء و جناب مولانا کلامت اللہ صاحب جیسے مولانا تھے۔ مقول از انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت ص ۳ طبع اول مولف صاحبزادہ محمد عمر صاحبزادہ محمد علی شریف بیر بل شریف ضلع شاہ پور شریف۔

انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

یارب چه عهد بود که عهد وصال بود درگاهشین آئینه نسیم وصال بود
آسوده بود دل نوزدراق حبیبش هر دم نزد دوست تازه نوزدراق بود

گیتی چنان بر بود ز ما عهد آن صصال
گفتی مگر و ما پیش نه جهان خیال بود

مرحله پنجم از مرسل عمر

المستوب

أَقْلَامُ الْحَقِيقَةِ

فِي التَّصَوُّفِ وَالطَّرِيقَةِ

المعرب

مَصْبَحُ السَّالِكِينَ فِي ذِكْرِ خُبُورِ الْوَاصِلِينَ

مؤلفه

صاحبزاده محمد عمر قاسم کمال استاد

سی و دوشین سرحد شریف

میں سے ملے۔
 سے مجھے محفوظ رکھے تاکہ جو کچھ تم کہے۔ وہ پاک دل۔ پاک باز پاک
 میں سے ملے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ ذَرِّئِي وَمِنْ سَيِّئَاتِي وَمِنْ
 وَمِنْ بَيْدَاتِي وَأَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ لَوْ كُنْتُ أَهْلًا لَكَ
 وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَا أَدْرَأَ إِلَّا اللَّهَ وَحْدَهُ وَلَا شَرِيكَ لَهُ
 وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُحِبَّنِي عَشِيدَةً وَرَسُولَهُ

• صلی اللہ علی نور و روشن چہ پابیدا زمین از سب اوساکن فلک عشق و صلحا

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس ذات باریکات نے ہر ایک چیز
 کی ترویج اپنے ذمے رکھی ہے۔ اور کیا انسان اور کیا حیوان و کیا
 نبات سب اس ذمہ و لازی سے سرفراز۔

جہت مجھے فابری علوم ضروریہ سے فاسرغ کر لیا۔ اور کالج کی تلامذت
 سے سیر کر دیا۔ تو میری بالینی اور دینی علوم کے حصول کی ذمت آئی۔
 کالج حیران ہوں۔ کہ کس طرح اس رُخ سے بدل کر مجھے اس رُخ سے آئے
 کالج کی تلامذت میں ہی مجھے ٹیٹنگ کالج میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے
 تلامذہ فوریہ قسنتی سے کالج کے پروفیسر قاضی ضیاء الدین صاحب ہم۔ اس
 مدرسہ جو نہایت شریعت النفس اور صوفی آدمی تھے۔ حضرت میر تقی علیہ
 رحمۃ اللہ خدا نالقی طیار الوحدت سے اپنی تعلقات رکھتے تھے۔ اور
 نہایت سادہ و سادگی رکھتے تھے۔ گویا وہ تلامذہ فابری عالموں اور بالینی
 تلامذہ ملت میرا شریعت شریعت کامل و درہ شدت شریعت علیہ السلام +

صوفیوں کی پھیائی کڑی تھی۔ ان کے ایمان سے ترجمہ القرآن العسیب کے لئے مولانا حاجی احمد علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ اور بعد کے عرصہ میں مجھے اتنی مہارت ہو گئی کہ بلا تردد و مطالبہ قرآن کریم لکھنا آئے گئے۔ ظللہ اللہ حمدًا اکثروا۔

واعتات کے تبدیل تغیر نے بلا تکلیف اور بلا تکلف مجھے ہر دست سے الگ کر لیا۔ اور مگر میں رہنے لگا۔ انا و اجداد و طہیم الرحمت کو بیٹہ م و فرزند ہو چکا تھا۔ علوم مشرقیہ کے علمی استعمالات کی سندیں لینے کے لئے مجھے اہل علم میں بیٹھنے سے جھجک نہ رہی۔ لیکن میں خوب جانتا تھا کہ آجانی ورش سے مجھے بہت سی کم حصر ملا۔ تاہم شکر۔

مگر افسی ورش سے ابھی تک بالکل محروم تھا۔ تاہم مشفق زاروں کی طرف سلسلہ بیعت جاری ہو گیا۔ اور مخلصین بزرگوں کی جماعت میں آئے جہاں لگا لیکن اپنی کمی خوب محسوس تھی تا ایک مرشد کا واسطہ بھی پیدا ہو گیا۔

ماتر دو ماہ صافی سال شب و روز یہ جذبہ ترقی کرتا گیا۔ اور اپنی محرومی پر کبھی کبھی سخت یاسی ہو جاتی تھی۔ تاہم وہ غا اور استیلا کا یہ پہلو ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ بعض اوقات جب میں الگ بیٹھتا تو یہی خیال مجھے گھٹول گردش دیتا رہتا تھا کہ اگر العالمین کب مجھ جیسے غنی طبیعت کو طمانین نصیب فرما دیں گے۔

ساتھ ہی میں نے جستجو و تلاش ہی شروع کر دی۔ کئی ایک نیکو کی زیارت اور نیاز صلیت اسی عرصہ سے حاصل کی۔ جو اپنے غن میں کمال تھے۔ جناب سے بھی دریافت کیا۔ جو اس فن میں مدد تھے۔ ایسے سلسلہ کے بزرگوں کی خدمت میں جس حاضر ہوا کہ کاشا خدا واسع بخش

ہے بھر جیسے ۔

لیکن شہ باوڑت سرتاج عرفان و حقیقت حضرت قبلہ امام محمد حضرت
 نور محمد و مرشد نا حافظ غلام رفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشورہ
 مند ہو بھی میرا سن شہید ہوا سال گاڑی ہو گا۔ کہ آپ کا وصال ہو گیا تھا
 چاہے آپ کے حقوق و عادات نکلتے و برخواست اور حال و حال کا دلیر گوارا
 تھا۔ اور عالم و صوفی جانچنے کے لئے ہر وقت وہ تصویر اور نقش اور ترانہ
 اور دعا۔ جو کہ آپ کی ذات بابرکات دنیا میں مشہور نہیں۔ لیکن جس جہت
 کے برائے ہیں نے ابھی تک کسی ایک کو بھی مشورہ پایا۔ شاید بعض کے
 دل میں شک پیدا ہو جاوے۔ کہ جسے سمندر نہ دیکھا۔ وہ ایک حوض
 کو بھی سمندر جانتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ مجھے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے
 علمائے کرام کی شاگردی اور محمد کا فخر حاصل ہے۔ اور بہت سے
 بزرگان علم سے نیاز حاصل رکھتا ہوں۔ میرے اساتذہ میں سے مولانا
 عبداللہ کی مرحوم اور مولانا حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم جیسے حلقے
 اور ارباب اور غزوات العلماء جناب مولانا کفایت اللہ صاحب جیسے محدث
 ہیں۔ اکثر پیران علوم شریعہ سے مجھے نیاز حاصل ہے۔ لیکن وہ
 اب بابرکات کی طرح الٹی تھی۔ وہی فیصلہ کر سکتے ہیں جن لوگوں نے
 ان کی زیارت کی تھی علمی مجلسوں میں شامل ہوئے اور پھر وہی
 ان کی حدت سے حاضر ہو کر آپ کا علمی و علمی مقابلہ کرتے رہے۔ مولانا
 اللہ عالم بھی ہیں اور عالم بھی۔ کسی سے مجھے انکار نہیں۔ اور ہر ایک
 سے نیاز و عقیدت ہی ہے۔ لیکن ان کے برابر کسی کو کہا گیا ہو
 ہوا ہوں۔

خوارزمی حکیم صاحبِ حضرت پی صاحبزادہ محمد علم صاحب نے سابق حیات و تبحر میں آستانہ عالیہ بریل میں شریعت و
 چار کے حدیث تفسیر اور فقہ کی تعلیم فقیر اعظم مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
 نے دی۔ یہ علماء اہلسنت و یوں بندگانِ حق سے اور محققان کی کتابیں مولوی محمد عبد اللہ نوگی بریل میں
 سے پڑھیں اور اسی مولوی محمد عبد اللہ نوگی کے خلاف اعلیٰ حضرت سے مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب
 مولویوں میں سے مولوی عبد القادر انور اور مولوی محمد مصطفیٰ رضا بریلوی اور مولوی امجد علی صاحب
 وغیرہ نے اس پر فتویٰ لکھا اور اس کے خلاف ایک رسالہ تمام ہائر لرننگ اکیڈمیاں میں ادا کیا اور یہ قرآن مجید
 بریلویوں نے مولوی عبد اللہ نوگی کے بارے میں یہ فتویٰ دیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد عبد اللہ
 صاحب اسرار باطل و باطل اور تمام دارالافتاء میں۔ فتویٰ ما الزیلة المضللة علی ارجاء اللہ رب العالمین
 رقاہ عام، ستم پر نہیں اور شیخ اول۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ کربلا والاشرفیہ کا ذکر

مذکورہ بالا فقہوند یہ گراماں والا شریف طبع اور کاروائے سابق سپاہی تھیں حضرت سید محمد اسماعیل
رحمہ اللہ حضرت سید میاں شیعہ محمد صاحب علم پورہ فی طبع شیخو پورہ و سنے بھی دور و حدیث شریف کی تعلیم
سیراج ہند دورہ و ملاحظہ علوم مبارک پورہ ہند سے حاصل کی۔ جوت ملا خطہ فرما میں۔

حضرت سید محمد اسحاق علی شاہ صاحب کے ہر رسالہ پر ہندوستان فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف
مقامات پر لکھنؤ میں ۸۱ برس اشاعت ۱۹۷۱ء۔

خزینہ کرم اور معدن کرم کا عکس ماہِ حفظ فرمائیں

۱۴۵
اللہ اکبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خزینہ کرم

یعنی

قدوسہ الساکین جمعہ اصحابین جو انکا طبع نورانی عالمین قطب قطب
نورانیہ تھے جسے اللہ تعالیٰ فی الرسول مگر گوشت و ستور
جناب حضرت پرستہ محمد اسماعیل شاہ صاحب بنامی

للمرق

حضرت کرمانوالے تھے سنی المیز

حج

سوانح حیات ملفوظات اور کلمات کا مستند مجموعہ

حسب اللہ اعز الامام

عاجز و پرستہ محمد علی شاہ صاحب تباری، خدام الدین سجاد حسین ربہ علیہ السلام
مقدمہ کریم حضرت کرمانوالہ، ضلع نواب

تالیف

بحمد و معنی نور محمد مستبول بی اے (دیوبند) مخزنیات گنج ساندہ مکمل لاہور

۱۰- حضرت پیدل پختہ ہوئی جب سات مہینے کا سفر پایادہ کرنا پڑا

۱۱- ایک سالہ شہسوار صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبہ حضرت صاحب شرقیہ ازربین کی خدمت میں

۱۲- اہل بیت قریہ حضرت میں صاحب اپنے مکان کی مجلس پر پہنچ کر گناواں لڑکوں کا انتظار

۱۳- فرماتے تھے کہ کلب کوئی بچا اگر نہ آئے گا جس پر صاحب آپ سے ہیں، مگر کہ خدا کا فضل

۱۴- حضرت صاحب شرقیہ ازربین میں برتے تو اسے حضرت آپ کا خیر و خیر شمس اور فرماتے کہ

۱۵- تمہارے بچے ہیں، اس کے واسطے آپ جیسے بند ہیں، وہ خدا فرماتے، اللہ اکبر

۱۶- ۱۷- یہی عرض صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبہ حضرت صاحب ام ۱۲۵۰ ہجری ہجری شرقیہ میں اس کے

۱۸- مرقوم حضرت نے گئے دیار عالیہ کہ اہل بیت سے ہوا کی بکلی اور شرف سے تمام اہل گزشتہ

۱۹- حضرت صاحب اور ہمدانی مقرر ہوئے بکلی گئے، لکھے لکھے شیخ و اہل بیت اور

۲۰- ہمدانی و دشتہ بنے آئے اور حضرت قیادت نہائی گئے، کئی ایک حضرت مالک حضرت ہوئے

۲۱- حضرت کی کئی جم سے محنت خطی اور بکلی ہو گئی کہ آپ کو شکر و حمد و ثناء تو میرا ہمارا ہو گیا

۲۲- سبھی اللہ کی شہادت سے ہم سے خاص طور پر پڑ گیا ہے کہ ہمارے تھان کو عفو و غفران فرمادے

۲۳- شریف فرماتے ہیں، انہیں شکر کیوں نہیں دیا گیا، قبہ حضرت صاحب نے ان کا عذر قبول کرتے

۲۴- ہوتے ہوئے درگزر فرمادیا۔

۲۵- شیخ زکریا صاحب ہمدانی کہتے ہیں کہ حضرت سید کریم علیہ السلام صاحب

۲۶- نے ایک روز سے خانہ تحصیل پر سے کہ ایک وقت العرب کا شہر گیا اور حضرت علیہ السلام

۲۷- کے عذر و عذرا و عذرا کی تہنیت سے کہ عذر و عذرا سے موجب دل و دلت

۲۸- کو اس وقت آواز دینے کے بارے میں پر ماضی رہی، و اما صاحب نے یہی آپ کو اس وقت

۲۹- میں صاحب شرقیہ کی خدمت میں حاضر فرمایا دینے کا اشارہ کیا۔

۳۰- ایک سنی ہے یہی کہ ایک عالم کو علی بن ابی طالب کی ولادت حضرت آیات کی خبر پڑی کہ یہ خبر

۳۱- کے اہل بیت کی گئی تھی کہ حضرت قید مرشدی نے حاضرین کو بتایا کہ ایا قائد عالم فوت ہو گئے ہیں

۳۲- انا بقہ و انا بقہ و انا بقہ و انا بقہ، آپ سے مرید فرمایا، حضرت اللہ علیہ السلام تعالیٰ نے

۳۳- اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر تھا، کا کہ عالم کو بتایا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْأَنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلِينَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

برگزیدگان و پرهیزگاران
که ایمان آوردند و می‌ترسیدند

بمقتضای و مشتمل بر
این کتاب نوشته شده است

معین کرم

مشمول بر احوال و آثار

مصنف آن نورعزیز و شریف‌الذکر، سراج الدین، سیدنا و مرقدنا

حضرت سید محمد باقر
المدون حضرت کرمانشاه

برگزیدگان و پرهیزگاران
که ایمان آوردند و می‌ترسیدند
بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله

الاربع باسعادت و محمد ظفی اعلیٰ حضرت کرام اللہ کے رحمت اللہ علیہ

عمر رحمت اللہ علیہ اسی سبب دعوت اُفی شریف دعوت سید ہلال الدین مراد
ظہری رحمت اللہ علیہ سے ملے۔ آپ کے آقا اجداد اسی سے مراد ہیں محبوب میں
اس دور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر شہرت اچھا کرتے رہے۔ آپ کے
دادا کو بہت اچھا یاد تھا جس پر مدنی بھرتی کے شہر میں ایسے شیخ کے گھر سے منع
ہو گیا کہ وہ دو میں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کے والد بزرگوار سید عبد علی شہد المعروف
سید محمد علی شہد اعلیٰ تبار لہ دہلیت انکی لور پاک داد کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں
میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت سید عبد علی شہد بخاری کے گھر کی چار دیواری اللہ چارک و حقانی کے فضل
و کرم سے ایک باسعادت بچے کی پیدائش سے مطلع انوار بنے والی تھی۔ تحریر میں صدی
بھری کے آخری ماہوں میں اس دور مسعودی عالم شہر میں قدم رکھا آپ کے ہر
والد کی عقل میں ان نور سے حضور فرمایا جس کی مدد سے ایک عالم منور ہوئے والا
تھا آپ سر منع کرناں والا مطلع فیروزہ پر میں یہاں سے۔ یہ گاؤں دریا کے شیخ کے
انکے گھر سے قریب سے فاصلے پر رہتے کے بیٹوں میں واقع ہے اور شریفیہ راج سے
تقریباً پندرہ بیس شرقی میں ہے۔ آپ اسیں الاربع ۱۲۹۷ھ و ۱۲۹۸ھ ہے۔ ان بیسوی
کے مہلت یہ مبارک سال ۱۸۸۳ء یا ۱۸۸۴ء تھا۔ آپ کا اسم مبارک محمد اسمیں شہد
کرا ہوا۔

۱۲۹۷ھ میں آپ کو ماہ حبس کی گرفت ہوئی۔ حضرت سید محمد۔ ۱۲۹۸ھ میں شہد
آپ کی حالت نہ تھی۔ آپ کے بچے سید قصبہ الدین تبار سے روز بازار سے تھے اور
۱۲۹۹ھ وقت اس کے پاس سے گئے تھے۔ سب آپ نے جوائے سجدہ فاضلہ پر حرا
تھیں شہر میں الہ تبار۔ یہ تعلق اور شریف اعلیٰ شہر کے آپ کو ہم اللہ اعلیٰ اور
اللہ عظیم باغرا پاتے کے بعد آپ سے خرابہ میں تبار ہی حبس کی عقیدہ حاصل کی۔

تحصول علوم دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً "پچیس سال کی عمر میں دینی تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ مبارکپور میں مدرسہ مظاہر العلوم میں داخلہ لے کر وہیں کے لیے ایک چتر فیکلٹی تھے۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقت رخصت آپ نے شفیق علی نے فرمایا "خود روزانہ علم حاصل کر کے آنا جس سے تھوڑے عرصہ میں علم حاصل ہو کر وہ علم ہو سکے گا اور صرف نکل و نکل تک محدود ہو۔" چنانچہ ابتدا سے ہی علم کے دل میں علم اور عمل کی گہن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دوستوں سے بھی تھی کہ علم دینی کا قاعدہ یہ ہے جس سے عمل سبکی کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں ان دنوں مولانا عظیم محمد رحمت اللہ علیہ موجود تھے۔ وہاں سے تحصیل علم کی سعادت حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالحق علیہ داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قاضی جیسے تبحر عالم سے درس حاصل کیا۔

قیام دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ انیسویں ایام مدرسہ میں واقع "فولہ" ہوئی رہتی تھی۔ نو آموز طلبہ تقریروں کی مجلس لگاتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور ذمہ تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریک بھل تھے۔ علی غریباً یہ رہی تھی۔ طلبہ اپنی تعلیم کے جو پر دکھا رہے تھے۔ حدود مجلس نے آپ کی دلچسپی خراب ہو کر فرمایا "آپ بھی کچھ کہیں گے؟"

شفیق اللہ کا اشارہ پا کر آپ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔
آپ نے آیت مبارک:

لَیْسَا تَكُونُوا زُرَّكَكُمْ فَمَوْسُو لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوجٍ مُّشْتَرَاةٍ

تلاوت فرمائی اور اس کی تفسیر میں اردو زبان میں ایسی تقریریں دلچسپ کی کہ سب حاضرین حاضری میں کرائے اور آپ کے ہم عصر مولانا علی صاحب دہلوی نے بھی دعا کی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ
 اَلْاَمِنْ اَسْتَغِيْثُكَ وَكَوْنِيْتُكَ

مکتبہ محمدیہ دہلی شریعتیہ کتب خانہ

بفضلہ و مہربانی
 از کتاب مکتبہ

معدن کرم

مشمول بر احوال و آثار

معدن کرمی پسر و شمس الدین، سرکار الہ آباد، سیدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ
 سرور حضرت کرم انوار کے درویش

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا
 سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا
 سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا
 سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا سیدنا

تکیم محمد اعلیٰ بزرگ واسطے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید نور الدین
 بخاری رحمت اللہ علیہ تکیم صاحب اور ایک ساجی کے ہمراہ حضرت میاں صاحب کے نام
 کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا نور الدین کشمیری رحمت اللہ علیہ
 خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت مولانا رحمت اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرات
 شرق پرستوں سے تشریف لائے ہیں تو یہ سائل فرمایا: "وہ جہاں اللہ کا تیر رہتا ہے۔ ان کو
 کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر تشریف لے کر حاصل کروں۔ چنانچہ وہ حضرت نور الدین
 بخاری کے لیے شرق پرستوں سے تشریف لائے اور بوقت روانگی حضرت تکریم سے بے خبر ہو کر
 حصول لموض وبعثت ہاتھ پکڑنے کی خواہش فرمائی اور غرضی غرضی رخصت ہوئے۔

حضرت تکریم کے خالہ زاد بھائی میاں سر محمد شفیع مرحوم ایک مرتبہ عمارت خانہ کے
 ہمراہ درودات پر حاضر ہوئے۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع کی۔
 حضور میاں محمد شفیع صاحب نے فرمایا: "میں جس دن تجھے باجماعہ ڈاکٹر کو۔" سر محمد
 اپنے سامنے لے کر وہ گئے لیکن جلد ہی واپس رہت جہاں میں آگیا اور وہیں کہ تشریف
 باہر والی حاصل ہوا۔ حضرت نے ان کے سامنے انگریزی معاشرت کی مہر و خدمت کی اور
 فرمایا کہ انگریزی تہذیب اور معاشرت نے ہمیں چارہ کر دیا ہے اور اہل کافر و کافر کے
 ریشہ میں سہارا دیا ہے ان کے ہمراہ دین کا پھوڑا ہے نہ دنیا کا کام لے رہے ہیں۔
 اسے اپنا ہے ہم پر خیر و برکت کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ "واضحیٰ علیہ" نے جواب
 دیا کہ اور انگریزی خود طریقہ کی خدمت فرمائی۔ عمارت حضرت تکریم سے حاضر
 ہوئے۔ "یہ تشریف حضرت کو گناہوں سے نجات دہنی چاہیے مگر کمال گناہ سے نہیں بچتا
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع المذنبین ہیں۔" ان کا یہ کہنا تھا کہ حضور
 صاحب دیکھتے پڑ گئے کہ وہ جہاں کے ہم تھے اور اگر ہمیں کسب ہوئی ہو تو
 (وہ کس نصرت دین نبینا جی کا فضل پڑ گیا۔ عمار صاحب مرحوم کی خاطر شفیع کی
 غرضی غرضی ان کو رخصت کیا۔

ایک دن تک صدی زبان خان اپنی کثیر کلمات حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا
 کہ حضور نے مجھے حضرت علی شاد صاحب رحمت اللہ علیہ سے ملنے کا
 حضرت علی شاد صاحب کو گواہی دے کر خدمت اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کیا۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے حسب حضرت مولانا محمد انور شاہ
 دوا کے یہ حضرات شریکوہ شریف سے شریف لائے ہیں تو یہ سائل فرمایا وہ جہاں اللہ کا شرف ہے
 کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں چنانچہ وہ حضرت قبلہ کی حاضری کیلئے شرف
 بوقت روانگی حضرت قبلہ سے بیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ بچھرنے کی خواہش فرمایا
 رخصت ہوئے۔ منتقلی الامم دن کرم ۳۱ شوال ۱۲۰۱ ہجری ۱۲۰۱ ہجری ۱۲۰۱ ہجری ۱۲۰۱ ہجری
 المعروف کرمان والے ضلع اوکاڑہ

قارئین محترم! جناب حضرت بی میاں شیر محمد شریکوہ شریف صاحب اپنے شریف حضرت مولانا محمد انور شاہ
 صاحب بخاری ہمزاد و ساتھیوں کے دارالعلوم دیوبند جانے کا حکم فرمایا اور حضرت بی سید محمد انور شاہ
 بخاری ہمزاد و ساتھیوں کے اپنے بیٹے و مرشد کے حکم سے دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد انور شاہ
 کشمیری کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا یقین ہے کہ ان کے انحضرت مولانا
 قان کے بیٹوں کے آستان عالیہ بریلی شریف میں جانے کا قطعاً حکم نہ فرمایا بلکہ دارالعلوم دیوبند سے ان

آستانہ عالیہ بمبیرہ شریف کا ذکر

حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب الزمیری سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بمبیرہ شریف ضلع
شیرہ نام مولانا کامل الدین رتو کالوی پڑھنے۔ جو مکتوب حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب
نے حج الاسلام قاسم العلوم والنجرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب تحذیر الناس
میں تحریر فرمایا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قاسم العلوم نے تصنیف اہل حق کو متعدد بار غور و جان سے پڑھا اور ہر بار
نور حاصل ہوا۔

ہاں تک قرآن کی کاتعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کی شہرہ چشموں کے لئے
بے حد کام دے سکتی ہے۔ رہے فریادگان سامان مصطفیٰ تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب
دل و رگوں میں اضافہ کا جزا سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے آپ نے اپنی علمی و تحقیقی اور
تجربہ کی یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی حسی ہو یا معنوی ظاہری ہو یا
باطنی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کمال ہے اس طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات میں اور حضور ﷺ کے علاوہ جس کو یہ شرف عظیم بخشا گیا ہے اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم صفت واسطی العروض ہے۔ مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز
کیست کہ وہ مہیوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جس
کو اللہ اولیٰ دست سے سمجھ سکتے ہیں عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا اتنا ہی مہیوم ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ۱۱۔ بے شک یہ کسی کو کام نہیں اور کسی کو مجال شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے الگ ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا اس نے بے ارادہ یہ ہے کہ جس طرح مقیدیم بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تاثر ہوتا ہے جو صوف تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو اور اس تک پہنچنے کے بعد جو سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وہ ان کے انبوت کا سراغ لگا دیا جائے تو ضمیر رسا اس ذات قدری حقائق تک پہنچی کر رک جاتی ہے کہ یا مگر جو صرف انجام کار حضور ﷺ کی خاتمیت کو سمجھ سکیں لیکن قبولان بارگاہ وحدت کو اچھی طرح ملاحظہ نہ کر لیں صلی اللہ علیہ وسلم مبداء و مال و قوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو ابتداء اور اعتناء کو اپنے دائرہ میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزا سیہ وغیرہ سچ سے بلند تر ہوتا تو اس کی تصور۔

محمد کرم شاہ از بصیر و ضلع سرگودھا

منقول از دھول کی آواز ص ۱۳۸ تا ۱۴۰ مولف مولانا کامل الدین دتو کالوی حسب حاشیہ حافظہ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔

دھول کی آواز اور پیر صاحب کی قلمی تحریر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

صدق کذب کی پڑتال

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزید رجل رجلاً
 العیاق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتد کما علیہ ان لم یکن صاحبہ کذا (ابن ماجہ)
 حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے نہ لڑایا کوئی مرد کسی کو کہہ کر کہ وہ کافر ہے نہ کہ کفر سے تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ کلمہ کا یہی
 مانا ہو کہ کلمہ اللہ پر لڑتا ہے جب کہ اس کا معنی تہمت لگانا یا کیا بدکاری
 کے لئے ہے حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث میں دو نکتہ کہتے مالاخلاقاً قرآن مجید ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلف

امام ذی مراد الحاج الحافظ کامل الدین رتقاوی مدنی دہلی

حسب فرمائش

عظیم ہدف محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دہلی

نئے کا پتہ

لاہور انیسویں نمبر سیرگودھا ہدف محمد شفیع طالب علم

۱۔ دہلی ہدف محمد شفیع محمد شریف دہلی
 ۲۔ لاہور ہدف محمد شفیع محمد شریف دہلی
 ۳۔ لاہور ہدف محمد شفیع محمد شریف دہلی

عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّامِ لَا يَصْنَعُونَ أَحَدًا كَمَنْ مَخَالَصَهُ أَوْ كَمَنْ
الَّذِي يَتَّقِيهِمْ حَقًّا إِذَا صَلَّاهُمْ بِهِ وَهُوَ مِنْ كُفْرٍ عَاصِمٌ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ
كَالْمُخَلَّفِ فِيهِمْ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ كَمَنْ يَصْنَعُ الْوَلَايَةَ بِهِمْ كَرِهَ أَنْ
يَكُونَ كَمَنْ يَكُونُ كَمَنْ يَكُونُ كَمَنْ يَكُونُ كَمَنْ يَكُونُ
مَنْ يَكُونُ كَمَنْ يَكُونُ كَمَنْ يَكُونُ كَمَنْ يَكُونُ

یہ سے مکرم و محترم فاضل جامع اندہر حضرت پیر صاحب نے تخییر الناس
کو کوثر سے کر دیا ہے پھر کسی پیر کی بھیجی یا دہا کے آواز دنگ سٹل
پیر سے پچاسی سطر میں لکھ کر اس الجھڑی کے پاس رد اند فرمایا ہے میرے
پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ساتھ میں ان کا شکر ادا کروں بقدر قدرت
کچھ ہوں بخوف و اذیت باقی جیوے دیا گیا حضرت کا قول
ارشاد کے ساتھ شروع ہے اور اتھل کے ساتھ ختم ہے

۱۱ ارشاد حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمی بہ تخییر الناس
کو متحد و بار خور قائل سے پڑھا اور پیر بارشیا ملطف و سرور حاصل ہو کر انتہی
۱۲ ارشاد جہاں تک فکر انسان کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی تالیف
تحقیق کی مشیر و مشمول کے لئے سرور و بصیرت کا کام دے سکتی ہے جس نے فریاد
سامان و مصلحتی تو ان کے لئے قور و دلول اور بے تاب نگاہوں کی در فکلی و دل
امانہ کا پندار سامان اس تخییر الناس میں موجود ہے آپ نے اپنے عملی
۱۳ حقائق و انداز میں یہ واضح کر دیا ہے کہ ہر قسم کا کمال ہی پر
یا علی جیسی ہوا جسوسی اخباری ہر یا علی حضرت علی الشہید و سلم کا ذاتی کمال ہے

۱۳۱ ارشاد اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم متصف بالذات میں اور حضور کے علاوہ جس کو یہ شرف عظیم بخشا گیا ہے اس کے لئے حضور کی ذات ستورہ صفات واسطہ فی العود میں ہے۔ انبیاء و رسالت ارشاد مولانا قمر الدین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز میں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و وجود کی رسائی ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خدا داد نور فرامست سے بھر گئے ہیں۔

عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا آئینہ بنی مفہوم ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بے شک یہ درست ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ اور کسی کو مجال شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اس مہم سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری خصوصیت میں ہے انکار کرنے والا۔ شباباش

۱۳۲ لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح مفہوم بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو اللہ کی کو اس موضوع تک لے جاتا ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات کا اور ان تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ انبیاء و رسالت ارشاد اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں ان کی وجہ اتصاف بصفت النبوة کا سرخ رنگ یا جانے تو فہم رسالت اس ذات کی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے۔ انبیاء

۱۵۔ ارشاد: گویا عوام کی تادم رنگا ہیں منصف انجام کو جس کی غفلت
کو بوجھ لیں لیکن مقبولان بارگاہِ محمدیہ کو یہ بھی خرچ معلوم ہے کہ غفلت سے بیکار
وہ بھی خرچ سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں۔ انہی

۱۶۔ ارشاد: ختم نبوت کہہ چکے ہیں مگر ہر مبداء و مآل ارشاد اور انتہا
اپنے دامن میں سیسے بھرے ہے۔ اگر امت مرزائیہ و دیوبندی سے بغض نہ کرے
میں کسی کا کیا قصور۔ انہی محمد کر شاہ و ذہیرہ ضلع سرگودھا
شاہ باغ۔ بزرگ اللہ منی و من جمیع المسلمین۔

ناخبرین: حضرت پیر صاحب کی یہ تحریر مولانا نانوتوی کا مافی الضمیر علیہ السلام
کے نہایت رافع ہے۔ اس بھجوان کو اس بزرگ کوئی ماسیہ پر مولانا نانوتوی
بہنیل ہے۔ حضرت پیر صاحب احوال اللہ بقائے کی یہ تحریر سب سے بھرپور
پاسحق خلیفہ ہے۔ اس لئے انیسویں درج ہے۔ اور اس کو حضرت شیخ احمد
کی تحریر کے متصل درج ہونا چاہئے تھا۔ بلکہ میرے ناقص خیال میں اس تحریر کے
بوتے حضرت نانوتوی کی سچائی کے لئے کسی اور تصدیق کی ضرورت ہی نہیں ہے
کیونکہ یہ تبرک تحریر گل میدان حریف انفرادی کا مصداق ہے۔

ایک قیمتی مشورہ

ہم لوگوں کے تحذیر و انذار کی عبادتوں سے مولانا نانوتوی پر انفرادی
کا تو جی لگا یا تھا یا ہے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے جوہر کی طرح
ہے۔ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا مقصد کاربائے ہے۔ اور یہ

کے موانذہ اُخروی کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حضرت عطاء اللہ رحمہ اللہ
 کے ایک اصحاب نے کہا کہ گھڑت آج کل ان حضرات شیر پنجاب، چچر دیو، حضرت مفتی
 حکیم گجراتی، حضرت تھانوی، مولانا علی، حضرت بریلوی، مجدد زمانہ مافتد کے
 بشیر جو حضرات انصاف کا ترجمہ و تفسیر ہیں، اگر سامع الحزمین اور تخریر انصاف
 کی جاتیوں کا موانذہ کر گئیے۔ تو ان پر خود بخود دشمن ہو جائے گا، اگر حق پر کون ہے
 یہاں پر کون؟

وما علی الا البکلام

تمہارے عشق کا ملتے مع زیادہ کا حاصل کا۔
 معزز ناظرین! اس بچہ کو میں نے تخریر الناس کی صرف اپنی مدد گواہی و
 ہتھیار پر کفایت نہیں کی، بلکہ بڑے بڑے فسطوں کی خدمت میں حاضر ہو کر
 تخریر الناس کیس کی، ان حضرات نے کتاب پڑھ کر مولانا نو قوی کا مافی الضمیر
 میں وحی پورے طور پر تحریر کر دیا، بعض حضرات نے صاف انکار کر دیا، تمام ایسا مکتا
 نہیں یہ سب تحریریں آپ کے سامنے ہیں۔ ان کو خود سے پڑھ کر معوجہ و چار
 کریں، اگر حضرت نا قوی کو کفر سمجھنے والا عقائد کرنے والے حق بجانب ہیں یا نہیں؟

نظم تصنیف

شمالیہ کیس سرگودھا

حجة الاسلام قاسم معلوم و قاضیات حضرت مولانا محمد قاسم شہروردی

اور آپ کی کتاب "تہذیب الفلاس" کے بارے میں پیر علی

عالم حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

کی ستھری تحریر ملاحظہ فرمائیں

نقل تحریر حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

رحمہ اللہ و تعالیٰ علی حدیثہ و ائمتہ و علما و متبعیہ و اہل بیتہ

و علی الہ و صحبہ و اصحابہ و ائمتہ و علما و متبعیہ و اہل بیتہ

العزیز و العظیم کی تصنیف لطیف مسمیٰ پتھری انسان و مستعد ہمارے، جو اعلیٰ
 علم و ادب و روحانیت و علم و ادب و علم و ادب کے ذریعہ ہیئت محمدی علی سراجہا
 السلام و سلام تک بہت سے ہے اور اس کی بھی معرفت انسانی حیت امکان
 سے بالاتر ہے جس جہاں تک انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا غوثی قدس سرہ و
 علیہ السلام کی شہرہ و چشموں کیلئے سرمد بسیرۃ کا کام لے سکتی ہے اور ہے فریادگان حسن
 ستی توان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں انصاف کا ہزار
 ہزار اس پتھری انسان میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے مہل و حق اور محققانہ انداز میں
 خارج کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، جسی ہو یا معنوی، ظاہری
 ہو یا خفیہ، کمالی کمال ہے اور جہاں کہیں کم و بیش اس کی جلوہ نمائی ہے
 اور نظر لیں صیب گہریا ہے۔ علیہ اجمعل التحیۃ و اعلیٰ التناء۔

اسی طرح مفت نبوت و رسالت سے فیما دمت ﷺ شمع بالذات
 کی علامت جس کو یہ شرف بخشا گیا ہے اس کے لئے حضور ﷺ کی
 امت ستور صفات و اسطی العروض ہے۔ اسی طرح قیام و علوم جو مختلف زمانوں
 میں مختلف انبیاء کرام اور اہل مقام کو دیے گئے نبی کریم علیہ السلام و المسلمین کا قلب
 اس سے علوم و ادب و انوار و آفرین کا جامع اور امین ہے و کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم
 و ادب و انوار و آفرین ہے۔ اسی صفت و ادب و اسلام کا حصہ کی روشنی میں مولانا
 علامہ اہل حق و صفت و تحقیق فرماتے ہوئے تشریح فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کے وہ مشہور ہیں
 جو ہر تہذیب و تمدن کی عوام کی عقل و خرد کی۔ نبی ہے اور وہ سر اوہ ہے جسے خواہش ہی
 سے سمجھ سکتے ہیں۔ عوام۔ نہ ایک تو ختم نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے

کہ موصوفہ آفرین یعنی خداوند متعال کے بعد اور کوئی ہی نہیں ہے۔
 یہ شک یہاں سے الٹا ہے کہ کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو محال شک ہے اور
 شک کرنے والا اور اسلام سے الٹی طرح خارج ہے جس طرح دوسری طرف
 دین سے الٹا کرنے والا نہیں اس کے علاوہ قسم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے
 جس طرح موصوفہ بالعرض کی صفت انصاف کا تجسس کیا جائے تو حیرت و حیرت
 اس موصوفہ تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوفہ بالذات ہو اور اس کی
 پہچان کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ خود فرما رہے
 عالم کی تمام اشیاء صفت و جہد متصف ہیں لیکن صفت وجود ان میں بالذات کچھ
 پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے۔ اب صفت وجود سے متصف ہونے کی ہم حال
 شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذات باری تعالیٰ تک پہنچے گا جو بالذات صفت وجود سے
 متصف ہے اور یہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا ورنہ ماننا پڑے گا کہ
 خداوندی صفت وجود سے بالذات متصف نہیں، جو صراحتاً باخیانہ حرکت ہے اس سے
 جیسے وصف وجود کا سلسلہ موجود بالذات پر آ کر ختم ہو گیا اسی طرح ہر موصوفہ بالعرض
 سلسلہ موصوفہ بالذات پر اختتام پزیر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوفہ ہیں کی
 انصاف صفت النبوة کا سراغ لگایا جائے تو فہم رہا اس ذات قدسی صفت
 (ذات پاک) سے ان صفات مراد ہے ایک پہنچ کر رک جاتی ہے جسے حرم کہتے ہیں۔
 ہمت العظیمہ ان خلعت عریض جوتی ہے اور جس کے سر مبارک پر ختم الحسن کا
 تاج نور انوار ہے۔ گویا جو اس کی قاصر ہیں صرف انہماک کا وہ حضور کی جانب سے

میں بھی شہوان بارگاہِ مہریت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور سید انار دہوں
 راج سلسلہ نبوت کے خاتم تہا۔

اللہم صلی علی سیدنا و مولانا محمد حاتم الانبیاء و المرسلین
 و علی آلہ و صحبہ و تابعہ و جبارک و سلم الی یوم الدین
 ختم نبوت کا یہ بند گیم شہزادہ مہدیہ اور تارا ابتداء اور انقباض کو اپنے واسطے میں
 اپنے ہوتے ہے مگر است مراد ایسی طریقی سے بلکہ ترہ تو اس میں کسی کا کر تصور ؟
 اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرّم ﷺ کے عظیم احسان جادہ مستقیم پر ہریت قدمہ رکھے۔
 آمین ختم آسمان۔

محمد

و تحفظ الحمد لہم شاہد من علماء الانارہ شریف
 سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا بھیرہ
 اسفرا مظفر ۱۳۸۳ھ

۲۲ جون ۱۹۶۳ء

یہ خط بھیرہ سے ہی لکھا گیا اور میری بھی لکھی ہے
 محمد کریم شاہ، منی علماء الانارہ شریف بھیرہ
 براکھن گھنٹی لکھی اس سے ختم نبوت چہریت سے کہ انجائے نبوت
 اے سعید غفری ہر آنہ ہمارے مہدیہ یہ تصویر بھیرہ بھووالی دکانی لکھی سرگودھا
 ۱۵ اگست ۱۹۶۳ء

===== ❦ =====

تھارنجن کہ امام اسٹاپ حضرت شیخ محمد ابراہیم شاہ صاحب الاذہری صاحب سجادہ نصیبین علیہ السلام کے ہیں الامام قاسم معلوم والکلیات حضرت مولانا محمد قاسم ناوٹوئی دیوبندی کی کتاب تفسیر حروف الہی وروحانی قوت سے دور سے تائید و تصدیق فرمائی ہے۔ اور یہ علامہ اہلسنت والجماعت فیضان ہے اس کا اہل علم حضرات کو کامل اور مکمل یقین ہے جیسا کہ حضرت شیخ محمد ابراہیم شاہ صاحب سجادہ نصیبین و شریف ضلع سرگودھا کی مندرجہ بالا سہری تحریر سے ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت شیخ شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی کا ذکر

حضرت شیخ شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی آپ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی کے شاگرد ہندوستان کے اولیاء کبار میں سے تھے حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی کے خلیفہ حضرت مولانا بہار علی اپنی تالیف کمالات روحانی میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو (مولانا شاہ فضل حسین بہاری کو) عقیدت اور غلامی حضرت محمد قاسم ناوٹوئی سے تھی آپ کو (حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی کو) کشف سے معلوم ہوا آپ نے حضرت کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو وراثت ہو گئی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوئی قدس سرہ کی بھی تعریف ان کے قلب میں ایک نور انگلی ہے جس کو ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا (محمد علی) موگییری نے بھی ان کی تصدیق کی ہے موقوف الازکالات روحانی ص ۵۰ البقیہ موم مطبوعہ آزاد پریس پٹنہ شائع کر دہ حالات وحوالہ مولانا نوٹ ہے۔ یہ بات یاد رکھیں حضرت مولانا محمد علی موگییری وہ شخصیت ہیں کہ جن کو حضرت شیخ بہار صاحب گولڑہ شریف ضلع روالپنڈی کے ساتھ حدیث شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کا حال میں بھی موجود ہے وہاں پر دیکھ لیجئے۔

میر میسر اور بر آقا الابرار من مکائد الاشرار کا عکس ملاحظہ فرمائیں

میں اہل حق کی تائید و توثیق کے لیے لکھی گئی ہے۔

مہرِ منیر

سوانح حیات

فَإِنِّي بِمَا أَنَا فِيهِ بِإِلَهِهِ آيَاتٍ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

حضرت سید پیر علی شاہ صاحب **قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ**

گو کہ وہ شریف و متبع راہِ پیر



تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیض بہار خیر گوشت شریف



مطابقت

حضرت سید علی شاہ صاحب قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم دوسرے مولوی رشید احمد صاحب ایک ہی باقی رہے تھے
 بھی نظر لگاتے ہیں۔ میرا اور مولوی صاحب کا ایک عقیدہ ہے جس میں بھی بدعات کو کٹر مجرمانہ
 جو مولوی صاحب کا امور دین میں مخالفت ہے وہ میرا مخالف ہے اور فقہ اور رسول کا جس
 ہے اور بعض جہلاء کو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اعلیٰ ہے اور طریقت اور ہے محض آن کی کوئی
 ہے۔ حقیقت یہ شریعت خدا کے حکم مقبول نہیں ہوتی۔ صفائی قلب کا کار کو بھی حاصل
 ہو جاتی ہے۔ قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے آئینہ اگر گلا آلودہ ہے تو پیشاب سے بھی مراد
 ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن فرق نجاست اور طہاست کا یہ ہے کہ
 آئینہ کے پچھاننے کے لئے ابلیح سنت کو لی ہے جو منع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے
 اگر مستدع ہے تو محض یہی وہ ہے۔ خرق عادات تو قبائل سے بھی بہت ہو گئے تھے
 قرآن ہے **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي** جو رسول اللہ کا پیرو ہے جو سے اللہ عزوجل دوست
 ہووے وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس فقیر سے براہی علم محبت رکھتے ہیں یہ بدعت
 اتباع سنت کے ہے کسی کی مخالفت سے مولوی صاحب کا نقصان نہیں ہے۔

آئینہ بے پردہ ہے جو مستند میر نہیں

مولوی صاحب وہ شخص ہیں کہ تو جس کو چاہتے ہو ان کی محبت سے مستفید ہوں۔ حال
 محبت کو چتر کر لیجیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی نسبت مجھے کوئی کسر
 یہ اولی کا دشمن ہے اور نہ خیر میرے حکم۔ ان امور سے کثرت ایذا ہوتی ہے۔ محبت
 میرے منت جبکہ کو ایذا پہنچا دیں۔ وہاں ہے آپ کو میرا دوست لیجیں ہرگز نہیں مولوی صاحب
 کہنے حتیٰ المذہب۔ مولوی صاحب۔ **لَا تَدْعُوا إِلَى كَذِبٍ** میں ان کی زیادت کو نہیں کہیں
 والسلام **إِذَا دُعِيتُمْ إِلَى صُلْحٍ فَلْيُصْلِحُوا بَيْنَ الَّذِينَ بَيْنَهُمُ الْغُلُوتُ**۔ مگر حاجی اعلاہ اللہ کہ مختصر ہے۔ وہی بقصدہ
 والہیہ اسباب۔ مہدازاں ملاحظہ ہوا رشادات عالی

ارشاد عالی **عَارِبًا لِلَّهِ غَنِيًّا**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غنی ہو تو اپنے مال سے
 حضرت سولہ شاہنشاہین صاحب ہمارے فیاض حضرت تبارک عالم ہوا اللہ اللہ

عمر مروا تھا وہی رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب کمالات رحمانی سورۃ ۱۲ پر لکھتے ہیں :
 سببیت کا جو عزم ہوا کہ جو عہدت اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی
 اور حضرت مولانا شاہ افضل رحمن صاحب کو کشف سے معلوم ہوا آپ نے حضرت
 مولانا صاحب کو مولانا محمد قاسم صاحب کی تعریف کی کہ اس گیتی میں انکو ولایت ہو گئی اور مولانا
 شہید احمد صاحب قدس سرہ کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نور الہی ہے جس کو
 ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا مونگیری دہلی حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری طیف
 مراد گنج مراد آبادی نے بھی اس ولایت کی تصدیق کی ہے۔

آپ انیس صدی قریب۔ قدوة المسالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا شاہ افضل رحمن صاحب
 رحمت اللہ علیہ پر اپنے لائے کے قلب تھے جن سے ہزار ہا مخلوق فیضیاب ہوئی ہے حضرت
 مولانا محمد قاسم صاحب ناٹووی رحمت اللہ علیہ کے ولایت کے قائل ہیں اور حضرت مولانا شہید
 صاحب گنگوہی رحمت اللہ علیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے قلب میں ایک نور الہی ہے
 جس کو ولایت کہتے ہیں۔ یہاں ہے مقولہ ولی راولی می مشن قدس۔ ترج ان دونوں حضرات
 میں مولانا محمد قاسم صاحب ناٹووی رحمت اللہ علیہ مولانا شہید احمد صاحب گنگوہی رحمت اللہ
 علیہ کو گروہ فرقہ رضا خانی کے نام نہاد مولوی پڑے نہ لکھے نام محمد افضل چوہانہ پڑی
 بات دھواؤا شدہ کا فرکتے ہیں۔ پھر عرض تماشا ہے۔ کہتے ہیں حال کے کفر میں شک
 کہ ہے وہ بھی کافر ہے !

رحمانی سورۃ حضرت مولانا گنج مراد آبادی رحمت اللہ علیہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
 ناٹووی رحمت اللہ علیہ و حضرت مولانا شہید احمد صاحب گنگوہی رحمت اللہ علیہ کے اسلام
 میں شک تو کہن رہنما ان کو ولی قائل سمجھتے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک حضرت مولانا شاہ
 افضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمت اللہ علیہ و حضرت مولانا شاہ افضل رحمن صاحب ہمدانی
 رحمت اللہ علیہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمت اللہ علیہ یہ سب انکو بروایہ اللہ
 رحمت اللہ علیہ کا ہے ؟

مولانا صاحب سے کہہ حضرت مولانا شاہ افضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمت اللہ علیہ جو

۳۰ زمین گروہم! خداوند بالا کمالات رحمانی سطر ۵۰۰ پر خلیفہ اعظم قلب انقلاب المہم رہا ہے
 گنگوئی کی تعریف کی گئی ہے اور ایک ولی کامل کو ان کے قلب میں نور الہی کا نذر آتا ہے لیکن
 انکار ہرگز نہ کر سکتا

آستانہ عالیہ چورہ تریف کے ایک خلیفہ کا ذکر

مولوی مفتی میر غلام رسول صاحب قاضی امرتسری نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب
 سے تعلیم حاصل کی مزید اپنی دینی تعلیم کے سلسلہ میں تمام علوم کی سند فراغت حضرت علامہ مولانا
 حاصل کی اور طریقت میں آپ حضرت خواجہ ملا دین محمد صاحب ترائی نقشبندی مجددی آلہ
 تکمیل پورا تک کے خلیفہ کی علامہ اہل سنت دیوبند کے ساتھ عقیدت و محبت اور خدا تعالیٰ کا نام
 مسلک و مشرب: مولانا میر غلام رسول صاحب قاضی دیوبندی بریلوی مسلک کو پسند نہیں فرماتے
 دیوبند سے بعض مسائل میں آپ کو اختلاف تھا۔ لیکن ان سے حسن ظن رکھتے تھے ایک مرتبہ
 مولانا گنگوئی کی تحفیر کا نفاذ بلند ہوا اور بہت ہی شدت اختیار کر گیا ایسی افواہیں حضرت مفتی
 جرات سے کام لیکر جلسہ عام میں لوگوں کی اس روی کی شدید حرمت کی اور فرمایا کہ۔۔۔ میں مولانا
 کا نہ شاگرد ہوں نہ استاد مرید ہوں نہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں لیکن آخر وہ عالم ہیں اور ایک
 توحید و تحفیر ہرگز چارٹر قرار نہیں دی جاسکتی مولانا قاضی کے ان ارشادات کا بہت دھماکا ہوا اور
 دسکون پیدا ہو گیا (منقول از تذکرہ اسلاف ص ۹۲ مطبوعہ لاہور اشاعت دوم ۱۹۶۹ء) مولانا
 تذکرہ اسلاف اور اسوۂ اکابر کا بھی عکس ملا حفظ فرمائیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

أَسْوَةٌ أَكْبَر

محمد بهاء الحق قاسمی
خطیب ماڈل مذاکرہ - لاہور

مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی

حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی اور پیر غلام رسول صاحب قاسمی
 متوفی ۱۹۰۲ء میں بنو پنجاب کے جلیل القدر مفتی تھے۔ ان کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں
 آپ کو تمام علوم کی سوزنا حضرت غلام رسول صاحب قاسمی نے اپنے ہاتھوں سے
 آپ کے اساتذہ سے حاصل تھی۔ سادہ ظرفیت میں آپ عبادت و تہذیب و اخلاق
 صاحب تہذیب و تہذیب کی بھرپور اور مشرقی تعلیم کا پیلوں سے حضرت غلام رسول صاحب
 خلیفہ اعظم تھے۔ ایک دوامت میں رہیں آپ ان کی انجمن پر حضرت مولانا
 رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلال علوم میں سب دشمن اور تکفیر کا مظلومان
 انھوں نے حضرت مفتی صاحب قاسمی کے حلیہ عام میں عوام کو سرزنش کی
 اور مولانا گنگوہی کی تحریک کی توہین و تکفیر سے عوام کو روکا۔

مولانا محمد انور شاہ صاحب محدث کشمیری

سابق ریاست بہاولپور کے ایک مسلمان مہر و مہر کا شہرہ مرزا تھے
 تھا۔ اس پر حضرت نے عدالت میں شہرہ کے لئے داد دی و جس سے فیج کھوج کر نکال
 دی۔ متعدد دہائیوں بعد اس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب قاسمی نے
 دینی و علمی و دینی و دینی کی شہادت کے دیوان مرزا تھے وکیل کے
 قومی تکفیر کر کے انھوں نے شہادت کر کے کہ "دیوبندی یہ دیوبندی" کہ
 انھوں نے دیوبندی کو کہہ کر کہتے ہیں۔ اس پر حضرت نے عدالت میں

تذکرہ دانش

مولانا پیرا بخش قادری

ادارہ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کھب روڈ - لاہور

سے ۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰۰ فیصد اضافہ ہوا۔ لہذا یہی وجہ ہے کہ وہ دھن دھن کر رہے ہیں۔
 میں شائع ہوا تھا اور جسے مناسب ترمیم اور اضافہ کے ساتھ دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔

۱۔ صاحب تذکرہ مولانا مفتی پیر غلام محمول صاحب نقاسی صاحب مولانا
 پیدا ہوئے اور انہی کے چچے ہی تھے کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ کچھ نے ان کے
 (جو بڑی صالحہ علیہ) اور خدا پرست خاتون تھیں) اور برادر پریم کو مولانا صاحب
 تلامذہ (مترقی ۱۳۹۹ء) کے سایہ عاطفت اور انگیزی میں پروا کرکشی اور تربیت
 قرآن مجید اور فاضل کی کتابیں اپنے برادر اکبر مصوف سے پڑھیں۔ اس کے
 اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ اقارب سے ملاقات کے لیے کثیر جانا ہوا اور ان قرآن
 تہجین سال تک اقامت پذیر رہے۔ اس دوران میں کثیر کے مشہور علماء نے اسے
 عزت الدین صاحب مترقی ۱۳۱۴ء اور مولانا مفتی عبد القدوس صاحب پانی
 مترقی ۱۳۱۴ء سے کتابیں پڑھیں (پانچواں سری) ان کا ایک خط ہے)

والہی امرت سر

سید سلیم بیان لکھ پٹنا لکھا کہ امرت سر والہی قشرب لے آئے اور
 حضرت مولانا غلام الدین صاحب سے کچھ عرصہ تک پڑھتے رہے۔ اس کے
 بعد حضرت مولانا قادی عبدالقی صاحب سے استفادہ کیا۔ ان ہی دنوں
 مولانا حبیب اللہ صاحب پٹنہ سے امرت سر میں مقیم ہو گئے تو آپ سے
 ان سے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ تین تیس سال بعد سنہ ۱۳۱۴ء میں گئے۔

علمی خدمات

آپ کے اکثر اوقات وہیں وقفہ رہیں۔ مطالعہ و تدریس کے لیے ان کے
 تھے۔ قدرت کی طرف سے اعلیٰ و درجہ کی ثوابت ساتھ ساتھ علمی و ادبی خدمات

حضرت منشی صاحب نے چاروں کے بعد ملوہ سے بیڑا دوڑیں انکسٹ۔ انکسٹ کی بنا پر منشی صاحب نے کوئی بھی انکسٹ نہیں ملے گا۔ پر انکسٹ فروغی، مخالفت اور راجی استیاء نہیں فرمایا۔ سمیٹا کر بعض علماء نے استیاء کیا تھا۔

مسکٹ مشرب

حضرت منشی صاحب منشی المذہب اور دعویٰ مشرب تھے۔ کچھ طبع مبارک بہ سبب و تشدد نہ تھا۔ دیوبندی پر غریب جنگڑے کو پسند نہیں کر پاتے تھے۔ اور جو کچھ دیوبند سے بعض مسائل میں آپ کو اختلاف تھا۔ انکسٹ ان سے نہیں لیتے تھے۔ ایک مرتبہ امرت میں حضرت مولانا گنگوہی کی تلخیر کا غلط جذبہ ہوا۔ اور بہت سی شدت اختیار کر گیا۔ اس وقت میں حضرت منشی صاحب قاضی نے جبراً اسے حکم لے کر عید عام میں آگاہ کے اس رویتے کی شدید مذمت کی اور فرمایا کہ وہ

میں غریب و خجید مل صاحب عین شکر و ہر ذلت و افتاء اور مریہوں نہ پڑے۔ میرا ان سے کوئی قصور نہیں، لیکن آغزوہ ایک عالم میں اور ایک عالم کی میں فرق تو ہیں۔ تلخیر میرا جواز قرار نہیں دی جا سکتی؟

واللہ اعلم بالصواب کے ان دانشوران کا بہت اچھا اثر ہوا۔ امرت سر کی نشانی میں آگاہ و حکم پیدا ہو گیا۔

محیر و لباس

حضرت منشی صاحب مولیٰ صاحب ملازمت و جہاد و خوب صورت تھے۔ ہزاروں سال پہلے ہوتے اپنے عین نہ آوا کی وجہ سے پچھانے جاتے تھے۔ ورنہ ہمیں، کشادہ خیالی اور خوب صورت اور دعویٰ مردانہ عین کا پتہ دیتی تھی۔ اس پر ایک کی خوش پیشی سے پتہ چلا کہ کوئی نہ دیتی تھی۔ مرمم گرام میں منشی کی گہری واپس آوری تھی اور مرمم سڑا لے لکھنے کا محامد تیار سر فرماتے۔ پہلے میں وقتاً متوسط درجے کی اور باوند دہلی

علماء اہل حق۔ مولانا بی مفتی غلام رسول صاحب قاضی خلیفہ چوہدری شریف۔ مولانا
 صاحبہ بعض امور پر اختلاف ہو گیا تو۔ حضرت مفتی صاحب نے چند ماہ کے بعد مولانا سے
 میں اختلاف رائے کی بنا پر علیحدگی اختیار کر لی تھی لیکن صرف علیحدگی پر حق امت فرمائی نہ کہ
 اختیار نہیں فرمایا جیسا کہ بعض علماء نے اختیار کیا تھا (تذکرہ سلاف ص ۱۹۲ شامت ۱۰۰)۔
 مولانا بہاء الحق قاضی

نوٹ۔ تذکرہ سلاف کے ص ۸۵ پر حضرت بی مفتی غلام رسول صاحب قاضی کی تصدیق ہے کہ
 آپ امرتسر واپس تشریف لے آئے اور یہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحب سے کچھ عرصہ
 چمکتے رہے اس کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالحی صاحب سے استعفا دو گیا
 (تذکرہ سلاف ص ۸۵)

حضرات گرامی یہ بھی علماء اہلسنت کا فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو
 سے مانتے اسباب ایسے امداد کرواتا ہے جیسا کہ مولوی مفتی بی غلام رسول صاحب قاضی۔
 اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مخالفین کو منہ توڑ جواب دینے
 سے امرتسر کی متعین فضا میں امن و سکون پیدا ہو گیا۔

جناب حضرت محمد سائیں تو کل شاہ صاحب انبالوی کا ذکر

فرمایا کہ وہ بھی ایک ہی موت سے تائب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تعز و ثناء ہے۔

حضرت مولانا محمد شفیع تو کل شاہ صاحب میری نے مائیت سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب

دیکھا کہ میں نے حضرت علیؑ کے پاس پہنچا ہوا تھا کہ ہم (نا تو تو فی روح ہندی) تو جہاں پایہ مبارک حضورؐ کو پڑتا

تھا کہ کمر پڑوں، کہتے ہیں اور میں یہ اختیار دین کا یوں کہ حضورؐ کے پاس پہنچ کر چہ پیش آئے ہو گئے۔ مقتول

ہوئے۔ اسی وقت ۸۸ شوال ۱۲۰۵ ہجری میں اقامت العلوم میرزا یادگار اولیٰ و بیوم عثمان پر تیسری و تیسری و تیسری

تاریخ میں علامہ انیسویں کی کتاب سے جہاں اسلام کا نام و معلوم، انیسویں حضرت مولانا محمد قاسم

کا ذکر ہے کہ وہ بھی ایک ہی موت سے تائب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تعز و ثناء ہے۔

یہ ہے کہ وہ بھی ایک ہی موت سے تائب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تعز و ثناء ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان

من رانی فلیصل فی صلوٰۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے مجھے خواب میں

دیکھا تو میں نے مجھ کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری شکل مان کر نہیں آ سکتا۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رانی العلیٰ (مقولہ شریف ۳۴۴)۔

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس

کو دیکھا میں نے اس کو دیکھا۔ یعنی کہ صحیح دیکھا۔

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رآني على المنبر لم يسمع
البقرة ولا يسمع الشيطان بي. مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۲۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قرمیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ مجھ پر بیاداری میں مجھے دیکھ لے گا۔ اور شیطان میری صحبت میں آسکتا۔ یعنی کہ نہ خواب میں اور نہ بیاداری میں۔

قارئین کرام! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح معنوں میں اطاعت اور
برکت سے علمائے اہلسنت و یوبند نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فیضان حاصل کیا ہے۔ اور پھر اس فیضان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن و سنت کی روشنی میں آگے بڑھایا ہے۔
اور ہر ایک نے اپنے ظرف کے مطابق علمائے اہلسنت و یوبند سے فیضان حاصل کیا ہے۔ اور
اہلسنت و یوبند کا یہ فیضان ہے۔

نوٹ:- جناب مولانا معین الدین اجمیری اور سید الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین گنجی اجمیری نے
میں اور مرزا بین اجمیر شریف کے رہنے والے ایک نام کی دو شخصیات ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے
المدرسین شیخ و مفتی مولانا معین الدین اجمیری نے دور سالے تمام اقوال الاظہر اور تعلیمات اور احوال
جس کے تقریباً ہر صفحے پر اعلیٰ حضرت بریلوی کا ذکر موجود ہے۔

آستانہ عالیہ اجیر شریف کے شیخ الحدیث و مفتی کا ذکر

آستانہ عالیہ پیشہ اجیر شریف کے شیخ الحدیث و مفتی و صدر المدرسین مولانا معین الدین اجیری رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت والجماعہ سے گہرے وابستہ تھے۔ کہ عمر بھر جمیعت علمائے ہند سے وابستہ رہے علمائے ہند کے ساتھ مل کر تحریک اُردو میں حصہ لیتے رہے اور آپ کے علمائے اہلسنت و جمیعت کے ساتھ ہر وقت ایک جگہ ملا جگہ فرما لیا۔

اگرچہ خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا اور ان کے قدم پر پیچھے نہیں ہٹے جس زمانہ انقلاب میں مولانا کھاتہ اللہ صاحب صدر جمیعت العلماء ہند کے صدر صاحب قائم جمیعت العلماء قید و نظر بندی کی تکلیفیں اٹھا رہے تھے اس تحریک کی رہنمائی کے لیے مولانا کی تحریک لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل حاضر و پر تقریر فرماتے۔ جمیعت کے اس پامردی کی صداقت فرمائی اور مستقل باب صدر رہے جو پورا جمیعت کی مجلس خلافت کو آپ کی خلافت کے لوازم حاصل رہا۔ تحریک کشمیر کے زمانہ میں مجلس احرار کے ذکیہ شرر ہے مسلمانوں کے سوا اور ان وطن پرستوں کی بصیرت کے حریف اور اس سے متاثر تھے۔ منقول از باقی ہندوستان ۲۰۵-۲۰۶ اشاعت ۱۳۸۶ھ

مولانا کا سیاسی مسلک تحریک خلافت سے لے کر آخر وقت تک ایک ہی رہا فقیر ملی حکومت کا خاتمہ اور مسلمانوں کی ہندو جمہوریت میں تمام اقوام ہندوستان سے اشتراک عمل مجلس احرار اسلام بنیاد العلماء کے ہندو آل انڈیا کونسل کے بانی اور ان کی پوری زندگی ہندو جماعت کے رکن رہے۔ صوبائی اور مرکزی صدر و ذکیہ شرر ہے۔
۱۳۸۶ھ تا ۱۳۸۷ھ بمقام ۱۳۵۵ھ کو جمعہ اورک میں جتنا ہو کر پاؤں سے معذور ہو گئی۔
۱۳۸۷ھ میں معذور رہے۔ ہاؤس و سلیسی سرگرمیاں حسب دستور جاری بھی تھیں۔ منقول از باقی ہندوستان ۲۱۳ھ۔

مولانا مفتی کفایت اللہ علامہ سید سلطان ندوی رحمۃ اللہ علیہ السلام مولانا سید حسین الدین علیہ السلام
 ۱۷۰۰ء) معین الدین امیر بنی اسے ہدیہ عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے تھے اولاً
 فی، علمی مسائل کی تحقیق کیلئے بھی کرتے۔ معقول الزامی ہندوستان میں ۱۲۲۵ء میں اشاعت کی گئی
 قاضی فی پندرہ سو روپے ۱۷۱۰ء

نوٹ :- جناب مولانا معین الدین امیر بنی اور سید الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین بنی بنی
 اور سر زمین امیر شریف کے رہنے والے ایک نام کی دو شخصیات ہیں۔

المختصر مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف آستانہ عالیہ چشتیہ امیر شریف کے خلاف
 مفتی مولانا معین الدین امیر بنی نے دور سالے تمام اقوال الاظم اور تقلیات الوار المعین سے
 سنے پر المختصر بریلوی کا ذکر موجود ہے۔

قارئین کرام! مولانا معین الدین امیر بنی آستانہ عالیہ چشتیہ امیر شریف کے شیخ الحدیث
 کی علامت اہلسنت و یوہد کے ساتھ گہرے روابط کی بھانک آپ حضرات نے بخوبی ملاحظہ فرمائی
 معین الدین امیر بنی کے علمائے اہلسنت و یوہد کے ساتھ گہرے تعلقات یہ فیضان دیوبند کا نتیجہ ہے۔

باغی ہندوستان کا عکس ملاحظہ فرمائیں

الْبَيْتُ الْهَنْدِيُّ

بغی ہندوستان

مؤلف : مولانا محمد فضل حق خیر آبادی
مترجم : عبدالرشاد خاں مشروانی

مکتبہ قادریہ لاہور

چند رہے ہیں۔ دارالعلوم معین شاہیہ سے منہدی کے باوجود اس کے اراکین و علماء
علمیہ و دیگر متعلقین سے تعلقات خوشنود رہے۔ ۱۳۵۱ھ میں مدہ سے اس کے اراکین
حضرت مولانا کو چھوڑنے پر اس واپس لائے لیکن سیاسی اختلافات کے نتیجہ کے طور
پر ۱۴ مئی ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳۵۷ھ کو حکم سرکار نظام دارالعلوم معین شاہیہ سے منہدی
الگ ہو گئے لیکن اس منہدی کے بعد بھی حلقہ دوسرے چوری آب و تاب کے ساتھ
چل رہا۔

اس زمانہ کو اس قدر لمبہ میں دو مرتب علمی مشاغل بھی جاری رہے چنانچہ مولانا
نے تصانیف کا ایک حندہ و ذخیرہ تحریر ہے جس کا اکثر حصہ علمی طبع نہیں ہو سکا
مثلاً ترمذی شریعت کا ایک ناقص حاشیہ، وجود علم و علوم، کئی علمی اور فلسفہ دوسرے پر
مکمل اور جامع تقریریں، حضرت حرام عرب نوا کی عقائد و مفہم علمی و فروعی پر
انشاء اللہ جب اہل علم کے سامنے آئیں گی۔ اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ جمیر کے
اس بوریا فشین کی انگاد تحقیق کتنی جلد تھی۔

آخری زمانے میں درگاہِ اہل کی اصلاح کے متعلق جو فتوے مولانا نے مرتب
فرمایا تھا وہ اس قدر جامع اور موثر تھا کہ ایک طرف تو ہندوستان اور جرمین کے
علمائے اس کی تائید کی اور دوسری طرف اہل اجماع نے اس کی ان تمام نظریات
کو رد کیا جن کا شریعت اسلام سے تصادم ہو رہا تھا۔

یہ علمی سوانح نامی علمی زندگی، علمی زندگی کا یہ حال تھا کہ اجیر میں صد ہجرات
کو اتار دیا، اسلامی نقطہ نظر سے ملک کے صحیح رہنمائی میں باوجود چند و چند مشکلات
کے کبھی مطلقاً کمی نہیں فرمائی۔

تھوڑے خلافت میں مذہبی حقوق کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس نے سہائی
اور مالی حقوق سے برداشت کیا کہ علی برادران نے قدم جرم لئے، جس زمانہ میں
مولانا کا گذشتہ اللہ صاحب عبد رحیم علیہ السلام اور مولانا احمد علیہ السلام صاحب نظام

ملے تاجدار کے ہم عصر الی شہداء و شہداء علیہم السلام۔ شہداء و شہداء
شہداء و شہداء کے ہم عصر الی شہداء و شہداء علیہم السلام۔ شہداء و شہداء

جس کا قید و نظر بندی کی تکلیفیں اٹھانا پڑے تھے۔ اس وقت تحریک کی رہنمائی
کے لیے آپ ہر شنبہ دہلی شریعت کے جلسے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل
مذہب اور فقہ فرماتے۔ جمعیۃ العلماء کے اجلاس اور وہرہ کی صدارت فرمائی اور مستقل
نائب صدارت ہے۔ امور راجحہ نامہ کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ فخر حاصل
ہو۔ جو ایک کشمیر کے زمانہ میں مجلس احرار اسلام کے ڈائریکٹر رہے مسلمانوں کے سوا
ہندو اور ان دونوں میں آپ کی سیاسی بصیرت کے معترف اور اس سے متاثر تھے۔

ای علی اور سیاسی مشاغل کے ساتھ ساتھ منلوک اور ترکیہ باطن کی طرف بھی
اپنی توجہ تھی۔ مولانا کے والد شاہ عبدالرزاق صاحب فرنگی ملہ سے بیعت تھے
اور خود مولانا بھی وہاں صاحب کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صاحب
والد حضرت مولانا عبداللہ صاحب فرنگی علی مرحوم سے بیعت تھے۔

استقامت، رجوع الی اللہ، توفیق و عیون آپ کی حبیت تائید میں چلے گئے تھے آخری
سال توڑ پھوٹ ہی ہوئی استقامت اور متوکلانہ زندگی کے تھے۔ آخر بعض تعلیم و افتاء
اور ترقی و ہدایات کی رادارنگی کے بعد کبھی لوگوں میں بدنامی و بد نظریہ اور بے
دولت، اہل دنیا، خصوصاً امرار و ملکام سے ہمیشہ بے تعلق رہے لیکن جب کوئی
عدوت والہ میں داخل ہو جاتا تو اپنے قہب میں مولانا کے علاقائی لابند کو خاص اثر کیا
والہیں جاتا۔

عبادت کا یہ حال تھا کہ روزانہ صبح کے سوا نوافل و مستحبات کے بھی ہمیشہ پابند رہا
تاکہ وہ انہیں اپنے اہل و عیال میں فرق نہ آنے دیا جن کوئی میں کسی دینی سے
لگاؤ وقت سے بھی نہیں فراموشی سے اسلاف کی سنت کے مطابق قید و بند کی سیبت
سے بھی دوچار ہوتے لیکن اس کو بھی ہنسی خوشی بڑا شہت کیا اور ہمیشہ وہی کیا جو
کب کب کب اور بانی عالم کو گوارا تھا۔

وقت تیری میں اتھو و صوم کے ساتھ محبت و شفقتی کا یہ عالم تھا کہ بخاری فی جوف
تک صوم عادت آئی کہ حضور کے مرنے کے وقت کی کیفیت دیکھ کر حضرت صاحب

لنگ دو سڑکی مجلس میں بھی خواب صاحب رلاتے نظام تعلیم پر تبصرہ فرمادے جس میں فرمودہ گہرے لاشیں پیش کر دے تھے مولانا سے نہ مانگایا فرمایا کیا کریں ہم تو میں لنگ تعلیم پر لنگ آپ کی بڑی سہولتی ہوگی اگر رقم پرانی چیزیں بدلوادیں۔ نماز، روزہ، حج، اذان کو سہولتی چیزیں بریکیں۔ جب لنگ یہ جاری کر دیں گی، جرایہ، شریعہ و تقاریر و تقریریں و غیرہ کو سہولت دے گا۔ آپ ان سب چیزوں کو بدل دیں ہم نیا نظام تعلیم خود بخود بنالیں گے یہی خواہش ہے خواب صاحب فاموش ہوئے۔

مولانا کا سیاسی مسئلہ تحریک خلافت سے ملے کہ آخر وقت تک ایک ہی رہا اور مولانا
کا فخر اور استقلال وطن کی جو جہد میں تمام اقوام ہندوستان سے مشترک تھے، انیس جولائی ۱۹۰۷ء
بحمدہ علیہ السلام ہندو آل انڈیا خلافت کمیٹی راولپنڈی میں تشکیل کا ذکر ہے، اور آلہوی پسند جماعت کے
رکبہ تھے، مولانا اور مرکزی صدر و ڈائریکٹر رہے، آخر میں جبکہ ہر مادی مسئلہ مذاہن و اہل
کو رفع الیہ اور ان میں مبتلا ہو کر یادوں سے منع نہ بھی ہو چکے تھے اور اس بعد وہی کے ایک سیاسی
سرگرمیاں حسب کستور جاری ہو گئیں، احرار و خاص و آزاد و خواہشمند ان وقت اپنے آپ کو
خبرہ متبادل کیا، ایک دیوبند مزاجوں کی سختی کی شکل تصور مقابلہ ظاہر الملک کی شاگردی اور حیدر آباد
کا دعویٰ لیکن یہ باطن مولانا کو اپنے منصوبوں کی تکمیل میں سب سے بڑا عیب گواہ سمجھا تھا کہ
وطن حکومت سے ساز باز اور دوسری جہت مسلمانوں کا سیاسی وکیل بننے سے پہلے کی کوشش کہ
بعض اہل عرض افراد کو شریک سازش بنا کر حکومت نظام سے مصلحت کا مسئلہ شروع کیا اور
جس والا اصول (میں نے مشائخہ جمعیہ کے تخیل میں اس کا صدر المذہبین یا مولانا کے مصلحت
رہے تھے) میں ضرورت رہے تحقیقاتی وفد جب مشعرہ میں جمعیہ رہا۔

اس وقت کے مولانا کے عقیدہ اور انداز میں ادبیات کی میزبانوں کا ظاہر کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا کہ ان کی ادبیات میں ان کے عقائد کی آئینہ نگاری ہو رہی ہے، یہ بات کی جگہ پہنچ کر فرمایا جہاں تک علمی مذاہبات کا تعلق ہے، حصول علم کے بعد سے کوئی روزیہ نہیں لگا، اداس سے عظمت برائی گئی ہو، جو کہ غلامی کی دو سالہ قید میں جیل خانہ کی چار دیواریوں میں بھی بسر فرماتے ہوئے ساتھ ساتھ دنیا کی حدیث بھی پڑھا، اور ان کے ساتھ بعض خاصہ بھی شریک ہوئے۔

آستانہ عالیہ مکان شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ مکان شریف کے سابقہ سجادہ نشین حضرت میر سید مظہر قیوم صاحب مدظلہ کے ہاتھ گہرے تعلقات تھے آپ نے اپنے صاحبزادے میر سید مظہر حسین شاہ صاحب مدظلہ کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا جو ہر مقام تعلیم شائع ہو چکا وہیں مقیم ہے۔
 نوٹ: جناب حضرت میر سید مظہر قیوم شاہ صاحب مکان شریف والوں کا اپنے صاحبزادے صاحب کو دارالعلوم دیوبند میں دینی تعلیم کے لئے بھیجنا۔ یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فخر ہے۔

آستانہ عالیہ خاندانہ معظمیہ مرواہ شریف کا ذکر

حضرت قویہ نظام سید الدین مرواہی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ خاندانہ معظمیہ دیوبند حصول تعلیم کے بارے میں دعا فرمائیں۔
 قویہ نظام سید الدین مرواہی نے ذوق (حدیث) شریف ایک سال کی مدت میں سلطان محمود صاحب چٹا کوتی سے پڑھا حضرت مولانا صاحب جی انور شاہ صاحب بخاری کے مولانا صاحب دیوبند میں تدریس تدریس طالب علم شاہ صاحب اور دوسرے غریب مولانا بخاری شاہ صاحب صاحب نے شاہ صاحب کی اہانت کا ایک اقد بیان کیا ہے کہ دوران درس ایک مرتبہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں مولانا صاحب کے ہاتھ میں جرحا حضرت صاحب

بہار شریعت تھی۔

شاہ صاحب نے اپنی تقریر و درمیان زدوں کو کرتا کردوں سے رائے طلب کی مولانا مولا نوری کہتے
ہیں کہ شاہ صاحب بہت ہوا کرتا تھا میں جہاں جہاں شاہ صاحب کے مقابلے میں بہت بڑھ کر رہا کرونگا۔ چنانچہ میں
نے اپنے شاہ صاحب اپنے اہل بیان کر لیں تو میں بعد میں عرض کرونگا۔ استاد صاحب کے حکم سے شاہ
تقریر شروع کی۔ سوا ماہ یا تو ہی کہتے ہیں کہ میرے قلم سے قلم میں جوب سے قوی اور قہمیں دلیلیں تھی
میں مجھے واقعا کہ میری ہی قہم قہمات کی وہاں تک رسائی ہے۔ شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا
میں دلیلیں سے کیا اور پھر سبک دہ دلیلیں اس سے چھ چھ کر پیش کی۔ مولانا مولا نوری کہتے ہیں کہ مجھ پر
میں ہوا تو میں شاہ صاحب کے علمی تجربے سے بہت ہو کر رہ گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ خداوند قدس کے لدنی
کے شاہ صاحب کا قہم رابطہ ہے ورنہ کسب و کوشش سے اس مقام اور فتح تک رسائی ممکن نہیں ہو لہذا حافہ
رہے کسی بادشاہ کے ہارے میں لکھا تھا اور وہ مصر کا حضرت کا تیسری پر اس طرح چسپاں ہوتا ہے جیسے
قلم کے لئے سات صد فی قلم لکھا گیا ہو۔

محل نور تجلیات راہی التور شاہ

۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۸ء میں آپ نے درسیات سے فارغ التحصیل ہو کر حضرت مولانا نوری سے سند فضیلت
اور احوال ازہر المعظمین ۲۶۱-۱۶۲ سن اشاعت ۱۹۸۹ء طابع کتبہ جدیدہ پریس لاہور کا شراعت اسلامک بک
پبلشرز لاہور۔

ہو المعظم کا عکس ملا حلقہ فرمائیں

تھا انشاء معطیہ کا حصہ سالہ عمدہ روحانیہ

ہوا معطیہ

تھا بیت

عاجزہ نظام الدین مرادوی



اسلامیہ فاؤنڈیشن

۲۴۹ این۔ سمن آباد۔ لاہور

زیر سے سکندر نامہ تقاضی تک فارسی کی انتہائی تعلیم آپ نے مولوی
 عبد بخش صاحب کفر دی سے حاصل کی۔
 فارسی کی تکمیل کے بعد عربی کا دور آیا۔ عربی کی ابتدائی تعلیم آپ نے
 مولانا عبد بخش صاحب کفر دی سے حاصل کی۔

مثنوی شین، دیر مختار، شرح چغینی (فنی ریاضی)، علم میراث کامل، چنگ
 میر الفتور (نوم)، اقلیدس، اقصیٰ، سراب، حمد اللہ، مطول اور توضیح تلویح،
 کیمپلور کے مولانا محمد دین صاحب برہموی سے پڑھیں۔

دور و شریف ایک سال کی مدت میں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب
 پہلا نوبی سے پڑھا۔ حضرت مولانا صاحب پیر نور شاہ صاحب کاشمیری کے
 ہندوستان تھے اور دارالعلوم دیوبند میں ذہین ترین طالب علم شاہ صاحب اردو دفتر
 پیر مولانا پہلا نوبی شہرہ ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صاحب نے شاہ صاحب کی ذہانت کا ایک واقعہ بیان کیا
 ہے کہ دورانِ درس ایک مرتبہ ہمارے استاد صاحب تقریر کر رہے تھے
 اسی میں موضوع پر بطور خاص میری معلومات کا پورے دیوبند میں چرچا تھا۔
 حضرت شاہ صاحب کی اس موضوع پر چٹاں شہرت زخمی۔ چنانچہ استاد صاحب
 نے اپنی تقریر درمیان میں روک کر شاگردوں سے راستے طلب کی۔

مولانا پہلا نوبی کہتے ہیں کہ میں جی میں غور بہت ہو اگلا آج میں پیر نور شاہ

صاحب کے تعاقب میں بہت بہتر تقریر کر دیں گا۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ یہ
شاہ صاحب اپنے دانشمندانہ خیالات کو میرے تو میں بعد میں عرض کر دوں گا۔

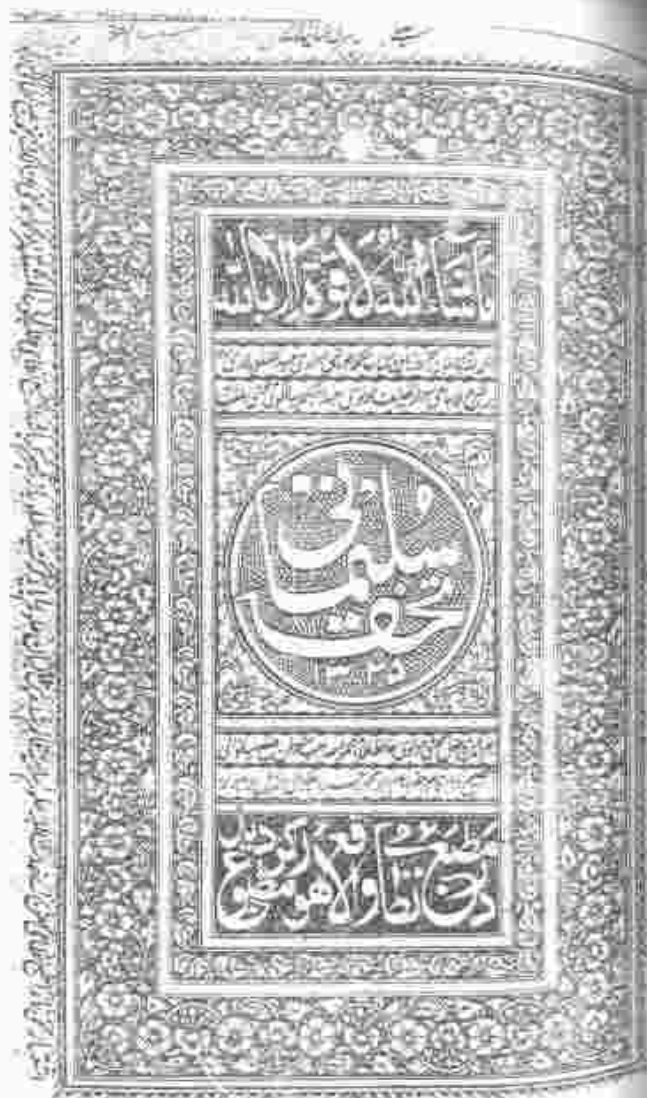
استاد صاحب کے حکم سے، شاہ صاحب نے تقریر شروع کی اور
پہلا فوجی کہتے ہیں کہ میرے اخیر وطنی میں جو سب سے قوی اور قہر مند
جس کے بارے میں مجھے تاہم ظاہر میری ہی ذہنی فتوحات کی وہاں تک کہ
ہے، شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز اسی خاص دلیل سے کیا اور پہلا
سہ دلیل اس سے بڑھ چڑھ کر پیش کی۔ مولانا پہلا فوجی کہتے ہیں کہ مجھ پر سکون
ہو گیا اور میں شاہ صاحب کے علمی تجربے سے مبہوت ہو کر رہ گیا، اور مجھے
یقین ہو گیا کہ خزانہ قدس کے لکڑی سرچشمے تک شاہ صاحب کا ذہنی پہلا
ہے، اور نہ کسب و کوشش سے اس مقام اور فہم تک رسائی ممکن نہیں۔ جو
حافظ شیرازی نے کسی بادشاہ کے بارے میں لکھا تھا، اور وہ صریح حضرت
کاظمیؑ پر اس طرح چسپاں ہوتا ہے جیسے درحقیقت انہی کے لیے ملت
صدی قبل لکھا گیا ہو۔

علمی غور تحقیق برای الوہی شاہ



۱۱۴۰ھ (۱۷۲۳ء) میں آپ نے درسیات سے فارغ التحصیل ہو کر
حضرت پہلا فوجی سے سفیریت حاصل کی۔ اس طرح آپ کا عرصہ تعلیم

اور تین کرامات یہ ہے علمائے اہلسنت و یوح بندہ کا فیضان کہ مولوی غلام محمود وچھا لوی نے شیخ الہند
 صاحب رحمہ اللہ حسن و یوح بندہ کی سے وار اہل علوم و یوح بندہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور یہ علمائے
 یوح بندہ کا فیضان ہے اور مولوی غلام محمود وچھا لوی سے خواجہ غلام سدید الدین مروا شریف نے اس نے
 سے شریعت پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور علمائے اہلسنت و یوح بندہ کا فیضان ثناء علیہ مروا
 شریف نے بھی کیا اور غلام محمود وچھا لوی کے تعلیمی دور میں ان کے دل و دماغ میں امام احمد شہین
 رحمہ اللہ اور شاہ شمس الدین کی علمی قابلیت اور ذہانت و قناعت کا سکہ بیٹھ گیا تھا اور حضرت مولانا محمد
 صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طالب علمی دور میں ہی اپنے ساتھیوں سے اپنا علمی لوہا منوا لیا۔
 اور مولوی غلام محمود وچھا لوی بڑے علمی نے بھی کیا ہے۔



آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے خلیفہ کا ذکر

آستانہ عالیہ شرق پور شریف طبع شیخوپورہ کے سابق سپاہیوں حضرت میاں شیر محمد صاحب
 کے خلیفہ حضرت سید محمد ابراہیم صاحب سہول شریف نے دین اسلام کی اعلیٰ تعلیم ایشیاء کی
 سربراہی دار اعظم دیوبند سے حاصل کی ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سید محمد ابراہیم صاحب
 شرق پور شریف۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند شریف لے گئے وہاں مولانا انور شاہ صاحب کشمیری
 صاحب امرتساری اور مولانا اصغر حسین سے تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد
 پرمیج کھوکھر مراجعت فرمائے اور کسی مرد خدا کی تلاش ہوئی چنانچہ کئی بزرگان دین کی خدمت
 میں حاضر ہوئے بعد اعلیٰ حضرت حضرت قبلہ میاں شیر محمد ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اعلیٰ حضرت
 صاحب فی نظر کیساتھ تمام شکوک و دودھ کر کے گندن بنا دیا منقول از خزینہ کرم ص ۵۴۴ سوانح
 اہل سنت کرمانوائے کامستند مجموعہ بار اول فروری ۱۹۷۵ء مطبعہ کیمبرج پرنٹنگ پریس لاہور
 باب پندرہ کی نور احمد قبول فی ہا سے میر و والی مملہ حیات گنج سامہ و کلاں لاہور۔

خزینہ کرم کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اللہ اکبر

السلامة والنجاة من النار

خزینہ کرم

يعني

عزیز الدین عابدی نے جو انکا طبع فہمہ العارفین قطب القادری
غوث الاعجازی سے ملتا ہے اس پر وہ فرماتے ہیں کہ رسول
نبی حضرت پرستہ محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری

المعروف

حضرت کرمانوالے جہ سنی المیز

3

سوانح حیات، المعونيات اور کرامات کا مستند مجموعہ

حبيب الوفاء

حضرت زکریا علیه السلام را که در میان انبیاء و اولیاء است و در میان اهل بیت است و در میان اهل بیت است و در میان اهل بیت است

تأليف

چودھری نور محمد شترجی لے آئے (پیر مال اخراجات الفج ساندھوں لے ہو)

حضرت مولانا سید امجد علی شریف کے قلیل حضرت سید امجد علی صاحب سیول شریف نے
 اپنی اہل عقیقہ امام احمد بن حنبلہ حضرت مولانا امجد علی شریف صاحب کھجور شریف اور شیخ الاسلام حضرت علامہ
 حضرت مولانا سید امجد علی صاحب سیول شریف سے پڑھ کر دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل
 فرمائی اور دیوبند کا قیام کیا ہے۔

مولوی مفتی محمد مظہر اللہ دیوبندی مفتی و امام مسجد فتحپوری دیوبلی کا ذکر

آپ مفتی محمد مسعود خلیفہ ارشد قطب دیوبلی حضرت سید امام علی شاہ صاحب مکان شریفی قدس سرہ (م)
 کے پوتے تھے۔

مولوی محمد مسعود نے حضرت شاہ محمد اہلق صاحب محدث دیوبلی کے شاگرد حضرت نواب قطب الدین
 شاہ اور حضرت مولانا سید محمد حسین محدث دیوبلی (نور ۱۳۱۷ھ) سے کتب حدیث شریف پڑھی تھیں۔
 ان کو عظیم مسودہ نظر آئے۔

عظیم و قدیم میں اہل حضرت مولوی (مولوی محمد مسعود و محمد) کا مسلک، مسلک ولی اللہی تھا کیونکہ
 ان سے فیض ہوا تھا۔

ان کے چچا اگر مخالف کی رائے یہ ہے کہ ”شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک معتدل کی جن علماء نے
 احادیث و روایات فقہیہ سے بالاتر رہے ہیں۔“ (ص ۴۸)

مولوی مفتی محمد صاحب کو بھی یہی روش پسند تھی مگر وہ مطلق مسعود آپ کے صاحب زادے
 کو صاحب نے آپ کے حالات میں لکھا ہے۔ ان کا قیام ہے۔

”اہل ملت و اہل رسالت میں مختلف جماعتیں موجود ہیں مگر حضرت نے خود کو کوئی بھی جماعت سے وابستہ
 نہ کیا حضرت کا مسلک ”تالیف حق تھا“ خواہ وہ کسی جماعت میں ہو، یہی وہ معتدل راستہ تھا جس کی وجہ سے ہر
 ایک کے دل پر نور چھا گیا امام حضرت کی پابندی و تکرار کرتے تھے۔“ (تذکرہ مختصر مسعود، ص ۴۳-۴۴)
 حضرت مولانا سید امجد علی شریف پر یہی کراچی، ناشر دیوبند و پاکستان کتب خانہ کراچی۔

جس کی سے حضرات اختلاف رائے رکھتے وہ انھیں اس کی بنا پر ہوتا۔ اس لئے یہاں
 ہوتا۔ یکا شک و محبت کو یہ حالت میں قائم رکھتے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آیا جو خود حضرت سید
 مشہور عالم دینی مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم اور حضرت قبلہ قدس سرہ درمیان بعض مسائل پر اختلاف رائے
 یہ اختلاف کبھی ہائے محاسن نہیں بنا، جن کو اللہ وسعت علم سے توفیق دے گا ہے، ان کو وسعت قلبی بھی مطلب
 دونوں حضرات ایک دوسرے کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ آپس میں ملاقاتیں بھی ہوتیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ
 قبلہ مفتی صاحب مرحوم کے ہاں تشریف لے گئے۔ دستک دی، خادمہ آیا، اللہ اطلاع ہوئی مگر مفتی صاحب
 تاخیر سے تشریف لائے۔
 ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

حضرت قبلہ سے مصافحہ ہوا۔ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت نے دیکھا کہ کچھ ہاں کے گھر سے گئے
 بکھرے پڑے ہیں۔ سمجھ گئے کہ مفتی صاحب چار پائی بن رہے تھے۔ چنانچہ حضرت نے دروازہ فرمایا
 رہے تھے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ کچھ نہیں پھر دو بارہ حضرت نے دروازہ فرمایا مگر مفتی صاحب نے دروازہ
 حال دیا ان فرمائی کہ دو چار پائی بن رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تو میں بھی بن لیتا ہوں۔ یہ ہم سب
 ہیں۔ چنانچہ چار پائی لٹائی گئی اور ان دونوں جلیل القدر علماء (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے چار پائی بنی۔ یہ پال ڈال
 نصیبی پر دستک آتا ہے۔ "مذکرہ مظہر مسعود ص ۳۳۸-۳۳۷ اشاعت اول ۱۹۶۹ء مطبع مشیونہ افسانہ کراچی
 مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم کا شمار ہندوستان کے مشہور علماء و فقہاء میں ہوتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب
 علامہ پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ غارِ اقصیٰ طلب بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ آپ
 صاحب کی عمر علمی اور تمدنی صلاحیت کا علم ہوتا ہے۔ مسجد فتح پور دی میں رمضان المبارک اور عید کے دن
 حضرت کی صدارت میں روضہ جلال کیمٹی کا جلسہ ہوا کرتا تھا۔ مفتی صاحب اس میں برابر شرکت فرماتے
 مذکرہ مظہر مسعود ص ۳۶۱-۳۶۲ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی۔

مذکرہ الیاس مرحوم کی ذات ممتاز تعارف نہیں۔ آپ ہندوستان کی مشہور جلیل القدر
 رہائی ہیں۔ اس جماعت کا مرکز یعنی نظام الدین (نئی دہلی) میں تھا اور اب بھی وہیں ہے۔ مولانا
 وہیں اقامت گزریں تھے۔ مولانا حضرت قبلہ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔۔۔ حضرت قبلہ بھی جب بھی
 تشریف لے جاتے تو گاہے گاہے مولانا کے ہاں بھی تشریف لے جاتے، خصوصاً عداوت کے زمانے میں

تذکرہ مظہر مسعود میں ۳۶۳ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبع مشہور آفست پریس کراچی۔

حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ ترقی دینی میں راجہ بندی ساتھ سے تعلیم کے ایک پورا اور دینی رشتہ ان اللہ صاحب مولانا انور شاہ کشمیری پر اپنا اکثریت کا مقابلہ کر بی گزرتا کی حاصل کی ہے۔ تذکرہ مظہر مسعود میں ۳۶۱ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی۔

انوار الہام فی رویہ الہدال (مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ۱۳۵۷ھ ۱۹۵۷ء) میں مفتی مظہر اللہ صاحب کی تائید میں حضرت گنگوہی سے استدلال کیا ہے فرماتے ہیں۔ اور مولانا گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ حضرت کا ہے۔ تذکرہ مظہر مسعود میں ۵۰۳ سن اشاعت ۱۹۶۹ء، شریعت دہلی شہر گنگوہی پریس مطبع مشہور پریس کراچی۔

نورانی رویت ہلال (مطبوعہ جید پریس دہلی ۱۳۵۷ھ ۱۹۵۷ء) میں اپنے موقف کی تائید میں مفتی مظہر صاحب نے جن علماء کے ناموں کی فہرست تحریر کی ہے ان میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت علامہ ہاشمی، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب قانوی بھی تذکرہ مظہر مسعود میں ۵۰۵ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی۔

ان زمانے کے آخر میں حضرت مرحوم تے مسلمانوں کو بڑی دوسری کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ وہ دینی امور میں گریز نہ کریں کی روش اجتہاد میں بلکہ سلف کے راستے پر گامزن ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تذکرہ کرامت اللہ تہذیب نے ہائیکے اب فقیر بھی اپنی عمر بڑی کر چکا ہے۔ آج نہیں کل اپنے مولانا کے ہم عصر ہو جائے گا۔ اس لئے تمہیں وصیت کرتا ہے کہ تم ایسے امور میں ان علماء کی پیروی کرنا جو مجتہد ان کے ہوتے بلکہ سلف صالحین کے ہوں۔ تذکرہ مظہر مسعود میں ۵۰۶ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبع مشہور پریس کراچی، جہتہ دہلی شہر گنگوہی پریس۔

تذکرہ مظہر مسعود کا عکس ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ

منظر مسعود

۱۴۵۱

پروفیسر محمد مسعود احمد

دینہ پبلشنگ کمپنی
بندوبست — کراچی

بزرگ صاحب نسبت قبر قدس سرور کا ہزار احقرام فرماتے تھے جس کا انعام ہی سے ہر مومن مستفید ہو
 واقف سے بڑی نسبت فرماتے اور کسی نسبت سے اولیٰ احقرام فرماتے کہتے، واقف کو دیکھ کر بڑی نسبت
 زیارت کا موقع ملے گا ایک مرتبہ جیسے کہ بزرگ سرور فرماتے ہیں، چند سال پہلے میرے پاس
 اسکا حال پڑا ہے۔

مفتی محمد کفایت علی مرحوم | مفتی محمد کفایت علی مرحوم کا شمار ہندوستان کے مشہور
 علما و فقہاء میں ہوتا تھا، موصوف دیوبند کی سلسلہ فقہ
 سے تعلق رکھتے تھے، شہر نشہ دو تھیں کہ رسول روز ایک مرتبہ سید صاحب میں بھی شریک تھے
 مگر بعد میں اپنا دامن الگ کر لیا، مفتی نور علی میں حضرت قید قدس سرور اور حضرت مفتی صاحب
 اپنے عقلاً ان میں بھی بغیر آپ تھے، دونوں حضرات میں بڑی مماثلت تھیں، اسماء گرامی
 مماثلت، علمیت و تفقہ کی مماثلت، تحریر کی پاکیزگی اور رعنائی میں مماثلت، قیامت پسندی
 اور توکل میں مماثلت، انہی نے دونوں ایک دوسرے کا پورا پورا احقرام کرتے تھے۔
 یعنی جیسے انصاف لانا اور انصاف سے حضرت مفتی صاحب کو قریب سے دیکھ کر اپنے بزرگوں
 نے اپنے تافرات اس طرح ظہور نہ کئے ہیں۔

مفتی صاحب ہمیشہ سیرت پرستی، اہل ان کے اہل تشریف لانے کے
 بعد سے شرفیہ نکات میں نے انہیں مسلسل دیکھا اور قریب دیکھا، ہم کی جگہ
 علم و فراست کی جگہ فراست اور مومنانہ فراست، توکل، قیامت، سادگی
 وضع و ارتقا، پابست، مٹی سنت، کوئی خوبی ہے جو مفتی کفایت علی سے پہچان

(مرحوم ۱۳۴۳ھ)

حضرت مفتی صاحب شاہ بہاؤ پور کے رہنے والے تھے مگر نہ تھکی کا میر شہزاد شاہ
 میں گزرا، مولوی امین الدین مرحوم سے شاہی سہروردی (جہانگیر کی) میں مدرسہ اہلیہ
 قائم کیا تھا، ابتدا میں مولانا انور شاہ کشمیری اس کے صدر رہے تھے، ان کے بعد مفتی
 کفایت علی مرحوم اس کے صدر ہوئے، پھر بعد بعد بہادر کشمیری کی گئی مفتی صاحب کی

علیٰ حضرت قید سکونت و اہل قریب، انہوں نے سب نے مولانا انور شاہ شہزاد بہادر
 کا سہارہ دیا، مگر بعد میں خود بخود ہی، راجہ، مولیٰ کی تو گری و صاحب کی ہے

اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ ان وصایا سے حضرت شیخ صاحب کی صفات میں
 شہ سے محبت اور کمال تعلق کا اظہار ہو چکا ہے جس میں شک نہیں کہ شیخ صاحب سلف صالحین کا
 دیگر تھے چند سال ہونے کے بعد ہی میں ملتی صاحب کا وصال ہو گیا، مگر وہاں کے لوگ وہاں کے
 وادہ قطب الدین (مہرولی) ہیں جنہوں نے وہاں سے کسی بیٹے کو قریب سے

مولانا محمد الیاس مرحوم

مولانا کی ذات فداکار تعارف نہیں آپ ہندوستان کی
 مشہور تہذیبی جماعت کے بانی سابقین میں سے ہیں جن کی جماعت کو کئی
 نظام الدین (شیخ زیدی) ہیں تھا، اور اب بھی وہیں ہے مولانا الیاس صاحب میں انوسٹ گزشتہ
 تھے مولانا مسجد فتح پور میں گاہے گاہے تشریف لاتے تھے، اور حضرت سے کئی بار
 فرماتے مولانا حضرت قبلہ کا بڑا احترام فرماتے تھے، گواہی کے ایک عالم نے فرمایا کہ مولانا
 اپنی اپنی محفلوں میں فرمایا کرتے تھے۔

”محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سیکھنی ہو تو بریلویوں سے سیکھنے، نماز پڑھنی ہو
 تو ابلیس حدیث امام کے پیچھے چڑھو اور فیض روحانی حاصل کرنا ہو تو حضرت
 امام صاحب مسجد فتح پور کی محبت میں بیٹھو۔“

حضرت قبلہ بھی جب کبھی بستی نظام الدین تشریف لے جاتے تو گاہے گاہے مولانا کے
 بارگاہی تشریف لے جاتے، خصوصاً علامت کے زمانے میں میاں دت کے لئے ضرور تشریف لے جاتے
 حضرت مولانا الیاس صاحب کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف مرحوم
 ان کے جانشین ہوئے، وہ بھی حضرت کا پورا پورا احترام کرتے تھے، چند سال ہونے کے بعد بھی
 انتقال فرما چکے ہیں۔

مولانا حفظ الرحمن مسعودی

مولانا حفظ الرحمن جامع صفات تھے و شہرہ
 ہے ان کی خطبہ و تقریر اور سیاست کے لحاظ سے
 تھے ان کی اہلیت کا اندازہ ان کی تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے جو مختلف موضوعات پر
 قرآنیات، اخلاقیات و معاشیات و غیرہ پر مشتمل ہو چکی ہیں۔ وہ ایک عرصہ تک
 اعداء و ہندو متعلق رہے، مگر سر کے ہمنوا تھے، مگر جب وقت آتا تو حق بات کہنے سے نہیں
 چھوڑتے۔

۱۹۱۹ء کے فسادات کے دوران انہوں نے مسلمانان ہند کی جو خدمت کی وہ ناقابل

حضرت شاہ ابوالحسن مجددی دہلوی کا ذکر

حضرت امیر ربانی مجدد دہلی و افغانی قدس سرہ کی اولاد میں ہیں۔ والد و ستارہ اکابر علم و دین ہند کے معاصرین کے معاصر مشائخ میں سے تھے۔ آپ اور بزرگان دین ہند کے درمیان بہت نشست و برخاست ہوئی تھی۔
 مولوی رحمت اللہ کبیر انوی آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالحسن
 صاحب دہلی میں راقم حلوہ دلی میں دو بارہ حاضر ہوئے۔ دوسری مرتبہ حضرت پر اپنی تالیف "مقامات خیر
 فی الدنیا و الدار" کے ثلثہ اول اخیر کے حالات میں لکھی ہے۔ ان جنوں آپ ہی دلی کی شاہی خطبہ گاہ کے امام
 و قسب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور پیر الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ سے
 بہت رشتہ رکھتے ہیں۔ حدیث میں حضرت مولانا عبدالحق (تقریباً حضرت نانوتوی) اور حضرت مولانا محمد شفیع
 صاحب دہلی کے شاگرد ہیں۔ اپنی تالیف "مقامات خیر" میں تحریر فرماتے ہیں:-

آپ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) نے ۱۲۳۳ھ میں اہم تہذیبی بحاثوں کو مدرسہ مولوی عبدالکرب و علی
۱۲۳۴ھ میں یہ سائنس کالج بطور پروفیسر کے لئے مدرسہ سے وابستہ ہو گیا۔

اس دور میں جناب مولانا عبدالوہاب دجناب مولانا عظیم جی محمد مظہر اللہ دجناب مولانا محبوب الحق
 اہل سے علوم محققہ کی کتابیں پڑھیں اور بعد میں شریعت کا دورہ حضرت مولانا عبدالغنی دحضرت مولانا محمد شفیق
 رحمانی کی محکمہ مسلمہ دشن الری مجہد جاحر الاول تا آخر مولانا عبدالغنی سے اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد
 دترمذی سے پڑھیں۔ (شیخ الاول ص ۳۰ مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ھ)

حضرت مولانا عبدالحق کا ذکر آپ نے مقامات خیر میں حضرت شاہ ابوالخیر صاحب کے تلمیذوں میں کیا ہے۔ یہ صاحب پیر ہے، حضرات کا ذکر کرتا ہے جو کہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے دل آپ حضرت صاحب کی طرف کس طرح مائل تھے اور وہ آپ کا احترام کس طرح کرتے تھے۔ میں ۴۱

اللہ کے جوسب سے پہلے حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا ذکر مبارک کیا ہے۔ ان حضرات کے ساتھ

البتہ صاحب اس کے گھر گئے کے بعد ان کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے۔ بخیر! بخیر!
 اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اتنی ہے اور آپ نے ایک مرتبہ ایک خواب لکھ کر حضرت سیدہ الوداد کو اس کی یاد دلادی
 وہ درمیں آپ کی رائے سے ہیں اور جھٹکتے جھٹکتے اپنا کلمہ بخیر خدا علی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے
 لگے یہ عوارث آپ ہی کی ہے۔ آپ نے ۱۹ شعبان ۱۳۳۱ھ میں اس عاجز کو سند عیونیت فرمائی
 کہ آپ سے اس عاجز کا ملاقات ہوا ہے تو یہ الفاظ نکلائے: اِنَّا بَعَثْنَا لَكَ اخْتِيارًا لِحَقِّ التَّوْبَةِ وَالسُّلُوكِ
 وَتِلْكَ اَنْبَاءُ الْعَالَمِ الْوَبَائِي الْجَمْعِ بَيْنَ الشُّرْبَةِ وَالْمُطَرِّفَةِ مَوْلَانَا عِدَدِ اللّٰهِ شَاهِدِ الْحَقِّ لَعْنَةُ الْمُنَافِقِ
 آپ نے جس وقت حضرت سیدہ الوداد کا اسم گرامی لیا۔ زور و قہار دہاتے گئے۔ اس ماجرا سے
 کیفیت وہ حضرات کے ساتھ ہمیشہ دیکھی، ایک سیدہ الوداد اور دوسرے مولانا نانوتوی کی قبر پر
 حضرت سیدہ الوداد کے پاس اگر کبھی کوئی عمو و مینہ دیا میری آتی تھی یا حضرت کے لڑکھان میں ان کے ہاتھ
 تھے تو حضرت مولانا کو بھی ارسال فرماتے تھے۔ ص ۳۶۹۔

حضرت شہداء الخیر قدس سرہ رحمہ کی تہذیب و تربیت عید الرب میں پڑھا کرتے تھے اور ان کے
 مولانا عبد اعلیٰ سے کافی دیر تک محبت رہتی تھی۔ ص ۳۷۸
 جس دن عاجز (مولانا ابوالحسن زید) نے حج امام بخاری شہم کی۔ حضرت مولانا عبد اعلیٰ کے
 ایک بڑا دامال پڑا تھا۔ آپ نے دیکھیں ہاتھ سے زو مال کے کونہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ صاحب
 بکھلو۔ عاجز نے اگر بکھولی تو ایک اشرفی برآمد ہوئی۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ صاحبزادہ یہ بکھولا۔
 آپ کو حضرت سیدہ الوداد قدس سرہ فرمایا آگے اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو
 آتے تھے بخاری، مسلم اور ابن ماجہ پڑھانے کے بعد عاجز سے فرمایا۔ صاحبزادہ بکھلو اور شراعت کر۔
 قصیدہ دے دو پڑھو۔ چنانچہ میں بخیریں دن اس مبارک قصیدہ کا سبق پڑھا اور آپ کے عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
 وقت ہوا۔ یہ عاجز قصیدہ کا مبارک شعر پڑھتا تھا، اور آپ کی آنکھوں سے سلی اٹک رہا تھا اور یہ دعا
 دیتے تھے کہ تھم نہیں فرما سکتے تھے۔ آپ کی کچھ مبارک سے آنسو کے قطرے پھٹتے تھے۔ آپ کو اپنے
 مولانا امام قاسم نانوتوی اور حضرت سیدہ الوداد قدس سرہ فرماتے تھے کہ یہی کامل قلبی تعلق تھا۔ آپ کی
 ذکر فرماتے تھے۔ آبدیدہ ہو جانا کرتے تھے۔ (مقامات خیر ص ۳۸۱)

عبدالغنی (عبدالغنی) رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے۔ (صفحہ ۳۲)

پہلے میں نے ان حضرات کی تعداد کو نو گروہ سے کم فرمایا ہے اور ان کے درجہ پائے بلند کر کے۔ بعد میں اس کی تصدیق ہوئی اور اس عاجز کے سر پر رحم فرمایا۔ ان میں سے جناب مولانا مولوی عبدالغنی صاحب کے بعد پانچواں نمبر پر لے گئے۔ چنانچہ پہلے عاجز کے پاس تشریف لائے۔ وہی آخری مرتبہ تھی کہ کوئی تحریر نہ تھی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کہاں قیام فرمایا۔ رحمۃ اللہ ورہی عنہ۔ باقی عبادت حضرات کی بھی تصدیق فرمائی۔

مولانا عبدالغنی صاحب کی وفات یکشنبہ ۱۳ ربیع الاولیٰ ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء دہلی میں ہوئی۔ ان حضرات میں سے چوتھے نمبر پر ایک دھماکہ کے جوار میں حیدرآباد کے قبرستان میں تم گھوم اعراس میں۔

جناب مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمود الحسن کی وفات ۲۴ سال کی عمر میں دو شنبہ ۱۷ ربیع الاولیٰ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۰۸ء دہلی اور وہاں استراحت فرمائی۔

جناب مولانا حکیم سہیل محمد مقبر اللہ کی وفات شنبہ ۱۸ ربیع الاولیٰ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۰۸ء دہلی میں ہوئی اور ان حضرات کے پاس قبرستان میں آرام فرمائی۔

جناب مولانا صاحب ابوالحسن فرزند علامہ عبدالغنی کی وفات جمعہ ۲۰ ربیع الاولیٰ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۰۸ء دہلی میں ہوئی اور وہاں استراحت فرمائی۔

اللہم علوہ! انا عبدنی قد احسنوا الی فاحسن الیہم والی کل من احسن الی وہدالی وخلصی
 اللہم یغفرہم غفر جبر الجبراء و ارحم عہم و ارحمہم یا ارحم الراحمین۔ (مقامات خیر ص ۴۳)

حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلہ نے بعض علماء دیوبند کی حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ سے ملاقاتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

ایک دن ان کے ساتھ مولانا محمود الحسن صاحب دیوبند کی آپ سے ملنے تشریف لائے۔ کہ آپ ان سے ملاقات سے ملے۔ مولانا محمود الحسن صاحب کی تمنا یہ تھی کہ ملاقات رہی۔۔۔ مولانا صاحب آپ سے ملاقات کے لئے آپ نے ان کو بہ محبت و احترام میں فرمایا۔ (مقامات خیر ص ۴۴)

سے حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ مطلق ہوئے۔

آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہاں ان کو جلاؤ، ہم ان سے ملیں گے چنانچہ دولہ سالہانہ
آپ نے قلعین سے فرمایا۔ ہم کو سہارا دو۔ چنانچہ سہارے کر آپ کھڑے ہوئے اور دولہ سالہانہ
حافظ صاحب کی وجہ سے ان کے چہرے پر گوار کا ڈکرا آیا۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی قاسم صاحب ہمارے
صاحب نے خانقاہ شریف میں حضرت شاہ عبدالغنی سے حدیث پڑھی ہے۔ یہ دولہ صاحبان سید
کی جائے قیام کا انکادوب کہتے تھے کہ خانقاہ شریف کے دروازے کے باہر بھوتی آباد رہا کرتے تھے
شریف میں رہنے پر فاضل ہوتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں ہمارے حضرت والدہ
مولوی قاسم صاحب ملے آئے۔ حضرت والدہ بچہ ملاقات و بات چیت کیلئے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب
نے بیٹھنا چاہا لیکن مولوی صاحب نے بہت اصرار سے روکا اور پھر بڑی محبت سے آپ کو باہر لے گئے
آپ سے کہا۔ حضرت ہندوستان میں دو جال پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ و عافرا مائیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمان
شر سے محفوظ رکھے۔ اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت سید ابوالقاسم قدس سرہ نے مولانا قاسم صاحب کی طرف
ذکر کیا۔ (ص ۲۳۱)

جناب مفتی عزیز الرحمن میرٹھ میں تفسیر مظہری کی تصحیح فرماتے تھے۔ مولوی حافظ کلایت صاحب
سنا کر کہتے تھے۔ حافظ صاحب جناب مولانا محمود الحسن کے شاگرد اور جناب مفتی صاحب کے مرید
صاحب شاہ رفیع الدین دیوبندی کے اور وہ شاہ عبدالغنی مجددی کے خلیفہ تھے۔ ایک دن حافظ صاحب
جناب مفتی صاحب نسبت شریفہ میرٹھ سے لے کر حضرت سیدی ابوالقاسم سے ملے تشریف لائے۔ حافظ صاحب
سے کہ حضرت سید ابوالقاسم کھڑے ہو کر مفتی صاحب سے ملے اور دونوں حضرات کی آنکھوں سے محبت
ہوئے۔ قدس اللہ اصرار حبیبہم۔ حافظ کلایت اللہ نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کے علاوہ ایک صاحب
صاحب اور جناب مولانا محمود الحسن صاحب آپ سے ملے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ آپ ان دونوں صاحب
مل کر بہت خوش ہوئے اور یہ دونوں صاحبان بھی آپ کی محبت سے کر رہے تھے۔ حضرت مفتی صاحب
انہیں باتیں میں ولی آکر بھی آپ سے ملے تھے۔ رحمہ اللہ (ص ۲۳۶)

مولانا احمد انصاری کے فرزند مولانا حکیم محمد مسعود صاحب مع چند رفقاء کے آپ سے بڑی محبت سے
 شریک رہے۔ آپ کی محبت ہماری باتیں سن کر حکیم جی اور ان کے رفقاء متاثر ہوئے۔ سب
 انہو جاری تھے۔ آخر میں آپ نے فرمایا: مولوی صاحب ہمارے دوست تھے اور ہم ان کے
 رفقاء مقامات خیرہ ۴۹

جناب مولوی مشتاق احمد چشتی انیسٹھوی کا ذکر

جناب مولوی مشتاق احمد چشتی انیسٹھوی خلیفہ حضرت عارف محمد صاحب برہنہ رامپوری سلسلہ عالیہ چشتیہ صاحب یہ
 اہل سنت و خوادگان چشتیہ صاحب یہ المعروف بہ انوار العاشقین شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ خان
 راجپور آبادی (استاذ نظام عثمان علی خان دکن) کے ارشاد پر تصنیف کیا جو ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں خیرہ
 سے نکلا ہوا۔

مولانا انوار العاشقین نے حضرت قطب اقطاب عارفی امداد اللہ مبارک جی رحمۃ اللہ کا زمانہ بھی پایا ہے۔
 تعلق صاحب اور ان کے مسرت شہزین سے انہیں بہت تعلق خاطر تھا۔ قطب الارشاد حضرت انگنوی اور حجت
 حضرت نونوتوی اور دیگر بزرگان دیوبند سے انہیں والہانہ عقیدت و محبت تھی ذیل کا اقتباس انہی جذبات کا

حضرت عارفی امداد اللہ مبارک جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ہے شمار ہر دیار و انصار میں ہیں متاخرین
 میں باوجود قیام مکہ معظمہ کے وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نا دور ہے) حضرت مدوح کے برابر مشائخ
 کرام اہل دیوبند شہرت میں ہوئی، مجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بھتیہ السلف حجتہ الخلف مولانا رشید احمد
 انصاری اور حضرت مولانا محمد جاسم صاحب نونوتوی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نونوتوی مسلم علماء
 دیوبند ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد انگنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی آج کل بزرگ در عالم با عمل مانتے جاتے ہیں

جیسے حضرت مولانا محمود حسن صاحب (موجودی صدرہ) دین مدرسہ عالیہ دیوبند اور حضرت
 انیسویں صدرہ مدرسہ عالیہ دیوبند حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب داسے چاری حضرت اور
 انیسویں اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب
 مولانا کے جانشین اور اوقات کے پابند ہیں۔ راقم الحروف ان سے مل کر خوش ہوتا ہے اور اس کی
 رشید احمد صاحب عاجز کے ساتھ نوازش و کرم سے پیش آتے تھے اسی طرح حکیم صاحب کمال شجاعت
 پیش آتے ہیں یہ حضرات تو مولانا کے خلفاء ہیں مگر جناب مولوی شاہ ظہور احمد انیسویں کو بھی بہت
 مقدس حضرت مولانا سے یہ عاجز راقم الحروف پاتا ہے وہ فتاویٰ الشیخ کے درجہ سے کم نہیں۔ انیسویں
 کے لائق ہیں بارگاہ اللہ فی عمر ہم و صلاح ہم و احادیث و ارث حسن صاحب بھی حضرت مولانا رشید احمد
 خلفاء ہیں اور مشائخ طریقت اور لباس صوفیانہ رکھتے ہیں حضرت کمری مولانا اشرف علی صاحب قدس
 جہاں دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ روایات صحیحہ اور مضامین عالیہ نہایت آسان عبارت میں بیان کرتے
 قادر الکلام ہیں و زید دست مہنخف ہیں صد ہا کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنی تمام عمر میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ کام کر
 تو اشع کے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ بعیت بھی حضرت قبلہ عالم حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی
 کرتے تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق و محبت میں فدا تھے کلمات امدادیہ میں
 حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک لسان عطا فرماتا ہے نہ تو
 کے واسطے مولانا روٹی کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولانا محمد قاسم لسان عطا ہوئے ہیں اور جو میرے
 مولوی صاحب اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ میں بعض اصطلاحات نہ جاننے کی وجہ سے اس کو بیان کر سکتا
 الحروف عرض کرتا ہے کہ نہ مالک طالب علمی میں یہ عاجز ایک دفعہ حضرت مجدد دوم (العلین خلیفہ سید محمد
 احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو اس وقت حضور خلدیم مولانا کا
 صورت میں نظر آئے اور حضرت علامہ ہانڈ غنی توکل شاہ صاحب مجددی و انبیا ولی ازمدت اللہ علیہ
 فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحرِ عرف کے پاس
 قاسم کو جہاں پاسے مہارکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور کہتے ہیں

نے وہی سبکیں۔ چنانچہ میں آگے دو گیا۔

۱۹۵۸ء میں منع کردہ مجلس اشاعت العلوم دہرائہ و گن بارہ اول مطبوعہ عثمان پریس

آستانہ عالیہ تونسہ شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے سابق سپاہی نقشبین خواجہ اللہ بخش تونسوی کی وفات کے بعد آپ کے
مدرسہ خیرہ محمود تونسوی نے اپنے دور میں تونسہ شریف کے چھوٹے مدارس کو ضم کر کے ایک بڑا بڑی
مدارس میں تدریس کے لئے صدر مدرس و مہتمم جس شخصیت کو مقرر فرمایا وہ حضرت مولانا خان محمد
نے اس کا اہم مولانا محمود حسن دہلوی کے شاگرد تھے۔ چنانچہ اللہ شریف کے مولوی محمد حسین الہی لکھتے
ہے کہ

امام الدین (تونسوی) اہل بیت علم دوست اور علم پرور بزرگ تھے اس لئے ان کے زمانہ میں
مدرسہ خیرہ کی تاسیس کے زمانہ میں صدر مدرس و مہتمم مولانا خان محمد صاحب تھیں حضرت مولانا محمود
نے اس کے (کتاب حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی ص ۲۹۸ مطبوعہ من آباد لاہور)

تاریخ مخبر احمدیہ بالا احوال نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضرت خواجہ محمود صاحب
آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے مدرسہ میں تدریس کے لئے دارالعلوم دہلوی کے فاضل مولوی خان محمد
نے اس کا اہم مولانا محمود تونسوی کو قطعاً اہمیت نہ دی بلکہ دہلوی عالم ہی کو ترجیح دی۔ کیونکہ علماء دہلوی دہ
دہلوی کے ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمود صاحب تونسوی کو علماء اہلسنت دہلوی دہلوی کے ساتھ کمال ادب کی
ساتھ ہی کی جس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے دور کے تمام چھوٹے چھوٹے مدارس کو ضم کر کے ایک بہت
بڑا مدرسہ میں شروع کر دیا۔ اور اپنی تعلیم کے لئے فاضل دارالعلوم دہلوی خان محمد صاحب کو
مدرسہ کے مہتمم دہلوی کے اہل بیتان بنے جو خانہ عالیہ تونسہ شریف میں بھی بنی گئیں اور آستانہ عالیہ تونسہ
مدرسہ کے مہتمم دہلوی کے ہوتے ہیں۔ پناہ عقیدت تھی جس کی بنا پر مولانا دہلوی دہلوی عالم نے اپنی اور

تدارک کے لئے ہرگز مستقر نہ فرمایا اور آستانہ عالیہ تونسہ شریف کی علماء کے ہاں سخت دوج بند سے اسی وقت
اور جھٹک بھی ملا رکھ فرمائیں۔

عقیدت و محبت کی ایک اور جھٹک

حضرت خوجہ نظام الدین تونسوی صاحب سیادہ الشیخ تونسہ شریف جب قصبہ مہار شریف
ضلع بہاولنگر میں تشریف لائے تب وہ اس وقت قصبہ مہار شریف میں ہی مدرسہ عربیہ اسلامیہ
حضرت خوجہ نظام الدین صاحب کی زیارت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے
حضرت خوجہ نظام الدین صاحب نے تب وہ سے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ نے کس
حاصل کی تائید و توثیق فرمائی ہے کہ دیوبند سے حاصل کی۔ تو آپ حضرت خوجہ نظام الدین صاحب
میں آکر مجھ سے مل گئے اور فرمایا۔ مولانا دیوبند نہ گو دیوبند شریف کہو اور میں بہت شرمندہ ہوں
کہنے چاہیے تھے وہ حضرت خوجہ صاحب نے کہہ دیئے ہیں۔۔۔

بروایت آستانہ العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم شریف
عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خوجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ شریف ضلع بہاولنگر
نوٹ :- جس کا دل چاہے حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب سے سند سے بالا واسطہ کی تائید
کارائیں مہترم العلماء المسند دیوبند کا یہ فیضان ہے کہ آستانہ عالیہ تونسہ شریف والے بھی ایسا
یو ثور بشی دار العلوم دیوبند کا نام بڑے عزت و احترام سے لیتے ہیں۔

حضرت سر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ
چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

مستطاب چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف خلع بہاؤ شہ کے سجادہ
شاہ صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب نے تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم شہر فرید من مصلحات
دین کے سجادہ شاہ حضرت مولانا الہی بخش سے حاصل کی۔

حضرت سر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب نے چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کی اولاد نے بھی علماء اہلسنت و جماعت
میں سے ایک مرتبہ کو القعد ہے کہ تین دن کی تبلیغی جماعت آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں پر صاحب نے فرمایا کہ یہ تبلیغی جماعت اگلے مہینے ۱۱
مئی کو تین دن تک یہاں رہیں گے تو آستانہ کی مسجد کے امام و خطیب مولوی غلام فرید تو گیاروی قضا
کی طرف سے مارا جاتا تھا تو اس نے دوسرے دن حضرت صاحبزادہ میاں صاحب کے آنے سے
رات ۱۱ کو مسجد سے باہر نکال دیا جب صاحبزادہ حضرت میاں صاحب تشریف لائے تو انہوں
کی ہدایت فرمایا کہ میرے ۱۱ کے مہمان گاہاں ہیں تو مولوی غلام فرید نے جواب دیا کہ میں نے ان
کو مسجد نکال دیا ہے تو صاحبزادہ حضرت میاں صاحب مولوی صاحب سے سخت ناراض ہوئے
اور صاحب سے کہا کہ تم فوراً نکل جاؤ اور تبلیغی جماعت والوں کو نکال کر کے لے آؤ ورنہ تم یہاں نہیں رہو گے
حضرت سر صاحبزادہ میاں صاحب نے ان کو مسجد سے نکالا ہے تو مولوی صاحب چشتیاں شہر جا کر تبلیغی جماعت والوں
کو بلا کر ان کو وہاں آستانہ کی مسجد میں لے آئے اگر تم واپس میرے ساتھ آستانہ کی مسجد میں نہیں جاؤ
تو حضرت میاں صاحب مجھے نہیں رہنے دیں گے اور وہ مجھے سخت ناراض ہونے میں کہ تم نے تبلیغی
جماعت نکال کا ۱۱ سے آئی ہے میری جوگی کہ تم میرے ساتھ واپس چلو فرض کہ تبلیغی جماعت
کی مسجد میں آئے تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب نے اپنے مولوی صاحب سے کہا کہ تم
میں سے ۱۱ کے مہمانوں کو کافر سمجھتے ہو میں تم سے ملنے راضی نہیں ہوں کہ تم مسلمانوں کو
کافر سمجھو۔ یہ سب سچے سچے لہجے میں بھی نہیں چھوٹا تھا تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب کی ناراضگی کی

عبد سے مولوی علامہ فرید جو کہ کلمہ اوقاف کی طرف سے آستانہ کی مسجد میں ملازم تھا وہ اپنا چہرہ لہجہ
تو اس سے آپ حضرات صاحب زادہ حضرت میاں نور جہانیاں صاحبہ کی اپنے دادا اسیا کے مرنے پر
عقلی محبت تھی جسے آپ حضرات نے غولی چڑھا ہے۔

بروایت استاذ احکماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ رحمہ اللہ صاحب
عالیہ پیشینہ لکھنا یہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی پشپتیاں شریف خلیع بہاؤ فکر۔

ایک مرتبہ بندہ نے حج مؤلف کتاب حدائے کا سوئے خلیع کو جو آٹوالہ سے آستانہ علیہ جو
مہاروی میں واقع مدرسہ اتحار المدارس کے مدرس دوم مولوی رحمت علی کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں
شریفین کی افتدائے میں شمار کیا گیا ہے کہ ہاں ہے تو مولوی رحمت علی نے جواب میں تحریر کیا کہ اگر میں
افتدائے میں شمار کیا گیا ہے جب وہ فتویٰ شائع ہوا تو ان دنوں بندہ بھی حضرت صاحب زکیم مہاروی
صاحب کو ملنے کیلئے آستانہ پہنچا ہوا تھا تو حضرت صاحب زادہ میاں صاحب نے بندہ کے سامنے ہاتھ
کو بجا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور فرمایا کہ تم کون ہو انہو خرمین شریفین کے خلاف فتویٰ جاری کیا ہے
آئندہ کیلئے کوئی بھی فتویٰ اسے تو تم کیلئے نہ لکھو بلکہ مولانا بشیر احمد صاحب کو میری طرف سے کہو کہ اگر
کرمین جیسے کسی چیز کا جائز نہیں تم فساد مولوی ہو اور مولانا بشیر احمد صاحب کی موجودگی میں تمہیں کہہ
تم فتویٰ لکھو اب چلے جاؤ ورنہ کام کر رہے آئندہ کیلئے ایسی کوئی بات نہ سنوں پھر فرمایا کہ سنو میں نے
پوری دنیا کے امام ہیں اور ہم تو یہ پاک کے خاک جیسے بھی نہیں اور تم نے لکھا فتویٰ دے کر کہ
اگلیا ہے چلا چلے جاؤ چلا چلا چلا۔ بروایت بندہ نے حج مؤلف کتاب حدائے۔

نوٹ: حضرت گرامی آپ نے صاحب زادہ حضرت میاں نور جہانیاں صاحبہ کی ذات میں
مقتبہت و محبت کو غولی چڑھا ہے اور حضرت میاں صاحبہ انہو خرمین شریفین کے خلاف کوئی بات
نہ کرتے تھے بلکہ فرمایا کہ انہو خرمین شریفین والے پوری دنیا کے امام ہیں۔

قاری محترم! سید الاولیاء حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کی وفات ۳۱ ذی القعدہ ۱۳۸۵ھ
کر حضرت حج صاحبزادہ میاں نور جہانیاں کے روز تک اب بھی آستانہ عالیہ پیشینہ صاحبہ کے
مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی مسجد میں پانچویں وقت اذان با آواز ہی دینی جاتی ہے۔ جس کا

آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مبارک دینی رحمۃ اللہ علیہ مقام چشتیاں شریف ضلع بہاولپور کے
 لیکن حضرت علی صاحبزادہ دنیاں نور جہانیاں صاحب کے دور میں اب بھی آستانہ عالیہ کی مسجد میں
 روٹی سے جس کا دل چاہے جا کر کیکر لے گیونکہ حضرت علی صاحبزادہ دنیاں نور جہانیاں سے خود عالم
 کے اول یا آخر کسی قسم کا اضافہ ہرگز پسند نہیں فرماتے بلکہ اذان بالائی گویا سنت کے عین
 ہے۔

دوسری مولوی وغیرہ کو اپنی جرأت تک نہیں کہ یہ بات دریافت کر سکے کہ آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت
 علی صاحبزادہ دنیاں نور جہانیاں کی مسجد میں پانچوں وقت اذان بغیر صلاۃ و سلام کے پڑھی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے جبکہ
 مولوی اپنی اپنی مساجد میں قبل ازاں صلوٰۃ و سلام کا اضافہ کر کے اذان پڑھتے ہیں۔ غرض کہ حسب
 آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مبارک دینی کا بظاہر ہے اس وقت سے لے کر حضرت خواجہ علی صاحبزادہ
 علی صاحبزادہ دنیاں صاحب کے دور تک اب بھی بغیر کسی قسم کی بیوقوف کاری کے اذان بالائی ہی پڑھی ہے جس کے اول
 صلوٰۃ و سلام ہرگز نہیں پڑھا جاتا کیونکہ شیعین صاحب اذان کے اول یا آخر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو بدعت
 کہتے ہیں جس کا واضح ثبوت یہی ہے کہ آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ پر حضرت خواجہ نور محمد مبارک دینی کی مسجد میں پانچوں
 صلوٰۃ و سلام کے سنت کے مطابق پڑھی جاتی ہے۔ یعنی کہ اذان بالائی کے مطابق اذان دی جاتی ہے
 اذان چشتیاں کے کثیر و تنوع اولوں کو گواہ ہیں۔

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب

چشتیاں ضلع بہاول نگر کا ذکر

بندہ سعید احمد قادری کہے واللہ محترم استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد بن مولانا محمد بن مولانا مفتی شیر محمد بن مولانا رحمہ الہی بن مولانا روشن دین قوم پٹوہان آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت مولانا مباروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر کے مدرسہ فخر المدارس کے شیخ الحدیث مفتی ہیں۔ علامہ مفتی بشیر احمد ایضاً کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں آپ شیخ المغرب والنگرام مولانا حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۵۵ھ کا ۱۰ سالہ روکر موقف علیہ اور ۱۰ روزہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور آپ ۱۳۵۷ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کر کے بہاول نگر میں جامع العلوم میں چار سالہ حدیث والہ الحدیث کے منصب پر فائز رہے پھر اس کے بعد ۱۵ سال تک مدرسہ عربیہ قادریہ برقام قصبہ محمد پور سندھ میں شعبہ انجمن آباد ضلع بہاول نگر میں چھاتے رہے پھر اس کے مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کو چھوڑ کر پشیمانی رضا خان بریلوی کے مسلک بریلوی کو اختیار کر لیا۔ یعنی کہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب العربیہ کے والے ضلع اوکاڑہ کی آفتابیت متاثر ہو کر ۱۳۵۷ھ میں بریلوی ہو گئے اور تاحال بریلوی ہی ہیں اور یہ ضلع علیہ دیکھ کی بات ہے کہ جو دارالعلوم دیوبند کا فاضل ہو اور ایک جی صاحب کے کشف سے متاثر ہو کر کلمہ شریف کے قرآن و سنت چینی عقائد کو چھوڑ کر وہ عقیدات و ضابطہ کا وزن دیا گئے۔ کشف جبکہ شرقی قوانین کے تحت کیلئے جوت ہونا تو یہی دور کی بات ہے بلکہ کشف صاحب کشف کیلئے بھی جوت اور دلیل نہیں دیتا پڑ جائے دیوبند کا فاضل کشف سے متاثر ہو کر صحیح عقائد کو چھوڑ بیٹھے یہ بات قابل غور ہے۔ اور اب آستانہ عالیہ چشتیہ

مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ فخر المدائن میں شیخ الحدیث مفتی بشیر احمد صاحب نے فراموشی کے فرائض ادا کیا وہ اپنے
 استاد عالیہ حضرت مولانا غلام محمد مہاروی پر ہی رہتے ہیں۔ جس کا دل چاہے جا کر دیکھ لے۔

شیخ الحدیث مفتی مولانا غلام محمد بشیر احمد صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے چھ کرپور دو سال کے بعد اپنے
 مسکن حقی بلونت دیوبند کو چھوڑ کر اپنے ۳۲ سالہ بیٹے مفتی غلام محمد دیوبند کے مسکن میں
 رہنے لگے۔ والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام محمد دیوبند ہندوستان سے آنے کے بعد
 مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام محمد پور سنسداران تحصیل ٹنڈن آباد ضلع بہاولنگر میں مدرسہ فرماتے رہے اور
 پچیس برس شریعت شیخ المشائخ استاد العلماء حضرت مولانا غلام قادر صاحب کے ساتھ بہت اچھے
 اور تعلقات ۱۲ دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے ان کے صاحبزادے حضرت مولانا غلام محمد شیخ الحدیث
 صاحب کو مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام محمد پور سنسداران تحصیل ٹنڈن آباد ضلع بہاولنگر میں مدرسہ کے لئے
 راجہ رستم میں دس سال مدرسہ کرنے کے بعد مسکن بلونت دیوبند کو چھوڑ کر بریلوی عقیدے میں
 رہے۔ حضرت مولانا غلام محمد ضامن بریلوی کی تعلیمات رضا کا پرچم تمام لیا اور وہ مال بریلوی مسکن
 کا پچیسواں ہے۔ جب جس پر ضلع بہاولنگر کے تمام دیوبندی بریلوی یعنی ہر خاص و عام گواہ ہیں لیکن
 مولانا غلام محمد کی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے آج تک فیضان دیوبند ہی کھلا ہے ہیں۔ اور وہ حیات
 میں رہے۔

دارالعلوم دیوبند کا فیضان، فیضان دیوبند حضرت مولانا غلام محمد مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث نے
 ان کا مہر نور اللہ ارسن صدر و عید کا وہاں سے روڈ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر میں پکڑایا پھر مدرسہ نوشہ
 کے کھانہ میں لگا دیا اور اس میں پکڑایا پھر اس کے بعد پنجاب کے مشہور خانقاہ آستانہ عالیہ چشتیاں نظامیہ
 مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ مدرسہ فخر المدائن میں اسے بھی پکڑا دیا ہے جس کا دل چاہے جا
 سکتا ہے فیضان دیوبند ہے جس کو اکثر بریلوی مولویوں نے بھی حاصل کیا ہے۔

دارالعلوم حضرت مولانا غلام محمد مفتی بشیر احمد شیخ الحدیث نے غلام محمد کی سند جامعہ عربیہ بہاولپور سے
 ۱۳۶۳ھ میں حاصل کی۔ تو انہوں نے تمام علوم دینیہ مائے اہلسنت دیوبند سے حاصل
 کی ہیں۔ ان کا کوئی استاد نہیں۔ تعلیمی دور کے تمام کے تمام اہل سنت دیوبند مسکن

رکھتے تھے۔ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب استاذانہ عالیہ چشتیہ کلاں میں تھے۔
 مہاروئی چشتیوں شریفہ طبع بہا و فکر کے مفتی و شیخ الحدیث کے آقا اجداد میں بھی گذر ۱۶۱۰ھ میں
 مفتی شیر محمد بن مولانا رحمہ اللہ بن مولانا روشن دین نے ان پیاروں علماء کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بلوی بن مولوی تقی علی خان بن مولوی رضا علی بن مولوی کاظم علی کا زمانہ پایا لیکن ان کو مولوی احمد رضا
 اجداد کے عقائد پر گڑھا اثر نہ کر سکے۔ عرض کر استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب
 آقا اجداد میں سے کوئی عالم بھی مولوی احمد رضا خان بریلوی کے عقائد پر بلوی کی طرح ایمان نہ لایا۔
 بلکہ تمام کے تمام علماء عالمی قرآن و سنت اور قاضی شریک و بدعت کا مصداق ہے۔ ہیں اور ان
 استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث نے علماء دیوبند کے بارے میں
 کہ علماء دیوبند و یوزنہ تمام کے تمام کہے موعود مسلمان مفتی اور مومنین صادقین میں سے ہیں ان
 کے نقش قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرسین مدرسہ انوار الاسلام کا ذکر

صاحبِ اہل حق و رہی کے تیار جان استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب بن مولانا مفتی غلام محمد بن
 محمد بن مولانا رحمہ الہی بن مولانا روشن دین قوم پٹوہان صدر المددین مدرسہ انوار الاسلام بمقام مکتب
 شریعت اہل حق کے لیے موقوف علیہ تک کتابیں تریدان منسلک علماء دیوبند و فی کمال حضرت مولانا غلام
 محمد بن مفتی صاحب ابودشغ فاضل حضرت مولانا محمد امیر صاحب دیوبند کی سے پڑھیں۔ پھر ضلع سہانپور
 دیوبند میں درجہ موقوف علیہ میں داخل ہو گئے موقوف علیہ کے اسباق چند دن پڑھنے کے بعد
 دیوبند میں مدرسہ نون العلوم جو ایک مسجد میں واقع تھا وہاں موقوف علیہ پڑھ کر کئی گھر پو مجبوری کی وجہ
 سے آ گئے۔ انہوں نے مدرسہ افسوس کی بات ہے کہ دورہ حدیث پڑھنے کی سعادت نہ حاصل کر سکے اور یہ مدرسہ
 کے پڑھنے کا مدرسہ تھا یعنی تمام علوم دینیہ اعلیٰ سنت دیوبند سے حاصل کئے ہیں اور جب یہ علوم و دینیہ پڑھ کر
 اعلیٰ تعلیم ملنے آ پادہ الہی آئے۔ آواز بہت اچھی تھی اور مثنوی شریف کے حافظ تھے اور بڑی روانگی سے
 اعلیٰ تعلیم شریف کے اعتبار پڑھتے تھے۔ اور تمام ماحول پر یحییٰ علیہ السلام کا تھا اپنے وقت اور تقریر میں
 کمال کے اعتبار سے اچھے انداز میں پڑھتے جس کی وجہ سے لوگ ان کے عقیدت مند ہو گئے۔ اور یہی
 مولانا کے بقا ہو کر مولانا ضلع فیروز پور کے مشہور سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کے مرید بن تھے جس کو بعد
 از حضرت مولانا کے مولانا کہتے تھے کی بجائے کہ مولانا کہا شروع کر دیا اور یہ صاحب بھی کہ مولانا کے نام
 کے تو اسموں نے بھی کہ مولانا ضلع فیروز پور میں جا کر حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب سے اپنے
 کام کرنے۔ تو یہ صاحب نے مولانا عبدالحق صاحب کو ذکر دیا کہ یہ یعنی و عقیقے اور چلے کائنات کے کام پر
 یہ تعلیمات خوب پڑھتے تو انہوں نے و عقیقے و طائف اور چلے کائنات کی وجہ سے حضرت سید محمد اسماعیل
 صاحب کے مرید بن گئے جس کی وجہ سے منسلک علماء دیوبند چھوڑ کر ۱۳۱۷ھ میں بریلی ہو گئے لیکن لا جواز

بریلوی ہونے کے علاوہ بریلوی کی تحفہ کے بارے میں کوئی سوال کرتا تو جواب میں صرف اتنا کہ
 بندہ کافر ہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں غرض کہ علماء بریلوی کی تحفہ کو بہت سے اچھتے تھے بندہ
 خدا ایک مرتبہ بارہ جون ۱۹۷۹ء کو بعد نماز عصر گھر پر حاضر ہوا تو دوران گفتگو بندہ نے یہ عرض کیا کہ
 یہ تو فراموشی کہ آپ نے علماء بریلوی سے پڑھا پھر علماء دیوبند کو چھوڑ کر آپ بریلوی ہو گئے تو کیا
 دیوبند مسلمان ہیں یا کافر تو فوراً بندہ کو جواب دیا کہ علماء دیوبند کو کافر کہنے والے کا خاتمہ اچھا ہے
 دیوبند اعلیٰ درجہ کے مسلمان ہیں اور میرے استاذ ہیں اور استاد روحانی باپ ۱۱۱ ہے اور باپ کو کافر کہنا
 لیکن آپ عالم دین ہیں کہ وہ کون ہوگا ؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے ۱۳۳۵ھ میں دہلی مقبرہ
 حاصل کی اور ہر سہ گھر آئے گئے پانچ سال بعد تعلیمات رضا کا پرچم سنبھال لیا۔ غرض کہ پھر
 رضا بریلوی کے مسلک کا اختیار کر لیا۔ اور پھر مولانا امجد الحق صاحب نے اپنے ہی ویر مشہور
 کے فضائل و مناقب اپنے چھوٹے بھائی شیخ الحدیث مفتی حضرت مولانا علامہ بشیر احمد صاحب کو
 کیونکہ مولانا عبدالحق صاحب اپنے بھائی حضرت مولانا بشیر احمد صاحب سے عمر میں ستر (۷۷) سال
 اور ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی تھے اور مولانا بشیر احمد صاحب اپنے بڑے سوتیلے بھائی مولانا عبدالحق
 باقوں میں آکر حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کی خدمت میں آنا چاہا شروع کر دیا تو جب انہوں
 شروع کیا تو اس وقت حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب آف کر مولانا استاد نے من مضائقہ
 کر چکے تھے۔ پس آنا چاہا پھر ایسا شروع ہوا کہ استاد العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب
 سنت دیوبند چھوڑ کر تحفہ بریلوی کے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کا اختیار کر لیا۔

کیونکہ مولانا امجد الحق صاحب تو پہلے بریلوی ہو چکے تھے انہوں نے پہلے اپنے چھوٹے
 مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث کو بھی اپنے ہی صاحب کے مناقب و فضائل بتاتا کرنا
 اپنا ہم خیال بنالیا۔ جس کی وجہ سے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب کو
 محمد اسماعیل شاہ صاحب کے پاس آتے جاتے۔ یہ جس کے نتیجے میں مسلک اہلسنت دیوبند چھوڑ کر
 بریلوی میں شامل ہو گئے۔ اور مولانا امجد الحق صاحب بعد مدد زمیندار سادات اسلام تاحیات بریلوی
 کے چھوٹے بھائی حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث مفتی اب تک بریلوی ہیں

مفتی بشیر احمد صاحب اسحاق مدظلہ العالی نے بلوی اسکے ہیں تا حال یہ بلوی ہی ہیں۔ اور بریلویوں کے شبہ
 سے ان کو وہاں پر غریب پابندی فرماتے ہیں جو باقیوں پر بلویت کی پہچان ہے ان پر فراہم دلی سے عمل کرنے
 کے لیے بلویوں کو بھی یہاں پر غرض کہ ان کو سب جانتے ہیں اور سب مانتے ہیں۔

حضرت کرمانوالہ شاہ صاحب کا ارشاد

اس وقت عالیہ الشیخہ یہ گروہ خوار شریف ضلع اوکاڑہ کے سابق سجادہ نشین حضرت سید محمد اسماعیل شاہ
 صاحب کو سجادہ العلماء حضرت مولانا محمد جائد عمری نے ایک عربی خط لکھا کہ آپ نے تو جہان منسلک دیوبند
 کے عظیم مبارک دوز سے دور ہوجائیں کہ فرقت حاصل کی ہے تو آپ کا علمائے دیوبند کے بارے
 میں کیا ہے۔ تو حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالہ نے جواب تحریر فرمایا کہ بندہ علمائے دیوبند
 سے کونکے دوزخ سے حضرت کے استاذ ہیں اور بندہ علمائے بلوی کا بھی خادم ہے کہ وہ میرے طریقت
 استاذ ہیں۔ بدوایت استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث آستانہ عالیہ چکیت
 برطروت غازیہ، محمد مبارک دینی چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر جو حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالہ
 کے ضلع اوکاڑہ کے سربراہ ہیں۔ مولانا اذہیں حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالہ کے ضلع اوکاڑہ
 کے بندہ کا یہ خدا حرام کرتے تھے اور اپنے مریدین کو علمائے دیوبند کی تحفیر سے منع فرماتے تھے۔

بذات استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ
 برطروت غازیہ، محمد مبارک دینی، رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

مولوی مفتی بشیر حسین شہر گوجرانوالہ کا ذکر

مولوی مفتی بشیر حسین صاحب بریلوی امام خطیب مسجد غوثیہ بالمقابل بڑا قبرستان گوجرانوالہ شریف العلوم دیوبند سے دور کا حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے شیخ العرب والہجہ امام باقر بن عمر مولانا سید حسن احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دور کا حدیث پڑھا اور دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد شرک و بدعت کے ماحول سے اپنے متاثر ہوئے کہ مسلک علمائے اہلسنت دیوبند جو کہ مسلک رضا میں شامل ہو گئے۔ اور تاحیات المصہرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کے رہے اور شہر گوجرانوالہ بڑے قبرستان کے سامنے مسجد غوثیہ میں امام و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور یہیں پران کی وفات ہوئی ہے۔

نوٹ:- مفتی مولوی بشیر حسین بریلوی صاحب کا علمائے اہلسنت دیوبند سے دور کا حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کرنا یہ علمائے اہل سنت دیوبند کا فیضان ہے۔ اور شہر گوجرانوالہ کے اکثر دیوبندی علماء حضرات ان کو خوب جانتے ہیں کہ مفتی بشیر حسین صاحب فاضل دیوبند ہیں۔

مولانا معین الدین الدہلوی صاحب کاتب جنہوں نے اپنے فتویٰ کے شروع میں ملائے اور
الغالباً تقریر فرمائی۔

کہ یہ حضرات (علمائے دیوبند) مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

منقول از روزنامہ ۱۱۵۱۱ء لندن، نکاح الاشرار ص ۲۰۹، فتویٰ نمبر ۵۲،

غرض کہ مولوی فتح محمد بہاولپوری نے فتویٰ کی کتابیں حضرت مولانا معین الدین الدہلوی کی
شریف کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث اور مفتی سے پڑھیں اور دورہ حدیث ترمذی حاصل کیا
مولانا عبدالحی محمد قاسمی دیوبندی شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی سے پڑھا۔

نوٹ :- مولوی فتح محمد بہاولپوری بریلوی کا ملا، اہلسنت دیوبند سے دورہ حدیث شریف پڑھا کر جامعہ
ملائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔ اور جن بریلوی مولویوں کے استاد مولوی فتح محمد بہاولپوری
بریلوی مولوی استیادہ کر کے دیکھیں کہ ہم کس کا فیضان گھار ہے ہیں اور یہ حقیقت تسلیم کے بغیر مولانا
ہوگا۔ لیکن جن بریلوی مولویوں نے اپنے استاد مولوی فتح محمد بریلوی بہاولپوری سے علوم دینیہ حاصل
کئے علمائے دیوبند کا دینی فیضان ہے۔

کیونکہ مولوی فتح محمد بریلوی آستانہ عالیہ مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف جانے کے بعد

علمائے اہلسنت دیوبند سے دینی فیضان حاصل کیا ہے۔

آستان عالیہ چھوہر شریف ہری پور ضلع ہزارہ کاؤکر

آستان عالیہ چھوہر شریف ضلع ہزارہ کے حضرت پیر عبدالرحمن صاحب چھوہروی ضلع ہزارہ سلسلہ
 نقشبت رکھتے تھے آپ کے صاحبزادے مولوی فضل الرحمن صاحب کے حالات میں لکھا ہے ملاحظہ
 فرمائیے ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سکندر پور کے مدرسہ میں پائی اور ہندوستان کی مشہور
 مدرسہ العلوم سہارنپور میں درس و تدریس کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ تذکرہ صوفیائے سرحد،
 ۱۸۷۱ء و مؤلف جناب اعجاز الحق صاحب قدوسی، ناشر۔ اردو یونیورسٹی لاہور۔
 ۱۸۷۱ء و مؤلف جناب اعجاز الحق صاحب قدوسی، ناشر۔ اردو یونیورسٹی لاہور۔

آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ کے سابق سجادہ نشین صاحبزادہ مرواوی کا ذکر

آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ مرواوی شریف کے سابق سجادہ نشین صاحبزادہ خلیفہ معظمیہ نے تعلیمی سلسلہ طائفہ فرمائیں۔ کچھ عرصہ لاہور حکیم شاہی مسجد، پھر مسجد نیا گنبد کے درس میں زیر تدریس رہے۔ یہاں سے دہلی چلے گئے۔ ہوا معظمیہ میں ۱۳۹۔

دہلی کے علماء سے بھرپور استفادہ کرنے کے بعد آپ بمبئی چلے گئے ان دنوں ایک مدرسہ حدیث شریف کا ایک خاص اہتمام تھا جس کی نظیر پورے ہندوستان میں نہیں ملتی تھی یہی کشش آپ کو کھینچ لی۔ اس مدرسہ میں آپ کا قیام طویل تھا۔ علوم و فنون کی تکمیل میں آپ نے یہاں کئی سال لگا دیے۔ عمر معظمیہ سن اشاعت ۱۹۷۹ء طالع مکتبہ جدید پریس لاہور ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور۔

نوٹ:- دہلی کا مشہور مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند فقیر اعظم مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کاشف اللہ دیوبند کے مدرسہ جامعہ امینیہ دہلی ہے۔ اس کے علاوہ دہلی کا ایک اور مشہور مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند مرواوی عبدالباق دہلی ہے۔

غرض کہ حضرت خلیفہ معظمیہ دین مرواوی آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ موروثہ شریف کے سابق سجادہ نشین نے لاہور میں حکیم شاہی مسجد پھر مسجد نیا گنبد میں علماء دیوبند سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد طائفہ طائفہ سے علوم و فنون کی اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے دہلی میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کاشف اللہ دیوبند کے مدرسہ جامعہ امینیہ سے حاصل کی۔ یعنی کے حضرت خلیفہ معظمیہ دین مرواوی شریف والے نے ہندوستان کے بریلوی مدرسہ سے وحی تعلیم پر گزرا حاصل کی بلکہ علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ سے علوم و فنون حاصل کیے۔ تمام کی تمام اعلیٰ تعلیم علماء اہلسنت دیوبند سے حاصل کی۔ یہ علماء اہلسنت دیوبند کا دینی فیضان ہے۔

مولوی محمد کرم الدین دبیر بمقام بھیں کا ذکر

مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی بمقام بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے ابتدائی کتابیں دکن ہی میں مدرسہ تعلیم لاہور اور امرتسر کے مدارس میں حاصل کی، کچھ عرصہ میں مولانا احمد علی سہارنپوری سے حدیث لیا۔ پھر امرتسر آکر درس حدیث کی تکمیل کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۰۹، بار دوم، ۱۹۸۳ء، ص ۱۰۰، تذکرہ علما نے پنجاب ص ۵۷۲، جلد دوم سن اشاعت ۱۹۸۰ء مطبوعہ لاہور۔ نیز تذکرہ فضلاء مدرسہ جلد دوم میں مولوی محمد کرم الدین دبیر کا نام سر فہرست لکھا ہوا ہے

قارئین محترم! مولوی محمد کرم الدین دبیر صاحب بریلوی نے امام محمد شین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حدیث شریف کا درس لیا۔ یہی توفیق خان دیوبند ہے اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا باہرکت موقع مسند ہوا۔ اور حضرت سہارنپوری کو ضلع سہارنپور کی مشہور عظیم دینی درسگاہ ترحان مسلک دیوبند کے مدرسہ علوم میں بھی دورہ حدیث شریف پڑھانے کا عظیم موقع نصیب ہوا۔

حضرات گرامی! مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی ساکن بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے اپنے تالیفات میں لکھنے پر آج کے ائمہ اربعین شریعین کے خلاف دل آزار اور سراپا گلاب فتویٰ پر دستخط کیے۔ اور ائمہ اربعین کی خوب تائید اور تصدیق فرمائی۔ کہ جب تک ابن سعود کی حکومت قائم ہے اس وقت تک اسلام کی پہلی ضروری نہیں ہے۔ یعنی کہ یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ۔۔۔۔۔ ابن سعود نامسعود علیہ السلام کے بعد مسلمانوں پر حج واجب نہیں اور التواہج ضروری (ہے)۔۔۔ ابن سعود کا اخراج حجاز مقدس سے

واجب ہے اور اس کی بہترین تدبیر یہی ہے کہ جب تک ابن حوہ کے ناپاک قدم سے روک نہ ہو جائے رنج مٹتی کر دیا جائے۔ اراقم الامم محمد کرم الدین عطا اللہ تزیل طبعہ ہمیں شہرہ
 اقمہ۔ منقول الرقونی جواز التواضع پر دار الافتاء آستانہ عالیہ قدسیہ رضویہ کا مدلل مہسوز و مستحضر
 فتویٰ الحجۃ لمن یجوز النواء الحجۃ۔ صفحہ ۳۲

۱۳۳۵ھ یا اہتمام۔۔۔ مولوی محمد ابراہیم رضا بریلوی، بار اول مطبعہ مہسوز و مستحضر
 آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف۔

علماء و مظاہر العلوم اور تنویر النجۃ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

وہاذا التواضع حج پر دارالافتاء استاذ عالیہ
 سید رضویہ کا مدلل بیسوط متفقہ فتوے
 سے بنام تاجی

تَنْوِیْءُ الْحُجَّاتِ

لَمْ يَجُودْ

التَّوَّاءُ الْحُجَّاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِرُوحِ الْقُدُسِ

مطبوعہ مطبع الجنت وجماعت
 واقع استاذ علیہ رضویہ بری

میں جن آدمیوں میں ملاؤ اس کے
 ان کے عقائد میں نقل کہ اہلسنت جو
 ستر مشہور آدمی سب شریک ہیں یہ جو
 اہلسنت کو تشہید کرتے ان کے نزدیک
 عالمین کا الٰہی کائنات صلیح جس نے اس
 میں اقلوات قتل و غارت جو طائفہ
 میں آئے ان کے اقصوں کا ہر پورے کافی
 اور یہ تمام صورتیں اس کی حدود میں
 ہیں اور بحالہ دم اس حج کا متوی ہونا
 ضروری ہے کہ کتب فقہیہ سے ظاہر ہو
 شریعت خارج اصل جو اب میں گزری اس
 کے متوی ہونے سے تجویز کے ناپاک
 قدم سے انتشار اللہ تعالیٰ اس میں
 طبع ظاہر ہو جائیں گے۔ و اللہ تعالیٰ
 اعلم و اعلم و اعلم و اعلم و اعلم و اعلم
 اعلم و اعلم و اعلم و اعلم و اعلم و اعلم۔

انجو اب محمد صواب الجيب
وہ مشابہ

وہابی

حرره الفقيه محمد عبد الحميد الشاذلي
في المدة التي اقامته في بلدة دلي
محمد عبد الحميد الشاذلي مستمدرسة في السكاهة



ان هذا هو الحق المبين

حرره الفقير محمد عبد الغفور الخفني الحسني
المدرس في المدرسة الشافعية في بلدة دمل
هذا هو الحق والحق الحق ان يتم
امر من هذا الصديق صديق عظماء عالمي
الله در الحبيب

هذا هو الحق وخلافه باطل
تأليفه لا يتجوز عن الله
تفهمه رجال علمائكم من جناب
أصحاب من أحياء
البركات سيد خواجہ قادری نقوی مالوی

احصاء میں احباب

ابو یوسف محمد شریف خطیب جامع مسجد
مولیٰ لویان ضلع سیالکوٹ

الاجواب صحیح

حرد و بندہ ذوق لیس ابو یوسف نور محمد
خطیب جامع مسجد کلاں بیاض پورہ سیالکوٹ

احصاء میں احباب

سید محمد رفیع شاہ اساتذہ کرام خطیب جامع
مسجد تحصیل وضع شہید پورہ

جب غیر ملکی ہونا ہر طرح کی نسبت
کا شرعاً ناجائز ہونے سے اترتے ہیں

لا محالہ حصول دین طریق اور نکاح کے جو
ابن سعود اسعد و طیب باعلیہ کے تمام

مسلمانوں پر حج واجب نہیں اور التواتر حج
ضروری فقط

ابو محمد محمد یار علی الموری خطیب مسجد زبیر علی
حرم واقع لاہور صغیر الشہر حضرت والد

آمین سعود و ناسعود کے ظالمات و وحشت
نظام سے انہیں اس نام کے ہیں

بہرہ یہاں سعود کا اخراج مجاز مقتدی سے
واجب ہو اور اسکی بھرتی نہیں ہوئی ہے

کہ جب ملک ابن سعود کے ناپائیدار قدم سے

اور من مقررین مجاز پاک نہ ہو جائیں گے

نقد بقایہ قال بقیہ الفقیر ابو المبرکات

مستحق حنفی قادری غفرلہ الموری الامام
لاہور

ہذا هو الحق والحق الحق بالحق

فقیر محمد غلام جانی حنفی قادری غفرلہ
حرس مدینہ منورہ

احصاء لہجہ بالحق والحق الحق بالحق

محبوب شاہ شہید پورہ علی شہید پورہ

المسلمین التواتر فضیلت الحج فی اہل سنت والجماعہ

الکلام علی القاضی المقدس علی مہر

الحج فی ہذا الايام المسلمین غلام جانی غفرلہ

الان والحق والحق الحق بالحق

والان فی احسان بالحق والحق الحق بالحق

علمائے مظاہر علوم سہارنپور



ان کی علمی و تصنیفی خدمات (جلد چہارم)

شروع آفاق علمی ادبی اور نگاہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے نامور علماء کا تفصیلی تذکرہ
نیز ان کے علمی کارناموں اور تصنیفی خدمات کا تحقیقی جائزہ و تجزیہ

مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری

امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

۲۰۰۱ء

۱۴۲۲ھ



مکتبہ یادگار شیخ - (اردو بازار)

محکمہ مبادک شاہ سہارنپور (یوپی)

(۱۸۶) مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر پنجابی

فاتح قادیانیت و رضا خانیت

رئیس المناظرہ الفضل مولانا محمد کرم الدین صاحب مرحوم پنجاب کے مشہور علماء میں سے ہیں، موضوع کہیں مطلع، جہلم آپ کا وطن ہے، تاریخ ولادت تقریباً الفاروق کے اہم سے ۱۸۵۴ء ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے وطن ہی میں حاصل کی، امرتسر اور لاہور کے مختلف مدارس میں بھی آپ نے پڑھا ہے۔ عربی ادب کی بعض کتابیں آپ نے حضرت مولانا فخر الحسن صاحب قیہ خاص حضرت اقدس گنگوہی سے لاہور میں پڑھی ہیں۔

بعد ازاں آپ حدیث پاک پڑھنے کی غرض سے حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کی خدمت میں سہارنپور آئے، ابھی کتابیں مکمل نہیں ہوئی تھیں کہ آپ عداوت کی وجہ سے واپس چلے گئے اور امرتسر میں بقیہ کتابیں ختم کیں، افرات کے بعد آپ نے اپنے بھائیوں میں طلبہ گزروں دینا شروع کیا جو چند سال تک مسلسل کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔

آپ کی مقام زندگی مجاہدانہ انداز سے گزری، اہل باطل کے خلاف آپ بیکار رہے۔ مرزا اللہ علی احمد قادیانی سے بھی آپ کے مناظرے ہوئے۔ اردو زبان کے ساتھ عربی تعلیم و تشریح آپ خوب قادیانیت تھے۔ مناظرہ میں بے تکلف بیانیوں زبانوں میں گفتگو کرتے مرزا قادیانی آپ کے زور بیان اور قوت دلائل کے سامنے مات کھا جانے لے اور پھر آپ کے خلاف عداوتی چارہ جوئی کرتے چنانچہ بہت سے مقدمات آپ کے گورنر سپرد کی عدالت میں دائر کئے گئے۔

ایک مرتبہ جرائی کاروائی کے طور پر آپ نے بھی مرزا اللہ علی احمد قادیانی اور حکیم فضل الرحمن سمیت روٹی کے خلاف استغاثہ دائر کروایا مگر یقین کی جامعیت سے بہت سے علماء ایدہ کی پوری کا

قاضی مظہر حسین صاحب کا فتویٰ موجود ہے۔ جس کا اول چاہیے دیکھ لیں اس سب کچھ کے بارے میں
قاضی مظہر حسین صاحب کیلئے حق پر فاضل فاضل دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ صاحب الدین صاحب
خدا جانے دوسرے شخص سے اپنے والد محترم کو دیوبندی جہاد فرماتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا تصور ہے۔
لیکن یہ بات تحریر کی بارے میں کہ علماء اہلسنت دیوبند نے آج تک مولوی کریم الدین صاحب بریلوی کی ایک تحریر
کا ذکر کیا ہے اس کی حقیقت میں ہرگز شک نہیں کیا۔ جبکہ کتاب کا بریلوی دیوبند وغیرہ بھی ہوئی ہے۔ عادی فرمایا
اور مولوی محمد کریم الدین صاحب نے انہیں کا حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری کی دیوبندی سے
کا ذکر کیا اور فقہاء سہارنپور میں ان کا شمار ہوتا ہے علماء اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ جنہوں نے ان
اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں کوئی اہمیت نہ رکھی اور بعد میں ایک وقت وہ
حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی
مدینہ منورہ کے جس کا ثبوت مذکورہ اٹکلیٹ ص ۳۱۰ مطبوعہ گرامی میں دیکھ لیجئے۔

علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں خانقاہ مروانہ شریف کے سجاد و نشین کا ارشاد
آجہاں تہ لایہ خانقاہ مروانہ شریف کے سجاد و نشین حضرت سید صاحبزادہ نظام الدین صاحب مدظلہ العالی
الشیخ ابی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فیضان کا بڑا الفاظ ذکر فرماتے ہیں۔

ہر صفحہ کے مذہبی اور روحانی طبقوں میں پریش کی اہمیت سب سے پہلے ان دیوبندی مسلمانوں کی یاد
جہی اور دور اندیشی تھی ساتھ انہوں نے معاشرے میں اردو زبان کے پھیلاؤ کا صحیح انداز والا کیا۔ چنانچہ ہر حال
لئے مذہبی مواد کو آسان اردو زبان میں پیش کرنے کی تحریک کا آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہوا جس کی تفصیل
میں دیکھی جاسکتی ہے۔ بعد میں مولانا اشرف علی تھانوی نے جب پابندی کی تعریف کی اور بعض سربراہان
کے پاس تقریر کے لئے بھیجی تو انہوں نے اس کا مذاق اڑایا اس جذبے کے یہ کتاب آسان ترین اردو زبان میں
اس میں انگریزی ترجمہ کا مریض و کلیہ اسلوب نہ تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتاب نہ ہی لڑچر میں ایک اعلیٰ ذہنی
ہے۔ اس سے ۱۹۷۰ء صاحب کی پریش اور اردو زبان کے بارے میں بصیرت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مفتی صاحب
۱۹۷۶ء ان کی وفات کے بعد جامعہ کتبہ جہاد میں ۱۹۷۰ء شریعت کے ۱۹۷۰ء میں ۱۹۷۰ء

ہو المعظم کا عکس ملا حلقہ فرمائیں

فان القاد مع شيد كاحد رساله عمده روحانيت

ملفوظ
م

تأليف

عاجز و غلام نظام الدين مرنوي



اسلامکتاب — فاؤنڈیشن

۲۴۹ این — سمن آباد — لاہور

ایک بزرگ کی شہرت قائم ہونے میں کافی حوصلہ جانا تھا۔ لیکن جب سے
 چاہا خدا ایجاد ہو اسے تفسیر کے مراحل بھی جتنی غریب سے اور بڑے عقلمند
 وقت میں شہرہ ہو رہے ہیں۔ آجکل کا سجادہ نشین ان مشینوں سے استفادہ کر
 کے اپنے خلفہ تعارف کو کافی وسیع کر سکتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس کلام
 وقت ہو وہ خانقاہوں میں جا کر روحانی پیاس بجھا لیتے ہیں، اور جن کے پاس
 وقت کی کمی ہو وہ گھروں میں بیٹھ کر ہی مشائخ کے موقوفات، تحریروں و تقریریں اور
 خیالات و افکار پر مشتمل کتابیں چڑھ کر اپنی روحانی تسکین کر لیتے ہیں۔ ہر طرح
 زمین پر پریس کا ایک خاص رعب اور دہرہ قائم ہے۔ روزمرہ کی بھڑک کے
 دوران میں لوگ پوچھ لیتے ہیں کہ یہ بات کس کتاب میں آئی ہے؟ اور کتنی کتب
 پر حواص بہت مقدار رکھتے ہیں۔ لہذا اتنے ماحول میں ایک سجادہ نشین کا پریس
 سے منعقد ہو کر رہنا خود کشی کے برابر ہے،

کردم اشارتے و ملکو فنی کفر

بڑے صغیر کے مذہبی اور روحانی فیقوں میں پریس کی اہمیت سب سے
 پہلے اہل دیوبند نے محسوس کی۔ یہ ان کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی تھی۔ سادہ
 بنی انہوں نے معاشرے میں اردو زبان کے پھیلاؤ کا صحیح اندازہ لگا لیا۔ چنانچہ
 عوامی استفادے کے لیے نہ ہی مواد کو آسان اور نہ زبان میں پیش کرنے کا
 تحریک کا آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہوا جس کی تفصیل تاریخی کتب میں

پہلی جاسکتی ہے۔

ہمدردیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے جب ہشتی زیور کی تالیف کی اور بعض سربراہانِ اعلیٰ و فضلاء کے پاس تکریر لکھ کے لیے بھی تو انہوں نے اس کا خدائی اثر پایا، اس وجہ سے کہ یہ کتاب آسان نہیں اور وزیان میں تھی اور اس میں تشبیہ و تمثیل کا استعمال و عجیب اسلوب نہ تھا۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہی کتاب نہر سی لکچر میں ایک اعلیٰ پائے کا مترجم بن چکی ہے۔ اس سے مولانا صاحب کی پرہیز اور اردو زبان کے باوجود ہماری بصیرت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

پہلیں کی اہمیت کو دوسرے نمبر پر مولانا مولوی نے خوب سمجھا۔ انہوں نے پہلیں کے نمبروں میں جھگڑے، تیغ و قنگ، جو فتوحات حاصل کی ہیں، ہم بھی کسی بادشاہ کو اپنی افواج قابضہ سے یکسر آئی ہوں گی۔ مولانا صاحب کو دہائی چاہیے کہ انہوں نے متحدہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں صرف چار نشستیں لکھ لی، اپنا سیاسی طعنے برسرِ اقتدار جماعت کے مقابلے میں برابر کی حریف قوت کے مقابلے پر برسرِ حال قائم رکھا۔ مزید برآں، ملک میں واضح اقلیت رکھنے کے باوجود، انھیں پروپیگنڈا کے مفید فن کی بدولت انہوں نے اتنی گھن گرج اور شور مچا دیا کہ یہاں تک کہ وہی ہے۔ جیسے سات برجہ غفروں کی قیادت انہی کے قبضہ شدہ میں ہے۔

استاذ عالیہ خانقاہ مظہریہ کے تبارک الشیخ حضرت میر صاحبزادہ الامام نظام الدین صاحبزادہ مولانا
ابلسیت دوج بند کے بے مثل فیضان کا ثوب اقرار کیا ہے جس کو آپ حضرات نے بھی ملاحظہ فرمادیا ہے۔

مولوی محمد عمر اچھروی لاہوری کا ذکر

رضا خانی مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی لاہوری کا حصول تعلیم غیر متقلدین اور علمائے اہلسنت و اہل
ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے مدرسہ رحمانیہ دہلی میں درس حدیث کی تحصیل کی اور سند مولوی عبداللہ دہلوی سے
حاصل کی آپ نے تمام زعمی مسلک احناف کی بھرپور حمایت کی مولانا احمد علی سہارنپوری کے تلمیذ شیدہ محمد علی بریلوی
دوبارہ حدیث شریف کا درس الایام منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ۳۹۸ سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبعہ مطہریہ علی گڑھ
قاری محمد حسین محترم علمائے اہلسنت دوج بند کا یہ فیضان ہے کہ مولوی محمد اچھروی بریلوی لاہوری نے پہلے لیمہ شہاد
محمد عبداللہ دہلوی سے حدیث پڑھی لیکن صحیح معنوں میں قلبی طور پر ایمان نہ ہوا پھر بعد میں علامہ احمد علی
کے سرخیل امام الحرمین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دوج بند کے شاگرد و شیدہ حضرت مولانا احمد علی دہلوی
بندی سے دوبارہ دوبارہ حدیث شریف پڑھا۔

یہ علمائے اہلسنت دوج بند کا فیضان ہے کہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے اس وقت کے محدثی
کے پاس ہرگز نہ گئے بلکہ علمائے اہلسنت دوج بند کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔

مولوی ابو محمد احمد الدین چکوالی کا ذکر

مولوی ابو محمد احمد الدین بن مولوی غلام حسین بن قاضی محمد حسن آبادی دکن موضع ہونہ تحصیل پنڈ واون

پہلے دینی کام چرائے اور چونکہ وہاں لکھنویاں سے منتقل ہو کر آپ چکوال شہر میں مقیم ہو گئے اور مسلک
سنت سے اسے عالم سمجھے جاتے تھے کہ آپ مسلک بریلوی کا مدرسہ نعمانیہ لاہور میں کافی عرصہ تدریس
کے بعد آپ نے مسلک بریلوی کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ لیکن ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی
لاہور ہونہ کے فاضل تھے۔ ثبوت ملا حکم فرمائیں۔

مولوی ابو محمد احمد الدین بن مولوی غلام حسین بن قاضی محمد حسن ذات اہواں ساکن چکوال ضلع جہلم نے
دوبند میں تعلیم پائی ہے۔ دوبند میں مولانا محمد حسن صاحب (دوبندی) آپ کے استاذ تھے۔
مشاہیر علماء دوبند جلد ۱ ص ۱۶، بار اول ۱۹۷۰ء مطبع العالمین پریس لاہور و تالیف حافظہ قادری فیض

مولوی احمد الدین چکوالی، چکوال پنجاب کے باشندہ تھے اور العلوم دوبند کے فارغ التحصیل اور حضرت
امام احمد حسن کے شاگرد تھے۔ مشاہیر علماء دوبند جلد ۱ ص ۱۶، بار اول ۱۹۷۰ء مطبع العالمین پریس
لاہور و تالیف فیض۔ جبرائیل ۱۹۷۰ء۔

مولوی احمد الدین چکوال نے دارالعلوم دوبند سے شیخ الہند مولانا محمود حسن (دوبندی) سے حدیث
اور تفسیر میں مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث کا درس لیا تھا۔ مشاہیر علماء دوبند جلد ۱ ص ۱۶، بار اول
۱۹۷۰ء مطبع العالمین پریس لاہور۔

مولوی احمد الدین چکوالی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دوبندی سے دارالعلوم دوبند میں حدیث
اور تفسیر میں مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث کے لئے آنسو میں جا کر فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی

خدمت میں بھی حاضر ہو کر حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔

علاوہ ازیں ۱۲۹۸ھ میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت ہوئے اور پانچ ماہ وہاں مقیم رہے۔
فاضل فہم مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس سرہ (جو کہ آپ کے والد ماجد کے بھی احباب تھے) کے پاس
کرحدیث قرأت، حدیث رابع، حبیب اور رابع مظہرہ وغیرہ علوم وہاں کے جہ اساتذہ سے حاصل
تدریس کی اعلیٰ سندیں حاصل کی۔ واپسی پر گراچی کے محلہ کھڑو میں مولانا عبد اللہ کے پاس پھر
وہاں ایک دینی مدرسہ مظہر العلوم قائم کیا۔ جو آج بھی جاری ہے۔ قیام گراچی کے دوران کئی علماء
مستفید ہوئے۔ آپ نے علم حب بھی پڑھا اور اس میں کمال حاصل کیا کئی اہل علم حضرات آپ کے
یاد ہوئے۔

۱۲۸۰ھ میں والد ماجد کے ہمراہ حضرت خواجہ محسن العارفین سیالوی قدس سرہ کی خدمت میں
سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔ منقول از۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۴۳ از مولوی عبد اللہ
بریلوی دین اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظمہ پرنٹرز لاہور
نوٹ:- مولوی احمد الدین پکوالی سابقہ صدر مدرسہ اعلیٰ لاہور مسکن بریلوی کے تلامذہ
نے دورہ خدمت علمائے دیوبند سے پڑھا اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے اور جنہوں نے پڑھا
بریلوی کی خدمت کی یعنی کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسکن رضا کی خدمت کرتے
اور حدیث شریف علمائے دیوبند سے دوسرے پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

مشاہیر علماء دیوبند کا عکس ملا حنفیہ فرمائیں

شادکامی و شادری کے سرزمین یونہی
چند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

مشائیر علماء دیوبند

جلد اول

تأليف

حافظ قاری فیوض الرحمن

المجلد : عربی ، علوم اسلامیہ ، فاضل ، المذہب :
صدر شریعت اسلامیات ، گورنمنٹ کالج ، ایف آئی اے

المكتبة الغزيرية

۱۳۔ اُردو بازار ○ لاہور



اعلیٰ حضرت بریلوی کی ابتدائی تعلیم کے حصول کا ذکر

میں حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ابتدائی تعلیم علمائے اہلسنت دایوبند کے ترقی یافتہ ادارہ مدرسہ اہل سنت کے سربراہ مولانا محمد طہسین دایوبندی سے حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔
 مولانا محمد طہسین دایوبندی فرماتے ہیں۔۔۔ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرشید مرحوم کا بیان ہے۔
 میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی ابتدائی کتب میں ان کے شاگرد تھے اور مولانا آپ کو بڑے
 بڑے مدرسوں میں خطوط لکھا کرتے تھے جو مولانا مرحوم کے پاس محفوظ تھے۔ منقول از (تاریخ دارالعلوم دایوبند
 ج ۱، صفحہ ۱۹۸، تالیف سید محمود رضوی)۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی دایوبند کے فیض یافتہ ہیں

میں حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی علمائے اہلسنت دایوبند کے بالواسطہ شاگرد ہیں ثبوت
 درج ذیل۔ مولانا احمد رضا خان دایوبند کے بالواسطہ شاگرد ہیں وہ اس طرح کہ مولانا محمد طہسین صاحب جنہوں
 نے مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا یہ ان کے شاگرد ہیں اور وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں
 ان کا واسطہ ملتا ہے اور ابتدا میں مولانا محمد طہسین صاحب کو مولانا احمد رضا خان جو خط لکھتے تو نہایت تعلیم سے
 لیسے تھے وہ آپ کے شاگرد ہیں۔

میں ان کے خیالات پر لے لیا ہوا ہے شیخ آلی وہ اللہ ہی ہائے۔ پھر تو کافر سے وہ کوئی چیز ہی
 نہ تھا۔ خطبات تعلیم اسلام ص ۳۲۸، جلد ۷، ناشر کتب خانہ مجیدیہ، بیرون پور برکٹ جٹان، شاہ پور
 جلد ۲، صفحہ ۲۶۵، اشاعت اول ۱۹۷۷ء، تالیف حافظ قاری فیوض الرحمن ایم اے۔

میں حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا ترقی یافتہ ادارہ مسلک دایوبند مدرسہ اشاعت العلوم
 کے سربراہ مولانا محمد طہسین صاحب کے فیضان دایوبند ہے۔ کہ جس فیضان دایوبند سے اعلیٰ حضرت

مولوی محمد اکبر علی میا نوالی کا ذکر

مولوی محمد اکبر علی بن مولوی غلام حسین بن خدایار میا نوالی میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید سے حفظ کیا۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں مولوی محمد میا نوالی سے پڑھی بعد ازاں مولوی نور الدین شریف ضلع میا نوالی سے علمی استفادہ کیا کچھ چکی ضلع کیمبل پور میں پڑھنے رہے۔ مسئلہ و احکام الدین گنگوٹی (میا نوالی) کے سامنے ڈالوئے مکلف طے کیا اس کے بعد ضلع ہزارہ کے مختلف مقامات پر علم کرتے رہے۔ دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں کیا۔

۳۹ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۵ء کو سند فراغت حاصل کی۔ آپ راسخ العقیدہ علماء اہلسنت تھے حصول ازتہ کرہ اکابر اہلسنت ص ۶۶، من اشاعت ۱۹۸۳ء، مطبع معظم پریٹرز لاہور، مؤلف ۱۹۸۳ء اکبر شرف قادری بریلوی لاہور۔

تذکرہ اکابر اہلسنت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

مذکرہ

اکابر اہل سنت

(پاکستان)

ترجمہ
محمد عبد الحکیم شرف قادری

ناشر

بشیر پراورز پبلیشرز ○ بمبئی اردو بازار، لاہور

قادر مین محترم مولوی محمد اکبر علی آف میاں والی نے علمائے اہلسنت و جمہور سے دورہ حدیث پڑھا
 فراغت حاصل کی اور حصول تعلیم کے بعد الشیخ حضرت مولوی احمد رضا خان کے مسلک کو اختیار کر لیا
 اکبر علی صاحب کا علمائے اہلسنت و جمہور سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا یہ فیضان

مولوی مفتی محمد امید علی خاں کا ذکر

مولوی مفتی محمد امید علی خاں ابن ولاد حسین خاں پٹھان موضع کنگھڑہ تحصیل شاہ آباد
 تقریباً ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ آباد میں

میشرک کیا۔ واقعات میں کلرک ہو گئے۔ پھر کسی صاحب دل کی تاثیر صحبت سے علوم دینیہ کا حقوق
 رسول خاں جزاوی (دیوبندی) صدر مدرس مدرسہ اہل اسلام میرٹھ سے تعلیم حاصل کی اور
 اسلامیہ عربیہ امرتسر میں مولوی محمد امیر الدین سے پڑھیں۔ آخر میں مدرسہ عالیہ رام پور میں
 راجہ پوری، مولانا وزیر محمد اور مولانا منور علی سے تکمیل علوم کی مولانا سید محمد عبدالعزیز انصاری
 ہوئے۔ رام پور ہی میں مولانا قاری علی حسین نمبر مولانا قاری محمد عبدالرحمن پانی پتی سے تجویہ و قرآن
 بعض مسائل کی تحقیق کے لئے الشیخ حضرت حضرت امام احمد ربیلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے
 منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۹۳، بن اشاعت ۱۹۸۳ء، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی
 قادری ربیلوی لاہور۔

قادر مین محترم مولوی مفتی محمد امید علی خاں نے علمائے دیوبند سے پڑھ کر بعد میں مسلک رضا کے
 حسب الشیخ حضرت مولوی احمد رضا خاں ربیلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پھر الشیخ حضرت ربیلوی
 انگلیا کہ عافی توحید و ملت کی ہوائے حافی شرک و بدعت پر گامزن فرما دیا۔ اور مولوی مفتی محمد امید
 مولانا محمد رسول صاحب جزاوی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ اہل اسلام میرٹھ میں شیخ الحدیث
 دورہ حدیث شریف پڑھا اور سند فراغت حاصل کی۔ اور تجویہ و قرآن حضرت مولانا قادری

سیدنا کریم مولوی قاری علی حسین سے بھی استفادہ کیا۔ اور فضل حق راہپوری خیر آبادی نے حضرت سیدنا محمد تقی درہلوی سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ اور حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے حضرت سیدنا عبد العزیز محدث دہلوی سے علوم دینیہ حاصل کئے اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز جو علمائے اہلسنت و جماعت ہیں۔

کریم مولوی مفتی محمد امجد علی خان نے علمائے اہلسنت و جماعت سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں اور یہ علمائے اہلسنت و جماعت ہیں۔

پھر اہلسنت سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں جا کر علماء اہلسنت و جماعت سے حاصل کئے۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں جا کر علماء اہلسنت و جماعت سے حاصل کئے۔ یعنی کہ علمی توحید و سنت کا پرچار کرنے کی بجائے تمام عمر حافی شرک و بدعت پر گزارنے لگا۔

صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمن برقی کا ذکر

صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمن بن حامی محمد رمضان الدھیانہ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے ممتاز فاضل سے مولانا قاری غلام (نکستو) دیوبند اور جامعہ اہل حق کے فاضل تھے۔ منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۳۰، ۱۳۱۔
 ۱۹۸۳ء مطبع معتمد پرنٹرز لاہور مولف مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔
 صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمن برقی صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ حاصل کئے یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی سلطان اعظم قادری کا ذکر

مولوی سلطان اعظم بن میاں غلام نجی موضع چچیر شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔
سرف اور جوگی ابتدائی کتابیں موضع بھرتہ میں پڑھیں بعد ازاں اہل سنت کے مقہور و جامع
قدس سرہ جیلاں ضلع میانوالی کی خدمت میں پانچ سال تک حاضر رہے۔ اور تمام کتب کی
غلام رسول انھی ضلع گجرات کے پاس رہ کر تین سال میں تمام کتب کا سماج کیا۔ دورہ دار
مولانا نور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) سے پڑھا۔ منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت میں
۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنسز لاہور، مؤلف مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی سلطان اعظم صاحب بریلوی نے مولوی غلام محمود جیلاں
سے پانچ سال تک پڑھا جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے شاگرد تھے اور
رسول دیوبندی بہ تمام انھی ضلع گجرات سے تین سال تک پڑھا۔ اور دورہ حدیث شریف
اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں امام الحدیث عین حضرت علامہ محمد نور شاہ صاحب کشمیری
علیہ السلام سے دیوبند کا دینی فیضان ہے۔

مولوی صوفی حاجی سید احمد سہری کوئی کافی کر

میلوی صوفی حاتی سید احمد سری گوئی۔ یلوی بن سید صدر شاہ آف ہری پوری (صلح ہزارہ) سے
 طرب کی جانب واقع موضع سری کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں تجوید کے ساتھ قرآن کریم
 میں اپنے علاقہ کے جید فضلاء سے تفصیل علم کی اور پنج بند جا کر درس حدیث لیا۔ لیکن اس کے با
 پس مقتدا انظاریات کا بڑی ہی شدت کے ساتھ رو کیا کرتے تھے۔

۱۶۹، بن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معتمد پر شرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالغفور
۱۷۰، بن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معتمد پر شرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالغفور

میرے کرام مولوی صوفی حاجی سید احمد سری کوئی برہمن ہری پور خلع ہزارہ نے دارالعلوم دیوبند سے دور
دست چڑھا کر قید خان دیوبند حاصل کیا تو علمائے اہلسنت دیوبند سے علوم حدیث پڑھا کر پھر بعد میں اعلیٰ
احکام مولیٰ احمد رضا خاں ہری پوری کے مسلک ہری پوری سے منسلک ہو گئے۔ اور تمام زندگی حاجی توحید و سنت
کا لٹکے بدعت اور رسومات رضا خان ہری پوری کی تقلیدات کو عام کرتے رہے۔ اور مولوی صوفی حاجی
احمد سری کوئی صاحب تاحیات علماء اہلسنت دیوبند کی تردید نہیں کرتے ہے؟ بلکہ قرآن و سنت پر مبنی
احکام کی خوب تردید کرتے رہے۔ یہ ان کا تو شا آخرت تھا۔ جو مرتد و مہانتھ لٹکے گئے۔

مولوی سید ضیاء الدین صاحب سلطان پوری کا ذکر

مولوی سید ضیاء الدین بن مولوی سید عید شاہ سلطان پور ضلع راولپنڈی میں
ابتداءً تعلیم مولوی احمد دین قدس سرہ (والد ماجد استاذ الاما تہ مولوی محبت النبی دامست
حاصل کی ترکیب پر سننے کے لئے موضع شاہرہ ضلع کھل پور میں صرف و نحو کے مشہور آفاق اس
برکات کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد ازاں مختلف استاذہ سے استفادہ کرتے ہوئے مولوی
مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولوی احمد حسن کانپوری قدس سرہ صاحب کی خدمت میں انجیر شرف
معتقل و معقول کی مفتی کتب کا درس لیا۔ دورہ حدیث شریف دہلی میں غالباً جامعہ امینیہ میں
الدین حضرت جبریل علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ صاحب کے قلعہ مریدین میں سے تھے۔ یہ
سفر میں حضرت جبر صاحب کے منسخر رہے۔ معقول الذمہ کردہ اکابر و اہلسنت سن ۱۹۳۱ء بن ۱۳۵۰ھ
پر نثر زادہ اور مؤلف مولوی عہد اکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی سید ضیاء الدین سلطان پوری بریلوی نے مولوی مشتاق احمد کانپوری
ی ابن مولوی احمد حسن کانپوری سے معقول اور معقول کی منجلی درجہ کی کتابیں پڑھیں اور دورہ
اعظم و فقہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی (دوبندی) شیخ الحدیث جامعہ ام
سند فراغت کے کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

نوٹ۔ مولوی سید ضیاء الدین سلطان پوری بریلوی نے مولوی مشتاق احمد کانپوری سے
مشتاق احمد کانپوری علما دیوبند کے مدرسہ اسلامی میرٹھ میں بھی پڑھا ہے۔ یہ اور مولوی احمد کانپوری
عبید اللہ کانپوری سے پڑھا ہے۔ اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے
احمد حسن کانپوری نے فقہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے
حدیث حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی مفتی محمد عید العزیز الگلوی کا ذکر

مولوی مفتی محمد عید العزیز صاحب قصبہ الگلوی ضلع لاہور کے ابتدائی حالات پر وہ خطا میں ہیں حضرت مفتی صاحب نے اپنی ملازمت سے تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ ان کے ان پر غیر مقلدانہ رنگ چڑھا ہوا تھا۔ خوش قسمتی سے قریب پڑھنے کے لئے امام احمد شین حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ شاہ قدس سرہانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۱۹۳۳ء میں اترتے ۱۹۸۳ء میں معتمد پرغز لاہور مولف مولوی عبدالحق شریف قادری بریلوی لاہور۔
مولوی مفتی محمد عید العزیز صاحب قصبہ الگلوی ضلع لاہور نے غیر مقلدانہ رنگ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولوی سید ابوالاعلیٰ شاہ صاحب الوری بریلوی دینی و علمی خدمت میں صاحب الاحناف بننے لاہور کے پاس حاضر ہو کر حدیث و فہم حاصل کیا اور یہ بات بھی بخیر یاد رکھیں کہ مولوی سید ابوالاعلیٰ شاہ صاحب الوری بریلوی نے امام احمد شین سے براہ راست سنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسلامی علوم و الفہم و الفہم سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی و یونہی کی خدمات سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جس کا ثبوت مذکورہ اکابر اہل سنت میں ۱۴۰۰ پر مرقوم ہے۔

مولوی سید ابوالاعلیٰ شاہ صاحب ابن سید نجف علی نے سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری ۱۲۰۵ھ تا ۱۲۸۵ھ فیض الرحمن علی خیرائی آپادانی سے حاصل کی۔ علاوہ ازیں مولوی سید ابوالاعلیٰ شاہ صاحب دینی و علمی کتاب تحقیق المسائل میں تحریر فرماتے ہیں و ما حکم فرما نہیں

مولانا و استاد باریک احمد شین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مخفورہ حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری کے فتویٰ الہویہ سوانح غفرہ کی نقل زمانہ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔ مسائل ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰

مولوی عبد العظیم صدیقی میرٹھی کا ذکر
(والد شاہ احمد نورانی کراچی)

مولوی عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بن مولوی محمد عبدالکلیم نے ابتدا کی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ والد کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا۔ اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ قومیہ میرٹھ میں داخل ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ۱۳۶۶ھ مطبع معظمہ پرنٹرز لاہور، از مولوی عبدالکلیم شرف قادری بریلوی لاہور۔
نوٹ:- یاد رہے مولوی عبدالعلیم صدیقی میرٹھی یہ مولوی شاہ احمد نورانی صدیقی بریلوی کے
اور انہوں نے میرٹھ کے مدرسہ تہجدان مسلک دیوبند جامعہ قومیہ میرٹھ میں مدرسہ دیوبند سے
کریمہ فراغت حاصل کی۔

اور مولوی شاہ احمد نورانی صدیقی بریلوی کے والد محترم نے بھی علماء و دانشور
ترجمان بدرہ جامہ قوم پر مشتمل سے علوم و شیعہ پڑھ کر قیسمان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی مفتی عطا محمد رتوی کا ذکر

مولوی مفتی عطا محمد رتوی بن مولوی مفتی امام الدین بہ مقام رحمہ شریف تحصیل پکوال میں پیدا ہوئے۔ اور
 مدرسہ ماہد جیہ عالم دین صاحب حال بزرگ اور حضرت مولانا خلیفہ غلام نبی قدس سرہ اللہ شریف کے خلیفہ
 تھے۔ مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد والد ماجد سے سکندر نامہ تک فارسی
 سیکھی۔ بعد ازاں کچھ دن موضع یوسف شاہ (سرگودھا) اور کچھ دن بیر بل شریف رہے۔ پھر گھوٹہ ضلع
 میں رہے۔ وہو کے امام مولانا حافظ جمال اللہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ) کی
 خدمت میں حاضر ہوئے اور تین سال کے عرصہ میں متن تین اور قطعی تک کتابیں پڑھ لیں۔ ازاں بعد استاد محترم
 سے دینی کئے اور کوچہ بی مارہ میں قیام کیا۔ لیکن یہاں اطمینان حاصل نہ ہوا اس لئے شہرہ آفاق فاضل
 الحق راجپوری قدس سرہ کی خدمت میں رام پور حاضر ہوئے۔ اور مدرسہ عالیہ میں داخل ہو کر سات سال
 کی مدت کی کتب تہذیب کی تکمیل کی مولانا فاضل حق رام پوری نے اسی مدرسہ میں بحیثیت مدرس کام کرنے کی
 وجہ سے مفتی صاحب نے عرض کیا کہ اس سلسلے میں والد ماجد سے اجازت لینا ضروری ہے۔ عریضہ ارسال
 کیا جس سے اجازت دی۔ اور تاکید اور ایسی کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو مجبوراً

مولانا مفتی عطا محمد رتوی بریلوی نے سات سال کے طویل عرصہ میں تمام علوم دینیہ مولانا فاضل حق
 سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور یہ بھی علماء دیوبند کا فیضان ہے کہ مولانا فاضل حق راجپوری یہ شاگرد
 تھے۔ مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ
 عبدالقادر محدث دہلوی کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز جو علماء دیوبند کے پیشوا اور مجدد ہیں۔

مولوی غلام احمد کا ذکر

مولوی غلام احمد کے والد کا نام شیخ احمد تھا آپ ۱۲۷۳ھ میں ہرقام کوٹ اسحاق تحصیل
گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے ہوش سنبھالتے ہی تحصیل علوم میں متہمک ہو گئے اور اطرالہ سک
کے فرمن فیض سے خوشہ چینی کی آپ نے جن طلیل القدر علماء سے فضلاء کے چشمہ فیض سے لیا
کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مولوی غلام الدین بھائی بھائی ضلع ہوشیار پور مولوی شاہ دین مولوی محمد الدین ساکن
مولوی ابو احمد مراد علی صاحب بیگو والی ملاقات کپور تھلہ مولوی محمد عمر رام پور متھارہ مولوی
ہوشیار پور اور حضرت مولوی غلام قادر صاحب بھیرونی بیگم شاہی مسجد لاہور مولوی محمود حسن دیوبند
محمد یعقوب

(نالوتوی) میاں نذیر حسین دہلوی بعد فراغ تعلیم آپ اس مہدی عظیم سنی ورنگار دار احلیم لہور
بہشت مدرس دوم طلبہ کو درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ تذکرہ اہلسنت و جماعت لاہور
صاحبزادہ جناب اقبال احمد فاروقی صاحب ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور کا عکس ملا حفظہ فرمائیں

لاہور کی علمی تاریخ پر ایک نیا کتاب

تذکرہ

علماء اہلسنت و جماعت لاہور

ترتیب و تالیف

پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے



مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ - لاہور

قادر تاجین بہترم امواوی غلام احمد بن شیخ احمد بن ستقام کوٹ اسحاق تحصیل حافض آباد ہندوستان
 مختلف علماء سے دینی تعلیم حاصل کی۔ موواوی غلام قادر بھیروی سے بھی دینی تعلیم حاصل کی اور
 صدر الصدور دہلوی سے بھی حاصل کی اور مفتی صدر الدین صدر الصدور دہلوی نے دینی تعلیم
 العزیز محمدت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ جو علماء اہلسنت والجمہ کے پیشوا اور سرسبز
 اس کے علاوہ موواوی غلام قادر بھیروی نے مولوی محمد الدین بکوی اور موواوی احمد
 کتانی میں پڑھیں اور ان دونوں نے حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ محمد اعلیٰ حضرت دہلوی
 مولانا شاہ عبد العزیز محمدت دہلوی سے حاصل کی۔ جو علماء اہلسنت والجمہ کے پیشوا اور
 موواوی غلام احمد بن شیخ احمد نے علوم دینیہ شیخ البند حضرت مولانا محمود حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 یعقوب نانوتوی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور یہ علماء دہلوی ہند کا فیضان ہے

ذرا اور بھی توجہ فرمائیے

مولوی محمد الہدیم شرف قادری دہلوی نے ترکرہ اکابر اہلسنت کے صفحہ ۲۹۱ پر سن ۱۳۰۸
 غلام احمد بن شیخ احمد کوٹ اعلیٰ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن جب اساتذہ کے نام لکھے تو علماء دہلوی ہند کے
 الہدیم شیخ البند حضرت مولانا محمود حسن دہلوی ہندی اور شیخ الہدیم شیخ حضرت مولانا محمد یعقوب
 دونوں کے نام نکال دیئے ہیں۔ اور ساتھ مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مطلق کا نام بھی تحریر کیا
 یہ تعلیمات رضا کا نتیجہ ہے کہ استہان علم کا خوب مظاہرہ کیا کرو اور یہی فیضان رضا اور پیغام
 کئے جاؤ۔

مواویہ غلام الدین کا ذکر

حضرت مولوی میاں سید احمد بن میاں فضل دین ابن میاں گرم دین چکوزی ضلع سمبھرت میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سے پڑھا۔ فیزکس، میٹریک، اور فیلو شپ کچھ اسکول میں، مابقی جامعہ تعلیم حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ کجھائی سے سندھریہ فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ صرف نحو کی ابتدائی کتب موضوع تھیں۔ یہاں سے پڑھیں۔ پھر لاہور آئے۔ استاذ المشائخ مولوی محمد امجد الدین مولف تفسیر المیاتی شرح مختصر النعمانی کے مولف ہیں۔ مولوی ابوالنور سید احمد امست برکات جمہور العالیہ اور امام الحدیث مولانا سید ابوالفضل قدس سرہ کے شاگرد ہیں۔ مولوی ابوالنور سید احمد امست برکات جمہور العالیہ اور امام الحدیث مولانا سید ابوالفضل قدس سرہ کے شاگرد ہیں۔ مولوی ابوالنور سید احمد امست برکات جمہور العالیہ اور امام الحدیث مولانا سید ابوالفضل قدس سرہ کے شاگرد ہیں۔

اور شیخ محمد بن مولوی غلام الدین بن مولوی میاں سید احمد بن میاں فضل الدین نے دورہ حدیث
میں مولوی سید احمد دینار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے حاصل کی۔ اور مولوی سید احمد سید دینار علی
شاہ بریلوی نے دورہ حدیث شریف کی سند امام احمد شہین حضرت مولانا احمد علی شاہ پٹنوی دہلی بندہ کی اور جت
تمام علوم حاصل کیے۔ ان حضرت مولانا احمد صاحب اسم خانو توئی سے حاصل کر کے فیضان دہلی بندہ حاصل کیا۔ اور مولوی
سید احمد نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دینار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے دورہ حدیث شریف
میں حاصل کی اور مولوی سید دینار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے علما دہلی بندہ سے سند حدیث
میں مولوی سید دینار علی شاہ صاحب الوری بریلوی کے جتنے شاگرد ہیں یا ان کے بیٹے مولوی ابو البرکات
شاہ شریف شاگرد ہیں۔ تمام نے فیضان دہلی بندہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ تمام بریلوی مولویوں کی سند حدیث
میں دینار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے ملتی ہے اور مولوی سید دینار علی شاہ صاحب الوری کی سند
میں تمام سے ملتی ہے۔ تو مولوی سید دینار علی شاہ صاحب الوری بریلوی اور ان کے بیٹے اور ان کے تمام
شاگردوں کی فیضان دہلی بندہ حاصل کیا ہے۔ غرض کہ مولوی سید دینار علی شاہ صاحب الوری نے انیسویں صدی میں مولوی احمد
شاہ صاحب الوری سے سند حدیث شریف کی تمام تعلیم علما دہلی بندہ سے حاصل کی ہے۔

مولوی غلام حیدر گکافر

مولوی غلام حیدر موضع پھلیاں تحصیل قنڈری آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ گھرات بھابھہ کے فضلاء سے علمی استفادہ حاصل کرنے کے بعد لاہور آئے اور ایسٹسٹ و ایجوکیشن کے نامیہ ناظم اور قادر بھیروی قدس سرہ کے سامنے ڈانٹے ٹکڈے کئے کیا اور علمی جواہر پاروں کو دامن مرا میں سمیٹ کر لاہور اسلام میرٹھ میں بھی بن گئے۔ تحصیل علوم کے بعد جامع مسجد خراساں اندرون لاہور میں جس کے متصل ان دنوں مدرسہ نظامیہ رضویہ قائم ہے میں خطیب مقرر ہوئے۔ مذکورہ اکابر ایسٹسٹ و اعظم پرنسز لاہور سن اشاعت ۱۳۸۳ھ از مولوی مہدی اکبر شرف قادری بدایونی لاہور۔

نوٹ:- مولوی غلام حیدر صاحب موضع پھلیاں تحصیل قنڈری آزاد کشمیر نے مولوی غلام قادر بھیروی ڈانٹے ٹکڈے کر کے علمی جواہر پاروں کو دامن مرا میں سمیٹنے کے بعد آپ ترجمان مسلک دیوبند اسلام میرٹھ سے علوم رضویہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور یہ بھی بات کہ غلام قادر بھیروی صاحب نے حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدر الدین آزاد روہ سے علوم اربعہ حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدر الدین آزاد روہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد اور مولوی غلام قادر بھیروی کے دوسرے اساتذہ مولوی غلام محمد الدین بگوی اور مولوی احمد الدین بگوی دونوں بگوی مولویوں نے حضرت مولانا شاہ محمد الحق محدث دہلوی سے سند حدیث حاصل کی۔ اور حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند تفسیر حاصل کی۔ اور حضرت مولانا محمد الحق محدث دہلوی سے سند تفسیر مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علماء ایسٹسٹ و دیوبند کے پیشوا مولوی غلام حیدر صاحب موضع پھلیاں تحصیل قنڈری آزاد کشمیر سے علوم رضویہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی کا ذکر

شیخ الیہ محمد مولوی نظام احمد گھوٹوی قدس سرہ لاہور یہ موضع کمرالی گجرات میں جمادی ۱۲۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور صرف نحو کی کتابیں پیکوڑی گجرات میں مولوی محمد چانچ سے حاصل کھوئے طبع زبان میں مولوی حافظ بہال رحمت اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر قطعی اور سبکی کی پڑھیں بعد ازاں مولوی سید نظام حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موضع حقیر (مظفر گڑھ) میں حاضر آکتاب علوم کیا پھر برہمائی مکتی مصافحات تکمیل پر مولوی زمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔۔۔ وہاں استفادہ کرنے کے بعد مدرسہ عالیہ لاہور چلے آئے اور مولوی نظام احمد حافظ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات سے فائدہ اٹھایا اور پھر مولانا احمد حسین کانپوری کے پاس جاکر فنون عالیہ کا درس لیا اور ۱۳۰۰ھ میں سالانہ کا وصال ہو گیا تو آپ مدرسہ عالیہ راہپور میں مولانا فضل حق راہپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درس میں شریک کسب فیض کیا۔ اور صحاح ستہ کا درس حضرت مولانا نور محمد حسن راہپوری سے لیا۔۔۔ تذکرہ اکابر ہند موضع معظم پر شرف لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء اور الامولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! شیخ الیہ محمد مولوی نظام احمد گھوٹوی نے مولوی نظام احمد حافظ آبادی سے علوم دینیہ حاصل مولوی نظام احمد حافظ آبادی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نور محمد حسن راہپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں ان دونوں اساتذہ کرام کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اہلسنت وجماعت مولانا محمد امجد علی صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ میں ملاحظہ فرمائیں اور پھر شیخ الیہ محمد گھوٹوی نے آج ۱۰ سال تک حضرت مولوی احمد حسین کانپوری سے فنون عالیہ کا درس لیا اور مولوی احمد علوم دینیہ فقید اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔۔۔ حاصل کی۔ اور اس سے قبل مولانا فضل حق راہپوری کے درس میں شریک رہے اور ان سے کسب فیض کیا۔۔۔ فضل حق راہپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر سے دودھ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولوی محمد غازی خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ محمد انصاری سے پڑھا ہے۔ تو مولوی محمد زین الدین کی یہ
 سند مستند و یوں بند کی چٹا سے چلتی ہے۔ تو یہ علمائے اہلسنت و یوں بند کا قیصال ہے۔

مولوی محمد غازی خیر آبادی پور کا ذکر

مولوی محمد غازی خیر آبادی پور میں پیدا ہوئے مولوی محمد غازی صاحب نے استاد زمین مولانا احمد
 کے جگہ ملازمہ میں سے تھے۔ مذکورہ اکابر اہلسنت میں ۱۵۰۵ھ طبع معظم پر پور لاہور۔ میں اشاعت ۱۹۸۳ء
 میں محمد تقی شرف خاں نے مولوی محمد غازی صاحب کے علم و ادب پر ایک کتاب لکھی ہے۔

مولوی محمد غازی صاحب نے حضرت مولانا احمد حسین کانپوری سے علوم دینیہ پڑھا کر بعد فراغت حاصل کی
 اور مولانا احمد حسین کانپوری علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ مظاہر علوم اور مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی
 پڑھائے۔ اور مولانا احمد حسین کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ
 پڑھا کر حدیث حاصل کی۔ اور مولوی محمد غازی صاحب نے حضرت گنگوہی کے شاگردوں سے علوم دینیہ کے علمی
 لوازمات کو حاصل کیا۔ اور مولوی محمد غازی صاحب کا علماء دیوبند سے علمی جواہر پاروں کو
 انجمن میں پیش کیا یہ قیصال دیوبند ہے۔

مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی کا ذکر

مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی اہل حق حضرت خواجہ محمد حسن سرہندی قدس سرہما ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۹۰۰ء جنوری
 ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علمی کی تعلیم کا آغاز والد ماجد سے کیا ان
 کے بعد مولوی قاسم محمد گیلانی اور مولوی شفیق محمد سواروں سے بھی استفادہ کیا۔ شرح وقایہ تک پڑھنے کے بعد مزید
 علم کے واسطے شریف مولانا معین الدین اجمیری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کتاب علوم کیا۔ اسی
 کے بعد ان کے علم میں حضرت مولوی تقیم سید رکات احمد لکھنوی تلمیذ مولانا امجد الحق خیر آبادی اور فرنگی محل میں مولوی عبد
 اللہ لکھنوی کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کیا۔ غرض کیا وہ سال بعد ان مدرسہ کے علم و فضل کی دولت سے

ملا علی قاری سے روایات اور تالیفات شریف میں مقیم رہے۔ انھیں مولوی سید امیر علوی (ابو سعید) سے بھی
 لیا اور حکیم نظام الدین نے ۱۱۰۰ھ میں مولانا معین الدین الہیری سے علم طب میں استفادہ کر کے کمال حاصل کیا۔
 اہلسنت میں ۱۱۰۵ھ میں مولانا معین الدین نے ۱۱۰۰ھ میں مولانا معین الدین شریف قادری سے روایات
 بخار میں کراہ مولوی شیخ محمد باقر خان سرہندی صاحب نے حضرت خواجہ سید الامام مولانا معین الدین الہیری سے روایات
 کے واسطے عالیہ امیر شریف میں مدرسہ معینہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث و مفتی و عالم دین مولانا معین الدین شریف
 حضرت مولانا معین الدین الہیری خیر آبادی سے علوم و فہم حاصل کئے اور یہ وہ علمی شخصیت ہیں کہ
 انھیں حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف دو کتابیں بنام انتہول الاعتراف اور تہذیبات اور انھیں
 شیخ مولوی محمد باقر صاحب سرہندی نے علوم و فہم مولوی حکیم برکات احمد لوہی کی شاگردی
 خیر آبادی سے حاصل کئے ہیں۔ اور مولانا عبدالحق نے علوم و فہم اپنے والد محترم مولانا فضل حق رامپور
 سے حاصل کئے ہیں۔ اور مولانا فضل حق رامپوری خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر سے علوم
 سرفراقت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر نے شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی علامہ اہلسنت و جامعہ کے شیخ اور مجدد ہیں۔ تو مولانا
 جلالت سرہندی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر کے شاگرد کے شاگرد سے پڑھ کر قیامان و جامعہ حاصل
 اور مولوی بیچ محمد باقر خان سرہندی نے فرنگی محل میں مولوی عبدالباری فرنگی محل کی خدمت میں حاضر
 کیا۔ تو یہ بات یاد رکھیں۔ یہ وہ مولوی عبدالباری فرنگی محل ہیں کہ جن کے خلاف اٹھ حضرت مولوی
 دہلوی کے صاحبزادے مولوی مصطفیٰ رضا بریلوی نے تین حصوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بنام
 لخصوات عبدالباری مرتب کی۔ جس کو اب تمام مولوی حاجی محمد حسین رشائے حسنی پریس بریلی سے طبع
 کتاب کے مکمل پر بیابا اٹھ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بیٹے مولوی محمد مصطفیٰ
 کا نام لکھا ہوا ہے حالانکہ اللہ ربی الدار لخصوات عبدالباری اٹھ حضرت بریلوی کی ہے۔ خدا جانے کہ
 حق اٹھ حضرت بریلوی نے کتاب کے مکمل پر مولف اپنے بیٹے مولوی مصطفیٰ بریلوی کا نام لکھا ہے۔

مولوی عبدالباری ودیگر علماء فرنگی محل (نکستو) کی تکفیر

جب یہ مضمون ہے کہ فرنگی محل (نکستو) کے مقدس بزرگوں و مجتہد عالموں کی عزت و عظمت الہی و دینی
 و دینی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ سے ہے۔ اور ان آخری دور میں مولوی عبدالباری کی ذات گرامی ملت
 ہندوستان کی ایک قابل قدر نمونہ تھی۔ ان کی مختصر مہم خاندان کے علماء کو اگرچہ حضرات علماء دیوبند سے چند
 بار دلی مساجد میں کچھ اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود ان مؤلف الصدقہ حضرات کے علماء دیوبند اور ان
 دین کی کبھی بھی تکیف نہیں کی اور نہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتوؤں کی سہوائی کی یہاں چھ جب احمد
 علی نے مولانا عبدالباری صاحب کی ایک سوانح و جود سے تکفیر کر کے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا اس میں
 مولانا نے یہ بھی کہ آپ علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کو مسلمانوں کا امام و رہنما مانتے ہیں اس کے جواب
 مولانا عبدالباری صاحب نے قاضی صاحب بریلوی کو لکھا تھا کہ میں علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس
 میں اس سے کہ ۔۔۔ اکابر نے اعیان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے جو حقوق اہل اسلام کے
 مان سے ان کو بھی حرمت نہیں رکھتا ہے۔

الطاری الداری لکھنؤ عبدالباری

مولانا محمد علی بریلوی دارالجلد دوم ص ۱۰۱ مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری بریلوی
 مولانا مولوی حاجی محمد حسین رضا بریلوی۔

الطاری الداری کا عکس کا بلا حفظہ فرمائیں

سلسلہ امرا سلا ابامولی عبد الباری سنا

سے بنام تایمگی

مراسلہ امام مجتہد ماتہ و مولوی عبد الباری

۱۳

۳۹

۳۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَنُصَلِّيُ عَلَى آلِكَ الْكَرِيمِ

مسلمہ نو تر نے دیکھا مولوی عبد الباری صاحب کے کیا وعدے تھے خط
اول قبلہ شاہجہانپوری صاحب میں فنا میں کھانا اور جن ضرر اظہ سے جناب
تحریر فرمایا میں اس طریق سے میں توبہ کر کے ضعیف کرادوں میرے خط میں میں جیسی
آپ فرمایا میں ویسی ہی توبہ کو تیار ہوں مولوی صاحب کی شکایت نہیں نفس
انکہ کی مشورات ہے اس سے وقتاً سے حمد و بیان و توبہ و تجدید ایمان کے
مومن آباد پر فروخت کیا مولوی صاحب نے ۱۴ شعبان ۱۳۳۵ھ کو
مضمون اخبار زمانہ میں شائع کرایا جو منکبرہ ائمہ مولوی احمد رضا خاں
صاحب نے ہم لوگوں کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہو کر میں
کچھ کرتے کو اپنے اوپر ناجائز جھٹا ہوں بکہ التکبر علی المذکورہ صلاہ کو ملحوظ
رکھتے ہوئے کوئی اعتقاد رکھنا نہیں چاہتا میرے پاس انھوں نے فلسفہ

اجتماع کے مصنف اور ایک مامیہ کے صاحب زادہ اور خود دولت کے
بارے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب دیگر علماء دیوبند و گاندھی صاحب
اور مرزا محمد تقی صاحب اور مسلم ہندو اتحاد اور قربانی گاہ کے بارے
میں ایک سو ایک کفر نامہ ارسال کیا ہے یا جو وہ یکدم اپنے خدا سے
پر خطا کی جا ہے اس کو میں نے دیدہ و دانستہ کیا ہو یا خطا سے کیا ہو تو یہ
کہتا ہوں مگر اسی بیکر تکبر کے روبرو گردن کھٹکاتے کو بکہ اس سے خطا طلب
کو بھی اب نہ اپنے بلکہ حق کی بے خبری تصور کرتا ہوں والسلام فقیر محمد علی شاہ

مسلماں دیکھیں اولاً مضافۃ عالیہ بہ شعبان میں کوٹا صرف تکبر ہے جس پر
فرنگی محلی صاحب اس درجہ جا رہے ہیں کہ آپ مراسلات میں ملاحظہ
فرمائیں گے کہ ایک مہینہ کامل تک حج طح کی نرمی و ملاحظت بلکہ کمال
منت کے ساتھ مولوی صاحب سے بار بار ہنگامہ استفسار فرمایا گیا کہ ہر
خط میں جو لفظ تکبر ہوئے تھکے مگر مولوی فرنگی محلی صاحب آئیں
بائیں ہائے ہائے کے سو ایک حروف نہ بتا سکے نہ بتا سکتے تھے نہ قیامت
تک نہ بتا سکتے ہیں اس میں کوئی حرف کفر ہو تو بتائیں اور جب بغض و کینہ
اعلا نہیں تو کس گھر سے لائیں ہاں مولوی صاحب کے جذبات پر رونا تھا
اور بے وقوفی کا خوب اکل و اشہ تھا اسی کو مولوی صاحب نے تکبر سے تعبیر کیا
بسیار کہ اسے چکر خود قبول بھی دیا ملاحظہ ہو مراسلات میں مولوی صاحب
کا خط نمبر ۱۰ مگر مولوی صاحب کے پاس اپنی نجات کی ایک ہی گلی ہے
جہاں ان پر روشنی پڑا اور جواب نہ دینا انہوں نے جلالاً و اخراً
قرآن پاک دیکھ کر کیا جاتا ہے ہر خطاب نہ کر میں گے اس کی بھاری فسطحی

خیال ہے کہ جناب نے اسلام پر اسے نام لکھنے کا جو الزام دیا ہے وہ محض تائید
 مادی کی ضرورت سے شاید افادہ کیا ہے۔ اگر جناب نے ایسا کیا ہے تو میں
 عرض کر دوں گا کہ یہ اس عبارت کا مقصد میں نے نہیں دیا ہے بلکہ میں نے
 کمال ایمان کی قدرت پر جو کچھ لکھا ہے وہ لکھا ہے اب حق کے بعد
 یہ خیال کہ جب سے کہ میں نے اس کو قبول کر سکا ہوں کہ عبارت الہی کھول ہو
 میں سے کچھ کھول کر اس کا مطلب اگر ہے کہ جو مولوی احمد رضا خاں نے
 نے تحریر فرمایا ہے تو میں اس سے بے حد حق و دل قبول کرنا ہوں۔ مولانا آپ نے
 احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس عبارت تو جو پرکس تقدیر مجھ پر جاری
 سے پرورش ہے میں اس کو علامت قبولیت قبول سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے
 علامت نام رکھنے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر مقدم میں اس حقیقت کے
 و ایسے کہنے پر بھی افسوس ہے۔ اسی تقدیر نام میں ہے کہ ہمارے اکابر نے
 ایمان سمجھتے وہ یونہی کی تکفیر نہیں کرتے اس واسطے جو حقیقت الہی نام
 رکھتے ہیں ان سے ان کو کبھی مجروح نہیں رکھا ہے مولوی قاسم صاحب کے
 نام کے حق و کشتہ ہیں ہمارے پاس موجود ہیں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے
 کہ اب میں کے نام کو جو لقب کسی سے نہ دے گا ہمارے اکابر نے سمجھا ہے کسی کی
 افواج میں لکھا کہ لکھا اس سے زیادہ بڑی آدمی نہ کر دینگا اور اس کے مخالف کے
 لیے بھی ایسا ہی نسب کھولے گا۔ اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرزا محمد قلی
 حق تبرائی نہیں تھے بلکہ ان کے دستخطی خاندان میں جن میں تبرک و
 میں کر سکتے ہیں اور اپنی کتب سے اس کے عدم ہوا کو ثابت کرتے ہیں
 مولانا صاحب اکابر مجتہدین گھنٹوں سے جو تھیں سمجھتے تھے اس کو ہم نے
 پھر درپیش ہے ان کی عبارت ان کی دعوت ان کی لغت میں

ہا یہ ہم لوگ شرکت کرتے ہے ہیں اُس کے تعلق میں ہم بلا تفصیل تو بہ کر کے
سے فاصلہ ہیں حکام نفاذی کی موالات سے جس قدر غور و غمازی تو بہ ہونے
کے ساتھ غور کرنا ہم سے نہیں دیکھا ہے اس واسطے نفس مدارات ہونے کو
ہم ممنوع نہیں قرار دے سکتے ہیں مگر غلو و تعظیم سے تو بہ کر سکتے ہیں علاوہ کہ
کے جو تحریک اس وقت مقابل انگریزوں کے جاری ہے اُس میں اعتدال
کے ساتھ ہم نہ ہو و کو اپنے ساتھ سے ملجھ کر نہیں چاہتے ہیں یہ غلام ہے
ہمارے مقاصد کا اس کے اندہ ہم آپ کی پرمیٹل ارشاد کو حاضر ہیں ہم چاہتے
ہیں کہ جلد کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچی جاویں اور نہ سخت کوشش باہم کرنا چاہتے
کی ہو گی۔ میں اس قدر عرض کروں گا کہ میں سے جو کچھ کیا ہے وہ جناب کی
فادات کے لحاظ سے اور وجاہت کے خوف سے نہیں کیا ہے نہ آئندہ ایسا
کر دیکھا میرے نزدیک بھی خدا کی خوشنودی کی عرض سے کرنا چاہیے خداوند
میں نے کیا ہے اس وجہ سے اُس دعا کے تو بہ کے قبل جس قدر تحریر کیا
ہے ان میں کچھ جناب سے مرعوب ہونے کی صورت نہیں معلوم ہوئی
ہے فقط والسلام

نیر محمد قیام الدین عبدالباری صاحب اللہ عندہ

دوسرا مذاوضہ عالیہ بحواب خط دوم

عمرہ و بی علی سید الکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المکرم ذی الجلال و الکرم ذی الجبرم۔ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ
محدث کے وجہ کریم کو جس نے مجھ سے اجازت آپ میں باب تعالیٰ و کھانا
مکمل اور وہی اُس کی تمیز ہے۔ و ایسی چیزوں کی وجہ میں تاہم

مسلک سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کو علما و فرنگیوں کی عموماً اور مولوی عبدالہادی کی خصوصاً "عدم
 تعلق" سے متعلق آئی اس لئے حسب عادت مولوی فرنگی بھلی اور ان کے متوسلین و مریدین کو بھی اپنی "کافرانہ
 منہ پھرنی" کر دیا ہے۔ تاہم مولوی عبدالہادی صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

ہم سے پاس آئیں (مولوی احمد رضا خان صاحب) نے فلسفہ اجتماع کے مصنف اور ایک بار ہر دو کے
 دربارہ بدولت کے بارے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب و دیگر علما و اہل ہند و گاندھی صاحب اور مرزا
 صاحب و مسلم ہندو اتنی راہ

قریبی کانٹے کے پار سے جس ایک سو ایک کفر نامہ درمیان کیا ہے۔ الطاری الداری لخصاً است عبدالہادی
 دہلی پریس، علی بار اول جلد دوم ص ۲۳۔ مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی توری بریلوی
 کے مافیہ بینین دستاویز ہے۔

الطاری الداری کا عکس کا ملا حظہ فرمائیں

بجھ کر تھکے

یہ ہمارے قریب بہترین معجزہ ہیں جو ہیں جن کی حقیقت کو جاننے والا
 حق کو پہچانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل بطالت کے
 غم و غم و غم کو فی ہاتھ کرنے والا کتاب نہیں جو میل و میل سے

سے بنام تاج

الطائر الندی

بیتو احمد الباری

حصہ سوم

مکہ حبیبہ الزمان موسیٰ ہذا کرامت اکل زمین محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب

قامدنی ہر گاہی کوئی بدست ہر گاہی ہر گاہی

بصفت زریحہ صحت ہمارا کہ دفعتا مصطفیٰ زریحی

بہ نام جناب مولانا موسیٰ ہادی محمد مصطفیٰ رضوان اللہ علیہ

حسنی پرنسپل میٹھ ہوا

ہندو کی بے حرستی کا صحیباں آپ کے سر پر ہے قرآن شریف کے ساتھ ہے بولی
 جی ہے اس کا استاد وہ آپ کی مکر ہے حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا نظروں سے اٹھانا امن آلودہ ہے۔ چوتھے چوتھے جزیرہ العرب آپ کی گردن
 میں علق ہوئی کچھ عجیب نہیں۔ بغداد کی سرکار آپ کی شاکی ہیں شہدائے کربلا کی
 گردن دی ہیں ایڑھت آپ پر نفرت کریں تو بھگتا ہے نصرت کی راہبرداری اللہ غیب
 اسلام بھری اور جواری۔ رسول اللہ آپ کے نصاریٰ سے سوالات سے برابر ہوں اور
 حق ہے۔ یہ صلیب ہمال جہاں لہرا رہی ہے سب آپ کے دامن بے خیر فی کی
 دیاں طبعی کا پرچم ہے جلیط ایسے پر یہ دل سے تالال نہ تو کیا کرے جیسے سونا
 شہید ہوئے جیسے پختہ ذبح ہوئے جیسے مسلمات بے حرمت ہوئے جیسے مسیح
 صحابہ ہیں پر سے جس قتال لڑا جیسے مکات مسلمانوں کے ویران چرے
 ان کا دہلی آپ ایسے حضرات پر ہے۔ انگریزوں کی محبت آپ لوگوں کی دہست
 ہوئی مسلمانوں کو مسلم سے لسنے کی جرات آپ کے انکال لئے دلائی۔ تا
 آخر خط۔ تختہ میز و اہم۔ تختہ اول کا موصول ہوا چاہیے تھا کہ اب بھی انتظار
 کرنا کہنا یہ اس ختم کا ختم اور ہو۔ اس واسطے کہ نا نام و نامہ امور ایسے ہی
 ہو سکتے ہیں مگر تاخیر ہو اب آپ کو خود و خود کے انتہائی دیکھ لیا کہ بچاؤ سے
 "حق" میں ہے۔ آپ بے ادب کیا کہ ایک ٹھوکر آپ کو کوہ و قارع سے
 لگی ہوئی صلیب دیتی ہے مگر میں ٹھوکر پر ٹھوکر لگا تا نہیں چاہتا۔ اسی میں ہے
 آپ کو صلیب پر اتر رہی شرک کرتے ہیں اور خدا سے نفیس ڈر گئے ہیں۔ اسی میں
 ہے "نفس" واقعت ہے اور ہو جائے گی کہ عاجز کون ہے آپ کے خطا لیاات
 کا غور و انداز و اہمیت کہنے ہی نہیں کہے ہوں ان کا مرتبہ لچک کو ہے۔ اسی
 کو ہندو آپ ہی کی تحریر سے آخر اہم و اتر رہی اور سلطانِ ہند کی اتنی

معلوم ہو جائیگی ہر دیکھا جائے گا کہ آپ دائیں خطاب رہتے ہیں۔ بائیں رہتے ہیں۔
 ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کی کجھ اس قدر قاصر ہے کہ جملہ اس کا جواب دینا چاہتا
 ہے وہ آپ کی کجھ میں نہیں آتا ہے۔ اسی میں ہے۔ "آپ چاہتے ہیں کہ
 لکھا دیں ڈائری میں مگر غلامی نہیں کر دیتا"۔ اسی میں ہے۔ "بند نہیں کیا اصل
 کا لڑکا دھاڑتا ہے آپ کے کہنے میں آجایا آپ۔ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ کیا الزام ہے
 اپنی جہالت بھی یاد نہیں کر کیا لکھا ہے اور غفلت کی آنکھوں میں دھول جو کتنا
 چاہتے ہیں۔" اسی میں ہے۔ "یہ آپ ہی کی گستاخانہ افواہ ہے۔" اسی میں ہے۔
 "صرف وہ اتنی بھی آپ کی کھل جائے گی۔ آپ افواہی فرض مذاکرے کے
 مجرم ہیں آپ کو متنبہ کرنا اول دایت خدا کے اختیار ہے تو یہ سب تو بے اختیار
 کرتا ہے۔ ہر کس و نا کس کا مرتبہ نہیں ہے کہ وہ تو یہ کہے آپ تو یہ کہیں
 یہ خیال غلام ہے۔" اسی میں ہے۔ "کیا ہوا اگر آپ سے آپ کے تخلص بڑے گئے
 آپ کے ایسے معلوم کے لیے ایسا ہی چوتھ ہے کہ دروغ گوراما قلم نہ باشد
 اسی میں ہے۔" آپ بھی غصہ میں نہ آئیے تو مناسب ہے شاید چند روز بعد
 آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اگر غصہ آگیا تو ہمیشہ کے لیے جہالت میں رہیں
 ہو گی۔ اسی میں ہے۔ "آپ باور کیجئے کہ آپ کے ایرادات و اعتراضات کو
 اٹھال ہیں کوئی بڑی بات نہیں کہ ان کی رو کر دی جاوے یہ جہالت ہی
 کہ ہر دن آپ کو نابینا نہ پہنچائے اور چرتی سے گرائے ان کی طرف تو یہ کہیں
 اسی میں ہے۔" دلائل میں قابل ہیں کہ غلطان کو دلائل نہیں ضروریات۔ یہ سب
 طرز و ادب بھی ایسا ہو کہ کھڑے کے لوگ منکدر ہو کر کو باور کریں۔ اسی میں ہے۔ "آپ
 آپ کی کجھ غلط نظروں میں آسکتی ہے ابھی تو آپ نے مودت سیال منو جانا ہے۔
 خط و پار و ہم فرنگی ملی۔" غصہ آپ سے بہت بہتر ہے وہ آپ کے

ظہور میں نہیں آئے گی۔ سب آپ کے اچھاؤ ڈالنے کی ترکیب سے لکھو
 آگاہی اسی میں ہے۔ آپ اس سے دور بھاگتے ہیں اور جو شاعر لکھتے
 ہیں وہ غیرواہی ہیں مجھے اب جو آسان ہے وہ آپ کو مشکل پاب۔ توں کے
 عقد و کوئے بد عمل مصلحتوں کہتے ہیں میں نے اہند سے جس قدر سے لکھی
 ہے اس کے لیے تجویز کر لے ہیں ان سے زمانہ وقت صرف نہیں کرتا۔ اسی
 میں ہے۔ آپ کہتے ہیں میں بڑا کام کرنا ہوں یہاں اپنے کو آیت مذکورہ
 کا فقدان دعا میں بحسب صحت اذنی و جھنکون۔ بندہ آپ کی ہمتوں
 و اہیات سے غرض نہیں کر لکھا۔ اسی میں ہے۔ یہاں تک کہ آپ راہ
 پر آجائیں پھر کہا۔ آپ کے دوست کرے میں۔ امر غلط و بے گارہ و غلط
 میں بدستے آئندہ آپ کے غم نہ پھر نہ ہوگی بکدر فغان و غم سے بندہ کی تحریر
 رہے گی۔ آپ اپنی عادت سے لاچار ہیں یا خط یا نثر و ہم اہلی حضرت
 والا مطلب علیہ صلیہ آپ کی فحاشی و ریہہ و ہمنی کذب و بہتان میں
 متاثر نہیں کر سکتے ہیں آپ کے غم میں نہیں آیا آپ جانتے ہیں کہ مجھے
 تو میں میں میں اچھا میں کام کی بات سے دور رکھا میں اپنے حکام کو غم
 کہیں تو نہ تا کہ ہے آپ دوسروں کو کیا نصیحت کیجیے گا۔ اپنے گریبان میں
 جو غم ڈالیں آئندہ سے اگر کام کی بات نہ ہوئی غم و اہیات کا جواب نہیں
 دیا جائیگا۔

مسلمانو آپ حضرات نے دیکھی غرضی علی کی فحاشی۔ آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ
 دریہ و ہمنی۔ آپ نے دیکھی مولوی صاحب کی بدنام دہری۔ یہ سب لکھی
 علی و اہلی و ہمنی۔ چوں مولوی عبد الباقی زبان سوختہ۔ آپ اپنے غم و ہمنی
 صاحب کی گدائی و بہتان بندی و غم و اہلی و ہمنی و غم و ہمنی۔

پہر چلنے کے سبب شرک جہانی سے بخرومی کی معذرت حدیث ۱۲۱
 ماواظلاً تشہد وھدک الخافست کے علاوہ تہنم کفر ہے (۱۲۰)
 مرتبین کی قاتلہ خوانی کفر ہے اور بیکشم علیہ خبر شرک الپسند کرنے والا
 اس میں شرک ایک جیسے غیر کے ثواب اور جیسے شرک کے عذاب میں پورا
 حصہ دار ہے نہ کہ خاص ولی قلعہ رکھنے والا (۱۲۱) مرتد کو مسلمان
 کہنا کفر ہے (۱۲۲) بلا اضاقت بمرتدین مقتدائے مذہب کشاکش کیا
 آتی کہ حصہ العاقبت میں داخل کرنا (۱۲۳) اس کے محسن کا
 وعزت کرنا (۱۲۴) اس کی حریت میں رطب اللسان پہننا موجب
 غضب جبار و لرزش عرش کر دیا ہے (۱۲۵) سنی علماء پر افترا کا
 معاذ اللہ اُصول نے اسلام کی بیخ کنی کو دیکھا اور اس پر خوش ہوئے
 اور اگر چنانچہ اب اللہ ایسا چاہتا تو انھیں سنی علماء کشاکش کر دیتا (۱۲۶) لہذا یوں
 کہنا کہ میں اس شیعہ جہنم کو ان سنی علماء سے بدتر جہا بدتر سمجھتا ہوں یہود
 کی مثال دی جاتی جو مشرکین کو کہتے تھے اھ اھادی من الذین
 اٰمنوا سبیلاً ○ یہ مسلمانوں سے زیادہ مراد ہدایت پر ہیں بلکہ
 حکیم امت کہہ دینے سے جہ ہر شاہد ہوا اسے سنی علماء میں داخل
 کرنا جہ کفر تھا۔

فصل دوم مشرکین سے اتحاد

۱۸۰ مشرکین سے اتحاد و دعاء و کستی موالات کو سب کے حامی کہیے
 ہے بلکہ اتحاد سب میں لازم ہے مراد قطعی و کیچہ کو شدید ہے اس کو
 ستمناں کہ ستمناں صحیح کفر ہے اور یہ کہنا کہ میں نے اتحاد پہنود
 میں کوئی فعل خلاف شرع روا نہیں رکھا سخت عجیب سبوح الشہ

الفرق مولوی احمد رضا خان : مولوی کی تمام تر تحفیات و بطوات کے باوجود مولوی احمد رضا خان نے
 نظریات طریقہ ایمانی روٹن میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اس کے جواب میں نہایت قدامت سے مولوی احمد رضا خان صاحب کا جواب کرتے ہوئے لکھا کہ۔۔۔

”جو مخیر الہ اندام مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے ہم لوگوں کے ساتھ الٹا کرتا ہے
 مرم و مکر میں کچھ کرنے کو اپنے اور ناجائز سمجھتا ہوں بلکہ انکسیر علی انکسیر صدمہ کوٹھوڑ کھتے ہوئے کولی ہیں
 پناہتا۔ الطاری الداری اخصوات عہد الہیاری، جلد دوم میں ۲۔ مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی
 بریلوی یا انتہام مولوی عاتقی محمد حسین رضا بریلوی۔ مطبوعہ منشی پرنس بریلی

اس کے بعد مولوی احمد رضا خان بریلوی کا تحفہ بریلی شہر پکارا تھا تیز ہوا کہ اس ایک سو ایک مکر لویہ
 سو تین کر دیا اور معاذ اللہ آپ کے کفر پر مہر کر دی (وہ لکھو کتاب الطاری الداری اخصوات عہد الہیاری جلد دوم
 تاج مولوی احمد خان صاحب بریلوی کے اس تحفہ فتویٰ کو جو مولوی عبد الہیاری صاحب کے ہاتھ میں
 تسلیم کر لیا جائے تو اس کے نتیجہ میں علماء فرقی محل اور ہزار ہا دیگر علماء و صلحاء و بے شمار عام مسلمانوں کو جو مولوی
 الہیاری کو مومن و متقی بلکہ اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں خارج از اسلام ماننا پڑے گا۔ اعلیٰ باللہ
 گھٹن تری نظر کا جوہر دگر ہر ایک زخمی کچھ ایک بشرہ از گاہی نہیں

میلانوی مفتی سید مسعود علی قادری کا ذکر

مولوی مفتی سید مسعود علی قادری اہل حق عارف سید احمد علی دکن سید حامد علی اہل حق سید باغ علی کاشانی ۱۳۲۴ھ و ۱۹۰۵ء
میں ایک بڑا دست بردار ہوئے جس سے وہ نے ابتداً فی تعلیم دار جو شائع شدہ میں پائی ۱۹۱۹ء میں مدرسہ
سینٹرل کراچی میں مولوی عبدالرحمن سے عربی تعلیم شروع کی ۱۹۲۱ء میں لوہا اور گزفان کے قلم کر رہے
تھے۔ یہ دونوں شائع علی کراچی میں داخلہ لیا اور مولوی ولیچند الدین احمد خان راجپوری، مولوی اجملانی اور محی
الدین فضل اسحاق سے استنباط علم و فضل کیا۔ ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۱ء مدرسہ عالیہ امپور میں تعلیم حاصل کی۔ دیکھ
گئے اور مولانا فضل حق راجپوری اور ان کے فرزند گرامی مولوی افتخار الحق راجپوری سے شرف تلمذ حاصل
کیا اور حضرت مولانا مفتی مظفر حق ترمذی لاہور سے شاگرد بن گئے۔ ۱۹۵۳ء اور مولوی عبداللہیم شریف کاندھلی بریلوی لاہور
مولوی مفتی سید مسعود علی قادری نے مدنی کے مولوی افتخار الحق راجپوری سے پڑھا۔ اور مولوی افتخار
الحق نے اپنے والد ماجد مولانا فضل حق راجپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا فضل حق راجپوری نے
اپنے والد ماجد مولانا محمد رشاد دہلوی سے علوم دینیہ پڑھے کہ مرشد فرائض حاصل کی اور مولانا شبو عبد القادر دہلوی
مرشد مولانا شبو عبد القادر محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھے کہ مرشد فرائض حاصل کی اور حضرت مولانا شبو
عبد القادر دہلوی مدنی سے ملت موبیتہ کے شیوخ اور مجددین قرآن دیوانہ بند ہے۔

۱۔ مولوی عبدالحق خیر آبادی، رامپوری سے بڑا مولوی افضال الحق خیر آبادی رامپوری
۲۔ مولوی عبدالحق خیر آبادی، رامپوری ہیں اور مولانا فضل الحق خیر آبادی، رامپوری کی سند
۳۔ مولانا محمد عبد القادر محدث دہلوی ہیں اور حضرت مولانا بشامہ عبد القادر دہلوی کی سند حضرت مولانا
۴۔ مولوی ہیں۔

مولوی سید سید مغفور القادری کا ذکر

مولوی سید سید مغفور القادری ابن سید سردار احمد قدس سرہ ۱۳۲۷ھ و ۱۹۰۸ء میں گڑھی احمدیہ میں
 و جم یار خان میں پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ابتدائی کتابیں مولوی مفتی محمد
 والے اور مولوی عبد الکریم ہزاروی بحر جوفی سے پڑھیں اس کے بعد مدرسہ شمس العلوم ہستی مولوی یار خان
 خان میں تحصیل کی۔ مولوی سراج احمد کھن۔ بلوی سے بھی مستفیض ہوئے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت میں ۱۹۰۸ء
 عظیم پرنٹرز لاہور، سن اشاعت ۱۹۸۳ء ۱۱۱ مولوی عبد الکریم شرف قادری بریلوی لاہور۔

نوٹ:- مولوی سید مغفور القادری بریلوی نے ترجمان مسک و یو بند کا مدرسہ شمس العلوم ہستی مولوی یار خان
 یار خان میں علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان و یو بند حاصل کیا۔ اور اب یہ مدرسہ شمس العلوم ہستی مولوی یار خان
 یار خان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخوبی چل رہا ہے اور شب و روز قرآن و سنت کی تعلیمات کو کرم کر رہا
 اور علوم دینیہ سے فراغت کے بعد مولوی سراج احمد کھن۔ بلوی سے بھی مستفیض ہوئے اور یہ مولوی سراج
 صاحب کا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی سے اس قدر تعلق تھا کہ فرماتے ہیں۔۔۔ اسوں میں میں
 اللہ تعالیٰ سے (مولوی احمد رضا خان بریلوی) کے وصال سے دو سال پہلے ان کا یہ معلوم ہوا۔ منقول از لاہور ۱۹۳۳ء
 ۱۹۳۳ء مطبوعہ۔

لاہور، سن اشاعت ۱۹۸۹ء و اشرفیہ القرآن پبلی کیشنز، حیدرآباد، منقول از لاہور۔ منقول از لاہور ۱۹۳۳ء
 مطبوعہ دہلی۔

انوار رضا کا عکس ملاحظہ فرمائیں



ضمیمہ القرآن سبکی کشر کج نجر ڈ۔ لاہو

مولوی احمد کھنسن، بیرونی بریلوی نے علوم دینیہ علما سے دیوبند سے حاصل کئے ہیں جس کا ثبوت
 (۱) بعض مساتد کے اثر سے آپ (علی حضرت) مولوی شاہ احمد رضا خان بریلوی سے حسن اعتماد
 لیکن مزید اسراویہ کی تصدیق کے دوران ایک مسئلہ میں ملحق ہوئے قول معلوم کرنے کے لئے مختلف
 آپ نے رابطہ قائم کیا مگر انہوں نے آپ کی شخصیت پر جواب نہ مل سکا۔ آخر امید کی آخری کرن مولوی احمد رضا
 کی صورت میں نظر آئی۔ چنانچہ ان کی خدمت میں بھی استفتاء بھیج دیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کی طرف
 سے مولوی صاحب موصول ہو گیا اس شائق جواب نے تمام مشکوک و شبہات دور کر دیے اور بدگمانی کی فضا کو
 صاف کر دیا۔ مولوی صاحب نے مولوی احمد رضا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کے علمی و تحقیقی پرستار
 بن گئے۔ ۱۹۸۳ء میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا اور ان کی بریلوی لاہور۔

جس کو ہم احمد دہلوی یا ڈیوبندی مولویوں کا خود ساختہ پروگرام ہے کہ ایک فتویٰ مختلف علمی مراکز میں
 سے آپ کی شخصیت پر جواب نہ مل سکا۔ یہ سراسر کذب و بانی ہے۔ باآخر اس مسئلہ کو اعلیٰ حضرت بریلوی نے
 اس کے بعد ان کے خیالات یکسر بدل گئے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم نے صرف یہ بات واضح
 مولوی سید مفتی اتاوری بریلوی نے علما بہت مست دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر قیضان دیوبند حاصل کیا
 مولوی احمد کھنسن، بیرونی نے بھی علما دیوبند سے پڑھا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ کے نام تحریر کرنے میں
 مولوی محمد اکرم شرف اتاوری صاحب نے تعلیمات رضا کے موضوع و برکات اور پیغام رضا کی برکت سے
 اور قرین طریقہ اختیار کیا ہے۔ لیکن مولوی عبد اکرم شرف اتاوری بریلوی کی مستزید بالا تحریر کہ مولوی سراج
 علی صاحب سے بریلوی سے حسن اعتماد انہوں نے کہتے تھے تو واضح ہو جاتا ہے کہ مولوی سراج احمد کھنسن
 لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی کے مسلک کے پیروکار نہ تھے۔ بعد میں اپنے خیالات کو تبدیل کر لیا۔ یعنی کہ
 مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کے پیروکار نہ تھے۔ ہمارا عرض کرنے کا صرف اور صرف مقصد یہ
 مولوی احمد کھنسن، بیرونی نے علما دیوبند کے عقیدے کے علما سے علوم دینیہ حاصل کر کے قیضان دیوبند
 سے کہ وہ واضح کرتے ہیں کہ مولوی سراج احمد کھنسن، بیرونی نے فرمایا۔ انہوں نے صدائے حق کو مجھے
 سے سال پہلے ان کا یہ معلوم ہوا۔ انور رضا جس ۱۹۳۱ء میں انعامتہ ۱۹۸۹ء (مطبیعہ لاہور)۔
 مولوی صاحب نے ۱۹۸۹ء میں لاہور۔

مولوی پیر سید ولایت شاہ صاحب کا ذکر

مولوی پیر سید ولایت شاہ ابن پیر سید احمد شاہ ۱۳۰۶ھ تا ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ فرماں پالہ
کے لئے پہلے موضع دانوال گئے۔ پانچ پار سے یاد رکھے پھر گجرات چلے آئے، بعد ازاں مدرسہ تعلیم الاسلام
دہلی میں داخل ہوئے اور قرآن مجید حفظ کیا۔ دینی کتابیں مولوی غلام حیدر فتح پورہ گجرات سے پڑھیں اور مولوی
نجمی الدینی سے کتبہ تجوید کا درس لیا۔ تحصیل کے لئے مدرسہ نعمانیہ لاہور میں مولوی غلام محمد گھوٹوی کی خدمت میں
ہوئے اور انہی سے سند فراغت حاصل کی۔ تذکرہ اکابر ہلسٹ ص ۵۶۵، مطبع معتمد پرنٹرز لاہور ص ۱۸۳
۱۹۸۳ء۔ راجہ مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی پیر سید ولایت شاہ صاحب نے علوم دینیہ مولوی غلام محمد گھوٹوی سے حاصل کئے اور انہوں
حاصل کی اور یہ فیضان دیوبند ہے کہ مولوی غلام محمد گھوٹوی نے علوم دینیہ مولوی احمد حسن کاندھلوی سے حاصل
ہیں جو ترجمان دیوبند مدرسہ مظاہر علوم اور مدرسہ فاضل عام کاندھلوی میں بھی پڑھاتے رہے ہیں اور مولوی احمد
کاندھلوی نے فقید اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کیا۔
فیضان دیوبند حاصل کیا اور مولانا احمد حسن کاندھلوی مولانا فضل حق رامپوری کے درس میں بھی شریک رہے۔
مولانا فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کیا۔
اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر
فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دیوبند نے مولانا شاہ عبدالقادر محدث کے شاگرد اور سند چاہا۔

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری کا ذکر

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری ریاست جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں قلعہ میاں سنگھ والے
 میں مولوی غلام رسول بکریلیہ لائے تو ازراہ کرم حافظ ولی اللہ کو اپنے ساتھ لے گئے وراپنی مگرانی
 یہاں کہ حفظ کرایا۔ حافظ صاحب نے حفظ قرآن مجید کے بعد تمام کتابیں پڑھیں اور عبور حاصل کیا
 یہ رسول کے علاوہ مولوی نور احمد ساکن کھائی کوٹلی اور مولوی احمد دین بگوی سے بھی استفادہ کیا۔
 درالست ص ۵۶، مطبع معظّم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء اور مولوی عبدالحکیم شرف قادری

۱۔ مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری نے تمام علوم دینیہ مولوی احمد دین بگوی سے حاصل کئے اور مولوی
 کوٹلی اور اس کے بھائی مولوی محی الدین بگوی دونوں نے حضرت مولانا شاہ محمد الحق سے علوم دینیہ
 سکے اور حضرت مولانا شاہ محمد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے
 علم پانچ سو فرائض حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علمائے اہلسنت دیوبند
 کے شاگرد ہیں۔ تو مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری نے علمائے اہلسنت دیوبند سے پڑھ کر فیضان دیوبند

مولوی یار محمد بند یا لوی کا ذکر

مولوی یار محمد بند یا لوی ابن جناب میاں سلطان محمد ابن میاں شاہ لوا ۱۳۰۳ھ و ۱۳۰۴ھ میں
 شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ موشع پکا ضلع میانوالی میں قرآن مجید حفظ کیا فارسی کی ابتدائی تعلیم
 مقامی مولوی سے پڑھیں صرف و نحو و دیگر فنون کی کتابیں امام العرف و المولوی محمد اسد الدہلوی و مفتی محمد
 سے پڑھیں۔ الفیہ ابن مالک پڑھنے کے لئے مولوی شاہ اللہ کی خدمت میں موشع پہنچا جس نے ضلع جہلم میں
 ہوئے۔ آپ کو فقیہ ابن مالک ایک ہزار روپیہ احکار کا مجموعہ جس میں صرف و نحو کے سب سے پہلے کے کتب
 اس حد تک عبور تھا کہ جس مسئلے کی ضرورت ہوتی وہ مصرعہ پڑھ دیتے۔ جس میں وہ مسئلہ ہوتا اس کے بعد
 غلام احمد حافظ آبادی صدر مدرس مدرسہ لغمانیہ لاہور سے استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ جامع مسجد فتح پور علی میں بھی رہے
 رہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کا شوق دل میں لے کر جوئے المصنوع مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں
 ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب المصنوع بریلوی اپنا تمام وقت تصنیف و تالیف پر صرف فرما رہے تھے اس لئے
 پڑھنے والی اس لئے آپ کے ایمان پر مولوی ہدایت اللہ جو پوری شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی کی خدمت میں
 حاضر ہوئے اور منطق و فلسفہ کی انتہائی کتابیں (افق المبین) ثمرات اشارات وغیرہ پڑھنے کے لئے و تحصیل علم کے لئے
 ان کے پاس پہنچے۔ ۱۳۰۵ھ ضلع مظفر پور ۱۳۰۶ھ میں انشاء اللہ ۱۳۰۷ھ مولوی عبدالمجید شریف جہلم میں رہے۔
 فوت۔ یہ علامہ اہلسنت و یونیکہ فیضان ہے کہ مولوی یار محمد بند یا لوی نے علوم دینیہ مولوی غلام احمد
 صدر مدرس مدرسہ لغمانیہ لاہور سے حاصل کئے ہیں اور مولوی غلام احمد حافظ آبادی نے سائنس و طبیعت
 میں دیوبندی اور حضرت مولانا محمد تقی صاحب نانوتوی و دیوبندی سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔
 اور مولوی غلام قادر جیسوئی سے بھی استفادہ کیا۔ مولوی غلام قادر جیسوئی نے علوم دینیہ مولوی احمد
 مولوی محمد الدین جیسوئی سے حاصل کئے ہیں اور ان دونوں کو بھی مولویوں نے حضرت مولانا شاہ احمد

اصل کے ہیں اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالصمدؒ و مولوی سے بڑے
اصل کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ و مولوی محمدؒ و مولوی علمائے اہلسنت و جامعہ کے عقیدہ اور
کے احادیث و روایات مولوی نے مولوی ہدایت اللہ جو پیر ری شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی سے بڑے علمائے
اصل حق خیر آبادی سے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ سے بڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ
عبدصمدؒ مولانا شاہ عبدالصمدؒ سے بڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولوی نور بخش توکلی کا ذکر

مہادیوی اور بخش تو سبکی موضع چک جانیاس ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ مولوی نور بخش تو سبکی / استاد کی
دلی مادر میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ایم اے الیگنجر اعلیٰ گزٹ میں داخل ہوئے دوسرے اساتذہ
مولوی شعیب نعمانی و مولوی محمد علی صاحب قلیش کیا۔ انہیں استاد احمد علی مولوی شعیب نعمانی کے القادر سے یاد
کئے۔ مولوی نعمانی نے ایم اے کی سند حاصل کی۔

اللہ سے ابھی متشکل ہوئے۔ ایم۔ بی ہائی اسکول میں ہفت روزہ مولوی کام کرتے تھے وہاں سے ۱۳۱۲ھ
میں امرتسر گئے۔ امرتسر میں مولوی امام رسول قاضی سے درس خطاطی کی جملہ کتب مفتوحات و مفتوحات
میں کتب و کلام سے چاہے اس ۹۸ء۔ ۹۹ء۔ جلد دوم (۱۲) امرتسر میں پاروں ۱۹۸۰ء مطبع زاہد شہر پر شائع ہوئے۔

[illegible]

نے جرات سے عالم کے گرجے عام میں لوگوں کے اس رویے کی شدید مذمت کی اور فرمایا کہ

میں مولوی رشید احمد صاحب کا نہ شاکر ہوں نہ استاذ نہ مرید نہ بھروسہ والا نہ سے کوئی شخص نہ
دو ایک عالم ہیں اور ایک عالم کی اس طرح توہین و تحقیر ہرگز جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ سو وہ لوگ
از شجاعت کا بہت اچھا اثر ہوا۔ امرتسر کی قضا میں امن و سکون پیدا ہو گیا۔ منقول از تذکرہ اسلام آباد میں
بہاؤ الحق قاضی بار دوم، ص ۱۹۸، مطبع امپریل پرنٹنگ ہاؤس لاہور۔

نوٹ :- یہ بھی تو علمائے اہلسنت دیوبند کا یقین ہے کہ مولوی قلام رسول قاضی صاحب نے مذمت
علمائے اہلسنت دیوبند کی توہین و تحقیر کرنے والوں کے قتل روپیے کی شدید مذمت فرمائی تاہم مولوی قلام
قاضی صاحب علمائے اہلسنت دیوبند سے حسن امتداد رکھتے تھے اور علمائے اہلسنت دیوبند کے خلاف کسی
ان کی مخالفت کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے بلکہ اہلسنت دیوبند کی حمایت کرتے تھے۔ غرض کہ مولوی قلام رسول
مولوی شبلی نعمانی اور مولانا قلام رسول قاضی وغیرہ سے علوم مذہبیہ حاصل کر کے قیضان دیوبند حاصل کیا۔

خولید سید غلام محی الدین گولڑوی کا ذکر

سید خولید غلام محی الدین گولڑوی ابن حضرت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف
ہند کی میں پیدا ہوئے۔ حضرت خولید سید غلام محی الدین گولڑوی کی تعلیم و تربیت کے لئے لاہور و لاہور کا رہا ساتھ
کے جمعیہ و قرأت میں مولانا قادی عبدالرحمن جوہوری سے استفادہ کیا اور علوم دینیہ کی تحصیل مولوی محمد
صاحب صدر مدرس مدرسہ خولید گولڑہ شریف سے کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۲۸، منطبع معظم پرنٹرز
پاکستان لاہور ۱۹۵۷ء مولوی عبدالکیم شرف قادری ریلوی لاہور۔

قادری محترم مولوی سید غلام محی الدین گولڑوی ابن حضرت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف
ہند کی میں جمعیہ و قرأت حضرت مولانا قادی عبدالرحمن جوہوری دیوبندی سے پڑھی اور علوم دینیہ مولوی محمد
صاحب سے حاصل کئے اور مولوی محمد قادی صاحب نے علوم دینیہ حضرت مولانا احمد حسن کاپوری سے
سیکھے اور مولانا احمد حسن کاپوری کے دیوبند کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے اور مولوی احمد حسن
کاپوری نے انھیں انجم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ یہ
ان کا سب سے بڑا اور اہم کام ہے۔

مولوی محمد غازی صاحب صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا

مولوی محمد غازی صاحب مولوی گزنی ضلع انک کے تنگ پنجان تھے۔ ۱۳۱۱ھ میں
کے اہل علم سے تھے۔ ان کے علاوے پنجاب جلد دوم، ص ۱۳۱، ان کے نامی بارگاہ
زادہ شیر پرستہ لاہور۔

نوٹ :- مولوی محمد غازی صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی سے
حسن کاچوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور
مولانا احمد حسن کاچوری نے فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھا
فراغت حاصل کی۔ پھر بعد میں علمائے اہلسنت و جمہور کے مختلف مدارس میں تدریس فرمائی۔
حضرات گرامی مولوی محمد غازی صاحب بریلوی صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی
مولوی احمد حسن کاچوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کاچوری نے فقیر اعظم امام ربانی حضرت
رشید احمد گنگوہی سے پڑھا کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی محمد غازی صاحب کا مولوی احمد حسن کاچوری
علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کیا ہے۔

مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری کا ذکر

مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری ابن عبداللہ ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۶ء میں برہم پور ضلع انکھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی درسیات بہت پال ضلع سرگودھا میں مولوی سلطان محمود سے پڑھیں۔ اس کے بعد قاضیان مظفر گڑھ میں قاضی بن گئے اور قاضی محمد گھوٹو کی سے اکتساب فیض کیا۔ مولوی گھوٹو بغرض جج آف ایس جیڈ تشریف لے گئے تو مولوی مہر محمد نے مولانا قلام رسول ساکن انہی کے سامنے قوائے تلمذ سے کیا۔ مولوی گھوٹو کی والدہ کی پرانے اوقات حاصل کی۔ تاریخ التخیل ہو کر جامعہ فقہیہ اچھروہ لاہوری میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ تذکرہ علمائے ہند دوم، ص ۶۳۷ء اور اختر دہلی بار اول، ص ۱۹۸ء مطبع ذہب شیر پور نذر لاہور۔

قارئین مجتہد مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری نے حضرت مولانا قلام رسول انہی والے دیوبند سے علوم حاصل کئے۔ اور مولوی قلام محمد گھوٹو سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی قلام محمد گھوٹو نے مولانا قلام محمد حافظ آبادی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یعقوب خان کو مولانا علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ اور مولوی قلام قادر بھیروی سے بھی پڑھا ہے۔ اور مولوی قلام محمد گھوٹو نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقہ اعظم امام ربانی حضرت شیخ الاسلام گھوٹو سے پڑھا کر سند فراغت حاصل کی پھر مولوی احمد حسن کانپوری علمائے دیوبند کے مختلف مدارس میں حاضر رہے اور یہ بھی علمائے جہلمت دیوبند کا فیضان ہے کہ حضرت میر سید میر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے شاگرد مولوی قلام محمد گھوٹو نے اور ان کے صاحبزادے حضرت میر سید محمد الدین گولڑوی نے اور ان کے مدرسہ جامعہ مدارس مولوی محمد غازی صاحب ان تمام حضرات نے علماء دیوبند سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔ یہی تو سلسلہ ہے۔

مولوی محمد امجد علی اعظمی ریسوی خلیفہ الطیخضر تہ طیبوی کا ذکر

مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی خلیفہ اعظم سید مولوی احمد رضا خان بریلوی کا حصول تہذیب و تعلیم کے
مولوی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم ہمال الدین بن مولوی خدابخش بن مولوی خیر الدین ^{۱۸۹۷ء} مولوی خدابخش بن مولوی خیر الدین ^{۱۸۹۷ء}
قبضہ گھوٹی محلہ کریم الدین ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد فن طب اور علم الفرائض میں
تھے ابتدائی کتب چھ امجد سے پڑھیں۔ بعد ازاں اپنے بڑے چچے سے لڑائی مولوی محمد صدیقی سے علوم قانون کی تعلیم
کتا میں پڑھیں پھر انہیں کے حضور سے مولوی ہدایت اللہ خان رام پوری قلم جو نیواری سے ان کی کتاب لکھ کر
درسہ خفیہ جو نیواری میں داخل ہوئے۔ علوم قانون کی تکمیل کے بعد چیف ایمر شیخ الحدیث مولانا اشفاق علی احمد صاحبی ترمذی
کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث و ملی بحیرت میں حاضر ہو کر درسی حدیث لیا۔ ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء میں سند حاصل کی۔ ۱۳۲۵ھ
باقی ہندوستان میں ۱۳۳۶، ۱۳۳۵، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷،

نوٹ :- مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی تلیقہ المکتبر سے مولوی احمد رضا خان بریلوی نے علوم حق کی اس
مولوی ہدایت اللہ جو پوری سے پڑھیں اور مولوی ہدایت اللہ جو پوری نے مولانا فضل حق رامپوری سے علوم
پڑھے اور مولانا فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت بریلوی
اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علوم و حدیث پڑھ کر سند فراغت
حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علمائے اہلسنت و یو بند کے پیشوا اور سند ہیں مولوی احمد
علی اعظمی رضوی بریلوی نے دورہ حدیث مولوی وحی احمد سورتی سے پڑھا ہے اور مولوی وحی احمد سورتی نے
حدیث امام احمد شیں حضرت مولانا احمد علی سہانپوری دہلوی سے پڑھا ہے۔ اور حضرت مولانا احمد علی سہانپوری
کو ایضاً دہلی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دہلوی کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اہمیت رکھنے کا شرف حاصل ہے۔
پھر حضرت مولانا احمد علی سہانپوری نے ترقی یافتہ دہلی یونیورسٹی میں بھی پڑھاتے رہے اور ان کے راء
ان کے صاحبزادے مولانا حبیب الرحمن بھی پڑھاتے رہے جس کا ثبوت تذکرۃ التلیقہ ص ۱۰۰ ملاحظہ کرنا بھی ممکن ہے
فرمائیں۔ غرض کہ مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے المکتبر سے مولوی احمد رضا بریلوی سے علوم و حدیث سے
بھی فیض پڑھا بلکہ طریقت میں خلافت دی ہے۔ المکتبر سے تلیقہ نے جو کچھ بھی پڑھا ہے وہ افغانانہ دہلی ہے۔

مولوی قاری غلام رسول لاہوری کا ذکر

مولوی قاری غلام رسول لاہور کے ایک قریبی گاؤں سلامت چورہ میں ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی آپ کے بچپن کی خوش آوازی نے لوگوں کو بہت متاثر کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ صاحب سب سے پہلے کس قاری کے سامنے ڈالوائے تلمذ ملے کیا۔ لیکن جب آپ ایک خوش آواز قاری کی سے اہلے ہوئے تو آپ نے ۱۹۵۵ء میں جناب قاری عبدالملک صاحب سے باقاعدہ فن جموید تعلیم حاصل کی۔ نے قریبی لاہور قاری کی کتابیں مدرسہ تحریک الاحناف لاہور سے پڑھیں اور ۱۹۵۵ء کو سند تحصیل علوم حاصل کی۔

۱۹۵۵ء میں لاہور میں ۳۲۵ ملازمین کے ساتھ لاہور میں قائم احمد فاروقی ایم اے۔

حضرت مولوی قاری غلام رسول بریلوی لاہوری نے جموید و قرأت کی تمام تعلیم حضرت مولانا قاری محمد یوسف بدایونی سے حاصل کی جن کا مدرسہ سر تھیل القرآن المل روڈ لاہور میں ہے اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ غلام رسول بریلوی نے جموید و قرأت میں روایت حضرت مولانا قاری عبدالملک دیوبندی سے پڑھی مولوی غلام رسول لاہوری صرف روایت حضرت مولانا قاری عبدالملک دیوبندی سے جموید و قرأت میں روایت فرماتے ہیں۔

غلام رسول لاہوری قاری غلام رسول لاہوری بریلوی نے دورہ حدیث کی سند مولوی ابوالبرکات سید احمد بریلوی مہتمم و شیخ الحدیث و مفتی سے پڑھ کر حاصل کی۔ اور مولوی ابوالبرکات سید احمد بریلوی نے دورہ حدیث و فقہ مولوی سید ابوالحسن دیوبند سے پڑھا۔ اور مولوی سید ابوالحسن دیوبند سے پڑھا۔ اور مولوی سید ابوالحسن دیوبند سے پڑھا۔

مسائبہ بطوری نے دارالعلوم کے امام احمد علی سیار پوری دینی و دنیوی امور میں
اعلوم و انجیلات حضرت مولانا قاسم نانوتوی سے پڑھا کر سند حاصل کی۔ تو یہ فیضانِ دینی و دنیوی ہے جو اس کے
رسول بریلوی لاہوری نے حاصل کیا ہے

حضرت مولانا احمد علی سیار پوری کا فکرماتعارف پڑھیں، حضرت مولانا احمد علی سیار پوری نے محکمات سیار پوری
معاشر پر بس اور تجارت کتبہ دارالتعلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیوی امور میں بھی مامور کیا اور
پرفیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سیار پور میں طلباء کو تیسرا حصہ کلاں سید
نہایت متواضع منکر المذاہق اور سیر چشم تھے مدرسہ مظاہر علوم سیار پور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی توجہات
حصہ ہے مظاہر علوم سے انہوں نے بھی معاونت فرمائی لیکن تاریخ دارالعلوم دینی و دنیوی کے حصہ میں ان کی خدمت میں
محبوبہ رضوی

نوٹ۔ یہ بات بخوبی یاد رکھیں مظاہر علوم سیار پور کا مدرسہ ترقی و تہجد کا ادارہ ہے۔

مولوی سید محمد پکنھو چھوی کا ذکر

مولوی سید محمد پکنھو چھوی بن مولوی نذرا شرف مقام چاکس شمع بریلی میں تاریخ ۱۵ ذی قعدہ بروز چہارشنبہ
 پچیس ماہ کے تاریخ بیت ہے لہذا اعلیٰ تعلیم والد ماجد سے اور درس گاہ کے اساتذہ سے حاصل کی مدرسہ
 اعلیٰ سے مولانا عبد الباقی سے دس نظامی پڑھی۔ علی گڑھ میں حضرت لطف اللہ صاحب شرح تجرید اور
 دہلی میں سند قرآن کے وقت آپ کو علامہ کالقب دیا گیا حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول عبدالقادر بدایونی
 سے حاصل کی دہلی میں حدیث الحدیث کی بنیاد رکھی اور دس حدیث شروع کیا۔ تذکرہ علمائے اہلسنت و
 جماعت ۱۳۵۹ھ میں زادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ مولوی سید محمد پکنھو چھوی کے اساتذہ کا ذکر پڑھیے۔
 سید محمد پکنھو چھوی بریلوی نے عربی و دس نظامی کی کتب مولوی عبد الباقی فرنگی محل مدرسہ نظامیہ میں پڑھی
 وہیں میں علمائے فرنگی محل کی شہرت مسلم تھی۔ ان کو علمائے دیوبند سے بعض فرقہ فنی مسائل میں چند
 کی تھے۔ لیکن اس کے باوجود علماء دیوبند کو پچاسواں موضع مسلمان سمجھتے تھے۔ یہ فیضان دیوبند ہے اور
 مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ان کے اختلافات سے جاندار اٹھانے کے لئے ان حضرات کو علمائے
 دیوبند سے جوڑ دیا اور اپنا نام ان کے پیر پور کاوش کی۔ حتیٰ کہ علمائے دیوبند کی اردو عبارت بھی
 مدرسہ سے قائل کرنے کی سعی کی۔ مگر مولوی عبد الباقی فرنگی محل مولانا حسین القنادی کے شاگرد تھے
 ان میں اپنے پیر کوں کی یاد تھی۔ آپ نے اٹھ پندرہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کو صاف صاف لکھ
 دیا کہ ہمارے (علمائے فرنگی محل) نے ایمان علماء دیوبند کی عقیدت میں کی ہے اس واسطے

جو حقوق اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو بھی محروم نہیں رکھا ہے۔ الطحطاوی والدہاری لکھنؤ میں
 ۱۔ طبع اول، مکتوبہ حسنہ پر نہیں ہر جلی

علاء الدین حضرت سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع

راولپنڈی کا ارشاد مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالباقی صاحب فرنگی محل۔۔۔ جامع شریعت، طریقت حضرت مولانا قیوم
 الباقی فرنگی محل لکھنؤ کی شخصیت ممتاز تعارف نہیں اور اپنے دور کے علما و مشائخ میں ایک اہم ترین شخص
 تھے۔ متوفی ۱۳۱۵ھ اور خیانت حضرت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ ضلع راولپنڈی مولانا
 انیسویں صدی کے عظیم ترین عالم تھے۔ مولانا باغبان پورہ والا پور۔

مہر منیر کا عکس

میں نے کیا راستہ جو حقیت کا اور حقیقت محسوس ہو۔

مہرِ منیر

سوانح حیات

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

حضرت سید پیر علی شاہ صاحب

گولڑ شریف خلع راولپنڈی



تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیض بہار خلع گولڑ شریف



ترجمہ

حضرت سید پیر علی شاہ صاحب خلع گولڑ شریف

بیت

جناب سید پیر علی شاہ صاحب خلع گولڑ شریف

حضرت مولوی احمد رضا خان دہلوی نے دوام العیش فی الآئہ من قریش۔ نے ایک جگہ یہ سرشتی قائم
 کیا ہے۔ یہ حدیث حدیث مولوی فرنگی محل میں ۵۵ سطر کا گزاری کی جا رہی۔ دوام العیش فی الآئہ من
 قریش میں ۱۷۸۔ نیز الطاری الداری لخصوات عبد الباری میں مولوی عبد الباری پر ایک ہوا ایک
 سے کم سطر کیا ہے۔ اس ساری مخالفت کا اصل باعث یہ تھا کہ فرنگی محل جیسے مرکز علم نے مولوی
 دہلوی کی ذوق تکفیر کی کیوں دیکھی دی۔ مولوی نے ان حضرات کو ہر چند تک کیا۔ لیکن
 ان کی من نے انحضرت مولوی احمد رضا خان دہلوی کی یکہ پرواہ کی۔ حق پر ثابت قدم رہے۔ مولوی
 دہلوی نے اس مقام پر لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خان صاحب نے ہم
 کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہو کر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر نا جائز سمجھتا ہوں۔ بلکہ ائمہ علی الشکر
 علیہم السلام کہتے ہوئے کوئی امتنا کرنا نہیں چاہتا۔ الطاری الداری لخصوات عبد الباری جلد دوم ص ۲۔ حضرات
 دہلوی پر جانبدارانہ شہادت مولوی احمد رضا خان دہلوی کی ظلمات و کبر و ادگناؤں کی روش اور علمائے
 ہند کے عقائد و موقوف کی کھلی دلیل ہے۔ اور مولوی عبد الباری کی یہ شہادت بتا رہی ہے کہ حق کن لوگوں
 کا حق خدا وادارہ ان حضرات مولانا عبدالحی کھنوی علماء فرنگی محل میں سے تھے۔ جو علم و افتاء کا مرجع تھے۔
 ان حضرات کی پالی مجموعہ الفتاویٰ۔ حضرت مولانا عبدالحی کھنوی فرنگی محل کے فتوؤں کا مجموعہ ہے جہاں اسلام
 و احکامات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی اور فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
 کے کلام پایا ہے آپ کے شاگرد مولانا حسین القضاۃ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے آپ نے کئی بار فقیر
 علیہ السلام حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں ماضی و بی۔ اور ان سے علمی استفادہ کیا۔

مولانا القضاۃ مولوی احمد رضا خان دہلوی کی تحفیری ہم کے تحت خلاف تھے حضرت مولانا نانوتوی
 حضرت مولانا گنگوہی کی تحریروں میں اگر کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف ہوتی تو حضرت مولانا عبدالحی
 کوئی غلطی نہ اور کرتے فرماتے۔ مولانا حسین القضاۃ نے توبہ و تائبی پایا ہے کہ جب انحضرت مولوی احمد
 رضا خان دہلوی نے تحفیری مہم شروع کر چکے تھے۔ مولانا حسین القضاۃ کے شاگرد حضرت مولانا عبد القادر کھنوی رحمۃ

اللہ علیہ نے آنحضرت سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیری مہم کا بڑی سختی سے نوٹن لیا اور اس کو
مناظرے کیے اور انہیں ذلت آمیز شکست دی اور آنحضرت سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف
بدعمل تھا جو علماء دیوبند سے تعلق نہ رکھتے تھے اور ایک غیر جاہل از حیثیت کے مالک تھے۔ (۲) مولوی
پنچو چھوٹی ابن نذر اشرف بریلوی نے مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے بھی پڑھا ہے اور مولانا لطف اللہ علی
سوانح بنام استاذ العلماء مطبوعہ لاہور میں مرقوم ہے کہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے کسی کی بھی تعلیم
ان کو نہیں کیا اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے قریحان مسلک دیوبند کے مدرس فیض عام کا پندرہویں شعبہ میں
تعلیم حاصل کرنے بعد پھر اسی مدرسہ فیض عام میں سات سال تک پڑھاتے رہے اور جب حجاز طبع
پیور علماء اہلسنت دیوبند کا کام کر رہے تھے مدرسہ میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے مولانا عنایت احمد کا کسب
وہیہ حاصل کئے ہیں اور مولانا عنایت احمد کا گودوی نے دورہ جدت حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث
سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی نے حضرت مولانا شرم
محدث دہلوی سے علوم وہیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
دیوبند کے شاہ و سربراہ ہیں۔

(۳) مولوی سید محمد پنچو چھوٹی ابن نذر اشرف بریلوی نے حدیث کی سند مولوی شاہ عبدالمتکبر بدایونی سے
کی۔ مولوی شاہ عبدالمتکبر بدایونی نے مولوی شاہ نور احمد بدایونی سے پڑھا ہے، تو مولوی نور احمد بدایونی نے
فیض احمد بدایونی سے پڑھا ہے، تو مولوی فیض احمد بدایونی نے مولوی شاہ فضل رسول بدایونی سے پڑھا ہے، تو
فضل رسول بدایونی نے مولوی شاہ نور الحق قرنگی محل سے پڑھا ہے، تو مولوی شاہ نور الحق قرنگی محل نے مولوی
قرنگی محل سے پڑھا ہے، تو مولوی عبدالحی قرنگی محل نے اپنے والد ماجد ملا نظام الدین سے علوم وہیہ پڑھا ہے۔
ہوئے تو ملا نظام الدین نے مولوی قسب الدین خٹک آپادی اور مولوی علامہ نقشبند کے شاگرد تھے۔

نوٹ۔ مولوی سید محمد پنچو چھوٹی بریلوی کا مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے تعلیم حاصل کرنا یہ قیضان دیوبند ہے۔

مولوی غلام رسول رضوی شیخ الحدیث مدرسہ رضویہ جنگ بازار فیصل آباد کا ذکر

مولوی غلام رسول رضوی بہیلوی مدرسہ رضویہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث ہیں امرتسر کے گاؤں میں ۱۹۲۰ء
 میں والد کا اسم گرامی علی محمد بنی بخش تھا۔ پیشہ زمینداری تھا۔ اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے
 پرورش کرتے تھے۔ مولیٰ پاں گرنے کے بعد اچھر والا ہو کر دینی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ محمد الطوبک یہاں تعلیم
 دینے لگے۔ دینی تعلیم مدرسہ دارالعلوم میں داخلہ لیا اور تحصیل علوم دینیہ کی۔ دیوبندی علماء کی شاگردی نے
 ان کی علمی اور پرہیزگاری تہذیبیات کا حافی بنا دیا۔ مگر بریلی میں ہی انھیں حضرت برہیلوی کے صاحبزادے مولوی
 محمد رفیع علی کی علمی مجلس نے آپ کو متاثر کیا۔ مولوی سردار احمد شیخ الحدیث فیصل آباد لاہور والوں مدرسہ
 دارالعلوم بریلی کے صدر رہے تھے (صحبت میں بیٹھے۔ دیوبندی عقائد سے ناگاہ ہوئے اور بارہ دورہ حدیث کیا
 اور تکرار کر کے علمائے اہلسنت و جماعت لاہور میں ۳۳۸۸ مؤلف پر زادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے لاہور۔

مولوی غلام رسول رضوی شیخ الحدیث مدرسہ رضویہ فیصل آباد نے تمام علوم دینیہ علمائے اہلسنت و جماعت
 دارالعلوم بریلی میں اور تکرار کر کے علمائے اہلسنت و جماعت لاہور نے کسٹمان علم کا فریضہ ادا کرتے ہوئے علماء
 سکندریہ کا نام نہیں لکھا صرف یہ لکھ دیا ہے کہ بریلی کے دیوبندی دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ اور یاد رکھیں بریلی
 دارالعلوم دیوبند کے دو مدرسے قرآن و سنت کی خدمت گزار رہے تھے۔ ایک کا نام مصباح احمد رب جو
 ان مولوی اہل علم کے نام سے مشہور ہوا۔ اور دوسرا مدرسہ اشاعت العلوم تھا فرض کہ مولوی غلام رسول رضوی
 مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے مدرسہ میں دورہ حدیث تک پڑھ کر سنت فراغت حاصل کی بعد میں مولوی احمد
 رضا خان کے بیٹے مولوی حامد رضا خان بہیلوی کی غیر شیعہ اور غیر معتبر باتوں سے متاثر ہو کر علمائے اہلسنت
 و جماعت سے منقطع ہو کر تعلیمات رضا کے حافی بن گئے اور تمام زندگی انھیں حضرت مولوی احمد رضا کے مسلک

کی خدمت کرتے رہے جو کہ ہر اس قرآن و سنت سے مستفاد تھا نہ بیک نام ہے۔ اور مولوی غلام
 نے علمائے دیوبند سے پڑھ کر فیضانِ دیوبند حاصل کیا اور بریلوی ہونے کے بعد خانات بریلی میں کرسٹ
 حدیث معزول پنواہی مولوی سردار احمد سے پڑھا اور مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے تمام علوم
 ہر رسد میں پڑھے۔ صرف انکی کونوا کر شیعہ وہاں میں نام نکھوانے کے لئے وہ بارہ دور و دور حدیث معزول
 بریلوی سے پڑھ لیا۔ قارئین محترم متعدد درجہ بالا ایک بریلوی مولوی کے شہادت سے ثابت ہوا کہ مولوی
 بازار قہطل آباد کے شیخ الحدیث مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے شہر بریلی شریف کے علمائے دیوبند
 دیوبند کے ایک دارالعلوم سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو جب آستانہ عالیہ بریلی شریف
 منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے صاحبزادے مولوی حامد رضا خاں بریلوی کے پاس آئے
 مولوی حامد رضا خاں بریلوی نے مولوی غلام رسول رضوی کو رضا خانی پروگرام کی ایسی التفات کی کہ مولوی
 آستانہ عالیہ بریلی شریف والوں کے ہو کر رہی رہ گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ علماء اہلسنت و دیوبند کی علمی
 پردہ ڈالنے کی بجائے اور ایسی فرسودہ حرکت یوں کی کہ مولوی غلام رسول رضوی نے علماء اہلسنت
 دارالعلوم میں دور و دور حدیث پڑھنے کے بعد پھر مدرسہ منظر اسلام بریلی میں مولوی سردار احمد سے دوبارہ
 شریف پڑھا اصل بات تو یہ ہے کہ مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے علماء اہلسنت و دیوبند کے دارالعلوم
 نظامی دور و حدیث شریف تک مکمل کورس کو پڑھ کر سند فراغت حاصل کر چکے تھے لیکن مولوی سردار احمد
 نے مولوی غلام رسول رضوی صاحب کو دس نکاحی کورس کرنے کے بعد پھر شریعت مدرسہ
 شریعہ کو مکمل کرنے کیلئے آستانہ عالیہ منظر اسلام بریلی شریف میں رضا خانی تحفیری کورس کروایا
 بریلوی نے اپنی تمام زندگی اپنے متوسلین اور حلقہ کے لوگوں کو پیش کیا اور پھر وراثت کے طور پر اعلیٰ حضرت
 وحی رضا خانی تحفیری کورس چھوڑ کر گئے جس کے مطابق مولوی غلام رسول رضوی صاحب کو دوبارہ رضا خانی
 کروایا گیا کیونکہ علمی کورس تو علماء دیوبند سے کیا اور پھر رضا خانی تحفیری کورس بریلی شریف
 سردار احمد بریلوی سے کیا اور دورہ حدیث تو مولوی غلام رسول رضوی صاحب قبل از علماء
 دیوبند کا ترہانہ اور بریلی شریف کے دیوبندی دارالعلوم سے مکمل کر رہی چکے تھے۔

مولوی غلام مہر علی گولڑوی کا ذکر

غلام مہر علی گولڑوی تقیم چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کا حصول تعلیم

مولوی غلام مہر علی گولڑوی ۱۹ سال سنہ محمود پور لال کا ہوا تھا نہ محسن آباد ضلع بہاولنگر ۲۵ شوال ۱۳۵۹ھ تریہاں
ضلع بہاولنگر کا اور مدرسہ اذقیہ عباسیہ بمقام محسن آباد ضلع بہاولنگر میں داخل ہوئے۔

اور مدرسہ اذقیہ عباسیہ مسلک علما و احناف و یوہند کا مدرسہ ہے اور اس میں مولوی غلام مہر علی نے قافیہ کفر
کی اصولی اشاعت کی کتب میں داخل کیا اور اس مدرسہ اذقیہ عباسیہ میں شیخ الفاضل حضرت مولانا امیر صاحب اور
شیخ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اور حضرت مولانا صالح محمد صاحب مدرس تھے پھر اس کے بعد ۱۳۶۱ھ میں
شیخ مولانا عبد اللہ صاحب و صدر مدرس جناب مولوی فتح محمد صاحب سے پڑھا پھر اس کے بعد ۱۳۶۲ھ
میں شیخ مولانا زیدار و زاجور میں مولوی میر محمد صاحب سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اور یہاں مدرسہ میں
۱۳۶۹ھ میں دورہ حدیث شریف مدرسہ خراب الاحناف شیخ بخش رود لاہور میں
نے توفیق حاصل کیا کہ اس مدرسہ میں مولوی بریلوی کے پاس پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

تقریباً ۱۳۷۰ھ میں مولوی غلام مہر علی بریلوی نے ۱۳۵۹ھ میں مدرسہ اذقیہ عباسیہ میں داخل ہو کر تریہاں
مدرسہ میں پڑھ کر مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد ۱۳۶۱ھ میں شہر بہاولنگر کے مدرسہ مفتاح
میں مولانا عبد اللہ صاحب سے دینی تعلیم حاصل کی اور مولوی فتح محمد بریلوی نے کتب فنون حضرت
شیخ مولانا عبد اللہ صاحب سے پڑھیں اور حضرت مولانا مصباح الدین ابجیری علیہ السلام کے ساتھ بڑے
مدرسہ اذقیہ عباسیہ و محبت رکھنے والے تھے کہ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ حضرات و یوہند مسلمان ہیں اور
ان کے ذریعہ ہیں۔

شیخ محمد بہاولنگری بریلوی نے دورہ حدیث شریف تریہاں مسلک و یوہند کے مدرسہ عبد الرب علی میں

حضرت مولانا عبد اعلیٰ تاجکی دیوبندی محدث سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا عبد اعلیٰ شیخ الحدیث مدرسہ عبد العرب دہلی جتہ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد شاکر گروہی سے تھے۔ اور مولوی غلام مہر علی مہتمم چشتیان شریف شائع ہوا فکرتے علوم دینیہ جن میں مولانا نے پڑھے ہیں وہ خود دیوبندی تھے اور جن بریلوی مولویوں سے پڑھا ہے وہ خود بھی علماء دیوبند کے تھے۔ مولوی غلام مہر علی بریلوی نے علمائے دیوبند اور علمائے دیوبند کے شاگردوں سے پڑھا کر فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔ غلام الدین مولوی غلام علی بریلوی نے مدرسہ تجلیہ قلیدارا چچرہ والا پور میں موقوف علیہ کی کتب خانہ میں مولوی میر محمد صاحب نے حضرت مولانا غلام رسول انہی والے دیوبندی سیکرانی سے علوم دینیہ پڑھے۔ محمد گیلوئی سے سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی غلام محمد گھونوی حضرت مولانا احمد حسن کانیپوری اور مولوی مافلا آبادی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور حضرت مولانا محمد یعقوب مانتوی اور غلام قادر صاحب شاکر گروہی سے۔

اور غلام قادر بھیرودی یہ شاکر گروہی مولوی احمد دین بگولی اور مولوی محی الدین بگولی کے ائمہ مولوی الصدور مفتی صدر الدین آزرہ اور مولوی مفتی صدر الصدور مفتی صدر الدین آزرہ یہ شاکر گروہی حضرت مولانا عبد العزیز محدث دہلوی کے اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی یہ علمائے دیوبند کے پیشوا تھے۔ غرض کہ حضرت مولوی غلام مہر علی بریلوی نے علوم دینیہ علمائے اہلسنت دیوبند والوں سے پڑھا کر فیضان حاصل کیا۔

اور یہ بھی مولوی غلام مہر علی بریلوی کی قسمت کی بات ہے کہ فیضانِ دیوبند حاصل کر کے بکران کے خلاف شب و روز اپنی ناپاک زبان سے مختلف قسم کے بے بنیادہ عقین الزامات لگا کر علماء دیوبند کی عزت و علمی جلالت کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کرتے رہے۔ اور مولوی غلام مہر علی نے دورۂ حدیث مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی مہتمم شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاسلام تبلیغ روشناسیہ پور سے پڑھا۔ فراغت حاصل کی۔ تو یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب سے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ اور مولوی دیدار علی شاہ صاحب نے امام احمدیہ حضرت مولانا احمد علی سہا پوری دیوبندی سے اور جتہ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم مانتوی

مولا محمد علی صاحب بریلوی ہائی
حضرت مولانا امجد علی صاحب مرحوم
سید پوری کے فتویٰ اور سوالات غیب کی نقل ومان بلاشبہ علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود
طبع اول سال ص ۳۱، طبع ثانی ص ۳-۵۔ ملاحظہ فرمائے اور پر شک پرکھ لائے اور طبع ثالثی ص ۱۲۵-۱۲۷
شعبہ لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر ۸ سلسلہ ج ۴، شمارہ نمبر ۲۰۲ فردوسی مارچ ۱۹۶۹ء
مولوی غلام میر علی بریلوی مقیم چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر نے علوم دینیہ پڑھ کر جو سند فراغت حاصل
کی وہ بھی قیضان دیوبند ہے۔
غلام میر علی صاحب اپنے مشن رضا خانی کے تحت جہاں وعظ و تقریر کے لئے جاتے تو وہاں پر رگی طور پر
روکا پیٹھ بھی رہے دیتے ہیں۔ تو ایک مرتبہ اپنے طریقہ رضا خانی کے مطابق چک نمبر ۱۲۲، مراد من
چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر میں وعظ و تقریر کے لئے گئے تو وہاں پر بھی اپنی عادت رضا خانی کے مطابق
علم غیب کے موضوع پر مناظرہ وغیرہ کا پہنچا دے دیا۔ جس کے نتیجے میں جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب
مولوی غلام میر علی صاحب کے اس رسمی پہنچ کو بخوشی قبول کر لیا۔ تو چک ۱۲۲ مراد کے چوہدری صاحب
ان کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ تم دونوں تحریری طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مسئلہ علم غیب کے موضوع پر
تقریری طور پر مولوی غلام میر علی صاحب بریلوی متذبی چشتیاں اور حکیم محمد ابراہیم قریشی چک نمبر ۱۲۲،
حکومت چشتیاں شریف کے بائیں ہونے والے مناظرہ کو حکیم محمد ابراہیم قریشی صاحب چک ۱۲۲ مراد من
چشتیاں میں بعنوان الاسلام والا وہام معہ دافعة الريب عن المسئلة علم الغيب شائع کیا۔
حکیم محمد ابراہیم قریشی صاحب نے مولوی غلام میر علی صاحب کو اپنے دلائل کا برو سے ہمیشہ کے
معاخذ کر لیا۔ علاوہ ان میں مولوی غلام میر علی کو اردو بریلوی مقیم چشتیاں ضلع بہاولنگر غلاب کے خاندانی

محمد رفیع سیٹھی

۳۵۹

آپ حضرات سر زمین چشتیاں کا غیور انسان خادم العلماء مجاہد حق گو مجاہد اسلام و
اسلام پاسبان مسلک علماء اہل سنت دیوبند حامی توحید و سنت قاصع شرک و بدعت

حضرت جناب حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سابق ٹھیکیدار چشتیاں ضلع بہاولنگر کا رسالہ
”اظہار حقیقت“ قسط اول، کا مطالعہ فرمائیں

محمد و نصرت علی رسولہ اکرم

فسط اول

انوار حقیقت

بحکوات
دیوبندی مذهب

من جانب

مافظ محمد صدیق غفرلہ ، ٹھیکہ دار مذہبی چیتیاں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انظروا حقیقت

اجواب

(دیوبندی مذہب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَعْتُهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ اللہ کی لعنت کافروں پر

یہاں پیشتر ازین کچھ عرض کر دیں ہیں مگر کتاب لکھنے کا مقصد واضح کر دیں
منہ دیویشیاں ہیں غلام مرہمی ہو کر اپنی بدعت فوقہ کار غنہ ہے، ایک کتاب
بنام دیوبندی مذہب شائع کی گئی ہے جس میں اس نے اپنی تمام گندی حیثیت کا اعلان
کے لئے کافروں کے کفر افشاں بہتان اور شام غزالی کا جس حدیدہ وہی سے ثبوت دیا ہے
اس سے نہایت کتاب اچھی ہے۔ اور بعض افشاء شناس لاخبرین اور ایسے
گندہ پسند لوگ دیکھ کر اس سے ہنسی کے جائیں تو نہ ہوں۔ یہ سب کچھ پھر لکھ
کا نہایت ہے۔

غلام مرہمی جس کے نام سے شریک کی برائے ہے۔۔۔ غلام اللہ نظام
دوسرا، غلام محمد نہیں دیکھا، بلکہ دوسرا علی ایک بندہ کا نام بتا پسند کیا، اسی طرح

فائدہ سے بدھتیل کے بعد (سوا) منظم المعروف سب سے بڑا کمرہ کا ایڈیٹر
 نظام میں اللہ علیہ اس نے بھی اپنے چیرنہ کی اللہ کی خدائی کو چھوڑ کر بدھ کی مدد میں تہوں
 کی آپ آجاندہ لگا لیں کہ میں کا تعلق اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کیسے ہو سکتا
 ہے۔ اور یہ کہیں منہ سے اپنے آپ کو اللہ کا شیعہ بنائی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کہنے لگے
 ہیں۔ اللہ کے احکام کی سرسراہٹ فرمائی کرتے ہیں۔
 لَمْ يَخْلُقْ لَكُمْ مَالًا يَكْفُلُكُمْ وَخَلَقَ لَكُمْ سُلْطَانًا يَكْفُلُكُمْ

آمین

نظام ہر ملی صاحب جب کہ اس گندہ پندہ دنیا کہنے لگتا تھا میں آپ کے
 جی میں آیا تھا۔ کیا آپ نے اپنے گریہ میں منہ ڈال کر اپنے اولاد اپنے خاندان
 کے نامی کے واقعات کو سامنے نہیں رکھا تھا۔ کہ آج میں غلطی نے امت کو کفر
 و عناد کو جناب سے لگا کر تاجوں میں اس دین کے شیروں سے کئی شیر و حمار سے
 عات پر انہیں آیا تو میں کیا جواب دوں گا۔ اللہ و اللہ و دوسری قسط میں کل شہی برج
 الی اصلہ در جزئیہ اصل کی طرف لڑتی ہے کی روشنی میں مصلحت سے
 روشنی ڈالوں گا۔ اس قسم میں میرا مطلب نظر صرف عدم ہر ملی صاحب کے ذاتی
 کردار پر روشنی ڈالنا ہے۔

چھج ہل سکتے تھے بھٹی کیا بھٹے کی جس میں تو سداخ جلی۔ کم و کم اپنے
 انہی چھو پر سرسری نظر ڈال کر سوچ لیتے۔ کہ کچھ سے ایسی لڑش تو سر نہ تو نہیں ہو
 گئی۔ جو میں قیامت کے روز اللہ اور اس کے رسول کو نہ دکھانے سکتے تھے قابل بھی
 ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس میں ایمان کی حریت بھی موجود ہوتی تو کبھی یہ گندہ پندہ
 لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔

آپ کو خیال تھا کہ جناب سے والا کوئی نہیں ہے۔ انشا اللہ پر اہی ملت و اہل
 دروہدی (مسلمان) امت و کابریں غریب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
 میں ہر گز خیال نہ سے سرزد ہوتی ہیں۔ کتاب و احادیث کے ذریعہ ہم بالحق

گمراہی کے ساتھ ساتھ الشبب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ یہ کتب کمال ہوں
کتاب سے جہتیاں کی سر زمین پاک گروہ سے۔

دیوبند کی مذہب کتاب میں وہاں نکالت افلا استعمال کیے ہیں مگر قیامت
شرم رحلت کا یہ اٹھتی ہے مگر اس کو ذرا ہی شرم نہ آتی معلوم ہوتا ہے کہ
اس کے اندر سے شرم بجا کا جواز نکال دیا گیا ہے وہ جب کسی انسان کے اندر سے
شرم ہٹا کر باہر ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اب خدا آپ
فلام پر علی صاحب کا قول مدخل کا لغو اور ذاتی کردار کا فہمہ ملاحظہ فرمائیے۔

گمراہی میں خواجہ ناظم الدین صاحب کی وراثت میں تحریر کیے حرم نبوت
شرعاً ہوئی، ہمارے ہمارے گروہ نے فتوے صادر کر لیا کہ حرم نبوت خطرات میں
ہے، ہمارے گروہ پر پڑنے والے پر جہاد فرض ہے گوہر ثلث کو موجود کیا جائے کہ مزار اہل
کو اچھیننا قرار دیا جائے، انھوں نے کوہنات سے پیچھے کیا جائے اور حرم نبوت کا
بحیثیت ایک سلطان مملکت ہوتے ہوئے اس کا تحفظ کیا جائے۔

چنانچہ پردوں کی تعداد میں مسلمان گرفتار ہوئے صاحب موصوف نے مذہبی
جہتیاں کے ایک چوک میں کھڑے ہو کر تحریر فرمائی کہ جو شخص میرے ساتھ جہاد
میں جائے گا۔ اللہ سے دیر میں نام لکھوئے گا۔ اس کی جنت کا حق نہ ملے گا
اللہ اپنے ایک نام بہادری کو بھی اس بات پر کافی عبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ چلے کر
انہوں نے اپنی تحریر میں اس کی بنا پر نہ جانے کے لیے صاف جواب دے دیا۔ فرماتے
ہیں کہ عاشق کا جواز نہ دیا وہم سے لگے۔ جہاد میں نام لکھنا جواز نہ دیا۔ نہ بعد ہر پیر
جیل سے معافی تھے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے نقد ذاتی چلے کر قیں آئندہ ایک سال تک سلا
ان کا شہدائی نہیں ہوں گا۔ آخر رعایت واپس آگیا۔

اب جناب چنے امرت سر غلط کے شرم و نفرت والے پیر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ناموں کی حفاظت کے لیے مجلس کی شکل میں جو چار عابدین پر مشتمل تھا
چاند سے عاشق کا جواز جامع مسجد میں بیجا ۱۰۰۰ غازیہ جواز چارہ گر آپ کی نہ تھی کہ

پیشکش میں پہنچانے کے لیے پیش کیا اس میں درج کیا گیا ہے کہ میری
حکومت کا تعلق ہے۔ (در التماس باعدا)۔
اس پیشکش پر پتہ کر آپ کا قول ہے اعلان ہو گیا تھا۔ (اداکر بہ بیان حال سے
در التماس)۔

[illegible]

جہانگیر جہانگیر کی طرف سے آپ کو ٹیڑھا ہاتھ اور تھیں ہر پہلے جہانگیر
کاظم مرصع، ہوا اس وقت آپ نے سرور آہ ہری اندر نہ رہیں ہاں سے گویا ہوتے۔
اندکاش میں ایسا نہ کرتا اور یہ بڑے بہن نہ دیکھتے۔
میں دیکھ چکی ہیں ہاں کہتے ہیں جس کا تھن ہاں تھیں کہ ہم کی معلومات میں اضافہ کے
یہ دیکھ کر نہ ہیں ہاں ہاں فرما ہے۔

[illegible]

ہجری ۱۰۶۷ء میں فتح مکہ کے بعد حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے ابی اسحاقؑ کو مدینہ منورہ بھیجا۔

لہذا اگر یہاں تک سب شخص جو رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے والدہ اہل بیت کے صاحب کاستحقاق
ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل و زبان پر انکے پیار ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اس کو
ایک ایسے گائیڈ پر چلنے سے پہلے نسل شرانہ کو نہ کو کھلا سمجھت ثابت کرنے کے لئے کوئی
چیز ضرورتاً لازم رہا ہوتی ہے۔ لہذا اگر یہی سبک اس کے انعام میں مقرر کیا ہے کہ
جو کہ یہ فرقہ (اسلام) میں انگریزوں کا اور کاشتہ رہے۔ ۱۸۵۷ء کے فتنہ کے بعد انگریزوں
نے امت محمدیہ میں تفرقہ ڈالتے ہوئے انگلیش سے پیروی غم کو کر رہی تھی اس کو کاشت
یا علی جو کہ ضرورتاً ایک حدیث میں فرما رہا ہے کہ یہ جو ہے کہ ان کے دل میں اس کو ایک
ادبیت میں فرقہ دہشت گرد کے طور پر لکھ کر رہا ہے کہ وہ سب کو دھکی دھکی کے کہہ رہا ہے۔

ہم ہر اعلیٰ صاحبِ اعتقاد و سوسائٹی کے اندر دل لگا کر سیریں کرے گا کہ آپ نے کون
کونسی چیز پر دل لگا کر محبت کی ہے میں سوچا۔ جیچہ آپ کی گھڑی کی آہستہ آہستہ
آہستہ آہستہ کہ اگر آپ کے اندر فتنہ عروج و زوال اب بھی لگا کر تھکے ہوئے ہیں تو
آپ کو خیر فرمادے اس بات پر محبت کرنا ہوگا کہ میں نے دو بوندی ڈھب (جو پیشتر سے
میں سے تھی) کا بیجا ہندوستان بلکہ جرے ایشیا و افریقہ و عرب و مغرب میں نہ لے آئے
ہو کر کہ میں کہہ رہا ہوں کہ ان کا قیام کیا کر لے رہیں گے ان کتاب لکھ کر ان کی
کہاں تک خدمت اور ترقی پیل کی ہے۔ انہیں کہہ دو کہ میں پرست اسلام ہوں ان کے علمائے خدشا
برگزن کو جھڑکا کر دے میں کہہ رہا ہوں۔

پچھلے کئی سو سالوں میں امت کی ریزس پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اس امت کے ہند سے اٹھ کر
چمپائی کی زمین جو امت کے مغرب ہند میں کواپتہ امت کے حصے ہے وہاں برہمن
امت انھیں دلا کر دیاجاتا ہے۔ اور جو زمین قریب زور کا دھرتی کے ہے
امارت حمیر کے ساتھ وچ ہد ایک جیت تو ان میں اپنی خواہش سے امت کی دھرتی کی
چمپائی کے لیے ایک حد سے میں رشتہ میں اپنا کر رہا ہے، اس کے علاوہ وہاں کر کے
موت کو میں کی نظر سے دھرتی میں رہا۔

آپ کے لیے جنت کفر کے توار کے تعلق پر ہم دلیرو ہیں اللہ کے دلیروں سے

حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب الازہری بحیروی کا ذکر

حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب الازہری بحیروی شیخ محمد شاہ ہاشمی بحیرہائی کے قابل فخر فرزند ارجمند ہیں۔
 مولانا محمد شاہ علی شاہ چشتی سے ان کے ابتدائی تعلیم مولوی محمد تقی یا مولوی سے حاصل کی فلسفہ منطق کی
 سند مولوی محمد زین الدین عوفی ضلع کھنڈ پور سے پڑھیں اور مولوی غلام محمود پٹانا ضلع میاں توالی سے ادب فقہ اور
 کلام حاصل کیا۔ مولوی غلام محمود ان دنوں بحیرہ کے مدرسہ محمدیہ غوثیہ میں پڑھاتے تھے ۱۹۴۳ء میں سند حدیث
 عربیہ میں اور ۱۹۴۵ء میں مولوی سید نعیم الدین مراد آبادی سے حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں بی اے کیا ۱۹۵۱ء میں
 مدرسہ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۱ء میں مدرسہ کی ان فقیہ اہل تشیع میں امتیازی حیثیت سے کامیابیاں حاصل
 کیں۔ ۱۹۵۳ء میں چند شخصوں میں سند حاصل کر کے وطن لانے اور اپنے مدرسہ میں سلسلہ تعلیم و تدریس
 جاری کرنا مقصد کیا۔ مولانا میاں توالی کے جامعہ پر بیت ہوئے۔ موقوفہ الزکوة گردہ علماء اہلسنت و جماعت الازہری میں

مدرسہ دارالافتاء قائم ہے۔

تقریباً تین محرم حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب الازہری بحیرہائی نے منہج فنون مولوی محمد زین الدین عوفی ضلع
 کھنڈ پور سے پڑھیں اور مولوی محمد بدیع عوفی نے مولوی فضل حق خیر آبادی سے علوم اسلامیہ حاصل کئے اور مولوی فضل
 حق نے اور سند حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ عبد القادر سے پڑھ کر حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ
 عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت
 مولانا عبد العزیز محدث دہلوی علماء اہل سنت و جماعت کے شیخ اور سند ہیں اور مولوی محمد زین بدیع عوفی نے مولوی
 محمد نوگی نے بھی دینی تعلیم حاصل کی اور مولوی برکات احمد نوگی نے مولوی عبد الحق خیر آبادی سے پڑھا ہے۔
 مولانا عبد الحق خیر آبادی نے اپنے باپ مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھا ہے اور حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب
 الازہری نے مولانا عبد الحق خیر آبادی سے پڑھا ہے اور مولوی غلام محمود پٹانا توالی ضلع میاں توالی مدرسہ محمدیہ غوثیہ
 سے پڑھیں اور مولوی غلام محمود پٹانا توالی بدیع عوفی نے دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود
 عابدی سے اور سند شریعہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت شیخ محمد کرم شاہ صاحب الازہری

بھیروی کا قصہ انہیں ملنے سے پہلے ہی کے شاگردوں سے ہے اور علامہ دبیہ کا فیضان حضرت مولانا
 ۱۱۱۱ ہجری بھیروی سے بھی حاصل کیا ہے اور حجۃ الاسلام قاسم باعلوم و الفیحات حضرت مولانا محمد قاسم
 کی کتاب تھکیر الناس کے بارے میں حضرت محمد کرم شاہ صاحب ۱۱۱۱ ہجری بھیروی فرماتے ہیں کہ
 علامہ دبیہ کی کتاب تھکیر الناس کے بارے میں حضرت محمد کرم

شاہ صاحب الازہری بھیروی کا ارشاد

(مولانا قاسم نوقوی) حضرت قاسم باعلوم کی تصنیف لطیف مسمیٰ پر تحویر الناس کو تصدیق فرمادے
 پڑھا اور ہر بار باریک نظر سے دیکھا اور موصول کی آواز ۱۲۸۸ طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری
 ٹھانی پریس سرگودھا۔ حسب فرمائش محکم حافظہ محمد فضل حق اور قدام حضرت سیال شریف۔

جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہی کی یہ نادر تحقیق کی شہرہ و چشموں پر
 بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریادگان مسلمان مصطفوی تو ان کے لئے بے قرار دیوان اور بے تاب
 وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار مسلمان اس (تھکیر الناس) میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی و تحقیقی اور
 میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، جیسی ہو یا مصطفوی، بھیروی ہو یا علمی و اسلامی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی کمال ہے۔ موصول کی آواز ۱۲۸۸ طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری
 پریس سرگودھا۔

مولانا (محمد قاسم نوقوی) خاتم العین کی عفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم شمس
 معلوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک محاسن کی عقل و خود کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خدا اور فرات
 سمجھ سکتے ہیں۔ موصول کی آواز ۱۳۹۹ طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری، مطبوعہ ٹھانی پریس سرگودھا
 ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مضمون جو میدا و مال اللہ ادا اور انتہا کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔
 مرزا یہ دیکھ کر سب سے بلند تر رتو اس میں کسی کا کیا قصور۔ محمد کرم شاہ از بھیرو، مطلق سرگودھا۔ موصول کی آواز ۱۳۹۹
 طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری، مطبوعہ ٹھانی پریس سرگودھا۔ عکس لگانا ہے۔

مولوی عارف اللہ شاہ قادری کا ذکر

مولوی عارف اللہ شاہ قادری بن مولوی محمد حبیب اللہ قادری بن محمد عظیم اللہ ۱۲ اشوال ۱۳۲۷ھ ۲۹
 ۱۲۸۱ کو پیر پٹھ میں پیدا ہوئے۔ مولوی عارف اللہ شاہ نے علوم دینیہ کی تحصیل پیر پٹھ میں مدرسہ قومیہ عربیہ
 مدرسہ الاسلام اور مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں کی۔ ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء ۷ شعبان ۱۳۵۲ھ کو انہوں نے
 حجت حاصل کی۔ منقول از تذکرہ علماء پنجاب جلد ۱ ص ۲۲۳، اشاعت اول ۱۹۸۰ء، مطبع زاہد پشیر

مولوی عارف اللہ شاہ قادری بریلوی نے علمائے اہلسنت و یو بند کے مدارس مدرسہ قومیہ عربیہ،
 مدرسہ الاسلام اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ وغیرہ میں علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور علمائے
 دین علوم دینیہ پڑھ کر آئے۔ تو اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کا خوب پرچار
 کے اور آخروہ تک تعلیمات رضا کا دم بھرتے رہے۔ لیکن تمام علوم دینیہ کا فیضان علمائے دین و بند سے

مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی کا ذکر

مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بریلوی گجراتی بن محمد یار خان شمال ۱۳۲۲ھ و ۱۹۰۵ء تک مدرسہ
منظور حسین تارنگی نام ہے انہوں نے والد بزرگوار کے زیر نگرانی قرآن مجید حفظ کیا اور ابتدائی کتب
کتا شکستہ پڑھیں۔ گیارہ برس کی عمر میں حصول تعلیم کے بعد رحال کیا، مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مولوی محمد
بدایونی سے استفادہ کیا مدرسہ کے ایک تلمیذ طالب علم مولوی عزیز احمد بدایونی سے بھی صرف و نحو کے ہندو
پڑھتے تھے۔ بدایوں سے مزید صوبے جہاں کا دارالعلوم نظم و نسق اور اچھے تعلیمی ماحول کی وجہ سے مشہور تھا۔ یہ
تقریباً چار سال رہے چونکہ مدرسہ بدایونی مکتبہ فکر کا تھا اس لئے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے۔ ان مدرسہ
میں مولوی مشتاق احمد کاپوری، کاپور سے مدرسہ نعیمیہ میں بالور مدرسہ اشرف لائے۔ مولوی کاپوری استقامت
امام تصور کئے جاتے تھے ایک سال مدرسہ نعیمیہ میں روگرداں گئے سال میرٹھ چلے گئے۔ مفتی صاحب کی سزا
کے اٹھ سو روپے چلے گئے۔ تاہم مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مولوی سید نعیم الدین سے سند حدیث حاصل کی۔ انھوں
تذکرہ علماء و نجایہ جلد ۱ ص ۱۰۶ اشاعت اول ۱۹۵۷ء، مطبع ذمہ دیشیر پرنٹرز لاہور۔

قارئین محترم! مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بریلوی گجراتی نے مدرسہ شمس العلوم میں ابتدائی کتب پڑھیں
بعد تقریباً چار سال تک علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ اسلامیہ سینڈھو میں کتب فنون پڑھیں پھر ان کے جن
نعیمیہ مراد آباد چلے گئے تو وہاں مولوی سید نعیم الدین مراد آبادی سے چند اسباق پڑھے تو پھر انہوں نے مولوی
یار خان نعیمی گجراتی کی تعلیم کا سلسلہ مستقل طور پر مولوی مشتاق احمد کاپوری ابن مولانا احمد حسن کاپوری کے ہاں
ایا۔ اول مولوی مشتاق احمد کاپوری نے اپنے والد مولانا احمد حسن کاپوری کے شاگرد مولوی محمد عبید اللہ کاپوری سے
علوم دینیہ حاصل کئے تو مولوی محمد عبید اللہ کاپوری نے مولوی احمد حسن کاپوری سے علوم دینیہ پڑھا کر اس کے

مولوی احمد حسن کھٹک پوری نے فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند
 حاصل کی۔ پھر مولوی مفتی احمد یار خان ٹھٹھی گجراتی بدایونی بدایونی نے علمائے دیوبند کے مدرسہ سے اور
 سند حاصل کی۔ شاعر مولوی مشتاق احمد کانی پوری وغیرہ سے پڑھ کر فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔ اور مولوی مشتاق
 کے والد مولانا احمد حسن کانی پوری، جو علمائے اہلسنت و دیوبند کے علماء ہیں جن میں چھانڈے رہے اور ترقی
 یافتہ کے خلاف مظاہرہ اہم سہروردی اور سہروردی کے مدرسہ کانی پوری میں بھی چھانڈے رہے۔ غرض کہ مولوی مفتی
 ٹھٹھی بدایونی کانی پوری بدایونی نے علوم دینیہ دیوبندی علماء سے حاصل کی ہیں۔ جس کا بدایونی بدایونی
 پڑھ کر ہو گیا۔ اور مولوی مفتی احمد یار خان ٹھٹھی بدایونی نے بھی بدایونی ہونے کے بعد اپنا حصولِ تعلیم
 سے بیان نہیں کیا لیکن پھر بھی تعلیمی سلسلہ میں دیوبندی علماء کے مدرسہ کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکے اور یہ
 بدایونی ہے جس نے مولوی مفتی احمد یار خان ٹھٹھی بدایونی گجراتی بدایونی نے بھی حاصل کیا ہے اور اس کے
 بدایونی علماء کے حصولِ تعلیم کے سلسلہ میں بدایونی مولویوں نے ہمیشہ کھٹک کا خوب مظاہرہ کیا ہے لیکن
 بدایونی مولوی کے حصولِ تعلیم کے بارے میں کبھی نہ کبھی دیوبندی مولوی سے چھانڈے
 نہ سے بدایونی مولوی ہمیشہ پریشانی کا شکار رہے ہیں اس شرمندگی پر پورا اٹانے کے لئے پاول خواستہ علماء
 کے مدرسہ کا ذکر کرتے ہیں جہاں پڑھو اہلہام میں بات ہو سکے۔ وہاں دیوبندی مدرسہ کا قطعاً ذکر نہیں
 کیا گیا۔ دیوبندی مدرسہ کا ذکر کرتے ہیں وہاں بدایونی مولویوں کی بھڑائی ہے۔ کیونکہ پورے ہندوستان میں
 اہلسنت و دیوبند کے مدارس اسلامیہ کا ایک خیال بچھا دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں اہلسنت و دیوبند و احمد رضا
 بدایونی کے شراب و بہشت کا خوب جال بچھا گئے ہیں۔ کیونکہ علمی طور پر قرآن علمائے اہلسنت و دیوبند کا مقابلہ کرنا
 علمائے اہلسنت و دیوبند کے لئے دشوار رہا ہے۔ کیونکہ جن علماء کرام کا اور جنہاں بچھوٹا ہی اہلسنت و دیوبند و اہلسنت و دیوبند
 کے لئے دشوار رہا ہے۔

مولوی نور اللہ نعیمی بکسیر پوری کا ذکر

مولوی نور اللہ نعیمی بکسیر پوری بریلوی تحصیل دیہ پاپور ضلع اوکاڑہ ایک مشہور محکمہ تعلیم کے ہوئے۔ قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد اور چچا بھائی سے حاصل کی اور علوم دینیہ کی تحصیل مختلف مدارس میں جانا ہوا۔ ۱۳۳۳ھ میں مدرسہ عربیہ منہاج العلوم گھمنڈ پور میں داخل ہوئے۔ مولوی صاحب صاحب بہاء انگریز سے متعدد علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔

۱۳۵۱ھ میں مدرسہ عرب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ الحاج حضرت مولوی سید دین محمد صاحب الدینی (خلیفہ علیہ السلام بریلوی) اور مولوی ابو البرکات سید احمد قادری سے علم حدیث کی تعلیم ملی۔ غرض کہ اس ۳۱ھ میں الشاہت جون ۱۹۰۱ء۔

قارئین محترم! مولوی نور اللہ نعیمی بکسیر پوری بریلوی نے مولوی فتح محمد بہاء انگری بریلوی سے علم پڑھے ہیں اور مولوی فتح محمد بہاء انگری نے مولانا مفتی الدین احمد بریلوی کے علمائے دیوبند سے کرسے اور ان کی محبت رکھتے تھے ان سے علوم و طبع پڑھے ہیں اور دور و حدیث شریف مدرسہ عرب و ملی میں شائع ہوئے۔ مولانا عبد اعلیٰ جامی دہلوی شاگرد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کیا اور مولوی فتح محمد بہاء انگری موضع صیہ کے بہاء انگری ۱۳۰۲ھ تا ۱۸۸۶ء میں پڑھائے اور مولوی بہاء انگری بریلوی نے علماء دیوبند سے درود حدیث پڑھ کر قیامان دیوبند حاصل کیا۔

اور مولوی سید ابو محمد دیوبندی شاہ صاحب بریلوی نے امام احمد رقیب حضرت مولانا احمد علی شاہ دیوبندی سے قاسم العلوم و انجیات حضرت مولانا قاسم نانوتوی دہلوی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ مولوی فرمائیں۔ چنانچہ مولوی سید ابو محمد دیوبندی شاہ صاحب بریلوی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا سید کاظم حسین استاذ مولانا محمد عظیم صاحب محفوظ حضرت مولانا امجد علی صاحب مرحوم
 حضرت سید پوری کے فتویٰ کاویہ سولہ نسب کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی آخر کے پاس موجود ہے
 نسخہ مس ۴۱۱ بطور ۳۳-۵۰ مطبوعہ لاہور پر مشک پر لیس اور طبع ثانی ۱۳۳۵ھ بقول الزماہر الشریف
 اور اعلامیہ مع بندہ غیر اس کے بقول مرقی ۱۳۵۹ھ اور مولوی ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے
 مولوی ابو محمد سید دیراٹلی شاہ صاحب اور ذی بریلوی سے پڑھا اور مولوی ابو محمد سید دیراٹلی شاہ صاحب نے
 بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی نور الدین نعیمی پوری بریلوی نے بھی فیضان دہلیہ حاصل کیا۔ کیونکہ اس کے
 زمانے میں دہلی دہلیہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

شعبہ ہات

مولوی نور الدین نعیمی پوری بریلوی کے حصول تعلیم کے بارے میں بریلوی مولویوں نے سخاں طبع کا خوب
 بیان کیا ہے کہ مولوی نور الدین نعیمی پوری بریلوی نے علوم حدیث اولیٰ کی تحصیل کے لئے مختلف مدارس میں جانا ہوا جبکہ
 وقت یہ کہ مولوی نور الدین نعیمی پوری بریلوی ایک طرہ سے دراز تک مدرسہ ساداتیہ عباسیہ مسلک دہلیہ تحصیل
 اولیٰ شیعہ ہاتھ میں پڑھتے رہے لیکن کسی بریلوی نے اس کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان کی اولاد میں سے کسی
 ذات خدا اول کہہ سکیں بات یہ ہو تو ضرور نکلا دینی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا کرتے ہی کیوں یہ سب تو فقہی ذات خدا کی
 نسبت ہے۔ خدا انکا مدرسہ ساداتیہ عباسیہ مسلک امتیاز دینے کا مدرسہ ہے وہاں چاکر و شرفاء اولیٰ اللہ میں مولوی
 سید محمد حسین چاکر نے جو مذہب مروج ہے۔ اور مولوی نور الدین نعیمی پوری بریلوی مدرسہ ساداتیہ عباسیہ کے مسلک
 میں تھے۔ ساداتیہ میں شیعہ کے دوران کے پیشی شاہ بلکہ ایک استاد کے پاس پڑھتے تھے استاد ابو العلاء شیخ الحدیث
 حضرت مولانا شیخ احمد صاحب مدرسہ مدرسہ مدرسہ فاضلہ بقام مولیٰ لکھا شیعہ اولیٰ لکھا بھی اس وقت مدرسہ ساداتیہ
 میں شیعہ اولیٰ لکھا یہ وقت سب قدادی وغیرہ انہی اہل تشیعہ سے پڑھتے تھے جن اساتذہ سے مولوی نور الدین نعیمی پوری
 صاحب اولیٰ لکھا پڑھتے تھے۔ یعنی ان دونوں کے اساتذہ کو امام ایک تھے۔ صرف کچھ یہ حد تھی۔

حضرت مولانا شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی شیخ احمد صاحب مدرسہ مدرسہ فاضلہ بقام مولیٰ لکھا
 مولانا

فرشتہ کہ مولوی کو رات بھر یہ طوی یہ فقہ کی آفریں کتاب ہوا یہ و غیرہ پڑھتے تھے تا کہ ان کے
 بہت سے کہ ہر طوی مولویوں کے مولوی کو رات بھر یہ طوی یہ فقہ کی آفریں کتاب ہوا یہ و غیرہ پڑھتے تھے تا کہ ان کے
 مدرسہ صادقہ ہوا یہ مسلک دیوبند کے نام سے مشہور ہے جس میں کیا جاتا کہ مولوی کو رات بھر یہ طوی یہ فقہ کی آفریں کتاب ہوا یہ و غیرہ پڑھتے تھے تا کہ ان کے
 دیوبند کے مدرسہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب اور حضرت مولانا کاظم صاحب نے مولانا صاحب کو صاحب مدرسہ بنایا
 صالح محمد ان حضرات علمائے اہل سنت دیوبند سے مدرسہ صادقہ ہوا یہ مسلک دیوبند کے نام سے مشہور ہے جس میں کیا جاتا کہ مولوی کو رات بھر یہ طوی یہ فقہ کی آفریں کتاب ہوا یہ و غیرہ پڑھتے تھے تا کہ ان کے
 جسیر پوری نے مدرسہ صادقہ ہوا یہ مسلک دیوبند کے نام سے مشہور ہے جس میں کیا جاتا کہ مولوی کو رات بھر یہ طوی یہ فقہ کی آفریں کتاب ہوا یہ و غیرہ پڑھتے تھے تا کہ ان کے
 لیکن فیضان دیوبند ہے۔

مولوی جان محمد ساکن محمود پور تحصیل منچن آبا و ضلع بھاو انگر کا ذکر

مولوی جان محمد محمود پوری نے دورِ وحدت شریف مسلک دیوبند کا مدرسہ عبد الرزاق دہلی سے حاصل کیا اور
 حاصل کی جس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب نے مولانا صاحب کو صاحب مدرسہ بنایا
 مولانا محمد قاسم ناٹو کوئی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے

مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری کافر

مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی مجتہم و شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاحناف لاہور نے
حدیث شریف کی تعلیم اپنے والد مولوی محمد سید دیدار علی شاہ صاحب سے حاصل کی۔ مولوی ابوالبرکات
قادری۔۔۔ دورِ نوجوانی کے لئے اپنے والد محترم کے مدرسہ آگرہ (جوان و فنون مفتی آگرہ تھے) میں
بڑے اہل سند و تحقیق علوم دینیہ حاصل کی۔ مدرسہ بہارِ نعت و جماعت لاہور۔ سن ۱۳۱۹ھ میں اشاعت
میں پیرزادہ و اقبال احمد فاروقی انیم اسے۔ منظرِ عالم لاہور۔

سید بیوی نے دورۂ حدیث امام احمد شین حضرت مولانا احمد علی سیار نپوری اور جتہ الاسلام قاسم العلوم
رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان
میں داخل کیا۔ جس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

اساتذہ کرام میں الحمد للہ عین استقامت مولانا محمد قاسم صاحب مقفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مقفور
شہر بنوری کے فتویٰ ابوبہ سوالات غیب کی نقل زمانہ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود
تحقیق المسائل ص ۳۱، ۳۲، ۳۳، مطبوعہ لاہور پر تنگ پریس لاہور طبع ثانی، ۱۳۵۰ھ المتداول از
عبد الشکور دکنی دارالعلوم دیوبند نمبر ۸۷ سے ضروری ماریج ۱۹۷۶ء۔

دارالعلوم دیوبند نمبر کا عکس ملاحظہ فرمائیں



ترجمان جامع الرشیدیہ سائیل

الرشیدیہ

شعبہ اسلامیات

جلد ۴۰ شماره ۳۰۲۰ مئی ۱۳۸۱ھ / فروری ۱۹۶۱ء



مجلد ادارت

والدہ بیگم

والدہ بیگم

مدیران معاون

رکن ادارت

رکن ادارت

رکن ادارت

شعبہ اسلامیات

والدہ بیگم

والدہ بیگم

مدیران معاون

رکن ادارت

رکن ادارت

رکن ادارت

دارالعلوم دیوبند

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی کا ذکر

حضرت مولانا صاحب آف کولہ و شریف ضلع راولپنڈی کے کتب فہون کے استاد و محترم جناب مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی کا ذکر بھی چڑھ لیجئے۔

پلکھنے ضلع علی گڑھ کے رہاکن مولوی محمد اسد اللہ کے بیٹے محمد لطف اللہ نام ۱۲۲۲ھ میں ولادت ہوئی۔
 ۱۲۴۱ھ چاقم "ادارہ تدریس" کہا حضرت مولانا علی گڑھی سے نسلی سلسلہ وابستہ ہے ابتداء کی درسیات مقامی
 مدارس سے پڑھیں۔ کانپوری مدرسہ فیض عالم میں مولانا عنایت احمد سے تکمیل علوم کی۔ ۱۲۵۸ھ میں استاد نے
 مدرسہ کا مدرس نام مقرر کیا قنوج کی نشست سے جاتے ہوئے جد و جہد کے قریب بحر رحمت ہوئے۔ مفتی صاحب
 ۱۲۶۱ھ میں مدرسہ فیض عالم میں درس دیا۔ تدریس و تلامذہ کی مسرت کا پتہ اس ۱۲۶۲ھ میں مولانا احمد قاری کا چوری
 ہے۔ مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب فہون مولوی عنایت احمد کا کوروی سے پڑھیں اور کتب احادیث
 اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی دیوبندی سے لیا۔ نبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی ابن اسد اللہ ابن فیض اللہ ابن اعلیٰ محمد ۱۲۶۳ھ میں پلکھنے ضلع کوٹلی (جسے
 کہتے ہیں) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی درسیات کی تعلیم مقامی استاد سے حاصل کی پھر مفتی عنایت احمد
 قاری کی خدمت میں در کتب و درسیہ پڑھیں اور بہت سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی۔ میں نے اپنے
 تلامذہ مولانا حبیب الرحمن سے سنا ہے کہ حدیث کی سند انہوں نے قاری عبدالرحمن پانی پتی سے حاصل کی۔ پھر
 مولانا محمد تہجد مدرسہ فیض عالم کانپور میں تدریس کرتے رہے۔ پھر اپنے وطن کوٹلی آ کر تدریس کرتے رہے۔
 مولانا صاحب اللہ بہار ۱۳۱۸ھ باراول ۱۳۵۹ھ تک قاری فیض الرحمن ایم اے۔ مطبوعہ لاہور۔

مفتی محترم مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب فہون مولوی مفتی عنایت احمد کا کوروی سے پڑھیں ہیں اور
 مفتی عنایت احمد کا کوروی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دیوبندی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

اور حضرت مولانا شاہ محمد الحق نے حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمہ اللہ سے علوم و کتب حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمہ اللہ نے مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے اور مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے اور مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے۔

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی مدظلہ العالی نے مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے اور مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے اور مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے۔

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی مدظلہ العالی نے مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے اور مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے اور مولوی کے علم و ادب سے بہت متاثر ہوئے۔

استاذ العلماء کا عکس ملاحظہ فرمائیں

استاذ العلماء

یعنی

حضرت مفتی محمد لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح عمری

مؤلفہ

ذائب ریاض الجناب درمولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شہوانی

نشیہ

خواجہ رضی حیدر کراچی

مکتبہ قادریہ لاہور

یہ دونوں واقعے مولوی سید عبد اللطیف صاحب میرے ہم درس سے بیان کئے ہیں۔

ایک مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم کانپوری کی زبانی مولوی صاحب صحاح شہ کا دور علی گڑھ میں ختم کر کے سہارن پور مولوی احمد صاحب مرحوم سے حدیث پڑھنے گئے تھے۔ چنانچہ دور و ختم کر کے شہ جہل کی فرماتے تھے کہ سہارن پور میں رجال اور اس نیک تحقیق علی گڑھ سے زیادہ تھی مگر کتاب اور حدیث کا مطلب انما ہی صاحب علی گڑھ میں تھا۔

دوسرا واقعہ خود ان کے والد کی زبانی۔ موصوف نے علی گڑھ میں ادب عربی و دوسرے فنون کے ساتھ پڑھا تھا۔ یہاں سے جا کر لاہور میں مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم ادیب نامور سے پڑھا۔ بعد فرخ کما کرتے تھے کہ لاہور میں ایام غرب و غم کا بیان بے شک بیشتر تھا لیکن اشعار کا مطلب علی گڑھ کے درس سے زیادہ تھا۔ اسی مولوی صاحب کو ملا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب دانی اور صن طالب اعتراف تھا۔

نکیر سے احتراز مولوی صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکلیف سے قلم آورہ نہیں فرمایا۔ نہ کبھی مسائل اختلافی کے باعث کسی سے کلام کیا۔
نکیر سے احتراز مولوی صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکلیف سے قلم آورہ نہیں فرمایا۔ نہ کبھی مسائل اختلافی کے باعث کسی سے کلام کیا۔

صدا پیدا ہوئی۔ آواز سے ایک خط میں فرزندِ دل بند کو کہتے ہیں کہ :
 محنتِ تلاش کے مسئلے میں مخالفت اور موافق دونوں ذوقی جھگڑو
 کو رہتے ہیں اور میری رائے کے چوند ہیں یا اگر میں اس سخت لڑائی
 سے پہلے یہ کچھ نہ سمجھوں گا۔ اسی دوست مشرب کا حضورِ برہ و آلہا کے کواؤں
 ترقی میں بہا۔

تفسیر انجمن کوئی تفسیر نہیں کہ تمام وقت اور وقت میں پڑھنے
 میں صرف غرضی۔

فارسی شعر کہتے تھے زید و عمر کا یہ نہیں بعض منظوم خط شاگردوں کے
 نام بخندیتوں ہیں۔ کلام صاف خوش و روا ہے پاک ہے۔ ایک لغت شعریں کو
 مرا بوسے خود لے فخر مینا برکش
 کہ برتری نہ سیلہاں کہہ مازمو

بہارِ معرقت۔ انگریزی اس قدر جانتے تھے کہ بوقتِ ضرورت تمام
 وغیرہ پڑھ لیتے تھے۔ مولوی عبد القادر صاحب مرحوم جس زمانے میں
 کانپور میں رہیں تھے ایک سال دیہاتی بیٹے یہاں چسپلا۔ جو مصروف
 ایک ہمارا سی اٹا میں والدِ بزرگوار کے نام کسی ضرورت سے بھیجا۔
 مولوی صاحب ہمارا کہہ کر قدرۃً گنہ گار بن گئے۔ مضطرب نہ ایک بابو کے پاس
 جا کر چھوایا۔ اسی روزہ مارچہ کہہ کہ انگریزی اتنی مضمحل کر دینی چاہئے کہ

مولوی ظلیل الدین آزاد صدیقی کا ذکر

مولوی ظلیل الدین آزاد صدیقی صاحب کی پیدائش ۱۸۹۶ء میں بھوپال میں ہوئی۔ جہاں آپ کراچی تحصیلہ لائسنس ایجنسی زندگی بسر کی۔ پھول پتی توڑے تھے کہ سایہ چربی سے محروم ہو گئے اور دور اول بھوپال میں مولوی ذوالفقار احمد، مولوی محمد سعید، محدث اور کانپور میں مولوی مولوی مشتاق احمد حسن سے حدیث و منطق پر علمی مسکن فتح پور دہلی میں بھی حدیث و فقہ کی تعلیم پائی۔ ان کا تحریر ایک پاکستان میں اول، دال محمد صادق قصوری، مطلوبہ لاہور۔

قاری محمد کرام مولوی ظلیل الدین آزاد صدیقی نے علوم دینیہ مولوی مشتاق احمد کانپوری، حسن کانپوری سے حاصل کئے۔ اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی سے حاصل کیے۔ اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی نے مولوی احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ احمد حسن کانپوری نے فقید العظمیٰ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوئی سے علوم دینیہ پر جو کہ سند فراغت۔ جس کا ثبوت مشاہیر علماء دین برہنہ کی جلد اٹھیں سے ملتا ہے۔

فرض کہ مولوی احمد حسن کانپوری نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوئی سے سند حدیث کرنے کے بعد سیار پوری عظیم دینی درگاہ ترمذیان مسلک علماء دین ہند مدرسہ مظاہر العلوم اور پھر مدرسہ فقیہان عام کانپور تو رہیں کرتے رہے۔ مشاہیر علماء دین ہند، جلد اٹھیں۔ ۱۳۸-۱۳۷- از قاری فیوض الرحمن ایم اے۔ پاد لال دہلی مطلوبہ لاہور۔

مولوی ظلیل الدین آزاد صدیقی کا مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کرنا یہ فیضانِ دین ہند ہے۔ اور مولوی ظلیل الدین آزاد صدیقی نے مدرسہ فتح پور دہلی میں مسلک دین ہند والوں سے تعلیم کی۔ فرض کہ ان کا سب سے بڑی کے پاس والے کسی سے پرگز تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ علماء دین ہند سے حاصل کیا۔

مولوی عبدالحامد بدایونی کا ذکر

مولوی عبدالحامد بدایونی ۱۳۱۸ ہجری (۱۸۹۹ء) یونی (بھارت) مردم خیر قصبہ بدایونی میں
 پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں ہی کے تھے کہ والد ماجد مولوی عظیم القیوم قادری بدایونی ایک غریب خانے میں
 لکھنے والی سے پتہ جاتے ہوئے ریل کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ آپ کے بڑے بھائی مولوی عبدالمجید
 بدایونی اس وقت بارہ سال کے قریب تھے۔ والد ماجد نے بڑی پائیداری سے پرورش کی۔ ہوش سنبھالنے
 کے بعد مدرسہ سے قرآن کریم پڑھا اور پھر مدرسہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایونی میں ممتاز علماء سے آکساف فیض
 حاصل کیا۔ مولوی شمس الرحمن بدایونی مولوی محبت احمد قادری، مولوی مفتی محمد ابراہیم قادری، مولوی احمد دین اور امام
 اہل سنت مولوی مشتاق احمد کانپوری کے نام شامل ہیں۔ ان کا ہر تحریک پاکستان، جلد ۱۰۵ میں ۱۹۵۵ء اور احمد صادق قصبوری۔
 قلمی محترم مولوی عبدالحامد بدایونی بریلوی نے علوم دینیہ مولوی مشتاق احمد

بدایونی سے حاصل کیے اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد عبید اللہ کانپوری بخاری سے علوم دینیہ حاصل
 کیے اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری بخاری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے حاصل کیے۔ اور مولوی احمد
 کانپوری نے فقہ فقہان امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور
 فقہ احمد حسن کانپوری کا سند حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے حاصل کرنے کا ثبوت مشاہیر علماء دیوبند
 علماء اہل علم ۱۳۷۰ھ پر مرقوم ہے۔ از قاری قیوم الرحمن ایم اے۔ اشاعت اول ۱۹۷۱ء۔ مطبوعہ لاہور۔

مولوی عبدالحامد بدایونی بریلوی کا مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند
 کا ایک لمحہ ہے۔ اور محترم مولوی احمد حسن کانپوری نے بھی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے سند حدیث حاصل کر
 لی۔ ان کے بعد حاصل کیا۔

مولوی عبد الماجد بدایونی کا ذکر

مولوی عبد الماجد بدایونی ۳ شعبان المعظم ۱۳۰۶ھ (۱۹۲۸ء) میں ۱۸۸۸ء بروز جمعرات ۱۰ الدگرانی کا نام نانی مولوی حکیم عبد القیوم تھا۔ بچپن میں ہی والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ مولوی عبد القادر بدایونی کے زیر سایہ تربیت پائی۔ مولوی شاہ عبد المجید قادری مقتدری اہل مدینہ ابراہیم قادری بدایونی سے ابتدائی کتب پر مبنی اور شاہ محبت احمد بدایونی سے تکمیل کر کے ۱۳۳۰ء فراغت حاصل کی۔ اکابر تحریک پاکستان میں ۱۵۵ جلد ۱۰ از محمد صادق قصوری۔

قارئین کرام! مولوی عبد الماجد بدایونی نے علوم دینیہ مولوی شاہ محبت احمد بدایونی سے حاصل کیے۔ شاہ محبت احمد بدایونی نے مولوی عبد القادر بدایونی کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور مولوی بدایونی نے تکمیل علوم مولانا فضل حق خیر آبادی سے کیے اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا عبد القادر محدث دہلوی سے علوم دینیہ حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور حضرت مولانا عبد العزیز محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور مولوی عبد الماجد بدایونی بریلوی۔ محبت احمد بدایونی سے دینی علوم حاصل کر کے قیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی حافظ کریم علی طبع آبادی کا ذکر

مولوی حافظ کریم علی ولد شہید محمد حامد علی بن محمد علی علی طبع آبادی ضلع ٹکسٹو انڈیا میں پیدا ہوئے۔
 چھوٹے چھوٹے مولوی محمد اسی علی سابق عالم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے حاصل کرنے کے
 بعد مدینہ منورہ کی مشہور علمی درس گاہ مدرسہ جامع العلوم سے تعلیم مکمل کی۔ زمانہ خلافت میں
 عظیم آخری مراحل میں تھے۔ اکابر تحریک پاکستان جلد ۱ ص ۲۰۳۔ از محمد صادق قسوری۔
 دار کتب معتمد مولوی حافظ کریم علی طبع آبادی نے علما اہلسنت و جمہور کی عظیم دینی درس گاہ جامع
 العلوم مدینہ منورہ کی قیادت و روح ہند حاصل کیا۔

اکابر تحریک پاکستان کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اکابر تحریک پاکستان

حقوق

محمد صادق قسوی

نوری بک ڈپو، لاہور

مولوی سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی کا ذکر

مولوی سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی آپ ۱۹۱۵ء میں صوبہ سرحد کے شیرکوہاٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۳ برس کی عمر میں ابتدائی کتب کوہاٹ کے معروف عالم دین شہید رستہ پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ ان کا یہ تحریر کیا پاکستان جلد ۱ ص ۴۰۶ء از سنی تصدی۔

پھر کرام مولوی سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی شیرکوہاٹ کے رہنے والے نے ایشیاء کی عظیم ترین دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

پیر سید محمود شاہ گجراتی کا ذکر

مولوی سید سید محمود شاہ گجراتی ابن پیر سید ولایت شاہ گجراتی ۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ انہیں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولوی عبد الغفور بٹاروی نے آپ کو بڑی محنت و کاوش سے پڑھانے پھر بعد میں آپ نے مدرسہ حزب الاحناف میں داخلہ لیا اور سید ابوالبرکات اور مفتی مہر الدین آنتسابی کی تحریک پاکستان جلد انہیں ختم ہوا۔ انہوں نے صاف صاف قصور کیا۔

قارئین کرام! مولوی سید محمود شاہ گجراتی نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابوالبرکات سے بریلوی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری نے اپنے باپ مولوی ابوالحسن صاحب الوردی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی ابوالحسن سید دیدار علی شاہ صاحب امام احمد ثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری اور شیخ الاسلام قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد رفیع بٹانی سے حاصل کر کے فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔

تو مولوی سید محمود شاہ صاحب گجراتی نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے دینیات حاصل کیا۔ اور مولوی سید محمود شاہ گجراتی کے دوسرے استاد مولوی مہر الدین سے بھی تعلیم حاصل کی۔ مولوی مہر الدین نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری سے پڑھا اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری نے باپ مولوی ابوالحسن سید دیدار علی شاہ صاحب سے پڑھا اور مولوی مہر الدین نے بھی ابوالحسن سید دیدار علی شاہ صاحب الوردی بریلوی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اور مولوی ابوالحسن سید دیدار علی شاہ صاحب نے اکابر دیوبند حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری اور شیخ الاسلام قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔

حضرت مولانا محمد علی سہارنپوری کا مختصر سا تھاروق پڑھیے۔۔ حضرت مولانا محمد علی۔۔ محدث
 دارالعلوم دیوبند پڑھیں اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دینی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا
 مولانا محمد علی انصاری کے ساتھ عرض کرتے رہتے تھے آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر
 قرآن میں دینی تھے نہایت متواضع و مکرر الحمد ان اور میر جہتم تھے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کی
 خدمات و خدمات کا بڑا حصہ ہے مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔ منقول از تاریخ دارالعلوم دیوبند
 ۱۹۸۰ء حضرت گرامی یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ مظاہر علوم ضلع سہارنپور کا یہ مدرسہ ترجمانی
 کا مرکز و گہوارہ ہے۔

مولوی مفتی اعجاز ولی خان رضوی کا ذکر

مولوی مفتی اعجاز ولی خان رضوی اپنی مولوی سردار ولی خان سے مزید تعلیم حاصل کر کے مولوی محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ حیدریہ داداؤں میں حاضر ہوئے۔ اور تحصیل علوم مولوی محمد امجد علی اعظمی سے سند حاصل کی۔ جس کی تفصیل تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۶۳، اور مولوی محمد امجد علی اعظمی قادری بریلوی۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی مصنف بہار شریعت نے مولوی وحسی احمد سورتی سے علوم اسلامیہ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی وحسی احمد سورتی اکابر دیوبند امام احمد شین حضرت مولانا محمد علی سہارنوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی مفتی اعجاز ولی خان بریلوی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی بریلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری کا ذکر

مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری ابن چوہدری میراں بخش ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۳ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اور آٹھ سال تک مولوی محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ معینیہ امیر شریف سے سند فراغت حاصل کی۔ جس کی تفصیل تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۱۴، سن اشاعت ۱۹۸۳ء، اور مولوی عبدالکیم شرف قادری بریلوی میں ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی بریلوی مصنف بہار شریعت سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی محمد امجد علی اعظمی بریلوی نے مولوی وحسی احمد سورتی سے علوم دینیہ حاصل پڑھے اور مولوی وحسی احمد سورتی نے اکابر دیوبند امام احمد شین حضرت مولانا محمد علی سہارنوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری بریلوی نے مولوی محمد علی اعظمی بریلوی سے سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی سید امیر علوی اجمیری کا ذکر

مولوی سید امیر علی اجمیری ان کا لقب تلامذہ رسول چچا شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ پھر اجمیر
میں داخل ہو کر مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ محسن الدین اجمیری سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ اور اسی مدرسہ میں
تدریس فرمایا۔ تحصیل کے لئے مدد کروا کر اکابر اہلسنت ص ۲۷۷ من اشاعت ۱۹۸۷ء اور مولوی عبد الغفور شرف
سید علوی کا سنا لے فرمایا۔

چھ مہینہ تک امام مولوی سید امیر علی علوی بریلوی نے علم دینیہ حضرت مولانا محسن الدین اجمیری سے پڑھا۔
علوم دینیہ سے فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا محسن الدین اجمیری نے مولوی سید برکات احمد نوکی سے علوم
پڑھ کر فراغت حاصل کی اور مولوی سید برکات احمد نوکی نے مولوی عبد الحق خیر آبادی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند
حاصل کی اور مولوی عبد الحق خیر آبادی نے اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل حق سے علوم دینیہ پڑھ کر سند
حاصل کی اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر
حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر
فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علمائے اہلسنت و جمہور کے پیشوا اور سند ہیں۔
سیکسٹ کالجی پاور ہے کہ بریلوی مولویوں نے مولانا محسن الدین اجمیری کو اپنے اکابر میں ہرگز شمار نہیں کیا۔
ان لوگوں نے اجمیر سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف دو کتابیں تمام القول الکلیہ اور تعلیقات اواد
میں لکھیں۔

مولوی محمد اللہ امرتسری غیر مقلد عالم مناظر کا ذکر

مولوی محمد اللہ امرتسری غیر مقلد آج ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کچھ دنوں مولوی احمد علی صاحب سے تعلیم حاصل کی۔ حدیث کی کتابیں مولوی عبد المنان وزیر آبادی سے پڑھیں۔ پھر ۱۳۰۸ھ میں مولوی احمد علی صاحب سے حدیث اصول اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ کارپنڈ میں مولوی احمد حسن کارپندی سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ پھر مولوی یونس سے دانش کی فرق نہ آیا۔ منقولہ از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۹، از سید محبوب ربیع الدین صاحب تاریخ ایوبیہ ص ۱۹۸۔

مولوی محمد اللہ غیر مقلد عالم امرتسری فاضل دارالعلوم دیوبند نے علماء دیوبند اور دارالعلوم کی باریں الفاظ مدح سرائی کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں

خطاب میں مولانا حافظ عبد المنان صاحب مرحوم (الحدیث شریف) میرے شیخ الحدیث تھے اور میں مولانا محمود الحسن صاحب اور کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب (رحمت اللہ علیہم اجمعین) اور مولانا الحدیث میرے شیخ الحدیث تھے۔ فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ صفحہ ۹۳ مطبوعہ لاہور۔ الحدیث کا مذہب صوفیہ عرفان و اشاعت کیم نو مہر ص ۱۹۔ دیوبند کی سند امتحان خیر سے لئے باعث فخر میرے پاس موجود ہے۔ الحدیث کا مذہب صوفیہ عرفان۔ مدرسہ دیوبند علم و وحی کی عموماً اور مذہب عقلی خصوصاً بخود خدمت گرد رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لاہور ثنائیہ ج ۱ صفحہ ۹۳ مطبوعہ لاہور۔

قارئین کرام! مولوی محمد اللہ امرتسری غیر مقلد نے ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور غیر مقلدین حضرات مولوی محمد اللہ امرتسری کے مانتے والے اس پر فخر و فخر فرمائیں کہ ان غیر مقلدین پر کس کا فیضان ہے؟

علاوہ ازیں مولوی محمد اللہ امرتسری غیر مقلد نے مولوی احمد حسن کارپندی سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ اور مولوی احمد حسن کارپندی نے فقہ اہل امام ربانی حضرت مولانا جلیل الدین احمد انکلوچی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کیا۔ ان کا خلاصہ یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی عبد المنان وزیر آبادی غیر مقلد عالم کا ذکر

مولوی عبد المنان وزیر آبادی غیر مقلد نے حدیث کی کتاب مولانا امام مالک کا اسم المعلوم و التقریرات جید
معارف مولانا محمد قاسم صاحب نالوتوی سے چھپ کر فیضانِ دین بند حاصل کیا جس کا ثبوت۔ حافظ عبد المنان
آبادی حیاتِ شہادت آثار کے صفحہ نمبر ۷۵۔ پر ملاحظہ فرمائیں

مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد عالم کا ذکر

مفسر کتب النوال کے مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد گو جز النوال نے اپنے اساتذہ میں استاد العلماء حضرت
الافتخاری محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند و یافعی جامعہ اشرفیہ لاہور کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔
لکھنؤ میں ان کی کتاب تہذیب تہذیب الہدیۃ الحدیث کے صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

قاضی حبیب الحق پر مولیٰ کا ذکر

قاضی مولوی حبیب الحق پر مولیٰ ۱۱۲ھ کی قعدہ ۱۳۳۰ء مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء موضع پر مولیٰ تحصیل مولوی
 عبدالحق میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام قاضی محمد الحق تھا آپ نے ابتدائی تعلیم موانعہات مولائی بلوچی کوٹ
 بلوچ میں حاصل کرنے کے بعد انجیر شریف کا رخ کیا۔ وہاں دارالعلوم معینیہ علیہ السلام میں چند سال تعلیم حاصل
 کرنے کے بعد بنارس چلے گئے۔ اور پھر والد گرامی سے اسی دروہ صحت اور تفسیر قرآن کی تکمیل کی
 پر ترقی پانچ سو ۱۱۳ھ ہلدیوم احمد صوابی قصبہ۔

پھر مدرسہ مولوی قاضی حبیب الحق پر مولیٰ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جہاں سے اہل حضرت مولوی
 اور اہل بلوچی کی خدمت میں چلے گئے سید محمد حضرت مولانا معین الدین انجیری کے پاس مدرسہ معینیہ
 علیہ السلام میں انجیر شریف کا رخ کیا اور وہاں جا کر مولانا معین الدین انجیری شیخ الحدیث و فقیہ کے پاس دو کمرہ
 میں تعلیم حاصل کی۔ اور دوران تعلیم بجا رخصت چلے گئے کہ مولوی قاضی حبیب الحق پر مولیٰ نے
 حضرت مولانا معین الدین انجیری سے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولانا معین الدین انجیری نے مولوی سید برکات
 لدوی سے علوم دینیہ پڑھے۔ اور مولوی سید برکات لدوی نے مولوی عبدالحق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل
 کیے اور مولوی سید عبدالحق خیر آبادی نے اپنے والد محترم مولانا فضل الحق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ اور مولانا
 فضل الحق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ محمد القادر محدث دہلوی سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ اور
 حضرت مولانا شاہ محمد القادر محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھے کہ اسکا
 اہل علم کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علمائے اہلسنت و جمہور کے پیشوا اور سند ہیں۔

مولوی شائستہ گل کا ذکر

مولوی شائستہ گل ابن مولوی محمد علی ابن مولوی عمر دراز نے سند حدیث مولانا عبدالحق صاحب
جاسطی قیام اور قرآن مولوی تقاری حمید السلاوی ابن تقاری حمید الرحمن پانی پتی سے پڑھی۔ لکھنؤ ایک پار
۱۳۹-۱۴۰ء جلد دوم از محمد صادق قصوری۔

اکابر تحریک پاکستان کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اکابر تحریک پاکستان

(حصہ دوم)

از:
محکمہ صلاح قصوری

ناشر
نوری بکسٹو پو، لاہور

قارئین محترم! مولوی شمس الدین گیلانی نے دورہ حدیث شریف مدرسہ مولوی محمد
 حضرت مولانا عبدالحق قاسمی ایچ بی کے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضانِ اربعہ بندہ حاصل کیا اور
 حضرت مولانا قاری محمد الرحمن پانی پتی ایچ بی بندہ کے صاحبزادے مولوی قاری محمد الاسلام سے پانچویں درجہ
 مولانا عبدالحق قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ عبدالحق الہی ایچ بی الاسلام قاسمی العلوم والکلیات حضرت مولانا
 نالوتوی ایچ بی کے تلامذہ میں سے تھے۔

مولوی صابر حسین کا ذکر

مولوی صابر حسین ابن مولوی عبدالحق کی ولادت ۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء کو موضع اگوئی ضلع سیالکوٹ
 ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرتے کے بعد مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے مدرسہ
 الاحناف لاہور میں پہنچے۔ اور انجمن سے دست و فضیلت حاصل کر کے جامع مسجد نہایت المساجد العلوم والحدیث
 روڈ سے والی گوجرانوالہ میں خطیب مقرر ہوئے۔ اکابر تحریک پاکستان میں ۱۳۳ھ جلد دوم از محمد صادق قسوری
 قارئین محترم! مولوی صابر حسین خطیب مسجد روڈ سے والی گوجرانوالہ نے مولوی ابو الہی کات سے
 قادری بریلوی شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے علوم و فہم و فہم پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور
 ابو الہی کات سے سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دہار علی شاہ صاحب سے علوم و فہم و فہم پڑھ کر
 حاصل کی۔ اور مولوی ابو محمد سید دہار علی شاہ صاحب نے اکابر دہار علی شاہ امام احمد شیں حضرت مولانا احمد علی سید
 اور جمیع الاسلام قاسم العلوم والکلیات حضرت مولانا محمد قاسم نالوتوی ایچ بی بندہ سے علوم و فہم و فہم پڑھ کر
 دہار علی شاہ صاحب کیا۔ تو مولوی صابر حسین خطیب مسجد روڈ سے والی گوجرانوالہ نے فیضانِ اربعہ بندہ حاصل کیا ہے
 اس کے علاوہ استاد مولوی سید ابو محمد دہار علی شاہ صاحب پانی مدرسہ حزب الاحناف لاہور علماء و فضلاء
 شاگرد ہیں لیکن انہوں نے اس کا مقام ہے کہ مولوی صابر حسین امام و خطیب مسجد روڈ سے والی گوجرانوالہ
 سے تھے۔

مولوی عبدالصمد مقتدری کا ذکر

مولوی عبدالصمد مقتدری انیس مولوی تلام حاصل کی ولادت بدایوں کے مشہور جمیدی خاندان میں ہوئی۔
 یہی گاؤں یہ مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مولوی محبت احمد قادری مولوی مفتی حافظ بخش بدایونی و دیگر اساتذہ
 کے شاگرد ہیں فراغت حاصل کرنے کے بعد الہ آباد میں مدرسہ سے ملا کی فکری حاصل کی۔ اکانہ تحریک
 میں حصہ لیا۔ ۱۲۱۵ھ میں صادق قصبوری۔

چار سیر مجاز مولوی عبدالصمد مقتدری نے مولوی محبت احمد قادری بدایونی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور
 محبت احمد قادری بدایونی مولوی عبدالقادر بدایونی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولوی عبدالقادر بدایونی نے
 علی حق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے علوم دینیہ حضرت مولانا شاہ
 رحمہ اللہ سے حاصل کر کے قیسان حاصل کیا۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے
 مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ
 رحمہ اللہ محدث دہلوی علمائے اہلسنت و جمہور کے پیشوا اور سند ہیں۔

علامہ انیس مولوی عبدالصمد مقتدری دہلوی کے دوسرے استاد مفتی حافظ بخش بدایونی سے علوم دینیہ
 حاصل کیے۔ اور مولوی مفتی حافظ بخش بدایونی نے بھی مولوی عبدالقادر بدایونی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولوی
 عبدالقادر بدایونی نے مولانا فضل حق خیر آبادی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولانا فضل حق خیر
 آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولوی عبدالشکور شیوہ کا ذکر

مولوی عبدالشکور ابن گل محمد خان ہے آپ کی پیدائش ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۲۵ھ بمطابق جمرات شیوہ ضلع مردان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گولڑا کی مسجد سے حاصل کرنے کے بعد شیوہ ضلع مردان میں سلطان محمود درگیر ملکا کرام سے استفادہ کیا۔ فقہ قرآن و فقہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم سہارنویہ داخلہ لیا اور ۱۹۳۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔ ان کا بہتر یکہ پاکستان جلد دوم میں ۱۹۷۹ء اور محمد صادق قصبوری کا ترجمہ محمد امین مولوی عبدالشکور شیوہ ابن گل محمد خان نے ضلع سہارنویہ کی تعلیم دینی درس گاہ سے سند حاصل کیا۔ میں داخل ہو کر علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔

مولوی قاری احمد بیلی بھٹی کا ذکر

مولوی قاری احمد بیلی بھٹی ۱۹۱۱ء میں پنج مراد آباد واہدا میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام مولوی ابوبیلی بھٹی تھا۔۔۔ مولوی قاری احمد نے ابتدائی تعلیم مدرسۃ الحدیث علی بیٹ میں بیعت میں مولوی عبدالغنی بیلی بھٹی مولوی ضیاء الدین بیلی بھٹی سے حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں گولڑا شریف کا سفر اختیار کیا اور حضرت سید محمد علی صاحب گولڑوی کی خدمت حاضر ہو کر سعادت بیعت حاصل کی۔ گولڑا شریف میں قیام کے دوران مولوی صاحب کے نام پر قاری غلام رسول سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ میں مولوی و اطفال سے صرف و نحو مکمل کی۔ ۱۹۳۳ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا اور فنی کفایت اللہ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ مدرسہ امینیہ میں قیام کے دوران آپ نے مختلف علوم و فنون میں ماسٹر آف ایڈم سید دیوبند، مولانا ضیاء الدین، مولانا عبدالغفور سے بھی استفادہ کیا۔ ان کا بہتر یکہ پاکستان جلد دوم میں ۱۹۷۹ء اور محمد صادق قصبوری کا ترجمہ محمد امین مولوی قاری احمد بیلی بھٹی نے اساتذہ کا محترم تعارف پر چھپنا۔

مولوی قاری احمد علی بھٹتی نے مولوی ضیاء الدین چلی بھٹتی سے پڑھا ہے اور مولوی ضیاء الدین چلی
 مولوی امجد علی بھٹتی سے پڑھا ہے۔ اور مولوی امجد علی بھٹتی نے اکابر دہلیہ ہندو نام لکھ شین حضرت
 مولوی امجد علی بھٹتی سے علوم دینیہ پڑھا کر فیضان دہلیہ ہند حاصل کیا۔

مولوی قاری احمد علی بھٹتی نے مولوی عبدالحی چلی بھٹتی سے پڑھا ہے۔ اور مولوی عبدالحی چلی بھٹتی نے
 مولوی امجد علی بھٹتی سے پڑھا ہے اور مولوی امجد علی بھٹتی نے اکابر دہلیہ ہندو نام لکھ شین حضرت مولانا احمد علی
 بھٹتی سے علوم دینیہ پڑھا کر فیضان دہلیہ ہند حاصل کیا۔

مولوی قاری احمد علی بھٹتی نے حجاب کے نامور قاری غلام رسول سے قرأت پڑھی تو قاری غلام رسول بھی
 مولوی امجد علی بھٹتی سے پڑھا ہے۔ اور مولوی امجد علی بھٹتی نے قرأت میں بھی فیضان دہلیہ ہند حاصل کیا۔
 مولانا فضل حق خیر آبادی کے صاحبزادے مولوی افضل الحق سے مولوی قاری احمد علی بھٹتی نے صرفہ
 اور مولوی افضل الحق کی سند حاصل کی۔ اور یہ بھی فیضان دہلیہ ہند ہے۔

مولوی قاری احمد علی بھٹتی نے ترجمان مسلک دہلیہ ہند۔ امینیہ دہلی میں مفتی انجم ہند حضرت مولانا
 مولانا بھٹتی سے علوم دینیہ پڑھا کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دہلیہ ہند حاصل کیا اور ان کے علاوہ دیگر
 علماء سے بھی مولوی قاری احمد علی بھٹتی نے کتب قانون کا درس لے کر فیضان دہلیہ ہند خوب حاصل کیا۔

مولوی مصلح الدین کا ذکر

مولوی مصلح الدین ابن مولوی محمود ابن مولوی علاؤ الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب تہذیب
 اپنے والد گرامی سے پڑھ کر سند و ستان انگریز کے لئے گئے میرٹھ میں دارالعلوم الداعی الاسلام میں پڑھ کر سند فراغت حاصل
 قیام صاحب اور مدرسہ عالیہ راجپور میں تحصیل کی اور سند حاصل کی۔ اکابر تحریک پاکستان حضرت مولانا
 از محمد صادق قسوری۔

مولوی مصلح الدین بریلوی ابن مولوی محمود نے اپنے والد صاحب سے علوم دینیہ حاصل
 بعد تہذیبان مسئلہ دیوبند کا ادارہ دارالعلوم الداعی الاسلام میں میرٹھ میں داخل ہو کر علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل
 اور پھر مدرسہ عالیہ راجپور میں مزید تعلیم حاصل کی اور راجپور کے مولانا فضل حق خیر آبادی راجپوری اور مولوی جلال
 خیر آبادی راجپوری اور مولوی افضال الحق خیر آبادی راجپوری ان تمام کی سند حدیث اکابر دیوبند سے حاصل کی۔
 گویا کہ مولوی مصلح الدین نے علمائے دیوبند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے قیام دیوبند حاصل کیا۔
 نوٹ:- مولانا فضل حق خیر آبادی راجپوری نے اکابر دیوبند حضرت مولانا عبد القادر محدث دیوبند سے علوم
 پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا
 عبد القادر محدث دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دیوبند
 علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور مولانا عبد القادر خیر آبادی راجپوری اور مولوی افضال الحق خیر آبادی راجپوری
 دیوبند کی سند مولانا فضل حق خیر آبادی راجپوری ہیں۔ اور مولانا فضل حق خیر آبادی راجپوری شاہ گرامی حضرت
 مولانا شاہ عبد القادر محدث دیوبند کے۔

مولوی مشتاق احمد کانپوری کا ذکر

مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولوی احمد حسن کانپوری نے مولوی بھی احمد سورتی سے پڑھا۔ مولوی بھی احمد سورتی نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے پڑھا ہے جو علامہ دیوبند کے اکابر میں سے مولوی مشتاق احمد نے مولوی محمد سعید اللہ کانپوری و شبلی سے پڑھا ہے اور مولوی محمد سعید اللہ کانپوری پنجابی ہیں احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔

امام مولوی احمد حسن کانپوری نے کتب فتون مولوی لطف اللہ علی گڑھی سے پڑھیں اور مولوی لطف اللہ علی لے علوم دینیہ مفتی عنایت احمد کانپوری سے پڑھے ہیں اور مفتی عنایت احمد کانپوری نے علوم دینیہ کی سند مولانا شاہ احمد الحق محدث دہلوی سے حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ احمد الحق محدث دہلوی نے مولانا شاہ محمد دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ محمد العزیز محدث دہلوی محدث دیوبند کے چچو اور سند ہیں۔ اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب احادیث کا درس حضرت مولانا والکھنی پانی پتی دیوبندی سے بھی لیا اور سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی مات بریں نے فلسفہ دیوبند کے مدرسہ فقیہ عام کانپور میں پڑھاتے رہے تو یہ سب فیضانِ دیوبند ہے۔ کہ جس مشتاق احمد کانپوری نے بھی حاصل کیا۔

مولوی مشتاق احمد کانپوری کا تعلیمی سلسلہ مزید دیکھنے کے لئے تذکرہ علماء دیوبند کانپور ص ۲۳۱-۲۳۲
نورانی کا ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی محمد غلام جان قادری رضوی کا ذکر

۱) اسم گرامی محمد غلام جان ابن النعمانی بن محمد عالم کبیر، المتکلم نقیب فقہ دوراں تھا۔ مفتی نے ابتدائی کتابیں اپنے والد محرم سے پڑھیں۔ صرف و نحو کی تکمیل حوالہ (بزار) و (بخاری) (یکمیل) اور کتب کتبہ پر اپنے مرکز سے کی۔ کجرات کے موضع اچھی سے مقولات و مقولات کی کچھ کتابیں مولوی غلام پڑھیں، ریاضی اور مقولات کی انتہائی کتابیں علامہ برکات احمد ٹوکی شاگرد رشید علامہ فضل حق خیر آبادی سے مولانا سلامت اللہ رام پوری کے سامنے ذوالادب طے کیا۔

۱۳۳۳ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور میں درجہ تکمیل حاصل کیا۔ موقوف الزمہ کردہ علامہ ابلسنت و جہاد اور ۱۳۳۴ھ میں پیر زادہ اقبال اللہ قادری (پیر) اور ناشر کتبہ ثوبیہ شیخ بخش رسول (مدرسہ)

مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی کے اساتذہ کا تعارف

(۱) مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے مولانا غلام رسول دیوبندی بمقام اچھی شائع کجرات سے سنا اور مقولات کی کتب پڑھیں۔ (۲) مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے ریاضی اور مقولات کی کتب مولانا برکات احمد ٹوکی شاگرد رشید مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھیں، اور مولانا فضل حق خیر آبادی سے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دیوبندی سے علوم و بیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا عبداللہ محدث دیوبندی نے حضرت مولانا شاہ عبدالاحرز محدث دیوبندی سے علوم و بیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالاحرز محدث دیوبندی علامہ ابلسنت و جہاد کے بیٹے اور سند ہیں۔

(۳) مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے مولانا سلامت اللہ رام پوری کے سامنے محلی ذوالادب سے اور ۱۳۳۳ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور میں درجہ تکمیل کیا تو مولانا سلامت اللہ رام پوری کی سند بھی علامہ ابلسنت و جہاد سے جاملی ہے۔ گویا کہ مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے مولانا غلام رسول اچھی شائع کجرات سے برکات احمد ٹوکی شاگرد رشید مولانا فضل حق خیر آبادی سے علوم و بیہ حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

علی محمد نامہ بیان قادری رضوی بریلوی کا سہ ۱۱ سناست اللہ رام پوری کے رہنے والے اور سادہ بے گناہ
 تھے۔ یہ ایک مہاجر تھے۔ اللہ رام پوری کی سندھی علماء اہلسنت وایمان کی پیشوائی سے جالقی ہے۔
 - ہانہ قادری رضوی بریلوی نے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد حسب ان پر حق تعالیٰ کی طرف
 سے آیتوں میں نے انھیں سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مدرسہ مظاہر علوم بریلی شریف میں آٹھ
 لیا تو وہاں پر انھوں نے مولوی غلام الرحمن قادری رام پوری سے اسباق حدیث چھ کر فارغ التحصیل ہو
 ان کے مدرسہ مظاہر علوم بریلی میں ہی مدرس مقرر ہو گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جالقی ہے انھیں سے مولوی غلام الرحمن قادری رام پوری بریلوی کی بھی سند حدیث
 سنا اور ان کے پیشوا سے جالقی ہے انھیں سے مولوی احمد رضا خان بریلوی المدائن کے والد مولوی تقی علی
 سند حدیث کی سند یہ گزشتہ میں ملتی ہے۔

مولانا ابوالحسن علیہ السلام سے جالقی ہے انھیں سے مولوی غلام الرحمن رام پوری کا نام مولوی غلام الرحمن

مولوی صوفی غلام حسین گوجروی کا ذکر

مولوی صوفی غلام حسین گوجروی صوفی مجددین رہداسی کے لائق و نامور فرزند تھے۔ وہ اس مدرسہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت سید جماعت علی شاہ لاٹالی کے مرید تھے علماء کے مجلس میں بیٹھتے تھے ایک عالم دین بنانا چاہتے تھے۔ صوفی غلام حسین نے ابتدائی تعلیم رہداس میں طبع کرداس پور میں حاصل کی۔ پایا تاکہ گورنمنٹ پور میں مولوی محمد اشرف چشتی سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۳۳ء میں مولوی محمد علی لاہوری کے مدرسہ میں داخل ہوئے ابتدائی کتابیں مولوی مہر الدین سے پڑھیں۔ فارسی ادب میں کچھ دستاویز پائی کی فنی کتابیں حزب الاحناف لاہور میں پڑھیں۔ مولوی غلام نیما صاحب سے خصوصی مطالعہ کیا اور ایک عالم بن کر نکلے۔ ۱۹۳۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے کے بعد رہداس میں مدرسہ جاری کیا۔ جس میں اپنے استاد غلام نیما کو صدر مدرس بنایا۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان آئے گوجرا کو اپنا مسکن بنا کر ایک دارالعلوم قائم کیا۔ تھانہ کرو علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۳۵ مؤلف سید زاہد اقبال احمد فاروقی ایم اے لاہور شریک تھے۔

قارئین کرام، مولوی صوفی غلام حسین گوجروی ریوی کا سلسلہ تعلیم کو بریلوی علماء نے اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ بریلوی مؤلف کی مندرجہ بالا تحریر کے مطابق مولوی صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی سے مولوی محمد بخش ملوئی کے مدرسہ میں ابتدائی کتابیں مولوی مہر الدین سے پڑھیں۔ فارسی ادب کا کچھ مطالعہ کیا اور ایک کتابیں مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور مولوی غلام نیما صاحب سے دستاویز خصوصی مطالعہ کیا۔

مولوی محمد مہر الدین کا ذکر

مولوی محمد مہر الدین ولد چوہدری، اہلین دین (۱۹۰۱ء) میں موضع خاندہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھرانے میں ہی پائی۔ کئی برس پڑھنے کے بعد آپ کو کوئٹہ والوں میں مولوی صاحب اور مولوی محمد ابراہیم صاحب کے درمیان میں داخلہ لینے کا موقع ملا۔ ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد لاہور میں دارالعلوم فتحیہ امجدیہ میں داخل ہوئے مگر یہاں پر بھی کتابیں پڑھائی تھیں تو آپ جلد مدرسہ کمریہ میں رہ کر چلے جہاں حکیم محمد عبداللہ مولوی احمد بخش مرحوم سے قدوری، ہدایہ الخو تک کتابیں پڑھیں۔ سال بعد آپ لاہور مدرسہ فتحیہ میں داخل ہوئے اور مولانا محمد چرخ صاحب مولوی محمد ابراہیم صاحب اور سید حبیب اللہ صاحب سے فقہ اور منطق کا مطالعہ کیا اس مدرسہ میں تقریباً بیس سال تک رہے اور پڑھنے سے فارغ ہو کر مدرسہ دارالعلوم برہم ہو گیا تو آپ نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے معقولات، سہائی اور فقہ کی انتہائی کتابیں پڑھیں تو آپ کے عرصہ میں وہ تمام کتابیں پڑھ گئے جو ایک عالم دین کے لئے ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ ان کے بعد انجمن حزب الاحناف نے دارالعلوم فتحیہ کیا تو آپ اولین شاگردوں میں تھے مولوی دیدہ علی شاہ اور محمد مولوی ابوالبرکات سید احمد قدوری کے سامنے ڈانٹے اوب بٹے کیا اور اس طرح آپ ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء تک ہو کر دستار فضیلت حاصل کی پھر اسی دارالعلوم میں معلم کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔

(مفتوحی الزکوة کرد و علاء اہل سنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷)

قارئین محترم! مولوی محمد مہر الدین بریلوی کے اساتذہ کا تحارف پڑھئے۔

- (۱) مولوی محمد مہر الدین بریلوی کے اساتذہ مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند، مانگن گوچر والوں۔
- (۲) مولوی محمد مہر الدین بریلوی نے امجدیہ لاہور کے مدرسہ فتحیہ میں پڑائی کتابیں پڑھیں مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور کے مدرسہ کمریہ میں قدوری، ہدایہ الخو تک کتابیں پڑھیں ایک سال بعد پھر آپ لاہور مدرسہ فتحیہ میں داخل ہوئے آپ نے علوم دینیہ حاصل کئے آپ نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے معقولات، سہائی اور جمہ فقہ کی انتہائی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے چھ سال کے عرصہ میں وہ تمام علوم حاصل کیے۔

حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی کا ذکر

حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی والد کا نام حاجی مولوی شاہ محمد مقام پیر ایش موضع راجہ جی تحصیل جھنگ ضلع
(متحدہ کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک اپنے چھوٹے بھائی حافظ احمد بن محمد علی گھر سے لکھتے تھے۔
(۱۹۳۸ء) میں مولوی محمد بخش علوی کے درس میں داخلہ لیا۔ ابتدائی کتابیں مولوی میر الدین سے پڑھیں۔
دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف داخل ہوئے یہاں سے ۱۹۴۵ء میں دستارفضیات حاصل کی۔
فقہ قول الزہد، گزشتہ، اہلسنت وجماعت اور صفحہ ۳۳۸ مؤلف میرزا ابو اقبال احمد قادری ایام دہائے ملبورہ
کا ترجمین مستتر حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی بریلوی کا حصول تعلیم یوں ہے کہ حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی
بریلوی نے مولوی میر الدین سے پڑھا ہے اور مولوی میر الدین صاحب نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری سے
پڑھا ہے اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب اولی
بریلوی سے پڑھا ہے اور مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی نے امام محمد شین حضرت مولانا محمد
سہارنپوری دیوبندی اور تیسرا الاسلام قاسم العلوم والتجربات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے پڑھا کر سند فراغت
پڑھا کر سند فراغت حاصل کی تو یہ فیضانِ دیوبند ہے۔ جس کا ثبوت ماہنامہ ارشد مولانا دارالعلوم دیوبند کے
صفحہ ۸ سے کے حوالہ سے گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی غلام علی اشرفی اکاڑوی کا ذکر

مولوی غلام علی زکریا اشرفی اکاڑوی آپ موضوع بیانیاں نواز دار مولوی ضلع گجرات کے ایک عہد دوست بریلی صدر سکے واسے کوچہ گھرانے میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ عربی کی کتابوں کی تعلیم کے لئے آپ جالندھر کے دارالعلوم عربیہ کراچیہ خطیب میں داخل ہوئے اس دارالعلوم میں ان دنوں استاد احمد اور مولوی محمد عبدالحق صاحب صدر مدرس تھے۔ آپ صدر مدرس کی خصوصی توجہ کی بنا پر علمی منازل طے کرتے گئے۔ ان بعد میں ان دنوں مولوی عبداللہ صاحب شہزی صاحبہ عبدالحمید گورکھ پوری بھی پڑھانے تھے ۱۹۳۹ء میں فارغ التحصیل ہو کر جامع مسجد ہوشیار پور میں خطیب مقرر ہوئے ان دنوں صدر دارالافتاء سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے ایک لائق شاگرد حکیم غلام حسین دہلوی ہوشیار پور میں تشریف لائے۔ آپ نے اس جوہر قابل کو دیکھا۔ تو فارسی ادب کی کتابوں کو از سر نو پڑھایا جاتھوئی دارالعلوم جامعہ نعیمیہ میں داخل ہونے کا مشورہ دیا تاہم ۱۹۴۰ء میں اقامت خطابت ساری باندیاں کا ذکر کیا۔ سرحدیہ مراو آباد کے قاعدہ دہلی صنف میں ملا بیٹھے اور علوم دینیہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے لگے ان دنوں اشرفی اکاڑوی دارالعلوم میں مفتی احمد یار خان نعیمی مولوی محمد رفیق الدین اور مولوی محمد عمر نعیمی کے تدریسی عملہ میں شامل تھے۔ چنانچہ آپ نے ان قابل قدر تہذیبوں سے "مقالات و مقالات حاصل کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد قسطنطنیہ آباد میں ہی حضرت کچھوچھوئی کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ (مستقل از تذکرہ علامہ اہلسنت و جماعت دارالعلوم جامعہ نعیمیہ ص ۳۰ مؤلف میرزا ادوا اقبال احمد غازی اجم واسے مطبوعہ لاہور۔)

تقریباً ۱۹۴۰ء میں مولوی غلام علی اشرفی اکاڑوی بریلی کے حصول تعلیم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں (۱) بریلی دارالعلوم اشرفی اکاڑوی بریلی نے تعلیم مولوی غلام حسین بریلی سے چھٹا۔ تاہم مولوی حکیم غلام حسین بریلی سے نہ تو مولوی محمد امجد علی انتظاری رضوی بریلی سے چھٹا اور مولوی محمد امجد علی انتظاری رضوی بریلی نے مولوی وحسی

امام سورتی سے پاس ہوا مولوی وحی احمد سورتی نے امام احمد شہین حضرت مولانا احمد علی بہار لکھنؤ کی بیوی ہندی
 ہے۔ قریب فیضان دیوبند ہے۔

(۲) مولوی غلام اشرف علی اکاوی بریلوی نے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مفتی احمد یار خاں خاں جہاں پوری
 بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مفتی احمد یار خاں نعیمی دہلوی گجراتی بریلوی نے کچھ عرصہ مولوی سید محمد
 مراد آبادی سے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں پڑھا۔ پھر مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے علم سے امام
 مدرس مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ تو مولوی مشتاق احمد کانپوری یہ شاگرد ہیں مولوی
 سعید احمد کانپوری کے تو مولوی سعید احمد کانپوری یہ شاگرد ہیں مولوی احمد حسن کانپوری کے تو مولوی احمد حسن کانپوری
 یہ شاگرد ہیں فقید اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے تو مولوی غلام علی اشرفی اکاوی بریلوی کے
 احمد یار خاں نعیمی دہلوی گجراتی بریلوی کے پاس پڑھا ہے فیضان دیوبند ہے کیونکہ مفتی احمد یار خاں نعیمی
 گجراتی بریلوی نے علامہ اہلسنت دیوبند کے شاگردوں سے پڑھا ہے اور ابتدائی تعلیم بھی مدرسہ اسلامیہ دیوبند
 علی گڑھ میں چار سال تک حاصل کی بریلوی مفتی صاحب نے علامہ اہلسنت دیوبند کے مدرسے سے علوم دینیہ حاصل
 کرنا یہ فیضان دیوبند میں تو اور کیا ہے۔

(۳) مولوی غلام اشرف علی اکاوی بریلوی نے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مولوی محمد عرفی بریلوی سے پڑھا
 مولوی محمد عرفی بریلوی نے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سے پڑھا ہے تو مولوی
 سید محمد نعیم الدین بریلوی نے مولوی سید گل محمد صاحب سے پڑھا کہ سند فراغت حاصل کی تو مولوی سید گل محمد
 دینیہ کی سند علامہ اہلسنت دیوبند کے پیشوا سے جاتی ہے تو اس کا لالہ سے بھی مولوی غلام اشرف علی اکاوی بریلوی
 علامہ اہلسنت دیوبند کے شاگردوں کے شاگرد ہیں تو یہ فیضان دیوبند ہے۔

قرآن کہ مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے اپنے عزیز و مرشد المصنف سے مولوی احمد رضا خاں بریلوی
 سے سوائے خلافت کے علوم دینیہ ہرگز حاصل نہیں کئے۔

مولوی محمد سعید رواتی خلیفہ حضرت شیخ صاحب گولڑہ شریف کا ذکر

مولوی محمد سعید بن مولوی محمد شلیخ بن مولوی چراغ دین بن سادہ فضل دین موضع روایت تحصیل مری ضلع

سواتی میں ۱۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔

مولوی محمد سعید نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی اس کے بعد موضع مری میں تحصیل مری (آزاد کشمیر) کے

مدرسہ نیا زعفرانی میں اساتیب سے صرف و نحو کی کتابیں پڑھیں۔ یہاں تک کہ اس کے ایک عالم سے جو تین تین کی

دینی کی وجہ سے معروف تھے اور طلباء میں مولوی تھے انہیں کے حرف سے پھر سے پائے تھے علمی استفادہ کیا۔ یہ

پھر ان کے صاحبزادے کے سامنے آئے انہوں نے تعلیم سے کیا کیا جو مری میں علی شاہ صاحب گولڑہ میں سے استفادہ کیا

اور ان کے دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور پھر سال میں علوم مروجہ کی تکمیل کی ۱۳۲۲ھ میں ۱۹۰۳ء میں شیخ الہند مولانا محمود حسن

دہلوی سے چار سالہ دستار فضیلت حاصل کی مولوی محمد سعید تحصیل مری میں پہلے شخص تھے جنہیں فاضل دیوبند

سے کا اعزاز حاصل تھا (محققین از تذکرہ علماء پنجاب جلد دوم ص ۹۷ مولف اختر رامی ضلع سواتی)۔

چار سالہ دستار اعالیہ گولڑہ شریف کے حضرت شیخ سعید مری علی شاہ صاحب گولڑہ دینی کے خلیفہ جناب

علی محمد سعید رواتی تحصیل مری ضلع راوی پندی نے کچھ عرصہ حضرت شیخ سعید مری علی شاہ صاحب گولڑہ دینی سے علمی

استفادہ کیا پھر آخر پڑھ گیا وہی تعلیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی

سے استفادہ کرتے ہوئے شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

دارالعلوم دیوبند میں مولوی محمد سعید رواتی کے استاذ وچ و مرشد حضرت شیخ سعید مری علی شاہ صاحب گولڑہ دینی نے بھی

ان کے شیخ حضرت مولانا احمد علی بہار پندی دیوبندی سے دارالعلوم دیوبند شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے

میں شامل کیا۔ تو گویا شیخ و مرید دونوں نے فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔

مولوی محبت النبی کا ذکر

مولوی محبت النبی بن مولوی احمد الدین بن امیر مزارقہ ۱۳۱۵ھ سے ۱۳۹۹ھ میں خلیفہ احمد رضا کے مدرسے میں پیر ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد مولوی احمد الدین سے حاصل کی۔ بعد ازاں کے معروف عالم تھے۔ صرف و نحو کی بعض کتابیں مولوی نواب علی بزاروی سے پڑھیں اور علمی تعلیم کے لئے دہلی گئے۔ وہ دارالحدیث مدرسہ پیر میں پڑھتے تھے۔ آخر میں مدرسہ ملیہ، بمبیر میں مولوی مشتاق احمد کانپوری سے استفادہ کے لئے مقرر ہوئے۔ ان سے تفسیر شریعت، عقیدہ، انکشاف، پڑھے انہوں نے جو مرملی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ پڑھتے تھے ان سے شیخ الاسلام ابن عربی (مر ۶۳۸ھ) کی فتوحات مکیہ اور فلسفہ میں احکام کا درسی لیا۔

(مستوفی از تذکرہ علماء پنجاب جلد دوم ص ۵۸۸ مؤلف اختر راسی مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام مولوی محبت النبی بڑی علمی وادبی زندگی کتابیں آستانہ عالیہ بمبیر شریعت کے مدرسہ معینیہ میں مولوی مشتاق احمد کانپوری سے پڑھیں۔ اور مولوی مشتاق احمد

شاگرد ہیں مولوی محمد عبید اللہ کانپوری کے اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری یہ شاگرد ہیں مولوی احمد حسن کانپوری کے مولوی احمد حسن کانپوری یہ شاگرد ہیں فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے مولوی احمد حسن کانپوری نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی کے فیضانِ دین بلکہ حاصل کیا۔ نیز مولوی محبت النبی نے حضرت سید مرملی شاہ صاحب گولڑوی سے بھی پڑھا تو حضرت سید مرملی شاہ گولڑوی نے امام احمد شین حضرت مولانا احمد علی سہانپوری سے پڑھا کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ مولانا مولوی محبت النبی کا مولوی مشتاق احمد کانپوری اور حضرت سید مرملی شاہ صاحب گولڑوی سے حصول تعلیم یہ علم اہلسنت والجماعت کا فیضان ہے۔

علاوہ ازیں مولوی محبت النبی مدرسہ عالیہ فتح پور، دہلی میں بھی زید تعلیم ہے تو یہ بات بھی تو مدرسہ عالیہ فتح پور کی والوں کی سند حدیث بھی علماء اہلسنت والجماعت کے پیشوا سے جاتی ہے۔

مولوی باغ علی نسیم کا ذکر

مولوی باغ علی نسیم آپ مہنوی محمد نبی بخش ملوئی کے مرید شاعر و اور سچے باطنی ہیں۔ آپ اپنے جہ
 کے مدرسے میں پڑھتے ہیں۔ آپ کے مدرسہ مکتبہ اور کتب خانہ کے مہتمم و منتظم ہیں۔ آپ ۱۹۲۵ء میں
 کے ضلع راجہ کے ایک گاؤں پدی میں ایک زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے والد چوہدری۔ ابوب الدین
 مہنوی نبی بخش ملوئی کے مرید خاص تھے مولانا ریاست میں جاتے تو آپ کے ہاں قیام فرماتے مولوی باغ
 صاحب نے سال ۱۹۳۳ء میں علم دین کی تحصیل میں لاہور پہنچے مولانا کے مدرسے میں داخلہ لیا
 ہے آپ کو فارسی و ریاضیات خود پڑھا نہیں۔ مثنوی مولانا (روم سہق سوتا چڑھی) مثنوی رومی و ہر سب تذکرہ
 جمعیہ تھے (انہی دنوں حضرت مولانا ناصر الدین صاحب نے مسجد میں تمام علم کیا پڑھا شریعہ کیا تو مولوی
 باغ صاحب ان لوگوں میں شامل ہوئے۔ تھے جنہوں نے ان کے ادب سے کیا صرف و نحو کا مطالعہ کیا
 ہے۔ میں دارالعلوم حجاز الانصاف میں داخل ہوئے۔ استاد العلماء ابو بکر کات سید احمد قادری صاحب سے حدیث
 ۱۹۳۶ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ (منقول الذکر علماء اہلسنت و جماعت لاہور میں ۳۵۴ مؤلف
 اہل اقبال امداد روقی المحب سے لاہور مشہور لاہور)

مولوی باغ علی نسیم ریلوی نے دورہ حدیث شریف مدرسہ حزب الانصاف لاہور میں مولوی
 سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوبکر کات سید احمد قادری بریلوی نے دورہ حدیث اپنے
 مولوی سید عبدالرحمن شہ صاحب انوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوبکر سید عبدالرحمن شہ صاحب
 انوری نے دورہ حدیث شریف امام محمد شہن حضرت مولانا سہارنپوری و یونانی اور جیہ الاسلام قاسم العلوم
 صاحب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے پڑھا ہے۔ جس کا ثبوت ملا محمد فرما بھیں۔

مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی کا اقرار

مولانا استاد دارالکس المجد شمس الدین مولانا محمد قاسم صاحب مفسر حضرت مولانا احمد علی صاحب
مفسر حضرت سہارن پوری کے فتویٰ ہجو یہ سہ لاکھ تیرہ سو کی نقل زمان طالب علم میں کی ہوگی ہجرت کے لئے
ہے۔ تحقیق السائل صفحہ ۳۱۳ مطبوعہ لاہور پر غلط ہے ایسا لاہور طبع ثانی ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۷ء
لاہور کراچی اور العلوم یونیورسٹی فیروز کوٹہ ۸۰ کے سن اشاعت فردوسی و تاریخ (۱۹۷۶ء)

نوٹ۔ امام المحدثین حضرت مولانا مبارک پوریؒ اور ترجمان مسلک علما و محدثین کے علامہ مولانا شمس الدین عظیمیؒ نے بھی تصدیق فرماتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کا ذریعہ معاش پر لیس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ ساتھ انہوں نے انہی دولت سے بھی مال کیا تھا غریب اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے آخر عمر میں مدد و عطیہ سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔ نہایت متواضع متواضع منکر المزاج میر تقی عثمانی سے مدد و عطیہ سہارنپور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے۔ مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔

مستقر التاریخ دار العلوم یونیورسٹی کے ۱۳ افسر محبہ رضوی سن اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۸ء
حضرات گرامی یہ بات غلطی و التعلیم جو تھی کہ امام احمد عین حضرت مولانا احمد علی سیالپوری کے
مظاہر علوم سیالپوری کے ہے پٹا واد سے اس خدمت کی۔

مولوی عبدالغفور ہزاروی کا ذکر

مولوی عبدالغفور ہزاروی کے والد کا نام گرامی عبدالحمید الدین محمد عالم تھا۔ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۰۱ء میں یہ انہوں نے عربی فارسی کی کتابیں کافی تک اپنے والد سے پڑھیں، وہ اہل فاضل مہارک، جمہوریہ کے شہر و آفاق مولوی احمد دین اور ان کے صاحبزادے مولوی محبت الہی کیل چور کے موضع بھوئی میں رہا۔ مولوی یار محمد، بنڈیالوی سے قصبہ بندیاں سرگودھا میں پڑھی باقی علوم مولوی قصبہ الدین سے حاصل کئے۔ آپ علامہ رحمت کی تحصیل کے لئے دہلی کے دارالعلوم فتح پور میں داخل ہوئے۔ وہاں قسلی دار علی شریف کے مدرسہ شکر اسلام میں پچھنے اور صحاح ستہ مولوی شاہ حامد رضا خاں ابن مولوی انیسر سے پڑھیں۔ آپ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد بریلی کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔

پڑھا کر وہاں رہا۔ ۱۹۰۳ء میں ۳۹۲ مولف جرنل ادوا قبال الدہ فاروقی انیم۔ اے مطبوعہ لاہور) دارالام۔ (۱) مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلی نے کتب فنون مولوی احمد دین کے صاحبزادے مولوی محبت الہی میں اور مولوی محبت الہی نے مدرسہ فتح پور دہلی سے تعلیم حاصل کی جن کے علماء دیوبند کے ساتھ گھر دارالاحکامات تھے ان کے علاوہ مولوی محبت الہی نے مدرسہ معینیہ امیر شریف میں مولوی مشتاق احمد سے پڑھا ہے۔ اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد سعید اللہ کانپوری سے پڑھا ہے، اور مولوی محمد کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے۔

مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلی نے مولوی یار محمد، بنڈیالوی سے قصبہ بندیاں سرگودھا میں پڑھا ہے اور مولوی یار محمد بنڈیالوی نے ایک روایت کے مطابق مولوی بدایت اللہ جو پوری سے پڑھا ہے تو مولوی بدایت اللہ کے مولوی فضل حق خیر آبادی سے پڑھا ہے تو مولوی فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر قادری سے پڑھا ہے تو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ قادری سے پڑھا ہے۔ حضرت مولانا شاہ امیر محمد

دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی علماء دینیہ کے
سند ہیں۔

(۳۰) مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی نے مولوی محبت الہی بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی محبت الہی
حضرت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے پڑھا ہے تو حضرت سید میر علی شاہ صاحب گولڑوی
الحمد عین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دوج پتھری سے پڑھا ہے۔

(۳۱) مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی نے مولوی قطب الدین غورخشتی سے کتب فنون پڑھی ہے تو
الدین غورخشتی فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے شاگرد ہے جس کا ثبوت اس کی
جلد دوم صفحہ ۸۳۰ الف آخر راہی مطبوعہ لاہور۔

(۳۲) مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی کی مدرسہ چھپرہ علی میں اس لئے قسطنطنیہ گئے کہ وہ علماء دینیہ
دہرا گئے والے کو حضرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسلئے مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی اہل علم
کو ناپسند کرتے ہوئے آستان عالیہ بریلی شریف کفر کے ہائی کورٹ میں تحریک لے گئے یہاں اہل علم
کرنے میں شاباش ملتی ہوا اسلئے مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی نے مدرسہ منتظر اسلام بریلی تھوڑے
ہو کر مولوی حامد رضا خاں بریلوی سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کر پھر وہیں پر مدرسہ منتظر
ثبوت۔ مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی نے مولوی محبت الہی بریلوی اور مولوی یار محمد بکریا لوی بریلی اور
قطب الدین غورخشتی بریلوی وغیرہ سے علوم دینیہ پڑھے ہیں تو انہوں نے علماء دوج بند کے شاگردوں سے
توبہ فیضان دیوانہ نہیں تو اور کیا ہے مولوی عبد الغفور بزاروی بریلوی نے صرف دورہ حدیث مولوی
بریلوی سے بریلی شریف میں پڑھا ہے بقیہ علماء دینیہ علماء دوج بند کے شاگردوں سے پڑھے ہیں۔

مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں کا ذکر

مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں کے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں والد گرامی مشہور عالم دین مولوی صاحب وقت کے جید فاضل تھے آپ کی تربیت خصوصی طور پر علمی ماحول میں ہوئی ابتدائی علوم والد محترم صاحب کے ۱۹۳۳ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور علامہ ابو البرکات کے شاگرد بن گئے۔ مفتوح الزمیر علامہ اہل سنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۶۳ مؤلف پیر زادہ علامہ ربیع امین لاہور مطبوعہ لاہور۔

قدیم محترم مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے مدرس حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور ان کے شاگرد بن گئے۔ مولوی ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے شاگرد مولوی ابو محمد سید دیہی اہل شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابو محمد سید دیہی اہل شاہ صاحب الوری نے امام احمد شین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری اور تاج الاسلام قاسم العلوم والکلیات حضرت مولانا محمد قاسم قاسم قاسم قاسم سے پڑھا ہے۔

۱۱۵۷ھ ۱۷۴۳ء میں احمد شین استاذ مولانا احمد قاسم صاحب مفتوح حضرت مولانا صاحب مرحوم مفتوح محدث سہارنپوری کے فتویٰ اور یہ سوالات غرض کے نقل زبان طالب علمی میں کی گئے ہیں موجود ہے (تحقیق المناہل صفحہ ۳۱۳-۳۱۴ مطبوعہ لاہور پرشنگ پریس لاہور ضلع غازی آباد) مولانا احمد شین لاہور کا دارالعلوم دیوبند قسطنطنیہ کے مفتوح مولانا احمد شین

موجود ہے کہ مولوی ابو محمد سید دیہی اہل شاہ صاحب الوری بریلوی نے حضرت مولانا احمد شین مفتوح مولانا احمد شین سے بھی پڑھا ہے۔

قمار میں محترم مولوی احمد سید مرے اہل حق و صالح اور بی بی مولوی کے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن
 سے بڑے علاقے اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن کی مراد آبادی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محمد
 شاگرد ہیں تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محمد دہلوی علما و عیونہ کے بیٹا اور سند ہیں حضرت
 عبدالعزیز محمد دہلوی کے وفات کے بعد پھر حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن کی مراد آبادی دہلی کے
 مولانا شاہ محمد اسحاق محمد دہلوی سے رشتہ ہو گئے تو حضرات گرامی یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ حضرت
 اسحاق محمد دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محمد دہلوی سے علوم دینیہ پر کھڑے کر سند فراموش نہ
 کہ مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں علما و اہلسنت و عیونہ کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ تو یہ فیضان دین ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، علماء دہلی کے پیشوا اور مجدد ہیں۔ آپ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلی کے
 گئے تو پھر حضرت مولانا فضل الرحمن کچھ مراد آبادی دہلی گئے تو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے بیعت
 اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی سے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد بن گئے۔
 غلام دین نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی
 نے اپنے باپ مولوی ابوالکلام سید دہار علی شاہ صاحب اورنی بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوالکلام سید دہار علی
 صاحب الوردی بریلوی نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے۔ تو مولوی غلام دین نے علماء دیوبند کے مشائخ
 سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مفتی محمد حسین نعیمی لاہوری کا ذکر

وہیں بھی لاہوری پائی ہر سنجیدہ لاہوری ۱۹۲۳ء میں سنجیل خلیع مراد آباد آیا انڈیا میں بچے اپنے نے والد کرم مراد آباد میں مراد سنجیل کے ایک ممتاز تاجر تھے ۱۹۳۳ء میں ہر سنجیدہ مراد آباد میں داخل ہوئے دو سال میں ان کی عمر پندرہ سال میں ورکنگ لائی پرمیور حاصل کیا۔ مشغول ارتداد کرو علماء اہلسنت وجماعت لاہور میں رہے۔ اور اقبال اہل فقاہ و حق ائمہ اسے لاہور میں لاہور

میر محمد علی محمد حسین نجفی آبادی بریلوی نے مولوی سید محمد نجیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ حضرت بریلوی
فیہ مراد آبادی علوم و دینیہ پر کچھ کتب تصنیف فرماتے حاصل کی۔ تو مولوی سید محمد نجیم الدین مراد آبادی نے علماء
کے مدد سے علوم و دینیہ حاصل کئے اور مولوی سید گل محمد صاحب سے تصنیف فرماتے حاصل کی۔ اور مولوی سید
محمد صاحب کی تصنیف سے علماء دیوبند سے حاصل کی ہے تو یہ فیضان دیوبند ہے۔

عالم اس کی جیسے مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے ذکر میں گزرتی ہے وہاں یہ ملاحظہ فرمائیں۔

مساوی محمد فضل کوٹلوی کا ذکر

مولوی محمد افضل کوٹلوی آپ ۱۹۳۱ء میں کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۹ء میں ان کے تیسرے صاحبزادے کیساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے مدرسہ رشیدیہ میں داخل ہوئے جس کے دینی علوم پر عبور حاصل کیا۔ مدرسہ قادریہ کے قیام کے بعد سند فرائض حاصل کی، فتویٰ اور تدریس کے علاوہ ایسٹ و جماعت لاہور میں مولانا محمد رفیع زادہ اقبال احمد قادری رومی اہم رہے۔ لاہور مطبوعہ لاہور۔

اسکا یہ مختصر مہم مولوی محمد افضل کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نے مولوی سردار احمد فیصل آبادی سے چاہا ہے تو مولوی
احمد فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی انجمی رضوی بہیلوی سے چاہا ہے تو مولوی محمد امجد علی انجمی رضوی
بہیلوی نے مولوی وحسی احمد سورتی سے چاہا ہے تو مولوی وحسی احمد سورتی نے امام المجد عین حضرت مولانا احمد علی ہاشمی
کراچی دہلوی سے رابطہ کر فیضان حاصل کیا۔ تو مولوی محمد افضل کوٹلی بہیلوی کی تعلیم فیضان دیوبند ہے۔

مولوی نور الدین بھٹوی نے مولوی فتح محمد بھٹو تقری سے پڑھا ہے۔ مولوی نور الدین بھٹو تقری سے حضرت مولانا
 صاحبی صاحبی کی ایوانہ بندی سے دور ہو کر حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضانِ دیوبند حاصل کیا تو مولوی نور الدین
 بھٹو تقری نے بھی علماء دیوبند کے شاگردوں سے پڑھ کر فیضانِ دیوبند حاصل کیا۔ (۳) مولوی نور الدین بھٹو تقری
 مولانا صاحبی صاحبی کے دربار میں ۱۱۱۱ھ میں داخل ہو کر مولوی سید محمد بھٹو تقری شاہ صاحبی الہوی کے مولوی
 مولانا صاحبی صاحبی کے قریب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو مولوی ابو محمد سید بھٹو تقری شاہ صاحبی الہوی نے امام لکھ
 بھٹو تقری کے مولانا صاحبی صاحبی اور جیدہ ۱۱۱۱ھ میں مولانا صاحبی صاحبی نے حضرت مولانا صاحبی صاحبی کا نام مولانا بھٹو تقری سے پڑھ کر
 سند فراغت حاصل کی۔ جس کو کائنات گذشتہ اوراق پر گزرا چکا ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا مولوی ابو محمد سید بھٹو تقری شاہ صاحبی الہوی کے مولوی بھٹو تقری کے حصولِ تعلیم کی دوسری روایت بھی ملاحظہ فرمائیں
 مولانا مولوی ابو محمد سید بھٹو تقری شاہ صاحبی الہوی کے مولوی بھٹو تقری نے حضرت مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ فاضل رحمن گنج مراد آبادی سے پڑھا ہے
 حضرت مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ فاضل رحمن گنج مراد آبادی نے حضرت مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے پڑھ کر سند
 فراغت حاصل کی۔ تو حضرت مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند چڑھا۔ جب حضرت
 مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا انتقال ہو گیا۔ تو پھر حضرت مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ فاضل رحمن گنج مراد آبادی نے مولانا صاحبی صاحبی
 کے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے بیعت ہو گئے اور حضرت مولانا صاحبی صاحبی کے شاہ فاضل رحمن گنج مراد آبادی نے مولانا صاحبی صاحبی
 کے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے علومِ دینیہ پڑھا کر سند فراغت حاصل کی۔ فرض کہ مولوی محمد شریف
 الہوی قصوری بھٹو تقری نے مولوی نور الدین بھٹو تقری سے پڑھا ہے تو مولوی نور الدین بھٹو تقری نے مولوی ابو محمد بھٹو تقری
 کے شاہ صاحبی صاحبی الہوی سے پڑھا ہے اور یہی مولوی صاحبی صاحبی علماء دیوبند کے شاگرد ہیں۔ تو مولوی محمد
 شریف الہوی قصوری بھٹو تقری کا حصولِ تعلیم بھی علماء دیوبند کے شاگردوں سے ہے تو یہ فیضانِ دیوبند ہے۔

مولانا مولوی محمد شریف الہوی قصوری نے مولوی نور الدین بھٹو تقری سے پڑھا ہے تو مولوی نور الدین بھٹو تقری نے مولوی ابو محمد بھٹو تقری
 کے شاہ صاحبی صاحبی الہوی سے پڑھا ہے اور یہی مولوی صاحبی صاحبی علماء دیوبند کے شاگرد ہیں۔ تو مولوی محمد
 شریف الہوی قصوری بھٹو تقری کا حصولِ تعلیم بھی علماء دیوبند کے شاگردوں سے ہے تو یہ فیضانِ دیوبند ہے۔

مولوی عبدالقیوم ہزاروی کا ذکر

مولوی عبد القیوم ہزاروی بریلوی آپ ۲۹ شعبان ۱۳۵۲ھ (۱۹۳۲ء) کو موضع میراواتہ ایہمال تحصیل
ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مولوی عبد القیوم صاحب دارالافتاء تھے اور بعد ازاں کتب فارسی اپنے عم محرم مولوی
حبیب الرحمن سے پڑھی۔ بعد میں حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے۔ بعد میں حکم اسلام یارون آباد اور بعد میں ساحل
علوم پورے والاشی تعلیم پاتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں لاہور تھیں کہ ان کے لئے حزب الاحناف لاہور آئے۔ ۱۹۵۷ء
میں لاہور آئے۔ آپ کے بعد مدرسہ دعویہ الشیعہ دہلی میں رہے۔ مولوی سرور احمد لاہوری والد الیرکات شیخ الحدیث مولوی
محمد رسول اللہ لاہوری سید محمد انور شاہ آپ کے نامور امانت دار ہیں۔ بعد حدیث مولوی سرور احمد صاحب
لاہوری لاہور کے دولوں سے حاصل کی۔ مقتولین زندہ کر دہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور میں ۲۰۰ مولفین ہزارہ
تالیف فاروقی ایم اے ضابطہ لاہور

اور میں محترم مولوی عبدالغنی مہر اور مولوی پریم لال کے اساتذہ کا حصول تعلیم پر مصیبت

۱۹۵۹ء میں مولوی عبدالقیوم چتراردی بریلوی نے حزب الاحناف لایورڈس مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے والد محترم مولوی ابوجہد سید دیدار علی شاہ صاحب انور دی بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوجہد سید دیدار علی شاہ انور دی بریلوی نے امام احمد شہین حضرت مولانا محمد علی سہارنپوری اور حجت الاسلام قاسم العلوم والتجیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے پڑھا کر سند فراغت حاصل کی۔ ثبوت مل چکا ہے کہ ہمیں۔ مولانا استاد نانوتوی ابوجہد شہین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مفتوح حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم مفتوح صاحب سہارنپوری کے فتویٰ وجوب سوالات خمسہ کی نقل زبان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے سامنے ہے۔

الحق المثل من ۳۰، ۴۰، ۵۰ بطور ۱۱ دور پر ٹکٹ پر میں ۱۱ دور طبع ثانی ۲۳۳ احادیث نقل از مایہ النبی لا نور
اور امام علیؑ نے یہ تفسیر سے سن اشاعت فردوسی تاریخ ۱۹۷۶ء

اولیٰ امام احمد سید دہلوی شاد اور دہلوی بریلوی کے فضولِ علمی کی وہ حقیقت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا فضل الرحمن کے مراد آبادی یہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔
 مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ مولوی عبدالحق کے چچا اور والد ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ عبدالحق
 دہلوی وفات پا گئے تو حضرت مولانا فضل الرحمن گج مراد آبادی پھر دہلی گئے تو پھر حضرت مولانا شاہ فضل
 مراد آبادی نے دہلی جا کر حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی سے بیعت ہو گئے اور حضرت مولانا
 اسحاق محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل
 کی۔ تو مولوی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بہار دہلی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے (۳) مولوی عبدالحق
 بہار دہلی کے مولوی غلام رسول رضوی بریلوی لاٹکھ دہلی سے پڑھا ہے تو مولوی غلام رسول رضوی بریلوی
 حائے دیوبند سے پڑھا ہے جس کا تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے (۴) مولوی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بہار دہلی کے مولوی
 بہار دہلی لاٹکھ دہلی سے پڑھا ہے تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی محمد
 امجد علی نے امام محمد شین حضرت مولانا امجد علی بہار پور دہلی دیوبند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے
 حاصل کیا۔ تو مولوی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بہار دہلی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے۔ علاوہ ان کے امام محمد
 امجد علی بہار پور دہلی قریب ان مسکن دیوبند کا مدرسہ مظاہر علوم ضلع بہار پور میں بھی تدریس فرماتے رہے۔
 ما حفظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا امجد علی۔۔۔ محدث بہار پور دہلی کا ذریعہ معاش پریس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ ساتھ
 نے دینی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا غریب اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے آخر عمر میں حدود
 علوم بہار پور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔ نہایت متواضع منکر المزاج سیر و چشم تھے۔ مدرسہ مظاہر
 علوم بہار پور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی قربانیاں کا بہا اچھا ہے۔ مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ
 نہ لیا۔ (مقتول الزورین دارالعلوم دیوبند ص ۳۰) سید محبوب رضوی ان اشاعت ماریچ واپر ۱۹۹۹ء

عنوانی غلام جیلانی کا ذکر

مولوی امام بیگانی پہلے مکہ ۱۲۰۰ھ میں رہا۔ است وادوں میں لڑا۔ ہمارے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام نظام
الدین تکیہ تھا۔ اسے سین گھر میں مانی ہے آپ کے بچپان میں مصر کے معروف عالم دین مولوی قصب الدین برہم
(م ۱۲۰۳ھ) کے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل کرایا۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبدالحق بن علی پوری سے پڑھیں۔
پھر تھوری، قتالہ، اقبال، تکتہ، صدقات، غلغلہ، تعلیم الدین مراد آبادی سے پڑھیں۔ شرح ملا باہی، التبیان، شریف
میں پڑھیں۔ ان دنوں جموں کے امام مولوی امتیاز احمد اسی مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔ بلاشبہ اس کے تحریری امتحان
پر پوری حیثیت التبیان، مکی آپ کے اساتذہ و شاہن سید عبدالحمد، مولوی عبدالحق، الحنفی، مولوی عبد اللہ انصافی
وہم احمد چچلی، اور مولوی امجد علی اعظمی (مؤلف بہار شریعت) کے اساتذہ گرامی تھے۔ ان میں غور پر غافل و ذکر ہیں
جن صداتہ میں نے ہی آپ کو بریلی کے مدرسہ مظہر اسلام میں داخل کرایا۔ اور فوفانی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۵۰ھ
میں الشریعہ کے پانچوں دستار قضیات اور سند تکمیل حاصل کی۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور
۱۳۰۰ھ) تکتہ سے تازہ اقبال احمد فاروقی، انیم، اسے مطلوبہ لاہور۔

میری تحریک، مولوی غلام حبیب الدینی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی موصوف بہادر شریعت سے علوم دینیہ پڑھ کر فراغت حاصل کی تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے مولوی وحسی احمد سے علوم و فنیہ حاصل کئے۔
مولوی وحسی احمد سورتی نے امام احمد عین حضرت مولانا محمد علی بہادر ترقی سے علوم مزید پڑھ کر سند فراغت حاصل کیا اور ان کے مولوی غلام حبیب الدینی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند قضاوت دیو بند ہے۔ مولوی غلام حبیب الدینی بریلوی کے
ساتھ ساتھ مولوی عبد العزیز صاحب چوری، مولوی سید عبدالحمید، مولوی عبدالجبار، مولوی عبداللہ افغانی، مولوی عبداللہ افغانی، سید امیر
عبداللہ وغیرہ ملی حصول تعلیم کی سند بھی اکابر دیو بند سے حاصل کرتے ہیں۔

مولوی محمد غوث شاہ تاج بش قصوری کا ذکر

مولوی محمد غوث شاہ تاج بش قصوری سیالوی اہل الذیاب ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد
 خلیفہ فرید و بکسیر پور میں داخل ہوئے۔ سند فقیہت حاصل کی مولوی نور اللہ بکسیر پوری کے شاگردوں میں سے ہیں۔
 (۱) اقوال از حدیث احمدیہ، بیست و ہجرت لاہور میں ۱۹۴۹ء میں لکھ جے زبدۃ اقبال احمد قادری ایم۔ اے، علی پور میں
 قادریہ محترمہ۔ (۲) مولوی محمد غوث شاہ تاج بش قصوری سیالوی نے مولوی نور اللہ بکسیر پوری بریلوی سے پڑھا ہے۔
 نور اللہ بکسیر پوری نے علما واجہ بنو کے مدرسہ صفاویہ میں آج کل بھارتی لکھنؤ میں فقہ کی کتاب پڑھائی ہے۔
 حضرت مولانا محمد امیر صاحب دیوبند، حضرت مولانا علامہ مصطفیٰ صاحب دیوبند اور حضرت مولانا
 واجہ بندگی سے پڑھا ہے۔ (۳) مولوی محمد غوث شاہ تاج بش قصوری نے مولوی نور اللہ بکسیر پوری سے پڑھا ہے۔
 نور اللہ بکسیر پوری نے مولوی فتح محمد بھارتی لکھنؤ سے پڑھا ہے۔ تو مولوی فتح محمد بھارتی لکھنؤ نے حضرت مولانا
 قادری واجہ بندگی کے پاس مدرسہ مولوی عبدالرب دیوبند میں دورہ کا مدرسہ شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔
 مولوی محمد غوث شاہ تاج بش قصوری سیالوی بریلوی نے مولوی نور اللہ بکسیر پوری سے پڑھا ہے۔ تو مولوی نور اللہ بکسیر
 نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پڑھا ہے۔ تو مولوی ابوالبرکات
 سید احمد قادری بریلوی نے اپنے والد مولوی ابوالمحمد سید واجہ اہل شام صاحب الودی بریلوی سے پڑھا ہے۔
 ابوالمحمد سید واجہ اہل شام صاحب الودی بریلوی نے علما دیوبند سے پڑھا ہے۔
 (۴) مولوی محمد غوث شاہ تاج بش قصوری بریلوی نے مولوی نور اللہ بکسیر پوری سے پڑھا ہے۔ تو مولوی نور اللہ بکسیر
 مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابوالمحمد سید واجہ اہل شام صاحب الودی سے پڑھا ہے۔ تو مولوی سید واجہ
 شام صاحب نے علما دیوبند سے پڑھا ہے۔

مولوی ابو محمد سید دین علی شاہ صاحب الوری بریلوی کی کتاب تحقیق المسائل کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔
 استاد ناگہیں ائمہ شیعین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مظهر حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مظهر حضرت
 بریلوی کے مولوی ابو محمد شاہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی نظر کے پاس موجود ہے۔ تحقیق
 میں ۱۳۰۳ھ ۱۲۹۳ء مطابق ۱۱ بورہ تکلف پر لیس لاہور طبع ثانی ۱۳۲۳ھ منقول از مابنامہ الرشید لاہور کا
 ایام مولانا محمد قاسم صاحب ۸۷۷ھ سن اشاعت فردوسی ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ غرض۔ مولوی ابو محمد سید دین علی شاہ صاحب
 بریلوی نے حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے بھی پڑھا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔
 مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ
 راجہ محدث دہلوی وفات پا گئے تو پھر حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی دہلی گئے تو حضرت مولانا شاہ محمد
 دہلی محدث دہلوی سے بیعت ہو گئے۔ تو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
 دہلی محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔ غرض کہ مولوی محمد عثمان انصاری قصوری بیاہوی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند

مولوی عبدالکلیم شرف قادری کا ذکر

مولوی عبدالکلیم شرف قادری ۱۱۴ اگست ۱۹۲۳ء کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے تقسیم ملک سے لاہور آ گئے۔ والد گرامی مولوی اندوہ صاحب علماء کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ بیٹے کو نجی تعلیم کے لئے پڑھ دیا، چنانچہ مدرسہ رضویہ الہیہ میں داخل ہوئے اور ابتدائی و بنی علوم مطالعہ کیا۔ اس وقت کے اساتذہ کرام منصور شاہ، مفتی محمد امین، حافظ احسان الحق اور جانی محمد حنیف سے استفادہ کیا۔ ۱۹۵۵ء میں مدرسہ نظامیہ میں ہوئے صرف و نحو کی ابتدائی کتابوں سے لیکر ملا جلال تک مطالعہ کیا مولوی مفتی عبدالقیوم مولوی غلام ربیع الدین اور مولوی شمس الرحمن سے پڑھتے رہے۔ ۱۹۶۱ء میں بدایاں کے مدرسہ اہادیہ مظہریہ میں حسابی و مبادک، خیالی و صحاح ستہ کا مطالعہ کیا۔ ۱۹۶۳ء میں سند فضیلت لی و منتقلی از تدریس و علامہ اہلسنت و جماعت لاہور ۱۰ مولف عزیز زادہ اقبال احمد فاروقی ایم داسے مطبوعہ لاہور

قادریین گرام۔ مولوی عبدالکلیم شرف قادری بریلوی کے اساتذہ کے حصول تعلیم کا ذکر پڑھیے۔ (۱) مولوی عبدالکلیم شرف قادری بریلوی نے مفتی محمد امین سے پڑھا ہے تو مفتی محمد امین نے مولوی سردار احمد سے پڑھا ہے تو سردار احمد نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی سے پڑھا ہے تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی نے مولوی امجد علی اعظمی رضوی سے پڑھا ہے تو مولوی امجد علی نے امام محمد شین حضرت مولانا احمد علی بہار پوری دیوبندی سے پڑھا ہے فراموش حاصل کی۔ (۲) مولوی عبدالکلیم شرف قادری بریلوی نے مولوی عبدالقیوم بزاروی بریلوی سے پڑھا ہے تو مفتی عبدالقیوم بزاروی بریلوی نے مولوی غلام رسول رضوی لاہوری پڑھا ہے۔ تو مولوی غلام رسول رضوی لاہوری نے علامہ دیوبندی سے پڑھا ہے۔ (۳) مولوی عبدالقیوم بزاروی بریلوی نے مولوی ابوالبرکات سیال قادری بریلوی سے مدرسہ حنبلیہ الاحناف لاہور میں دورہ حدیث شریف پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سیال

علی نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید و علی شاہ صاحب اودھ کی بیٹی سے چڑھا ہے تو مولوی ابو محمد سید
 صاحب اودھ کی بیٹی نے علماء دیوبند سے چڑھا ہے (۳) مولوی عبدالحکیم شرف قادری دیوبند نے
 شاہ ابوبکر قادری دیوبند سے چڑھا ہے تو مولوی محسن الرحمن قادری دیوبند کے حصول تعلیم کی سند علماء
 دیوبند سے ملتی ہے لہذا مولوی عبدالحکیم شرف قادری دیوبند نے مدرسہ امدادیہ مظہر دیوبند میں دورہ حدیث
 کے اوقات حاصل کیے۔ عرض کہ مولوی یار محمد بندہ یا لوی نے شاگردوں میں مولوی بدایت اللہ جو پوری کے تو مولوی
 بندہ جو پوری کے شاگرد ہیں مولوی فضل حق خیر آبادی کے تو مولوی فضل حق خیر آبادی کے شاگرد ہیں مولانا شاہ
 محدث دیوبند سے تو مولانا شاہ عبدالقادر محدث دیوبند کے شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث
 دیوبند مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دیوبند کے شاگرد ہیں۔

مولوی یار محمد بندہ یا لوی نے دیوبند میں مدرسہ امدادیہ مظہر کی بنیاد رکھی عرض کہ مدرسہ امدادیہ مظہر کے
 تیسری سند علماء دیوبند سے چڑھتی ہے۔ تو گویا مولوی عبدالحکیم شرف قادری دیوبند کے حصول تعلیم
 کی سند علماء دیوبند سے چڑھتی ہے۔

مولوی یار محمد بندہ یا لوی کے بیٹے مولوی عبدالحق بندہ یا لوی اور مولوی محمد فضل حق بندہ یا لوی کی حصول تعلیم کی سند
 علماء دیوبند سے چڑھتی ہے۔

مولوی حاجی ابو محمد صادق گوجرانوالہ کا ذکر

مولوی حاجی ابو محمد صادق بریلوی (۱۳۵۷ھ) میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔
 مولوی لاہور میں جب شیخ الحدیث مولوی سردار احمد صاحب بریلوی سے دورہ حدیث پڑھا تفصیل
 نے مذکورہ بالا اہلسنت و جماعت لاہور میں ۱۳۶۶ء تا ۱۳۷۷ء کا مطالعہ فرمائیں مولف پیر زادہ اقبال احمد
 رحیم پور سے مطبوعہ لاہور۔

کارمین کرام، مولوی حاجی ابو محمد صادق رضوی بریلوی امام خطیب دینت المساجد المعروف
 الی مسجد گوجرانوالہ نے دورہ حدیث اپنے پیر و مرشد مولوی سردار احمد بریلوی فیصل آبادی سے پڑھا
 مولوی سردار احمد فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی سے پڑھا ہے تو مولوی محمد امجد علی اعظمی
 نے دورہ حدیث مولوی وحی احمد سورتی سے پڑھا ہے تو مولوی وحی احمد سورتی نے دورہ حدیث
 امام محمد شین حضرت مولانا امجد علی بہار پوری دیوبندی سے پڑھا ہے تو مولوی حاجی ابو محمد
 صادق بریلوی کے حصول تعلیم کا سلسلہ سند فیضان دیوبند ہے۔

مولوی سید حسن الدین ہاشمی کا ذکر

مولوی سید حسن الدین ہاشمی آپ موضع بھولی ضلع کھل پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی قریہ الدین۔ دورہ حدیث شریف مدرسہ گولڑہ شریف میں مکمل کیا ان دنوں گولڑہ شریف میں مولوی محمد الہیہ تھے سند فراغت کے بعد آپ مدرسہ خرابہ احناف لاہور میں مدرس مقرر ہوئے تھیں۔ علماء اہلسنت وجماعت لاہور ۱۳۳۳ھ تا ۱۳۵۱ھ کا مظاہرہ فرمائیں۔ مولف سے زاد و قبل احمد قاری علیہ السلام کا ترجمہ کرام۔ مولوی سید حسن الدین ہاشمی نے دورہ حدیث آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے مدرسہ الحدیث مولوی محبت الہی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی محبت الہی شیخ الحدیث مدرسہ شریعہ راولپنڈی نے مدرسہ عالیہ فتح پور دیلی سے حصول تعلیم کے بعد آپ آخر میں مدرسہ معینہ واقع آج شریف میں مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ تو مولوی مشتاق احمد کانپوری نے عبید اللہ کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے تو مولوی محمد عبید اللہ کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے حاصل کئے تو مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیر اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

غلام اوزیر۔ مولوی محبت الہی صاحب نے حضرت سید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریعہ راولپنڈی سے بھی علوم دینیہ حاصل کئے تو حضرت سید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف امام الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ پھر حضرت سید شاہ صاحب آف گولڑہ شریف نے کتب قون مولوی لطف اللہ علی گڑھی سے پڑھی ہیں تو مولوی لطف اللہ علی گڑھی فیض عام کانپور جو علماء اہلسنت دیوبند کا مرکز ہے اس مدرسہ میں مولوی لطف اللہ علی گڑھی نے عنایت احمد گورکھی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی پھر اسی مدرسہ فیض عام کانپور میں مولوی لطف اللہ علی گڑھی صاحب کائنات سات سال تک پڑھاتے رہے۔

غرض کہ مولوی سید حسن الدین ہاشمی بریلوی نے مولوی محبت الہی شیخ الحدیث مدرسہ معینہ گولڑہ شریف

مولوی محبت الدین بریلوی نے مدرسہ عالیہ مظہر بریلوی کے علماء سے پڑھا ہے، جن کے علماء دیوبند سے گہرے
 تعلقات تھے۔ مولوی محبت الدین بریلوی کے نظریات کو بہت برا سمجھتے تھے۔ لہذا حضرت جید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ
 نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔ مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔

مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔ مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔
 مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔ مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔
 مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔ مولوی محبت الدین بریلوی نے مولوی محبت الدین بریلوی کو ملازمی کا علماء دہلی سے لایا۔

منقول از استاذ العلماء مولانا محمد امجد علی صاحب آف گولڑہ لاہور۔

فرض کہ مولوی سید حسن الدین ہاشمی نے مولوی محبت الدین بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی محبت الدین بریلوی نے حضرت
 مولوی محبت الدین بریلوی سے بھی پڑھا ہے تو حضرت جید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف نے امام
 مولوی محبت الدین بریلوی سے پڑھا ہے تو حضرت جید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف نے امام
 مولوی محبت الدین بریلوی سے پڑھا ہے تو حضرت جید میر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف نے امام

مولوی محمد عبداللہ قصوری کا ذکر

مولوی محمد عبداللہ قصوری بریلوی آپ مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے نامور شاگردوں میں
آپ امرتسر کے گاؤں سرگنڈہ میں ۱۳ جنوری ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی گلاب دین
الاحناف میں داخل ہو کر علوم ادبیہ پڑھنے لگے آپ ابتدائی فارسی کتابوں سے لیکر ابتدائی کتابوں میں
میر الدین کے لڑنے لکھنے پر دور ہدایت شریف مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی شیخ الحدیث
الاحناف لاہور سے مکمل کیا۔ ۱۹۴۳ء میں دستار فضیلت اور سند فراغت لیکر اپنے گاؤں سرگنڈہ گئے۔ تحصیل
تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور کے صفحہ ۳۲۶، ۳۲۷ کا مطالعہ فرمائیں۔ مولف قیصر زادہ اقبال احمد
اسے مطبوعہ لاہور۔

قاری محمد مہتمم مولوی محمد عبداللہ قصوری بریلوی نے مولوی محمد مہر الدین سے پڑھا ہے اور
الدین نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری
اپنے باپ مولوی ابو محمد سید ویدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابو محمد سید
صاحب الوری بریلوی نے امام الحرمین حضرت مولانا احمد علی مبارکپوری دہلوی اور جت الاسلام
والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے پڑھا ہے۔

علامہ ازیں۔ ایک روایت کے مطابق مولوی الوری بریلوی نے حضرت مولانا شاہ قسطل رحمہ اللہ سے پڑھا ہے۔
پڑھا ہے۔ ثبوت بخلافہ فرمائیں۔

مولانا وائسٹاؤن رئیس الحرمین اساتذہ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم

مولوی کے لٹری اوجہ سوالات قرآن کی نقل و زبان طالع طبعی میں کی ہوئی اس کے پاس موجود ہے۔ تحقیق
 ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ء ۵۰۳۳ء مطبوعہ لاہور پر نقشہ پر میں لاہور طبع ۱۳۳۳ء مطبوعہ لاہور کا
 مسودہ موجود ہے جس کے کتبہ اشاعت فروری ۱۳۳۳ء ۱۹۰۰ء -

دو کتابیں فرمائیں۔ مولوی ابوالکلام سید دین الدین شاہ صاحب الودی بریلوی نے حضرت مولانا فضل الرحمن رنج برادر
 دہلی سے بھی پڑھا ہے۔

تو حضرت مولانا فضل الرحمن رنج برادر آپ اپنی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔
 حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علما و اہلسنت و اہل ہند کے شیوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ
 رنج برادر محدث دہلوی وفات پا گئے تو پھر حضرت مولانا فضل الرحمن رنج برادر آپ اپنی دہلی کے تو حضرت مولانا شاہ محمد
 رنج برادر محدث دہلوی سے بیعت ہو گئے۔ تو حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل محدث دہلوی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
 محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔ غرض کہ مولوی مولوی محمد عبداللہ قصوری بریلوی نے ہر سہ حزب الاحناف لاہور میں
 جامعہ مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی
 صاحب باب مولوی ابوالکلام سید دین الدین شاہ صاحب الودی بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مولوی ابوالکلام سید دین الدین شاہ
 صاحب الودی بریلوی نے دور کا حدیث علما و اہلسنت و اہل ہند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو گویا کہ مولوی محمد
 عبداللہ قصوری بریلوی کے حصول تعلیم کی سند کا سلسلہ فیضان دہلی ہند ہے۔

مولوی صافقہ عظیمی محمد بن عبدالباقی چشتی کا ذکر

مولوی مہدی علی محمد بندہ یالوی چشتی بریلوی آپ احوال قوم کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ
غلام محمد بن محمد چشتی کے گھر ۱۹۱۰ء میں موضع پھر از ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں مولوی
بندہ یالوی متوفی ہوئے۔ ان کے بزرگوار ضلع خوشاب ماضی ہوئے اور سات سال کے عرصے میں صرف دو بار
مختلف کتابوں کے علاوہ اصول فقہ کی مقامی اور منطق کی فقہی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس عرصے میں استاد
خدمت میں کوئی وقت فراغت نہ کیا۔ یہاں تک کہ استاد گرامی میں دو گئے اور چھ ماہ تک اس میں کام کیا
۔ بالآخر کے باوجود سب باہمی خدمت نزاری کا سلسلہ جاری رہا اور کئی دوسری جگہ جانے کا خیال تک
خود استاد صاحب کے فرمانے پر مولوی امیر محمد کی خدمت میں ایضاً ۱۱ برس چلے گئے۔ دو سال جامعہ علمیہ
ہے اور مولوی مہدی محمد صاحب سے محقق المعانی، موطول، ملاحسن، دقش، مبارک رحمہ اللہ، شرح عقائد
امور عامہ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ چھ ماہ موضع چشتی گرامی میں منطق و فلسفہ کی بعض کتابیں پڑھیں۔ پھر لاہور
آکر مولوی محبت النبی سے مدرسہ نعمانیہ لاہور میں شمس پانڈے اور شرح عقائد خدائی پڑھیں۔ اس کے علاوہ
سرگودھا میں مولوی غلام محمود خان لوی سے تصریح شرح چشتی وغیرہ کتابیں پڑھیں، جن کا محمل پر جائزہ فقہ
اور تصنیف طیف نجم از خلیع معصی کے تجرملی پر شاہد ہے ۱۹۳۵ء میں حضرت قبولی محمد بن کلاوی (ر)
کے ساتھ مجدد الشریعہ حاضر ہوئے اسی موقع پر جامع امام اعظم (عجلہ او شریف) کے خطیب حضرت مولوی
میر تقی آبادی سے ۷۰ روپے نقد کی سند حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی کو لفظ "الحمد ش" سے یاد کیا

جناب محمد اکرم ایم اے مؤلف کتاب معدن کرم مشتمل بر احوال و آثار صلی

۲۱۵، ۲۱۴ حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری المعروف پہ کرمان والا ضلع اوکاڑہ اے

استاذ العلماء فخر الحمد شین حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی کو لفظ "الحمد ش" سے یاد

کیا ثبوت کیلئے کتاب کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِذْ هَدَانَا
 لَكُنَّا مِنَ الْخَائِبِينَ

مجلد پہلے کا حصہ ہے جس میں ۱۲۱۱ صفحات ہیں

بفصل و تہ تعالیٰ
 در کتاب ہرگز

معذرت کرم

مشمول بر احوال و آثار

معذرت کرم، مخزن اسرار شمس الدین، سران الدین، سیدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ
 المعروف حضرت کرم النوازل برادر عزیز

ہوئے اللہ و دولت اللہ
 سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ
 سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ
 سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ
 سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ
 سید محمد اہل شاہ بخاری قدس سرہ

حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "سوا کرم صوفی فرمادیں گے۔ آپ جج کر آئیے۔" یہ
 سن کر ایک بار اٹھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضور میں بھی جج کر رہا ہوں
 ہوں۔ مگر میرے پاس کچھ زور نہیں ہے۔" آپ نے سنا کہ وہ نے ایک چوٹی میں کر
 دی اور فرمایا کہ جہاں تم بھی جج کر آؤ۔ یہ زور اور وہیں حاضر نے چوٹی پہنچا لی اور کچھ
 دنوں کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔

جج کے لئے دعا کی گئی کہ تمام آئے تو وہ دونوں آدمی ہو چکے آپ سے اہانت سزا
 لے چکے تھے۔ جج کے لئے چار ہو گئے اور کھٹ لے کر کراچی چلے گئے۔ اس شخص کو بھی
 خیال آیا کہ حضرت صاحبؒ نے زور اور دیا تھا چاہیے چنانچہ وہ بھی حضورؐ سے ملنے
 حاضر لے کر روانہ ہوا اور استیضیٰ پر جا پہنچا۔ کراچی جانے والی گاڑی کا وقت ہو چکا تھا
 ہم صاحب کو چوٹی میں کر کے کراچی کا کھٹ شپ کیا۔ وہ نے چوٹی واپس کر دی اور کہا
 کہ "جہاں گاڑی آئے وہاں ہے کھٹ کی کیا ضرورت ہے تم گاڑی میں سوار ہو جانا
 حسین کوئی کھٹ نہیں پڑھے گا۔" گاڑی آئی تو وہ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں اس
 کو کسی نے نہ پچھا اور وہ سیدھا کراچی پہنچ گیا۔

اسی طرح کراچی سے بعض کلمہ حضرات لے کر وہ کھٹ آمدورفت کا انتظام کر دیا اور
 راستہ میں کسی نے بھی باز پرس نہ کی۔ وہ میں جہاز سے اتر کر کچھ مصلحت سے چلا گیا اور
 وہ چوٹی پر حضورؐ سے مل گیا۔ وہاں سے عین سزا جانے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا
 اور اس طرح وہ جج اور زیارت سے شرف ہو کر واپس سزا کے لئے چلا گیا۔ وہاں سے
 پھر سارا سارا سفر مکمل کر کے گھر پہنچ گیا۔ پھر وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر
 ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ "سزا جج کر آئے۔" عرض کیا کہ حضورؐ آپ کے حکایت
 کہ وہ زور وادائی پر کھٹ سے سارا سفر با آرام طے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "خوب ہوا
 لیکن میں وہ عاری چوٹی میں کھٹ ہے۔" اس نے جیب سے چوٹی نکال کر چوٹی کر دی۔ آپ
 نے چوٹی لے کر فرمایا کہ "جج تم کر آئے ہو اب یہ عاری چوٹی میں واپس کر دو۔"

نوٹ:

راقم الحروف فقیر (مکرّم) سرفراز نے جب یہ واقعہ مولوی محمد طیف

صاحب کی زہلی ستا تو اس کو عقیدہ کرنے میں تذبذب ہوا، واللہ اعلم بالصواب۔
 کے اعتبار سے مجیب تھا میں اس کتاب کی تکمیل میں مصروف تھا۔ ایک
 دن صبح کے وقت حدود کراچی سے فارغ ہو کر ملہ والہ کی صاحبزادی
 سے کتاب "تفہیم" کے مصنف مولانا محمد امجد علی صاحب مدظلہ
 حضرت مدرسہ عالیہ العلوم مبارکپور کی واپسی کر دینی کرنے کا اہمک ملو
 نمبر ۵۵۵ پر غور کیا۔ حضرت مولانا نے عنوان نمبر ۵۵۵ کے تحت لکھی
 واللہ ورنہ کیا ہے۔ اس کتاب سے میں و میں نقل کرتا ہوں۔ قارئین
 کرام اس واللہ کو چاہے کہ غور فرماتے کہ لکھی ہیں کہ حضرت قبلہ اور
 حضرت میں کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔

(نقل)

(۵۶) حضرت ابو محمد زہلی فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور
 حضرت بنی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک درم مجھے عطا فرمایا
 میں نے اس کو اپنے کمرے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد جس تک بھی پہنچا
 خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا جب حج سے فارغ ہو کر حضرت بنی کی
 خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیے اور فرمایا کہ "کلاؤ نماز اور رم
 میں نے خدمت میں پیش کر دیا فرمایا اس کی سرکشی پائی میں نے کہا "جی
 ہاں"

..... (مدظلہ)

دینی معاملہ کی درنگی

میر تقی محمد محمود صاحب امر تقی علی بنیم اور دیناں کرتے ہیں کہ وہ امر تقی سے اکلا
 آپ کی خدمت میں مصروف نہ گات دینی کے لئے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن
 انہوں نے دوسری گاڑی سے جانے کا ارادہ کیا۔ اسٹیشن پہنچے تو گاڑی روکی گئی کہ

اکابر علماء دیوبند کی حقانیت

اکابر علماء اہلسنت دیوبند کی حقانیت پر اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی
کے ایک پیڑ بھائی کی شہادت ملاحظہ فرمائیں

چنانچہ برآء اللہ براہِ عمر مکائد الاشرار کے صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اپنے شایان کے اکابر اور ائمہ کرام کے خطاب میں سے ہیں ان کی بات ماننے کے قابل
 ہے یان کے مقابل میں حضرت علی رضا خانی جیسا کہ دین جو اسلام اور مسلمانوں کا سپہ سالار ہوا
 رہا تو دشمن ہے نام کا سووی ہو خود سوائے نماز جو کہ کسی جامعہ سے نماز بھی نہیں پڑھتا کہ
 اپنے رضا خانی ماضی یعنی رضا خانی شہسوار کی بنا پر اپنے گروہ میں پیشہ نماز پڑھتا ہے اور
 کہہ کہ اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کرتا ہے اور مسلمانوں سے چندہ وصول کر کے اپنا پیشہ ہوتا ہے
 اور انھیں گورگرا کرتا ہے۔ اور عام طور سے عبادت سے سیدھے سادے بھولے بھولے مسلمانوں
 کو اکابر اور ائمہ اشد اور علی برہنی حتی سے متفرک کر کے اپنا نام اعمال سیاہ کر کے حق جہنم ہوتا ہے
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ هُوَ اللَّهُ مَنْ شَرُّ الْفَسَادِ مِنْ سَيِّئَاتِ الْعَالَمَاتِ

اکابر علماء دیوبند کی حقانیت پر خالص صاحب بیوی کو ایک سیر صحابی کی شہادت
 خالص صاحب بریلوی کے پیر صحابی حضرت مولانا حکیم حاجی سید جلال حسن صاحب مسیحا
 مرحوم اپنی کتاب نگارہ شریعت مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو
 قولہ فاضل محمد۔ عارف مستند مصدق نقی وقوۃ و عظیم علم و فہم۔ مقبول ہوا کہ احمد
 حضرت مولانا حاجی محمد رشید احمد صاحب مدظلہ اشد الامدادی یوم الاید کو حقیقت عالم بالی کتاب
 ہے اور فقہ بے ہل گستاخ ہے جس نے نور توحید کو پھیلایا۔
 اور مولانا حاجی صاحب مرحوم اپنی کتاب نگارہ حقیقت مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۵ میں تحریر فرماتے
 ہیں ملاحظہ ہو!

نظم

| | |
|---------------------------|--------------------------|
| مولوی اشرف علی صاحب الحسن | شد جو مقبول جناب ذوالشہن |
| بانشین مسند خیر البشر | حق نادر حق پوش و حق فخر |
| اتحاد ساکنین راو حق | علم عرفان شد پائش سخن |

برادران اسلام واضح ہو کہ اکابر علماء دیوبند پر جو منافقانوں نے افتراء کیا ہے
 ان سے عام مسلمانوں کو جو کہ میں والا خدا برائے تعالیٰ ان تمام مجھڑوں کا فیصلہ سنا دے

جانبی فیصلہ فیصلہ بات اٹھکر دارالافتاء سے ہر گاہے بڑی خوشی کی بات ہو کہ اس
فیصلہ پر نا افسانہ صاحب بریلوی کے پیر چائی نے اپنے سہیلی سرگنگا کرشنا خانوں سے آن کی
دورہ گولی کا اقرار کر لیا ہے لہذا اہل ایمان رکھ کر دارالافتاء دیوبند کے سلطان ہے سنی خلیفہ
دارالافتاء خانوں کے مصداق حسب ذیل شوکت ہے

اَدَا كَيْسًا مُمَوَّسِيًّا وَكَافِيًّا لِقَضَا
عَدَا لَيْلِي الْيَتِيمِ وَالْمَسْكِينِ

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے وہ صاحب کو ملا
پیر شیک باطل ہوا جاوہر دینا و دیگر نکلا

دارالافتاء خانوں کے اصحاب سے صحیح بیعت ہوا اور صاحب بریلوی کے پیر چائی مولانا حکیم حاجی
سید ہدایت اللہ صاحب سندسوقی مرحوم صاحب ایک کیسے ہیں ہاگر وہ تھام سے نزدیک
حق پر ہیں تو ان کا قول بھی حق ہے اسکو صدقہ کے اسمے ادا کا ہر علماء دیوبند کو کفر کے بڑے
گناہات سے اپنی زبان پر مقرر سکوت گھلائیے اور ان کے ادا گریہ سے نزدیک وہ حق پر ہیں
ہیں تو ان کے کفر کا بھی اعلان شریعت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ انہوں نے
ایسی منکرا کیا تھکا نامہ صاحب اپنا چھوڑ دے۔ پھر اللہ میں شہرہ الحسنات اور میں سیئات اٹھانا
چاہتے

(۴) مختصر حالات حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

باتح العقول والنقول تابع الفضلاء والابرار حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد حسن صاحب
مسی خلیفہ خلیفہ صابر بنی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چھ سال تک مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس
نہی کی جسی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی آپ کے کچھ برس دورہ حدیث میں ہر سال سات ماہ
سہ ماہ کے قریب طلبہ ہوتے تھے اور سالانہ امتحان اعظم میں امتحان دے کر اور تفصیل
علوم دینیہ سے فارغ ہو کر مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے مدرسے کے لیے مکتان واپس جاتے
تھے۔ اس عرصہ میں قریباً ہزاروں کی تعداد آپ کے شاگرد و شاگرد بنائے کے ہر گوشہ میں پھیلے
ہوئے دینی خدمت انجام دے رہے ہیں ہر دن میں جتنے موجود علماء ہیں وہ سب کے
سب آپ ہی کے شاگرد و شاگرد آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ نے پڑھا قرآن سیری المشرق میں قرآن مجید کا شہادت احمدہ بالمعادہ اُردو ترجمہ کیا

جناب سید شاہ علی نقی صاحب کی حق گوئی

اکابر علماء اہلسنت و یوہند کے بارے میں جناب سید شاہ علی نقی صاحب سجاد و محسن
 قصبہ جاس محلہ غور یا نہ ضلع رائے پور بریلی کی حق گوئی ملاحظہ فرمائیں
 چنانچہ بر آء الا براہین مکائد الاشرار کے صفحہ ۷۱۰، ۱۰۱ تک ملاحظہ فرمائیں

جواب استفتاء نمبر (۱۰)

از جانب جناب سید شاه علی نقی صاحب دانش و تصدیق حاصل فرمایند و بیعت فرمایند

اجواب :-

۱۱۱۔ اس میں مذکور ہیں کہ اگر کوئی شخص غلط فہمی سے زیادہ اگر کوئی شخص توحید و رسالت کو قائل ہو تو اسے میرا
 معرہ المعروف اور خفی عن الشکر کے خلاف کہے تو فاسق و فاجر کہا جاسکتا ہے کہ قرآن میں جو مسلمان
 ۱۱۲۔ وہابی میں نہیں جانتا کہ کس کو کہتے ہیں اور کو مشاہدہ یہ ہے :-

۱۳۱) اسی حنفی عقائد امام اعظم رضی اللہ عنہ صائب کے جملہ کتب سے دستبرد چلی۔
۱۳۲) اہم امت احداث فی الدین یعنی الختم مذاہب رسول کے علاوہ کسی غیر کی التبرع اپنی طرف سے
شریعت میں کرنا اور اس کو ثواب بکھانا بدعت ہے و عید کی ہے۔ عقل و ملت حقہ صلاک و عقل
صلاک فی التکالیف، واللہ اعلم اعلیٰ وعلیہ التقدیر

خادم علیہ فقیر سید شاہ علی غفرانی، مولد غوریان، قصبہ مالٹا ضلع جہلم

جواب استقامت نمبر (۱۱)

از جانب ناظر جمعیت العلماء، نوشهر و خلیج پشاور (مؤید سرحد)

الاجاب والله السادى الى الشواب

علماء دیوبند صحیح الاموال وحق الذریب مسلمان ہیں عقائد میں باطل نیست و اجماعت ہیں اور
امنیت میں مانع نہ ہیں اور فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کو فنی کے متعلق ان پر باقی و غیر
و غیر کے جو اختلافات لگتے جاتے ہیں مصلحت جاننا کہ حسب ہے ان کا قصور جو ہے کہ ہر دوستانہ
امام ابوحنیفہؒ کے نہ سب کو یہ ثابت کر کے دکھلا کر کہ عین حق ہے باقی چھٹنے ہے اور حق کو دنیا
کے مسائل میں محدثانہ رنگوں میں نہ دیکھ کر اگر کسی کو قدس تعالیٰ نے بصیرت و کجی صریحی عطا کیا ہو

علماء اہلسنت دیوبند کا مقام

مولانا مولوی حکیم سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب بنیاد و نشین آستانہ عالیہ پکنو چھو شریف
 ضلع فیض آباد کی فکر میں علماء اہلسنت دیوبند کا مقام ملاحظہ فرمائیں
 چنانچہ برآء والا راز میں مکاتبات اشعار کے صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

علی کے ارشاد ثانی اس کے دعوت و اراد ہیں کہ فرقہ و لوہ بند یہ اہانت رسول کا بوجھ ہے
 ایسے حصہ دیکھنے والے کافر ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ جس کے دل میں خدا پر بھی ایمان
 کی بخشی ہوگی وہ اگر گنہگار نہ ہوگا نہ رسول کا مرتکب نہیں ہو سکتا ہے چنانکہ ظاہر و باطن
 کسی کتاب سے تاویل کر کے کوئی ایسا مطلب نکال دیا جس کا صاحب کتاب کو گمان نہ ہو
 ہے نہ اس پر اس کا اعتقاد ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس سے منفرہ کھول گا میرا بوجھ ہے
 اسکو ملکہ و گلاست ظاہر کر دیا۔

پہری دونوں فرقے علماء سے یہ اتنا میں ہے کہ مذہب اسلام اس وقت پر ہی قائم ہیں
 ہے اللہ میں پرہیز کرتے اور عام مسلمانوں کو بدعت و نفاق کی تلقین کیے اور اب میں تمام
 و اتفاق قائم کرتے ہیں وقت سرکارہ بندہ حاصل اللہ علیہ وسلم اسے اس دور میں کی بھی اتنا ہے
 ہے خاصہ تمام اس وقت دعا ہے اہانت پر تیری آگے عجب وقت ہے
 فقیر سید محمد امین الشریف سید محمد شریف آتہ علیہ کچھ محمد شریف ۱۰۰۰۰ ص ۱۰۰
 تعلیم سید عبدالحی الشرف علی الف۔

جواب استفتاء نمبر ۱۲

از جانب مولانا ظفر احمد صاحب منظر ننگری

الجواب

را اذ کوہتہ کلہ شجر من الفواجد ان یقولین انہ اکنا یا
 یہ حضرات ائمہ اسلام مشائخ اسلام و فقیہ اسلام اہل بیت اسلام ہیں ان کے دست
 شریعت و اہل بیت کو فروغ و ترویج و تبلیغ سنت و حیات نامہ و حاصل ہوئی ہے کہ تیرے
 اور بدعتوں کے غلبے سے توحید و اتہار و سنت کا چراغ ہی امت و امتار سے گل ہونے لگا
 تھا یہ حضرات حضرت شاہ علی الداعی صاحب قدس اللہ سرہ و محدث و ملوی کے خاندان
 کے چچے ہوسکے چراغ اور حضرت محمد و اہل بیت کے سلسلہ کے گل بعد رنگ ہیں کامل
 حیدر نامہ ۱۲۱۰ لکھ و مرتبہ و مہر و و قشام و ظہر و لاد اسلام میں ان معاد و میرہ کے طبع

دو بریلویوں کی شہادت

چنانچہ اچھتر سے مولوی احمد رضا خان کے بارے میں دو بریلویوں کی شہادت باحوالہ "میر
الکلیں" ص ۱۶۱ کا عکس ملاحظہ فرمائیں!

علامہ غلیل فخر احمد شین حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوری کے تاجر علمی کے بارے میں حافظ امیر
اللہ بریلوی اور حافظ سردار احمد بریلوی کی شہادت پر دیکھیں کہ جن کا بیان ہے کہ ایک شیعہ سے اختلافی مسائل
پر میری گفتگو ہوئی ہے اور میں نے حد پر نشان ہو کر شہر بریلی انڈیا کے نام گرامی کی خدمت میں حاضر ہوا کہ
ایک شیعہ سے میری اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی ہے اور گفتگو اس قدر طویل ہو گئی ہے کہ اس کے تمام
سوالات کا دندان شکن جواب دینے ضروری ہو گیا ہے۔ چنانچہ حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ اسی حضرت
مولوی احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے حافظ امیر اللہ بریلوی کو جواب ملا کہ جواب تو لکھ دیا جائے گا مگر ایک
ہزار روپیہ مجھے دیا جائے گا کہ میں ان بیسوں سے مذہبی کتب خرید کر مطالعہ کرے جواب لکھ سکوں سوالات
کے کوئی بجا رد کار ہرگز نہیں شہوت ملاحظہ فرمائیں!

عکس ملاحظہ فرمائیں

اِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اخَذَ اِلَى رَتْبِهِ سَبِيْلًا
 اَحمد لندہ مولانا قدوة العلماء رتاج اَحمد شین زبدة الفقہاء سراج المناظرین
 الامام الہمام الاوحد مولانا الشیخ ابی ابراہیم حلیل اَحمد الدن الباہر قدس سرہ
 بنامہ

تَذَكُّرَةُ الْخَلِيلِ

جس کے ضمن میں حضرت مولانا محمد کبھی صاحب کاندھلوی، مولانا مظفر حسین صاحب
 کاندھلوی شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی، مولانا اکمل صدیقی اَحمد
 صاحب بھٹوی، اور مولانا اکمل الشیخ عبد الرحیم صاحب راتھوری قدس سرہ اسراریم
 کے پیارے حالات بھی آگئے ہیں۔ اور ہندوستان کی مشہور دینی درسگاہ مظاہر علوم
 کے ولید الطلیبہ و کتب خانہ اور قدیم دارالحدیث کے تین عکس فوٹو مطبوعہ بھی شامل ہیں
 مؤلفہ

حضرت مولانا محمد قاسم الہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ الشیخ ۳۶۴/۳ بہادر آباد کراچی

ہلے گروں جھکائے نہ

تشریح دیکھو حضرت اے منہ نقان تا شہید حضرت روئے خدا افراق

عہدہ سنت اللہ ولی تھو استخفاف تھو

حافظ امیر امتداد ایک شیخ

کی ابتدا کی گئی تھی پھر ایک شیخ سے اختلافی مسائل میں

کی کچھ گفتگو ہوئی اور وہ پریشان ہو کر بریلی کے نامی طلبہ کے پاس آئے کہ ان مولانا کا جواب دیا

وئے حافظہ سوار احمد بریلوی کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا صاحب کی طرف سے ان کو جواب ملا کہ

بال جواب تو میں نے تمہاری تیار دی ہے مولانا صاحب نے فرمایا آخر جواب کے لئے اتنی کڑ

رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کی سہمی گئی اس خبر پر کہ مولانا کی تلاش کی گئی اس وقت جواب

آگیا ایک ہفتہ بعد اس کے جواب نہیں ہے۔ اختلاف عقائد کے سبب ان کو حضرت کے ساتھ ملاست

نہ تھی مگر محبوباں ناخواستہ مصلح العلوم میں آئے اور حضرت سے مسائل مسئلوں کا تذکرہ کیا

حضرت نے جواب فرما کر کہہ دیے۔

اور فرمایا کہ اس بحث ہی کا اظہار خدا کرے وہاں اس وقت تک

مطرقہ الکرامہ کا سبب تالیف

کی تالیف شروع کر دی جس کا خلاصہ اول طبع ہوا کہ شائع انوار

نایاب ہو چکا حضرت اس تنازعہ میں کہ کاش علیہ السلام اس کا جواب دیں چاہیں برس گذار کر

عالم قدس کو مدد ملے گا اس کا بولے نام بھی ایک جواب میں ہوا حافظہ امیر امتداد صاحب جو وقت

دیکھ کر حیران رہ گئے اور جب تک زندہ رہے اس کا اعتراف کرتے رہے کہ حضرت نے وقت کے علمائے

آؤش وصال حضرت نے بریلی میں قیام فرمایا۔

یونہی نہیں مضبوط نہیں ہو پھر

اور آخر حضرت نے نام دیالی نے آپ کے لئے دارالعلوم دیوبند کا

ایم جوہر ڈاکر آپ کو لکھا کہ گو تھو اس عہد کا سبب ہے

مگر یہی علی تریج کا تھا کہ اس کو سند کرنا ہوں حضرت کو کئی مہینے کا خیال تھا کہ جو نے لگا تھا

جہاں قاتل رہا وہی کا مشورہ تھا آپ کے لئے کوئی دولت مرشد کی بناؤ خوشنویسی تھی اور اس

صورت میں خوشی کا قرب جمالی اور مرکز علوم کی خدمت کا وہ روحانی اعتقاد بھی شامل تھا

مصلح العلوم وہ جو یہ حقیقت ہم پر عیاں کر دے حضرت کو شہید ہوا وہ حوالی ہے کہ وہ حوالی ہے

کا حوالہ ہے کہ ان کے لئے یہ سوچ ہو چکے تھے کہ وہ حوالی ہے کہ وہ حوالی ہے

کا حوالہ ہے کہ ان کے لئے یہ سوچ ہو چکے تھے کہ وہ حوالی ہے کہ وہ حوالی ہے

کا حوالہ ہے کہ ان کے لئے یہ سوچ ہو چکے تھے کہ وہ حوالی ہے کہ وہ حوالی ہے

کا حوالہ ہے کہ ان کے لئے یہ سوچ ہو چکے تھے کہ وہ حوالی ہے کہ وہ حوالی ہے

کہ نہیں جس میں منہ بجا بالآخر کفر و بغی کی عبارت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جس پر کسی
 نے جوڑے تہرہ کے قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ مسائل عافہ امیر اللہ بریلوی جب تک زندہ رہے فخر
 علی صحت مولانا نقیض احمد سہارنپوری کو علامہ وقت کہتے رہے۔ یہ ہے تحریر علمی جس کا مسائل بر ملا اعلان کر رہا
 تھا یہ سب کچھ حق تعالیٰ کا علم، اہلسنت و یوہنہ پر فضل و کرم اور احسان ہے کہ جس ذات پاک نے علماء
 و راہبند کو عجم جی عظیم نعمت سے مالا مال فرمایا ہے تو حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء و اہلسنت و یوہنہ علمی
 میں اپنا لوہا نہا چکے ہیں اور مسائل کی تہائی آپ پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اٹلی حضرت بریلوی شیعہ کے
 لئے جو بات لکھتے سے بالکل عاجز ہو گئے ہیں تو مسائل کو ایک نئی پریشانی میں ڈال دیا کہ پہلے ایک ہزار
 یا کچھ دو تا کہ انہیں جواب لکھنے کیلئے کتابیں خرید کر مطالعہ کر سکیں گا کہ جواب لکھا جائے۔ اس سے آپ
 نے اٹلی حضرت بریلوی کا علمی مطالعہ اور اہلسنت کا اعزاز و فرمائیں کہ جس قدر روغن اسلام کا عظیم جذبہ تھا کہ جو
 روپے لینے پر مشروط کر دیا۔ مقصد تو پھر یہ ہوا کہ روپے چسے آ جا چسے چاہے جیسے آئے ہی چاہیے
 اور جس سے بھی آئے۔ اٹلی حضرت بریلوی ہر کار کو اس سے کچھ غرض نہیں اس کو اپنی ایک غرض تھی جس کو
 لکھنے لکھنے میں بیان فرمادیا کہ ایک ہزار روپے لے آؤ صاحب کام ہو گا ورنہ نہیں۔

آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے مرید مولوی قاضی محمد اسحاق کا ذکر

مولوی قاضی محمد اسحاق۔ آپ علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے بزرگ علاقہ گدوون ضلع میانوالی سے یہاں آئے اور قضاء کے فرائض انجام دیتے رہے آپ دس نومبر ۱۹۱۴ء کو موضع ڈھوکہ مال تحصیل تونسہ شریف آباد ہزارہ میں قاضی تلام جیلانی صاحب کے گھر بیٹے ہوئے، ابتدائی تعلیم قرآن مجید، تاریخ و اور فارسی نظم و نثر قاضی تلام جیلانی صاحب بن قاضی محمد اسحاق صاحب سے حاصل کی ساتھ ہی گورنمنٹ مڈل اسکول تونسہ شریف (اب بانی اسکول ہے) سے ۱۹۳۶ء میں کمرڈل اسکول کا امتحان پاس کر کے اپنے چچا مولوی ویر الدین صاحب ساکن تونسہ شریف سے صرف اور فقہ شریعہ کی پھر تین سال اپنے ماموں مولوی عبد الغنی صاحب نام کی تیار کی سنت کے بال تین برس قیام کیا اور ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر درجہ عربیہ اجتہاد میں مولوی سید احمد صاحب بریلوی اور مولوی محمد عمر سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند تخریف لے گئے ۱۲ شوال ۱۳۵۵ھ کو دیوبند میں داخلہ لیا اور پہلے تین سالوں میں موقوف علیہ کی تکمیل کر کے پوچھے سال ۱۳۵۷ھ میں حضرت مولانا محمد حسین مدنیؒ سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ فہرست فضلاء دیوبند ہزارہ میں ۱۵۳ نمبر پر آپ کا نام نکلا گیا موجود ہے۔ فرطت کے بعد آپ نے اپنے وطن سلہٹ میں پانچ سال تک تدریس کی ۱۳۵۷ھ میں محمد تقی صاحب مرحوم سے منسلک ہوئے اور مختلف اسکولوں میں پڑھاتے رہے، ساتھ ہی مدرسہ انوار العلوم لکھنؤ آباد میں تین سال تک پڑھاتے رہے، ایک سال مدرسہ محمودیہ حویلیہ میں درس دیا اب مسجد مرچاں والی تونسہ شریف میں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ دارالعلوم ہزارہ جامع مسجد الیاس میں درسی کتب بھی پڑھاتے ہیں۔ جناب حافظ مولانا سید عبدالعزیز مرحوم صاحب

ربیع الاول ۱۲۸۵ھ قادیان کے ہاتھ پر سلسلہ پیشیہ میں بیعت کی (مقول المشاہیر علماء دیوبند صفحہ ۷۷ جلد ۱)
 صاحب قادیان فیض الرحمن صاحب دیوبند لاہور۔

ہارمین محترم آستانہ عالیہ تونسہ شریف کا سجاد و فاضل حضرت جناب حنفیہ خواجہ سید الدین کے مرید
 مولوی کاظمی محمد اسحاق صاحب ہزاروی نے دورہ حدیث شریف شیخ العرب والعجم امام الحرمین حضرت مولانا
 سید مدنی سے دارالعلوم دیوبند میں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو جناب مولوی قاضی محمد اسحاق صاحب
 نے ان کو فیضانِ علماء اہلسنت دیوبند سے حاصل کیا اور طریقت کا فیضان آستانہ عالیہ تونسہ شریف ضلع
 قادیان سے حاصل کیا۔ نیز مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں لیکن مدرسہ حزب
 لاہور کے بانی مولوی سید ابوبکر چار

حق شناس صاحب کی سند حدیث بھی علماء اہلسنت دیوبند سے چلتی ہے اور ان کے صاحبزادے مولوی
 رفیع الدین بریلوی شیخ الحدیث و فاضل مدرسہ حزب الاحناف لاہور نے اپنے والد مولوی ابو محمد سید دینار علی شاہ
 ہزاروی سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو قاضی محمد اسحاق صاحب نے علماء اہلسنت
 سے لاہور است پڑھا ہے اور علماء دیوبند کے شاگرد کے شاگرد سے بھی پڑھا ہے۔

مولوی سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ملتانى کا ذکر

مولوی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتانى آپ ۱۳۱۰ھ میں امرتسر میں طلوع مراد آباد میں پیدا ہوئے والد ترائى کا اسم ترائى سید محمد مختار کاظمی تھا بچپن ہی میں آپ سائى پوری سے محروم ہو گئے آپ کی پرورش تعلیم و تربیت آپ کے برادر معظم سید محمد ظیف نے فرمائی اور سولہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کر کے الہى کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ مستقل اذکار تحریک پاکستان حصہ اول صفحہ ۵۱۵ اور حصہ دوم قصورى مطبوعہ لاہور۔

نوٹ: مولوی سید احمد سعید کاظمی ملتانى شاہ صاحب نے اپنے بڑے بھائی مولوی سید محمد ظیف شاہ صاحب سے حدیث پر بھی اور انہوں نے مولوی ریاست علی خان شاہ جہاں پوری سے حدیث پر بھی اور انہوں نے مولانا مفتی الرشاد حسین رامپوری سے حدیث پر بھی اور انہوں نے حضرت مولانا شاہ احمد سعید بن شاہ احمد سعید سے حدیث پر بھی اور انہوں نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث پر بھی سند فراغت حاصل کی جو کہ علماء اہل سنت (یعہد کی سند ہے۔ اور آپ کے بھائی کا سلسلہ سند بھی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جانتا ہے۔ علاوہ ازیں تذکرہ علماء اہلسنت کا پور میں مرقوم ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں مولوی سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ملتانى کا اصل نام امی محمد سعید تھا مگر آپ نے احمد سعید اختیار کیا (یعنی کہ محمد سعید کاظمی امرتسرى تھے جہاں سے احمد سعید کاظمی امرتسرى اختیار کیا گیا نوٹ کیلئے تذکرہ علماء اہلسنت کا پور مطبوعہ فیصل آباد از محمود احمد قادری۔ صفحہ ۲۲۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

مولوی شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی کے تالیف جان خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی

مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی کا ذکر

مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی محاذ مشائخ میں تھیں پیدائش کے والد ماجد مولوی شاہ عبدالحق علیہ السلام نے ۱۱۰۰ھ وادی صوابہ کے امام الدین نام جو پڑ گیا۔ پانچ برس کی عمر میں کتب میں داخل ہوئے اور ان کی تفسیر کیا قدرتی عربی و ہندیات والد ماجد سے پڑھیں اور تکمیل مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ میں کی ۱۳۱۰ھ میں جامعہ اسلامیہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

(تذکرہ علماء اہلسنت ص ۳۲ از محمود احمد قادری کانپور)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی نے علماء اہلسنت و جمہور کے مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ سے درس نظامی کی کتب اور حدیث تک پڑھ کر فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ ان بعد اسی کی بات ہے کہ مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ کا۔ یہ مدرسہ حضرت مالو اتوٹی نے اپنے آخری زمانہ میں میرٹھ میں قائم کیا تھا یہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی شاخ تھا۔ ۱۳۳۵ھ میں یہ مدرسہ غیر دیوبندی عناصر کے قبضہ میں چلا گیا۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۵۸ از اشاعت ماری اپریل ۱۹۹۰ء)

۱۹۰۰ء میں حصول علم کے بعد میرٹھ کے مدرسہ قومی میں درس فارسی اور پھر اسلامیہ کی انیسویں صدی میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں امرا و جہانگیر کے اسلامی مدرسہ پوپال اول مدرسہ کے منصب پر فائز ہوئے۔

(تذکرہ علماء اعلیٰ حضرت ص ۱۳۰)

۱۹۰۰ء میں قومی مدرسہ میں خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی تدارک میں کرتے رہے یہ مدرسہ مدرسہ جامعہ دیوبند کا مدرسہ تھا۔

مولوی شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی کے والد گرامی مولوی عارف اللہ شاہ
 قادری میرٹھی بریلوی راوی پٹنڈی کا ذکر

مولوی شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی آپ کی ولادت رمضان المبارک ۱۲۰۳ھ بمطابق ۱۷۸۸ء
 میں ہوئی والد گرامی کا اسم مبارک حضرت شاہ محمد عظیم اللہ تھا جو اپنے وقت کے عالم پائے اور صاحب
 و کرامت بزرگ تھے حضرت شاہ محمد حبیب اللہ قادری نے ابتدائی تعلیم مدرسہ اودا اسلام میں لے کر
 دیکھے قرآن اپنے حقیقی پچا حضرت حافظہ اللہ سے کیا فارسی کی تعلیم مدرسہ عالیہ روضی الاسلام کنوئیر اور
 مولانا پیر پاشا الدین افضل گڑھی سے حاصل کی ۱۲۱۵ھ میں میرٹھ کی مشہور علمی قدیمی مدرسہ روضی
 خیر المساجد میں داخل ہو کر درس نظامی کا آغاز فرمایا درس نظامی کے ساتھ ہی شعبہ کے مشہور حبیب عظیم
 دہلوی سے فن طب کی کتابیں پڑھنی شروع کر دیں، اس دور میں اکثر علماء کرام درس نظامی کے ساتھ ہی
 کی تکمیل ضروری جانتے تھے تاکہ خدمت دین کے ساتھ ساتھ خدمت خلق بھی کی جائے ۱۲۱۵ھ میں
 وقون میں سند فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک سال تک پڑے کی تجارت کرتے رہے
 بیرونی دوروں کی مشغولیت کی بناء پر اس مشغلہ کو ترک کرنا پڑا۔ آپ مدرسہ اسلام میں چند سال قریب
 تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ (تذکرہ علماء آلہ حضرت مولانا پیر پاشا)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی نے ابتدائی تعلیم مسکنہ
 کے مدرسہ اودا اسلام میں حاصل کی اور پھر اس کے بعد مسکنہ دیوبند کا مدرسہ روضی میں داخل ہو کر
 تک تمام کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کر لیا۔ ان کا قیامان دیوبند ہے۔
 پھر اس کے بعد مسکنہ دیوبند کے مدرسہ اسلام میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

بیت اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کا ذکر

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمہ اللہ ہندوستان کے ضلع سیالکوٹ کے گاؤں نگاں والا
 ۱۲۹۹ھ کو پیدا ہوئے آپ کا سال ولادت یا غور ۱۲۹۹ھ سے برآورد ہوتا ہے والد کا نام عبد العظیم تھا
 آپ کا نام شیخ قلب الدین قادری تھا بچپن ہی میں والدین کا انتقال ہو گیا تھا۔ ابتداً تعلیم حضرت مولانا محمد
 رفیع قادری پیروری المتوفی ۱۳۳۵ھ سے سیالکوٹ ہی میں حاصل کی پھر لاہور تشریف لے گئے یہاں
 دینی مہد میں حضرت مولانا غلام قادری بھیروی المتوفی ۱۳۳۷ھ سے ۱۹۰۹ء سے لگ بھگ ڈیڑھ سال
 لایا میں پچھلے تعلیم کی پیاس بجھانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے جہاں حضرت محدث اعظم وحی احمد
 علیہ رحمۃ سے ۱۳۱۲ھ حدیث کملی کیا... الخ (تذکرہ ضلعا اعلیٰ حضرت ص ۱۳۰، ۱۳۱)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کے اساتذہ کرام کا مختصر تعارف

(۱) مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری نے مولوی محمد حسین نقشبندی پسروری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور اس سے حضرت مولانا معین الدین اجہری سے کتب قنوں پڑھیں، اور حضرت مولانا معین الدین اجمیری و مدرسین کی کہانیوں نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے طلاق دور سارے لکھ کر ان کو سارے کر لیا۔

(۲) مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری نے مولوی غلام قادر بھیروی سے تعلیم حاصل کی اور مولوی غلام قادر بھیروی نے ابتدائی تعلیم مولانا تلامی الدین بگویی اور مولانا احمد دین بگویی سے حاصل کی اور ان دونوں کو ہی بھیروی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم و بیہ تعلیم کر کے سند فراغت حاصل کی اور ان دونوں سے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام علوم و بیہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

علماء اہلسنت و جمہور کی سند اور بیہ و اچیں۔

علاوہ ازیں مولوی غلام قادر بھیروی نے سند فراغت علوم و بیہ حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدر الدین سے حاصل کی اور صدر الصدور مفتی صدر الدین الزردی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی۔

(۳) مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری نے عمر صد چار سال تک پڑھ کر مولوی وحسی احمد سورتی سے سند فراغت حاصل کی اور مولوی وحسی احمد سورتی نے حضرت مولانا احمد علی سیار پوری سے دور حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت سیار پوری رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کو ایشیائی و مغربی اسلام کی ترقی و اصلاح و ترقی کی بنیاد

میں نے پہلی آنسو رکھنے کا شرف حاصل ہوا اور ایک عرصہ در تک مسلک دعوہ کے بدار سے مظاہر علوم سہارنپور میں رہیں فرماتے رہے۔ بیعت طائفہ فرمائی۔
 صاحب کے جب اکابر اہل اللہ کا مشہور مجمع حج کو روانہ ہوا تو مولانا محمد عظیم صاحب اور مولانا احمد حسن صاحب
 کے ہمراہ دوسرے تھے اور مولوی حقیت الدین صاحب بھی ہمراہ تھے۔

مولانا محمد علی صاحب سہارنپور کا مظاہر علوم میں دینی حدیث سے اور مدرسہ میں ان حضرات کی جگہ مولانا احمد علی
 صاحب محنت اور ان کے صاحبزادے مولوی حبیب الرحمن اور ایک بنگالی مولوی امین الحق صاحب عارضی طور پر
 رہے۔ ان کے جو واپسی حضرات پر علم وہ ہو گئے (تذکرہ نقیض ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی)
 اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا
 درس دیتے تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کا علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے۔ مظاہر علوم سے
 منسلک کئی معاونہ نہیں لیا۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۷۳ من اشاعت داری اپریل ۱۹۸۸ء)

فیضانِ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی محمد عیاد الدین قادری رضوی مدنی نے مولوی وحسی احمد سورتی سے پڑھ کر
 شرافت حاصل کی۔ یہ ان کا فیضان دیوبند ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

خاکِ پائے اکابر اہلسنت دیوبند

سید احمد قادری مفتی ع ۲۰۔ فروری ۱۹۸۹ء

علماء اہلسنت کی رو بدعات پر تصانیف

امت مسلمہ جس کا اولین پروگرام وحدت امت کی آبادی رہنمائی ترقی تھا، اس میں محسن کلمہ وحدت
 ستر مصلحین (گمراہ لیڈر) پیدا ہوئے۔ ہر دور میں تاریخی شواہد سے ثابت ہوا ہے کہ اسلام کا چشمہ ساقی اور ترقی
 وسنت علی مابینا (اصول و اسلام) کے آپ حیات شیریں کو ناپاک و مفلکہ کرنے والے ملاحد و ملاحدانہ حکم
 تعالیٰ الی یوم القیامت کی ایک غیرت اکائیات جماعت وفاقین چشمہ توحید وسنت کے ساتھ ہر یکا ہے۔
 حاملین توحید وسنت کے خلاف اپنی پوری طاقت بروئے کار لا کر عوام الناس کو ان مردان حق سے جدا کرنے کیلئے
 متکثرات الزامات اور اتہامات کی سی ٹاپہ میں مشغول رہے، لیکن ان کی مسامحی شرمندہ تعبیر ہو کر وہ کسی نہ کسی
 مقصود کا نیکات لخر موجودات جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

لا تمال طائفة من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرهم من خذلهم حتی یأتی امر الله۔

اور مشکوٰۃ میں مزید الفاظ یہ بھی مروی ہیں

لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یأتی امر الله وهم علی ظالک

اگر یہ تین جماعتوں کی بنیاد والی۔ ایک مردانہ امت و توحید فی طعون کی جماعت جس نے اہم ہوت کے
 خلاف کام کر کے گمراہی کر مضمون دہائی، دوسری جماعت غیر مقلدین متکثرین اندکی، جن کے دل میں مسلمانوں کو اپنے
 اسلاف اور اکابرین سے بدظن کرنا اور ان پر طعن و تکبر کرنا سکھایا گیا اور مسلمانوں کی مہارات میں شک

پیدا کئے اور عیسوی جماعت میں پیدا کرنا نہ کی جس سے ایک نئے رشتہ خانی پیدا ہو گیا۔ جس کی بنیاد پر ہی، جس نے اپنے دوست کے خلاف، شرک و بدعات کو واقعات کا پند اور روایات منقولہ کے ذریعے تقویت دلائی، اور ان کے علاوہ دین ہند کے خلاف کفر کا طوفان اٹھایا اور نہایت ظلیق زبان استعمال کی اور علماء و یوہنہ کی کھینچ کر اپنا ارادہ پھیلایا، لیکن اسلام کے ساتھ باطل قوتوں کی جنگ ازل سے جاری ہے اور اب تک جاری رہے گی۔

شیخ کا رہا ہے ازل سے جاہل

چراغ مصطفیٰ سے شرارِ باطل

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں باطل قوتوں کی سرکوبی کیلئے اسلام کے سچے چاند کو مجاہد پیدا کئے ہیں جو اپنے سرور کے نام میں بھی محض اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے عقیدے، ایمان اور عقل کی قوت سے باطل پر باریک دیکھتے ہیں ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود فتح ایسے حق والوں کی ہی ہوتی ہے۔ "الحق یصلو" علیہ السلام۔ کمالی طور پر موصی، کے تحت اس طرح ائمہ کائنات، مشرکین، ملکی، روحانی، اولاد کی سرکوبی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد پیدا کئے جو اپنے علم و عقل، تقویٰ و طہارت، توحید و سنت کی انوار سے ان تمام بدعتیں، اوجھڑا دیں اور باطل و ظلم ظاہر کر کے امت مسلمہ کی رہنمائی کرتے رہے، اور انشاء اللہ قیامت تک ان نفوس پاک کے بائیں و بائیں حق و باطل کی سرکوبی کیلئے سرور کی بازی لگاتے رہیں گے، اور انسانی قدسیت جنہوں نے امت مسلمہ پر احسان کر کے ملت رشتہ خانی کی سرکوبی کیلئے بدعت کے اقدوں کو بران کرتے کیلئے اور توحید کا جھنڈا لٹکاتے کیلئے "ان انہم تملی" فرمائیں۔

مصنف

کتاب کا نام

مولانا شاہد انصاری شریف

تقریباً ۱۱۸۰ھ

مولانا احمد علی بہار پوری

تقریباً ۱۱۸۰ھ

مولانا رشید احمد گنگوہی

تقریباً ۱۱۸۰ھ

مولانا محمود حسن دہلوی

تقریباً ۱۱۸۰ھ

مولانا محمد عطاء اللہ قادری

تقریباً ۱۱۸۰ھ

۲۔ فاضل بریلوی کے کردار و تقریرات کا مختصر جائزہ

پروفیسر ابوسعید دہلوی

۳۔ الجہان الفتح علی نظام الاموال والاساطع۔

مولانا غلیل احمد سہارنپوری۔

۴۔ الجہان علی المذہب المعروف بلع الکوسات ج ۱ و ۲، مباحث التوحید فی غارہ علی الرحمن۔ مولانا غلیل احمد سہارنپوری

۵۔ تخطیط الاموال۔

مولانا غلیل احمد سہارنپوری

۶۔ سبقت الجنان۔

مولانا اشرف علی تھانوی

۷۔ تحفہ المہمات۔

مولانا اشرف علی تھانوی

۸۔ الشہاب الثاقب علی اسحق الکاذب۔

مولانا حسین احمد مدنی

۹۔ دلیل الخیرات فی ترکہ المکذبات۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی

۱۰۔ خیر المصلحت فی حکم الدعا والاموات۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی

۱۱۔ اذکار الرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوب۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی

۱۲۔ تحفہ الامانی بفرقہ رضا خانی۔

مولانا عبد الشکور لکھنوی

۱۳۔ نصرت آسمانی بفرقہ رضا خانی۔

مولانا عبد الشکور لکھنوی

۱۴۔ فتح حقانی بفرقہ رضا خانی۔

مولانا عبد الشکور لکھنوی

۱۵۔ سوط الارادہ جواب کاشف الاسرار۔

مولانا عبد الحق بیاباوی

۱۶۔ ایکس لائٹ السنہ بحجاب التفتیحات لدفع التحریفات۔ مولانا عبد الحق بیاباوی

۱۷۔ تکریم النواضر علی فی سبیلہ الامار۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

۱۸۔ توفیق الایمان فی اظہار الامان۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

۱۹۔ اعلیٰ المعنوی علی الاثر الکلم من المعروف بامداد التسلح والتحصین علی الزاویہ من الشما ج ۱۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

۲۰۔ اہتمام المیری من لکذاب الملتزمی۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

۲۱۔ اہتمام علی اہل الکفر۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

جنتی ۱۱۱: ارمن و ناکہ الکیار۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

درجات و اعلیٰ کی۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

ہم چاہتے ہیں کہ یہ تمام علی الملک مسکن یہ کثرت و ایمان کی کسوٹی۔ مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

سبیل اللہ اللہ فی مسئلہ الاستعداد۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

تأسیع المراد من تخریج فی ۱۱۱ جلد ۱۰۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

الحجاب اللہ فی تخریج و تخریج الکیار۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

بہ امان لکھی اشیاء اللہ اللہ اللہ۔

- ۵۹۔ بریلوی مجدد سے مناظرہ۔
- ۶۰۔ القسورہ علی النیر استطر۔
- ۶۱۔ مولوی عبدالحق صاحب راجپوتی اور لڑائی کی ہوس خام۔
- ۶۲۔ تحفہ سراخوان بن رضا الشیخان۔
- ۶۳۔ بخشی روح ویسے فرشتے۔
- ۶۴۔ تہذیب لکھنؤ القدرۃ رب العالمین۔
- ۶۵۔ کتب الیما بین علی النعمان والخراسین۔
- ۶۶۔ حیف برائی، مکالمہ فریقہ رضا خانی۔
- ۶۷۔ مہر کتبہ القسم المعروف فیہ کتب منظرہ۔
- ۶۸۔ روکدا وناظرہ بریلی المعروف فتح بریلی کا وکشی نگارہ۔
- ۶۹۔ صاعقہ سمائی اول، وکدا وناظرہ ضلع جی ہال۔
- ۷۰۔ صاعقہ سمائی دوم وکدا وناظرہ علم غیب۔
- ۷۱۔ بارق آسمانی صاعقہ سمائی حصہ دوم۔
- ۷۲۔ ضروریہ اس میں چھ مسئلوں کی شرعی تحقیق بیان کی گئی ہے۔
- ۷۳۔ توحید پاکت یک دوسرا نام جوہر التوحید۔
- ۷۴۔ مقدمہ جوہر القرآن مطبوعہ لاہور۔
- ۷۵۔ قصہ بدعت میں زلزلہ۔
- ۷۶۔ آیت حقیقت کا انکشاف۔
- ۷۷۔ مومن کی پہچان از روح قرآن (اسلامی توحید)۔
- ۷۸۔ وہابی کی پہچان۔
- ۷۹۔ ہدایات قادریہ اور تہذیبی گیارہویں شریعت۔
- ۸۰۔ حاضر و غابر۔
- مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندچری
- مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندچری
- مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندچری
- مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندچری
- مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندچری
- مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندچری
- حافظ حسین احمد وکیر احمد وکیر اللہ
- مولانا محمد منظر نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان
- شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان
- شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان
- شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا محمد منظور نعمانی

مولانا محمد منظور نعمانی

مولانا محمد منظور نعمانی

پرستی حقائق بحجاب الیٰ بنوری حقائق

برای الحیب علیٰ متن بی فی الغیر العلم الغیب حصہ اول ۱۸۸۱

۱۸۸۱ کا دوسرا مدد علم غیب کا قرآنی فیصلہ۔

مولانا محمد منظور نعمانی

حضرت شاہ اسماعیل شہید اور معتمدین اہل بدعت کے اثرات۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب کے خلاف پروپیگنڈہ اور علماء حق پر اس کے اثرات۔

مولانا محمد منظور نعمانی

۱۸۸۱ حقیقی نہایت اجماعت اسلامی اور بریلوی۔

۱۸۸۱ انعام انصاف فی آذان القمر۔

۱۸۸۱ جہنم کی بدست بحجاب بیخام موت۔

۱۸۸۱ لغوات نعمانیہ (مختلف مناظروں کے روکڈ اوپن)۔

۱۸۸۱ تزیۃ الاسرار بحجاب سبحان اسرار۔

۱۸۸۱ لکھنؤ والہ والہ والہ تفسیر و ماہل یہ لغیر اللہ۔

۱۸۸۱ مہاراجہ اکابر۔

۱۸۸۱ الایۃ الاربۃ من عقیدہ علم الغیب۔

۱۸۸۱ انقضاء السبب فی اثبات علم غیب۔

۱۸۸۱ توحید انوار حق تحقیق مسئلہ حاضر و ناظر یعنی آنکھوں کی شہادت۔

۱۸۸۱ توحید انوار حق تحقیق مسئلہ حاضر و ناظر پر فیصلہ کن کتاب ہے۔

۱۸۸۱ توحید انوار حق فی رد توہماتوہمات۔

۱۸۸۱ توحید انوار حق کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب توہماتوہمات کا جواب ہے۔

۱۸۸۱ توحید انوار حق فی تحقیق مسئلہ حق و باطل۔

۱۸۸۱ توحید انوار حق بحجاب لہر بدایت۔

- ۹۰۔ نور و شریعت و فطانت۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر۔ مرتبہ محمد قیاض شاہ
- ۹۱۔ گلدستہ توحید۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۲۔ ملاحظہ قاری اور مسئلہ علم حبیب و حاضرہ ناظر۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۳۔ تحقیق یقین، تفسیر نعیم الدین۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۴۔ راہِ نبوت۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۵۔ درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۶۔ حکم اللہ کو پالچھ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۷۔ اخلاص، الذکر، بواب ذکر یا لہم صمد و ہم۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۹۸۔ باب جنت و بواب راہِ جنت۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفر از خان صفدر
- ۱۰۰۔ مطالعہ بریلویت (۸ جلدیں)۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۱۰۱۔ شاہ اسماعیل شہید۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۱۰۲۔ نماز کا مقام توحید۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۱۰۳۔ علم جنات و علما۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۱۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۲۔ مقدمہ تحفہ الاناس۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۳۔ مقدس حرمین۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
- ۴۔ حالات و کمالات اعلیٰ حضرت بریلوی۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ دیوبند
- ۵۔ کواخلال ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ دیوبند
- ۶۔ ترجمہ اللہ مراد ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ دیوبند
- ۷۔ روضہ خانی مولویوں کی دربار رسالت میں گستاخیاں۔ مولانا ثناء اللہ قادری
- ۸۔ بریلویں۔ مولانا ثناء اللہ قادری
- ۹۔ راجح تحقیق انوار فی مسئلہ الیٰ سرواۃ اللہ۔ مولانا ثناء اللہ قادری

۱۔ شریعت

مولانا ضیاء القاسمی

۲۔ شریعت و احکام

مولانا ضیاء القاسمی

۳۔ شریعت و احکام

مولانا ضیاء القاسمی

۴۔ شریعت و احکام

مولانا قاری لطف اللہ شہید

حکیم محمد وید ایتم قریشی، پشیمان شیعہ برادر

مولانا محمد رمضان

۵۔ شریعت و احکام

مولانا محمد رمضان

۶۔ شریعت و احکام

۷۔ شریعت و احکام

۸۔ شریعت و احکام

۹۔ شریعت و احکام

۱۰۔ شریعت و احکام

۱۱۔ شریعت و احکام

۱۲۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۳۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۴۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۵۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۶۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۷۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۸۔ شریعت و احکام

مولانا محمد مطیع الحق دہلوی

۱۹۔ شریعت و احکام

۲۰۔ شریعت و احکام

۲۱۔ شریعت و احکام

علامہ سعید احمد قادری

۲۲۔ شریعت و احکام

علامہ سعید احمد قادری

۲۳۔ شریعت و احکام

علامہ سعید احمد قادری

۲۴۔ شریعت و احکام

علامہ سعید احمد قادری

۲۵۔ شریعت و احکام

- ۱۳۶۔ انگوٹھے چھونا بدعت ہے۔
- ۱۳۷۔ تکلیفات کفر الایمان۔
- ۱۳۸۔ تکلیفات نور العرقان۔
- ۱۳۹۔ رضا خانیت اور تقدیس خرمین۔
- ۱۴۰۔ تحارف احمد رضا خان بریلوی۔
- ۱۴۱۔ مہتمم اس حقیقت کا تحقیقی جائزہ۔
- ۱۴۲۔ سعید محمد الداعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق۔
- ۱۴۳۔ مروجہ صلوٰۃ و سلام۔
- ۱۴۴۔ رضا خان کی قسم شریف۔
- ۱۴۵۔ ولیم گو جرائوال۔
- ۱۴۶۔ رضا خان کی حقانیت۔
- ۱۴۷۔ رضا خانوں کی بیعت پرستی۔
- ۱۴۸۔ رضا خانیت اور عابد نماز جنازہ۔
- ۱۴۹۔ سیاہ خضاب اور جہالت احمد رضا۔
- ۱۵۰۔ پیر محمد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۱۵۱۔ نور صفات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۱۵۲۔ نماز میں لاؤٹ ٹیکر کا استعمال۔
- ۱۵۳۔ رضا خانیت اور مسئلہ جی رکھ۔
- ۱۵۴۔ رضا خانیت اور مسئلہ حاضر و غاib۔
- ۱۵۵۔ رضا خانیت اور مسئلہ نور۔
- ۱۵۶۔ رضا خانیت اور مسئلہ شریعت۔

علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری
 علامہ سعید احمد قادری

رضا خانیت اور مسئلہ سالیہ رسول اللہ ﷺ۔

پہلے ان کے جواب پاء الحق۔

تقریباً سات اہم مسائل اور امت احمد شاہ۔

رضا خانیت اور مسئلہ علم قریب۔

پہلے سات والیماعت گون؟

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

قرنی اذان مسئلہ اسلام کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

پہلے ان کے جواب کا شرعی حکم۔

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

۱۶۹۔ قبور کو چھوڑنے کا شرعی حکم۔

۱۷۰۔ شیشے کے گھسنے کا شرعی حکم۔

۱۷۱۔ صلوات اُتھانے کا شرعی حکم۔

۱۷۲۔ اذان سے آگے تعویذ اور تسمیہ کا شرعی حکم۔

۱۷۳۔ فی جملہ الصلوات کے وقت گھڑا ہونے کی تحقیق۔

۱۷۴۔ عزیمت قضاے عمری کا شرعی حکم۔

۱۷۵۔ غورقوں کے لئے زیارت قبور کا شرعی حکم۔

۱۷۶۔ قبور پر پھار کا شرعی حکم۔

۱۷۷۔ قبور پر چراغ کا شرعی حکم۔

۱۷۸۔ قبور کے خلاف کا شرعی حکم۔

۱۷۹۔ گولہ بول کی حقیقت۔

۱۸۰۔ اللہ ہی مشکل کشا۔

۱۸۱۔ قبر پر اذان کا شرعی حکم۔

۱۸۲۔ بدعتی چیز کی ذمیت کا حکم۔

۱۸۳۔ مزارات پر گنبد کا شرعی حکم۔

۱۸۴۔ مشیت ماننے کا شرعی حکم۔

۱۸۵۔ عمر کا شرعی حکم۔

۱۸۶۔ قبور پر پھول ڈالنے کی تحقیق۔

۱۸۷۔ فیضانِ دین نامہ۔

۱۸۸۔ قرۃ العین بمانیہ صلی

۱۸۹۔ الصالحون جلد اول۔

۱۹۰۔ ایک منظم روحانہ عالم۔

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

علامہ سعید احمد قادری

خان بابا شاہ

انور محمد و صاحب

مولانا محمد باقر

مولانا محمد باقر

مولانا محمد حسین

مولانا محمد حسین

مولانا محمد حسین

مولانا محمد حسین

مولانا محمد یوسف

مولانا محمد یوسف

مولانا محمد رحمانی

مولانا محمد یوسف

مولانا محمد یوسف

مولانا محمد یوسف

مولانا محمد یوسف

حضرت مولانا عبدالرزاق

مترجم ہامعلوم

مولانا ابوالاعلیٰ مہدی

مولانا ابوالاعلیٰ مہدی

مفتی غفرلہ

مولانا محمد دین

مولانا محمد دین

جناب انور محمود

مولانا محمد دین

۱۔ اصول السنہ والبدعہ۔

۲۔ فتح الکاشف فی تفسیر القرآن۔

۳۔ فہرست مباحث شرعیہ۔

۴۔ بشریت نبوی۔

۵۔ علیہ السلام فی علم تفسیر القرآن۔

۶۔ سیف جمالی علی صنف رضا خانی۔

۷۔ چہ در جمالی الی فرقہ رضا خانی۔

۸۔ (مناظرہ وود کوہ)۔

۹۔ مشرب رضا خانی۔

۱۰۔ منکب جمالی۔

۱۱۔ نور بشر کے لباس میں۔

۱۲۔ جمالی کی الکار رضا خانی کا قرار۔

۱۳۔ قیصر خصوصیات از محمد دارالقضاوت۔

۱۴۔ آئینہ رضا خانیہ۔

۱۵۔ حیدرست برقی ننگ۔

۱۶۔ بیاد سوتو حیدرست۔

۱۷۔ انکشاف الحق۔

۱۸۔ راجعہ ۱۲۱۰ھ کی۔

۱۹۔ فتاویٰ اربعین علی غفرلہ المبین۔

۲۰۔ ایک منظرہ جو ہونہ۔

۲۱۔ (مناظرہ) فی تفسیر القرآن۔

- ۲۶۳۔ مولانا محمد بن لاہوری
- ۲۶۴۔ نور پور۔
- ۲۶۵۔ بالکل فرقہ پرستی کی تہذیب۔
- ۲۶۶۔ دور حاضر کی اصلاحی مہم۔
- ۲۶۷۔ حقیقت مینا۔
- ۲۶۸۔ فصل الخطاب۔
- ۲۶۹۔ مناقب الہدیٰ علی کذاب العلید
- ۲۷۰۔ بریلوی فتوے
- ۲۷۱۔ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ القرباب
- ۲۷۲۔ قاصدۃ الظہر فی بلند شہر
- ۲۷۳۔ حکایت مہر و وفا
- ۲۷۴۔ تحریک پاکستان اور بریلویں کا کردار
- ۲۷۵۔ آئینہ بریلویت
- ۲۷۶۔ تجلیات الوداع معین
- ۲۷۷۔ القول الالہی
- ۲۷۸۔ البرہان فی رد البہتان
- ۲۷۹۔ سیف علی برگردن غوی
- ۲۸۰۔ حق کسوفی (شرک و بدعت پر تحریری مناظرہ)
- ۲۸۱۔ کشف الافساد بحجاب قہاریت الالہ شاد
- ۲۸۲۔ مئے محمد ذکوانیا ایمان
- ۲۸۳۔ درس توحید
- ۲۸۴۔ ترجمہ خراب الفیضان بصوب حفظ الایمان
- مولانا محمد بن لاہوری
- مولانا محمد بن لاہوری
- مولانا محمد بن لاہوری
- مولانا محمود الحسن بالاکوٹی
- چاشنی محمد بن نس اور
- مولوی ابورحمت سعید
- مولانا محمد عقیقہ بہر مبارک پوری
- مولانا نور احمد
- مولانا محمد شمس الدین صحرانی
- عبدالقی نور جوی
- حضرت سید شمس الحسنی شاہ صاحب
- انور احمد ایم کام
- انور احمد ایم کام
- مولانا معین الدین امجیری
- مولانا معین الدین امجیری
- مصنف نامعلوم
- غشی علی محمد
- مصنف نامعلوم
- مصنف نامعلوم
- مصنف نامعلوم
- حافظ سراج الدین جوہی پوری
- نامعلوم

۲۰۰۔ بشریت و رسالت

۲۰۱۔ حق میاں

۲۰۲۔ جہل و بطول کے قلمی مقام کی حقیقت کی

۲۰۳۔ تہذیب و تمدن کے گزراؤ ایمان و کفر و کفران

۲۰۴۔ توبہ کی حاکمانہ دعوت از جناب

۲۰۵۔ رضا خانی امت اپنے آئینے میں

۲۰۶۔ سعادت اپنے تحریروں کے آئینے میں

۲۰۷۔ اعلیٰ حضرت کے ہائی

۲۰۸۔ چنگوں کی کہانی

۲۰۹۔ رضا خانی نوین

۲۱۰۔ حیران الحق

۲۱۱۔ بہت اور اہل بہت کی آخر میں

۲۱۲۔ عظیم مرمومۃ البند

۲۱۳۔ سیف حقانی

۲۱۴۔ بطول و حدیب اور اسلام

۲۱۵۔ اقامت البرحان علی الملطفیان

۲۱۶۔ سادۃ الرحمان اول دوم

۲۱۷۔ اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ اول

۲۱۸۔ حدائے حق

۲۱۹۔ کھڑا ایمان کا تنقیدی جائزہ

۲۲۰۔ بطول و ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ

۲۲۱۔ محاسن موضح القرآن

سید محمد انور جیلانی

مولانا حافظ محمد اقبال رگونی

شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاں

شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاں

سید ناصر علی قریشی مہاجر مدینہ منورہ

مولانا عبدالرزاق فاروقی

مولانا عبدالرزاق فاروقی

مولانا ابوبکر سید محمد سلیم

مولانا فاضل

سیدتی محمد سعید

یحییٰ سید مصباح علی شاہ

مولانا حافظ محمد اقبال رگونی

مولانا فتح دین حنفی چشتی

ایوب ناصر محمد عمر قریشی

مولانا ابوالکلام

مولانا قاضی نور محمد

مولانا قاضی نور محمد

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا محمد یعقوب مظاہری

مولانا محمد اقبال ایمانی

مولانا اخلاق حسین قاسمی

مولانا اخلاق حسین قاسمی

- ۲۶۶۔ تخت المومنین قاضی سعید الدین نقشبندی
- ۲۶۷۔ دھماکہ بجواب دہلوی مرہب عالم انجمن خدام التوحید والنور عظیم
- ۲۶۸۔ بریلویوں کا چالیسواں شائع کردہ حافظ مولانا محمد اسلم انگلینڈ
- ۲۶۹۔ شیطان کا دوا دیا حافظ محمد اقبال
- ۲۷۰۔ چھٹا جلد شریعت کا مولانا محمد رشید
- ۲۷۱۔ بریلویوں کی مذہبی خود کشی مولانا محمد موسیٰ
- ۲۷۲۔ دشا خانی فقہ مولانا محمد اسلم انگلینڈ
- ۲۷۳۔ تحقیق مسئل شریعت مولانا بشیر احمد جالندھری
- ۲۷۴۔ افضل البشر مولانا غلام علی
- ۲۷۵۔ انگشتاں بریلویت مولانا شمس الدین قریشی
- ۲۷۶۔ فاتحہ کا صحیح طریقہ مولانا قاضی سید محمد اسماعیل دہلوی مدظلہ العالی
- ۲۷۷۔ آئینہ بریلویت مولانا انور حسین گودھڑی
- ۲۷۸۔ کافر کون؟ مولانا قاری ارشد حسن خان ثاقب
- ۲۷۹۔ بریلی سے بالاکوٹ تک جناب قمر احمد عثمانی
- ۲۸۰۔ توحید اور شرک کی حقیقت مولانا نور الحسن شاہ بخاری
- ۲۸۱۔ شریعت النبی مولانا نور الحسن شاہ بخاری
- ۲۸۲۔ دہلوی دہلوی مولانا محمد الدین امینی
- ۲۸۳۔ غفلت بجواب دہلوی قاضی شمس الدین نقشبندی
- ۲۸۴۔ بریلوی فقہ کا تیار پ بجواب دہلوی مولانا عارف سنہلی
- ۲۸۵۔ انگشتاں بجواب دہلوی مولانا عظیم
- ۲۸۶۔ دعوت مہلبہ اور شاہ احمد نورانی کا فرائد مولانا امیر علی قریشی
- ۲۸۷۔ علما حق پر علماء دہلی کا بہتان عظیم مولانا امیر علی قریشی

مولانا نور احمد

۲۸۹۔ غمیری انسانے

مولانا محمد موسیٰ اور حیران

۲۹۰۔ غیاث الحق بحساب اللہ ویا الحق

پروفیسر رونی

۲۹۱۔ آئینہ صداقت

پروفیسر رحیم بخش

۲۹۲۔ نائل مسند حضرات بریلویہ

مولانا محمد المصباح

۲۹۳۔ تجلیات کلمۃ ایمان

مولانا مقصود احمد خان عسکری

۲۹۴۔ بریلویہ سنت و بدعت کی روشنی میں

چغتائی کفایت اللہ میاں غوثی

۲۹۵۔ رنگین کلی گاہ

عبد الشکور ترمذی

۲۹۶۔ حیات کمالیہ سنت و البدعت

حضرت مولانا محمد عبداللہ درغوی

۲۹۷۔ آئینہ حبیب بریلویہ

انجیل احمد الانصاری

۲۹۸۔ القول الفصل فی عہد الانکمال مولانا محمد الرسل

مولانا دوست محمد قریشی

۲۹۹۔ براہین المستند حصہ اول

مولانا محمد السلام

۳۰۰۔ بشریت محمد الامام

مفتی محمد شفیع

۳۰۱۔ سنت و بدعت

قاری محمد طیب

۳۰۲۔ عسلک علماء بریلویہ

قاری محمد طیب

۳۰۳۔ علماء بریلویہ کا مسلکی حراج اور ان کا رجحانی روح

قاری محمد طیب

۳۰۴۔ علم طیب

مولانا محمد امیر صاحب دہر گودھا

۳۰۵۔ الفوجیہ

مولانا محمد نجف حسین راوی پٹنڈی

۳۰۶۔ الفوجیہ دوم

سید لعل شاہ بخاری

سید لعل شاہ بخاری

۳۰۷۔ بشریت رسول

سید لعل شاہ بخاری

۳۰۸۔ تسکین الماں علی حق و سبک

مولانا عبدالعزیز کھٹیکے

۳۰۹۔ تحقیق اللہ علیہ وعلیہ السلام وایمانہ اولیام

قادری محمد الرشید

۳۱۱۔ مراد میرزا شریف

مولانا سجاد بخاری

۳۱۲۔ مراد علیہ اسکا کی شریعت

مولانا حسین احمد نجیب

۳۱۳۔ مفتاحِ علم اور جہاد و سلام الخرمین

۳۱۴۔ شریعت حضرت محمد مصطفیٰ اور دین مولانا احمد رضا خان صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی (علک حسین علی)

۳۱۵۔ توحید

حکیم نور احمد جونی

۳۱۶۔ نور نبوت

حکیم نور احمد جونی

۳۱۷۔ نور سنت

حکیم نور احمد جونی

۳۱۸۔ غزوات و تاریخ

حکیم نور احمد جونی

۳۱۹۔ اہلسنت کی پیمائش

مولانا محمد سرور خان منصور

۳۲۰۔ وجہ المرجب کے کتب و کتاب

مولانا محمود الحسن بدایونی

۳۲۱۔ تحریک پاکستان اور علامہ دین

مولانا اکبر شاہ بخاری

۳۲۲۔ تحریک پاکستان اور علامہ دہانی

مفتی محمد الرحمن خان

۳۲۳۔ گستاخانِ رسول کون؟

حافظ محمد اقبال صاحب

۳۲۴۔ ہندو مت کی نشاۃِ جدید

حافظ محمد اقبال صاحب

۳۲۵۔ برصغیر پاک و ہند کی شریعت

ڈاکٹر ابو سلمان سندھی

۳۲۶۔ تحریک پاکستان کی حامی اور مخالف دونوں مذہبی طبقوں کا موقف ایک نظر میں۔ سید امیر علی قریشی

۳۲۷۔ چراغِ سنت

مولانا سید فردوس علی شاہ

۳۲۸۔ الصلوٰۃ الاسلام

مولانا سید فردوس علی شاہ

۳۲۹۔ کارنامہِ یادِ امت

مولانا سید فردوس علی شاہ

۳۳۰۔ التعمیلات فقہ الصلوٰۃ والصلوات

مولانا سید فردوس علی شاہ

۳۳۱۔ ان اولیاء المرفوعہ فی رواہ الحدیث المردودہ

مولانا عبدالحیہ شاکر چشتی

۳۳۲۔ بریلوی اسلام کی حقیقت

سید احمد سعید شاہ موافقی

۱۔ ہر صحت و منہ پر طویرت کے آئینہ میں

سید حقیر احمد شاہ جیلانی

۲۔ حیات النبی ﷺ

مولانا سید فردوس علی شاہ

۳۔ اذوق الخمر فی اذان الخمر

مولانا سید فردوس علی شاہ

۴۔ شرح فیصلہ ہفتہ مسئلہ

ملفوظ جیل احمد قتلوی

۵۔ حاصل بریلوی کا حافظہ

انوار احمد

۶۔ بریلی کا بیادین

مولانا رحمان الدین خان قاسمی

۷۔ کتاب التوحید فی التصرف

مولانا عبد الغنی الیاسی

۸۔ کتاب التوحید فی العلم

مولانا عبد الغنی الیاسی

۹۔ تفسیر الفاضل علی قائل الحاضر والناظر

مولانا محمد قاسم

۱۰۔ زمانہ جنازہ کے بعد عائشہ

عبد الرشید ارشد

۱۱۔ اتمام الہربان فی رد فتنج السیاس

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرور الزحالی مظلوم صاحب

۱۲۔ جمل مسئلہ

مولانا صفی عبد العزیز

۱۳۔ بریلوی مذہب

مولانا محمد رمضان

۱۴۔ شریعت کا منکر کا فریب

مولانا محمد رمضان

۱۵۔ خلاصہ فضل حق خیر آبادی اور جہان آزادی

مولانا محمد سعید الرحمن علوی

۱۶۔ حاضر و ناظر قرآن وحدیث کی روشنی میں

ابو حامد نان محمد علی چرائی

۱۷۔ علم غیب

ابو حامد نان محمد علی چرائی

۱۸۔ محمدی موقی جواب مدنی مہدی

ابو حامد نان محمد علی چرائی

۱۹۔ اتمام الہربان من مقادیر الاشرار

حضرت مولانا عبد الرؤف بھگن پوری دہلوی

۲۰۔ فتح الایار علی الخمار

حضرت مولانا محمد مظلوم صاحب سنبھلی

۲۱۔ بیادین بریلی صدی کا قصیدہ

حضرت مولانا محمد خوجہ حسن صاحب سرہندی، مقیم بکچی

۲۲۔ صاحب لاہانی برائے فرقہ رفسا خانی

جناب ابی الخش محمد اسحاق صاحب پہلووان

| | |
|--|--|
| حضرت مولانا ابوالخیر محمد صاحب | ۳۵۵۔ تحریرات من قرآن و احادیث |
| حضرت مولانا عبدالحجیہ صاحب شاہ جہاں پوری | ۳۵۶۔ دافع البواس من صدور الناس |
| حضرت مولانا جان محمد صاحب پوری | ۳۵۷۔ قطاکی طار و یونس |
| حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب پوری | ۳۵۸۔ آئینہ کمال دہمت |
| جناب محمد عمر خان صاحب | ۳۵۹۔ پنج عالمیہ |
| حضرت مولانا حاجی شاہ صوفی | ۳۶۰۔ منہ خروشنی |
| حضرت مولانا محمد بخش صاحب ہجرت مدینہ منورہ | ۳۶۱۔ الجواب الثانی |
| حضرت مولانا عبدالغنی صاحب شاہ جہاں پوری | ۳۶۲۔ معیار الغیب |
| حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب پورنولوی | ۳۶۳۔ انساں عبرت |
| حضرت مولانا عین القضاۃ تھکونی | ۳۶۴۔ ہدایہ الکوثر فی بحث العلم بما کان وما یکون |
| جناب عبدالغنی صاحب پوری | ۳۶۵۔ حستہ العلم |
| حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب | ۳۶۶۔ التسمیات السنیہ فی تحریم الرقص و الفتن و مجاہداتہ |
| حضرت مولانا عبدالحجیہ شاہ جہاں پوری | ۳۶۷۔ دافع البواس من صدور الناس |
| حضرت مولانا قاضی الدین | ۳۶۸۔ عینات المسلمین |
| حضرت مولانا جان محمد صاحب پوری | ۳۶۹۔ احکام امم |
| حضرت مولانا جان محمد صاحب پوری | ۳۷۰۔ القول السؤل |
| حضرت مولانا جان محمد صاحب پوری | ۳۷۱۔ احکام محمدی |
| جناب محمد عمر خان صاحب | ۳۷۲۔ تجریر |
| مولانا عبدالقادر دہلوی | ۳۷۳۔ برہنہ علیٰ مذہب |